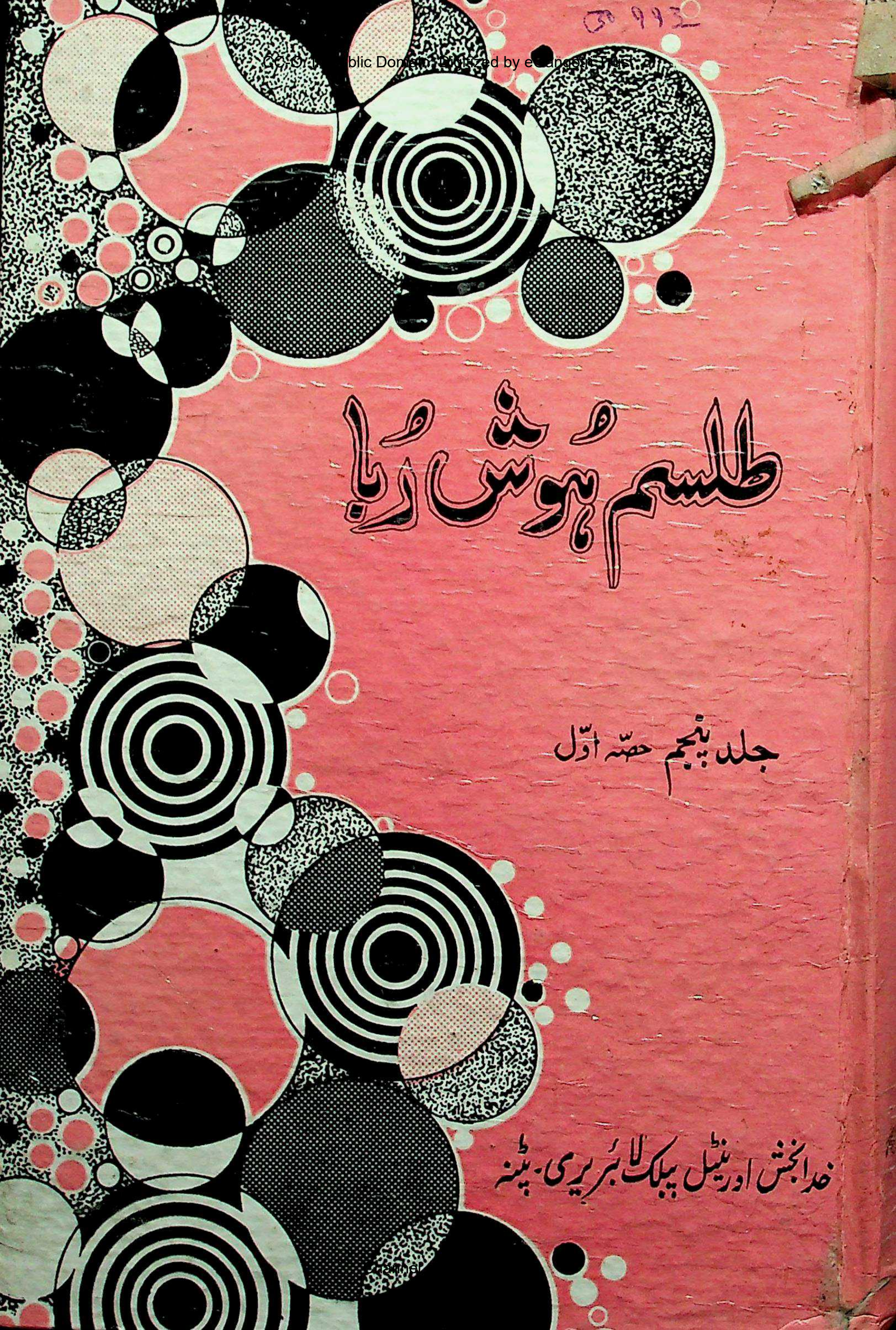

طلسم ہوش ربا
جلد پنجم حصہ اوّل
خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

तिलस्म होशरुबा खण्ड - 5 (उ)

लेखक - सैय्यद मुहम्मद हुसैन

प्रकाशक - खुदा बख्स ओरेन्टल पब्लिक लाइब्रेरी

पटना

कीमत - 100/-

# طلسم ہوشربا

جلد پنجم حصہ اوّل

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

صدر دفتر :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں :

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی 110003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکٹ، علیگڑھ 202001

اشاعت : ۱۹۸۸ء

قیمت : سَو رُپے

برٹی آرٹس پریس (پروپرائٹر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس نئی دہلی سے طبع ہوا

# پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیرِ حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمرؔ نے فرمایا

——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۵/۱، 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۶۶۴

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت، فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی)، نے (اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دسؔ یعنی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصّے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمرؔ نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔
یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں؛ اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی کوئی ادبی تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا ادبا تک (مرزا غالب بھی!) سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی؛ اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروزپوری، اونچے درجہ پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور عادی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں پیر دکھ حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خو تو تھی ہی؛ وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ ہی سہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنبھالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——— اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندیرانی کلچر کی جو باقیات، بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ——— عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کرکے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ——— سے مل کر بنا تھا۔ ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

○

طلسمِ ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستانِ امیر حمزہ (= قصۂ امیر حمزہ صاحبقران = حمزہ نامہ = رموزِ حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا رہا ہے جو روایۃً فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن یہ واقعۃً فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصوّر کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں - یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کر فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے، ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور، ان میں خدابخش لائبریری کا تاریخِ خاندانِ تیموریہ کا مصوّر نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ــــــــ یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصوّر کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخِ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں ہوں)۔ اتنی اہمیت جس داستان کو عہدِ ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہدِ تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہدِ غزنوی کی چیز ــــــــ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال، تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدابخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ / ۱۶۱۳ء میں ــــــــ حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ــــــــ لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستانِ حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین مشتاقی کے فارسی ورژن قابلِ ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی ملتی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے[1]۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

---

۱- رموزِ حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق 'تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدابخش کیٹلاگ ۸/۱۸۱) خدابخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی۔ یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنچ تنتر / کلیلہ و دمنہ / انوارِ سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خوابِ خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان، سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک ہی محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگا لیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

**طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں** طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ـــــ ایک قدیم تر فارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ـــــ کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ـــــ اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ـــــ اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور، کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گُر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ـــــ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے افکار بس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے، انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا آٹھ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربائے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطہ کی صورت میں محفوظ ہے۔ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے "یا اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ"، جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک، جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا والا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا (رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔

O

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ...۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو ('نام نیک رفتگاں ضائع مکن')، شعر کے دوسرے حصّہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچا لیں گے ('تا بماند نام نیکت برقرار')۔ اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! بے نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھوجو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے، زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے معاصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی، ادب دوستی میں، اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکرگزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں'، فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار، کسی شہسوار، کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے ؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلیے شکرگزاری کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جارہی ہیں۔

○

تہذیب، سماج اور زبان ــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم مآخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کرکے یکجا کردیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیوقامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ــــ عابد رضا بیدار



فسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوشربا سے جادو تقریر نو عروس
کلام زیبا و نو طرز تقریر مسجع دلکش حیرت افزا

جلد پنجم حصہ اول

# طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

# امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ناظم و نثار زمانہ داستان گوئے شیرین بیان سخن سنج مصاحب خاقان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ
باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بتجلی طبع منجلی ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال نثار بے مثال صاحب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

اے بلبل خامہ ہاں چہکجا — ہو باغ سخن میں نغمہ پیرا — آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کروں خدا کی — کیا پاک ہے ذات رب عالم — کیا کیا ہیں صفات رب عالم
مالک ہے زمین و آسمان کا — بانی ہے بنائے دو جہان کا — کیا خاک کو اسنے دی ہے تاثیر
مٹی ہے کہیں کہیں پہ اکسیر

زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیاں دکھائیں اللہ اکبر کہیں زیبائی شاہد گل کی کہیں نغمہ سرائی بلبل کی کہیں قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرہ کہیں فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہے ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہے کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

## نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ افوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھو اے کلک نعت رسول خدا — اک صاحب ہے جو قاب قوسین کا — وہ بزم نبوت کا مصباح ہے

طلسمات عالم کا فتاح ہے
یہ روشن ہے ہر ایک پر سر بسر
کروں ذکر کیا اسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
رہے جس سے حیرت میں ملحد سدا
یہ مہر نبوت سے پایا نشان
کہ ہے لوح فتح طلسم جہان

## منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

زہے ثناخوان پیمبر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہے اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے جو اے دریائے فیض
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین
قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے مجکو ایک نکتہ یاد ہے
قطرہ نہ جائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر
چھپنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نمیداند کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

## سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدردانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوشربا ے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدردان اہل فضل و ہنر سخن فہم و دانا گوہر بے بہاے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزاے اوریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں آئے نہ کسیطرح خلل
فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل
ادب آموز فلاطون ہیں مضامین خیال
حشر تک دفتر اقلیم رہیں سب مہمل
عزت و دولت و اقبال ہیں سب ہمراہ
دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیادہ
ہر کنایہ میں ارسطو کو ہے تعلیم عمل
اے خدا تا کہ رہیں شمس و قمر کے جلوے
شوکت و شان و تجمل میں نہ پیدا ہو خلل
تھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
کہیے اسکو سبق حضرت استاد ازل
گر نہ آمیزش تدبیر سے پائیں ترتیب
اے خدا تا کہ رہیں رات سے دن بیت و غزل
تم ازان مخزن علم و شعور سے یعنی

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کا لیکر تشریف لاے نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت ناز ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی از راہ قدردانی ارشاد فرمایا

کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو
تحریر فرمایئے کہ ناظرین بلند بین و مشتاقان خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ
آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو وحید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہو افسوس ہمکو قبل
خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤسا ے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا
اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کر کے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ سے
نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے انکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب تامل نہ فرمایئے بسم اللہ
قلم اُٹھایئے مقامات رہائی اسد و لاوردہ حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام
نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حجرۂ ہفت بلا مین بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا
اور چیز ہے ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو تمیز ہے ہر کہ دمہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہو اس شہر مین سبب
داستان گو آپ کے پیر دہین دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ
تھا اب آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق اشد من الموت
مشہور ہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن بمفواے الامر فوق الادب
انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

## التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین باتمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب
بہ جہل و نادانی آشناے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین از راہ عنایت عیب
پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران و افشا کنندگان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون
لیکن انشاء اللہ تعالیٰ بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب السیئی یہ
داستانہاے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے مید واثق ہے کہ حظ وافر اُٹھائین گے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نافہم کا
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان
اسطرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا

نقد دل دیدے کے خواہان نکتہ دان ہون تو سہی
اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
آب ڈر سے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی

یوں کروں تحریر رنگ آمد فصل بہار
بلبلیں گلشن میں میری مدح خوان ہوں تو سہی
داستانیں سب وہ ہوں دلچسپ و مضمون دلپسند
ناظرین بیحد و احصا شادمان ہوں تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے
روے اعدا زرد شکل زعفران ہوں تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اُس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سب کو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب
کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب
کہاں ہر تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار
ترے میکدے کی سدا خیر ہو
نشہ میں طلسمات کی سیر ہو
گلابی اُٹھا ساقی بے نظیر
کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر
ترے دور میں کیوں نہ مسرور ہوں
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہوں
مرے ساقی مہرخ و بے عدیل
نہیں کوئی عالم میں تجھسا شکیل
اُٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد
کریں کیوں نہ چشمک نئی برق و رعد
ہوئی کیا عنایات رب صمد
صریر قلم ہے کہ گونجا اسد
رہائی کا اک شیر کی ذکر ہے
بلاؤں سے بچنے کی بھی فکر ہے
اسد شیر دل ہوئینگے جب رہا
کھلیں گے اُدھر حجرہ ہائے بلا
پلا جام صہبائے حیرت شتاب
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
امید وفا ہے تری ذات سے
بچانا مجھے ظلم آفات سے
عمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ مشتاق ہیں مہروش جا بجا
تڑپتا ہے دل اور یہی ذکر ہے
کہ عیاری برق کی فکر ہے
اشارہ ہے یہ طبع بیباک کا
بندھے رنگ محفل میں چالاک کا
عمرو تیز رو کا بتاؤں نشان
تراشندہ ریش جادوگران
زنامش بہ بزم عدو ابتری
شہنشاہ اقلیم افسون گری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت دگرفتاران محبس اندوہ ومحنت محبوسان خرابۂ دردانگیز ومقیدان قید خانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر ودلبستگان ریسمان پیچ وتاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر وافسر اسد دلاور کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہے کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ کلاب عقاب سوار عین معرکہ کارزار مین بخدمت افراسیاب

حاضر ہوا ہی اور افراسیاب کو مقابلۂ صرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیر لے گیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے
لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تا مل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو
گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزا ے
کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی
خوب تمنے تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجا کر بصد کر و فر مع لشکر سرداران شقاوت اثر
زیر گنبد نور آکر اترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر
ایک جادوگر نے ملکہ بران شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی
ہی اور خواجہ عمرو بران سے یہ کہکر اُٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون
یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوئے ہین اور رلقا
پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالی شان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بلبلانِ جو ہین زیدۂ زمرۂ داستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین براے شکار طائر روح
کلاب عقاب سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین
کہ جب کلاب عقاب سوار کا افراسیاب ناہنجار کو قتل اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کر کے
داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہے کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سنا دصفا ا ور مع
عیاران لشکر براے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر نا پرسان ہوئے اور ایک خدمتگار کی شکل
بنکر بارگاہ افراسیاب مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بصد کر و فر متمکن ہے
پہلو مین ملکہ حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس
طناز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد انبساط گرم ہی یکا یک
کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ ترنجواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو
کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو در پیش تھی کہ آسمان
پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب بشکل عجیب سامنے افراسیاب کے
آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجا لایا افراسیاب نے پوچھا اے تحریر کوہ نشین اسوقت آنیکا کیا سبب ہے
دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی
کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سنا ہوش اڑ گئے براے خیر خواہی

واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی نگخوار ہر وقت اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص برائے انتظام بنائی ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کا مزا نہ چکھنا اگر طلسم کشا آکر قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن نشنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرما برف انداز کو بلایا اور فرمایا اے وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بد تدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا ایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہی اُسکو کون قتل کر سکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سُنکر سرما برف انداز کے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونے کی تیلی لباس نقرئی در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو جبین بھر خندہ کر لب بر انگیختی پر نمک دل خستگان ریختی

نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان

حسین مہ جبین قاتل عاشقان
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز

وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری
خبردار علم نشیب و فراز

بھری چشم فتانین جادوگری
جب سرما برف انداز مثل

آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون اے وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجھکو کہنا تھا کہ چکی وزیر و شہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہی تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی اگر ابھی قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھا کر وزیر کو دی سرما برف انداز نے افراسیاب کی جانب راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر

لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہے وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا سارا
قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا اے وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوشربا مین بیشمار ہین یہ حرامزادیان
کنیزان ساحری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا عالم مین کون ہمنبرد ہے رنگ آفتاب روبرو میرے
جاہ و جلال کے زرد ہے اگر سحر پڑھکر زبان ہلادون سرکشان دہر کو خاک مین ملادون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک
لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پر
ادھر ادھر گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی
مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا
دیکھنا ضرور ہے اُس فاحشہ کی باتین ما بدولت سے کہنا سراسر تمہارا قصور ہے یہ کہکر کتاب کو ہاتھ مین سرما
کے لیکر کھولا اور انگلیون پر شمار کرکے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر
تمنے حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہے مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل میعاد مین
باقی ہے اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بر وقت اطلاع دینگے تمہارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ
اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوشربا اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے
چونکہ کلاب عقاب سوار کے دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہے اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا تھا
دست بستہ عرض سا ہوا کہ غلام بغیر کوئی کارنمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہوکر سامنے آئی افراسیاب نے بمجبوری
خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چھ عیار ہین مگر
قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤگے تب مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤگے اس بیحیا نے
ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہے کہ آکے غلام کے سامنے آئین اور
پھر زندہ واپس جائین ایک شارہ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر گردن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب کیفیت
دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون بتعجیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا ہے دیکھیے کیا دکھاتا
ہے مگر اے عمرو اگر بن پڑے اور خدا فضل شریک حال کرے تو اسکو تابہ لشکر نجانے دو بہ فن عیاری راہ مین
اردکو دل سے باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین ہلڑ ہوا خواجہ نے سر اٹھاکر دیکھا کہ
مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیراگی بغل مین شنجرفی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد
کہتا ہوا چلا آتا ہے اور اہالیان شہر کا گرد جماؤ ہے اگر کسی نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان

جاؤگے تکیہ اپکا کہان ہی جو آ دیا بابا کمیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماویٰ مسکن کہان * جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا * بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پائون پھیلا دیے دا تا کے در کے کتے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا آپس مین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے اُنھین اشارون مین جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند اُسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ یہان کل سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ افراسیاب جادو سے بصد پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا ساحر زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو نہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہواے مدعاے دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی گفتگوے مسرت آگین مین چند و پرندہ سرکار لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دُعا اٹھا کے یون ثناے شہنشاہی بجالائے

قطعہ

اے بہر کار زنیقت قل ہو اللہ احد
وے نگہبان تن و جان تو بعید الصمد
لم یلد یا ہے تو لم یولد ہمہ جا دستگیر
لم یکن یار ہے وہ مونس لم یکفوا احد

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور نافرمان اس چمن بے خزاں کا خار مذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جفاے ہواے مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے افراسیاب طبل آسایش بجوا کر شہر ناپرسان مین گیا ارادۂ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھکر گھبرایا الحمدللہ اُس ارادۂ فاسد سے باز آیا مگر اب کلاب عقاب سوار ناہنجار مع تین لاکھ لشکر ساحران غدار براے مقابلہ سرکار دولتمدار آتا ہے اسکی نہیب سحر سے سپہر فلک تھراتا ہے ملکہ نے فرمایا خداے ما بزرگ است بدست سرمی سحر اگر شمشیر حبیب * ہر چہ آید بہ سر من یا نصیب * مگر ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہو کر دوست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت مین یہ کلاب بیدین بدعت آگین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن مکاری مین طاق ہے سحر و نیرنگ بازی مین شہرۂ آفاق ہے یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوے تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوے ملکہ مہرخ نے

پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت آپکا حال کیون غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو
آیا ہی جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہی جسوقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر اسطرف
چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ مین اسکو مارین اور تا بہ لشکر اسلام نہ جلنے
دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بروے ہوا اڑا کر روانہ ہوا تمھارے مقابلہ مین آپہونچا وہ دیکھو سامنے
بارگاہ مین استادہ ہین ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا اچھا ہے تو
سر لاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر کلاب عقاب سوار کے روانہ ہوے
لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ کلاب عقاب سوار کے آواز آئی
کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ آبدارخانہ بے آبرو بصد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو
نے دیکھا ہر چند کہ قلب بھرا یا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا تنبغل تمام رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر ایک خدمتگار کی شکل بنے گوٹے دار پگڑی سر پر چپنی ہوئی چکن زیب جسم الانور شروع کا پاتجامہ
پاپوش زردوزی ٹھہرو ٹھہرو کہتے ہوے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب شہنشاہ کلاب
پیاسے ہین ہم سب کو تشنیع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا کہ شاہ نے جوش
غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے
ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضہ
شمشیر چوم رہا ہی سات سو زنگل و کرسیان گرداگرد تخت آراستہ ہین اُسپر ساحران غدار ایک یک سامری عہد
جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہین
ایک کہتا ہے مہرخ کو قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون
نے بڑا سر اٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا بخوبی لینگے
سر میدان شکست دینگے عمرو یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لیکر بات بات مین
روبروے کلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً
پانی شرارہ بنکر اڑ گیا کلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کر کے پہلو مین آیا تاج سر کلاب
سے لیا لپٹ کر خنجر مارا کلاب عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا
چاہا جست کر کے نکل جائے جان بچا کر ٹل جائے فریب جادو اسکا وزیر پہلو مین تخت کے زنگل پر متمکن
تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیر کہا عمرو مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس
ناعیار کا کاٹ لون اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پروردگار مہتر برق نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین

آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب کے اس زور سے
مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے
مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی سراپچہ چاک کر کے نکلا کلاب جادو نے جو یہ
معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جا کر ساربان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر
دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے
آسمان پر اڑا دین کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملا دین سبکے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر صدائے نقارۂ جنگی پر
چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبرین لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوے تمام حال عیاری خواجہ
بیان کر کے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکہ معرکہ آرائے نبرد ہو
اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا
نگہبان ہی ہر وقت خیامت کا سامان ہی بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش
ازل اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آنی ہی ناحق حیرانی ہی اسیوقت سات سو نقارہ
پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر نقارہ آواز آمد عجیب کہ نصر من اللہ فتح قریب تمام اہالیان
لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت
کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہی دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ مین کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے لڑائی پر مردان عالم
چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہمنبرد
کھلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا
دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیچارہ ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے
ہین دامن صحرا سے منہ چھپائینگے کمانہائے کیانی جہان جہان سے خانہ کرگئی تھین سینک کر تیار کیا تیر ہا
سہ پہلو کو زہر مین بجھا کر آبدار کیا تیغ چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے دلیران جنگی کی
زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادہ حرب و پیکار ہی مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے
ہین وہ جو نامرد و بزدلے ہین بھاگنے کی تدبیر جان بچانیکی تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو
آواز دی بدھو حاضر ہی سائیس سامنے آیا سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد
ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور برتل کا ٹٹو بہر رات رہے سے تیار رہی سائیس گستاخ تھا عرض کی بہر رات رہے سے

کیا ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہو فرمایا براے شکار صحراے پر بہار مین جائینگے شیران دشت کو شکار کر کے
لائینگے ساحیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ روز معرکہ کارزار ہی ہر نمکخوار
شاہی آمادۂ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی و مردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب
کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرمزدگی جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان
کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنائین برآئین تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کر کے جمع
کیا ہی اسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض مثبت کند ہمجنس با ہمجنس تجویز مخنث با مخنث ہیز با ہیز اس عرصہ مین
پہر رات گذر چکی تھی بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے
مقام پر آیا اولان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و غنچہ دہن
و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا وغیرہ پر بہار باغ حسینوں کا
غنچہ مہ جبینوں کا پریوں کا اکھاڑا حور نژادوں کا جمگھٹا سامنے آیا ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو
اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخساروں نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر
منقش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی وسط خیمہ مین بچھا دی گرداگرد گلدستہ ہاے گل
نمود کہ جسمین ہر طرح کے پھول تھے چن دیئے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین
چوکی مذکور پر جلوہ گر ہوئین کنیزون نے سبوے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا جسکو دیکھکر
آبروے گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اس آب نایاب سے ملکہ بہار نے
غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نصف باندھی نصف اوڑھی موے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک
رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجہ
خورشید نما سے زلف تابدار کو نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض بہار
تھمین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع
وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہی چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہی ابروے
خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اسرار آن بان کو دیکھکر گلعذار وزیرزادی نے اُٹھکر بلائین لین
ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے اشعار

| | | |
|---|---|---|
| ہین ناز نین گو زندہ ہی کر نیوالے | ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالی | مرحبا قتل ہمین کر گیے مکر نیوالے |
| منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنیوالے | ہر ادا کو تری سکھلائینگے انداز قضا | جی نیچے یار اگر جی سے گذرنیوالے |
| یہی کرتا ہے اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن | یون اُبھرتے ہین محل پاکے اُبھرنیوالی | کھولکر بال پریشان نہ کر صبح کو تو |

دو مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ حرب بازی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوئے غنچے چٹکنے لگے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال شیشہ انگن و آہ خسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ سرخ مو کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جابجا روشن ادہر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے منہہ نہ موڑونگا یا کل کو گرفتار کرکے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہے ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہو گی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کھینچا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کرکے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر سنگبر تیار ہوے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ رو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ اے خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا پوجا کیا بھینٹ دیکر تیرا پیٹ بھرا کل بنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نار سنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا اے کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر چڑھ کر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین ہیبت جوانو جوان مرد تیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی خمسہ مصنف

| | | | |
|---|---|---|---|
| | رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر<br>دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر | نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر<br>جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر | |

چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

| | | | |
|---|---|---|---|
| | مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین<br>کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین | روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین<br>چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین | |

لو فلک پردہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھلائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
اے فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
ولولہ ہین اسے اے جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا ببد
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوئے آہ
اے شب صلت محبوب ذرا رہیو گواہ
بیچطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا
جھوٹ کہتا نہین ہین قول ہے یہ راست ملا
سہین جن ہون کہ بشر پالہ ہیون مرغان ہوا
شور و غوغا اسے سمجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا
ہلے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
چنے پیشانی یہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین دیکھکے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آیگی اجل
لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
چونک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسبدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر
شوق نظارہ ہے اس درجہ اسے مد نظر
زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہے بسر
صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم
اس جگہ بند ہین سب چہچہہ پردازون کے دم
اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بعینہ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب

مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوار خیمہ حصار کردۂ سحر سے
باہر آیا الفیر سحر بجی قرنا بھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہزیمت اثر تیار ہوا سمت میدان
کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صداے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری درہم
ہوئی جلوخانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی
مین چشم دام رہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہوتے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت
میدان نبرد جا چکا ہے وہ عرض کر رہے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول جلال وورود اقبال فرمایا
چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی طرلوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ
تخت زرین پہ تاج شاہی بر سر چار قبۂ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی
ایک پہلو مین اسباب سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب
آگے آگے آواز لگاتا ہوا صداے دورباش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ؛ بڑھے
عمر و دولت قدم باقدم ؛ پہلے سب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پر ہاتھ رکھا
اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے حقیقت مین مہر و وفا تمھارے آب و گل مین ہے بعد ازان
ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ موے کاکل کشاد ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ نے
باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلا کہ بصد کر و فر سمت میدان کارزار روانہ
ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی ؛ کہے تو کہ باد بہاری چلی ؛ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ
فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بہ عہدۂ سپہ سالاری قائم ہین اس کیفیت سے لشکر مہرخ
میدان جنگگاہ مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر کلاب عقاب سوار بڑے رونق
و شور سے آتا ہے ہر ساحر روسیاہ اپنی اپنی شان و شوکت دکھاتا ہے نشان ہاے سیاہ کلاب
عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین پھر پھرے اڑ رہے ہین انپر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہوئی ہین
صدا بجر تنگ نجر بانگ کی کہین نعرۂ یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان آراستہ
ہونے لگا ایک ساحر نے جوش مین بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی
خس و خاشاک کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر تلم
تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے
بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے درست ہوا
نقیب ہاے بلند آواز کو اشارہ ہوا گویتون کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتین کلاہ زرین

بر سر لباس رنگین زیب جسم اور ایک انگوٹھی کان میں بے مثل و یکتا آن بان میں ہمشکل لالہ بھیرویں کے سہروں میں سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد میں آئے گن گنا کر آوازیں لگائیں **ابیات**

| | | |
|---|---|---|
| نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا | کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے | سکندر نہ باقی رہا دہر میں |
| یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے | کدھر کو ہی دارا فریدون کہاں | یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے |
| ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب | پڑی فکر انہیں مال و دولت کی ہی | مکانات عالی بناتے ہیں کیوں |
| عبث فکر انہیں جاہ و حشمت کی ہے | نجد کوئی اپنی بنا تا نہیں | جگہ جو کہ آخر میں راحت کی ہے |
| شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے | جگہ امتحان اور جرأت کی ہے | بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے |
| سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے | تم مہر خالق میں کر عمر صرف | گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے |

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہو گئے سر جھکائے شکل ناپائداری دنیا آنکھوں میں پھر گئی کلیجوں پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑیں اور مر جائیں اس عالم ناپائدار میں کچھ نام کر جائیں کہ یکایک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جادو ساحران لشکر مہرخ کو للکار نا سرداران فوج کو چن چنکے مارنا اُس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کرا بار سر بر تن است حکیم علاجش بدست من است و اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملا حظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارہ جگر جوان بیعدیل شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق میں میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کروں یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤں بفرط مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونوں ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہے وہ گولہ گویا موم کا ہو کر ہاتھ میں آیا شکیل جادو نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد بد بنیاد لے تیرا بیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولا اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب سینہ فولاد مشت زن چلا ہر چند سحر سے اسکو روکا مگر نہ رُکا سینۂ پر کینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر

پار نکل گیا فولاد مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا
اسکو کہ جسکا نام فولاد مشت زن تھا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا
کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر
ولولۂ شجاعت میں نہیب دی اے فرقۂ باطل پرستان جو تم میں سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہے کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے ہاتھ سے شکیل جادو
کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا
اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا اور مثل دیو کے چنگھارتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے
ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک ابر بنگیا
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہے کہ خدائے بر و بحر کا قہر ہے یا اژدر پر زہر ہے خدا آبرو
شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن میں
ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم ہوا ہرچند کہ شکیل نے بہت روکرنے ابر ندکور میں
جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریائے قہار پانی کی طغیانی ہوئی
کشتی حیات شکیل طوفانی ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا
یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس
نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گر پڑی مثل کشتی سامنے
سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل نے ہرچند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر
اسی دریائے تلاطم میں غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش میں آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا اپنے ابر و دریائے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان سے برسنے لگا
دریا سے طوفان اُٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان خدا دریائے سحر میں ڈوبے مثل حباب
تیرنے پھرتے ہیں وہ تلاطم ہے کہ ہر ایک کا ہوش گم ہے دریا تو اس جوش پر ہے ابر میں یہ اثر ہے کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہے
پانی ہوکر بہ جاتا ہے پناہ پانی اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہے ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہے اُدھر سر پر بارش باران
سحاب ہے کیونکر جان بچائیں آفت ہائے ارضی و سماوی نازل ہیں کہاں جائیں ناخدائے کشتی عالم کے سوا
کون بچائیگا اس طوفان موج خیز میں وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے ملاحظہ کیا اپنی اپنی
سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیوں
کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے

اُڑائے پانی پر سناٹا دم بھر مین موقوف ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے
دریا کا کلیجہ پھٹ گیا ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پُر آب بنگئے حباب تھے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی کچھ پاش کے
دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی ہیبت سے دریا غائب ہونے لگا کلاب عقاب سوار قہر و غضب
مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین
یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج لشکر مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم
ہائے زرین کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے
گولے اُچھلنے لگے تیغ چلنے لگے نخل ہائے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر ملکہ بہار نے
گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا پایا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر ہو ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوے دام تھا
مجھے تو فراغ مدام تھا مگر اسکی پیچ مین آ گئے
کھڑے پوچھو ہو مین یہ کسکے گھر یہی عاشقونکے تو ہین نگر
انھین بستی والون کے تھے جگر جو جلے پہ داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا اس بیقراری مین
یہ پکارتا تھا کہ اے غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی و اے سرو رعنائے چمن محبوبی ہم اسیر طرۂ گیسو و فریب خنجر ابرو نگاہ مہر و
وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین بارے باعنان قضا و قدر ایک نظر سے خوش گذرے
ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین
کیونکر مرتے ہو دل دادۂ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے
لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی ہم رعد جادو و برق جادو
اور رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹھے کی آواز سنی فوراً تڑپکر گر رہی کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک
سمت ملکہ سرخ مو نے کاکل کشا بعد ناز و ادا اسطور سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو
تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین
ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہے ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین
برپا کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغ دان

مع چوبک نکالا بجائے روغن اُس چوبک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچ کر اُسکی بتیان
بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا یا ساحری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع
کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی
سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ
دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہوکر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار کو
مارین اور بڑھ بڑھ کر اُنکو للکارین یا یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سردارونکے
بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے **ابیات**

عجب گردش چرخ کجباز ہے
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ
کوئی بادہ کبر ونخوت سے مست
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین
بڑھا لینگے لشکر وہ خانہ خراب
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا
بچے جان اس چرخ کے دور مین

کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے
کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین
سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ
کوئی صاحب دولت و تاج ہے
تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین
کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ
ادھر سحر سب کو فراموش تھا

کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کہین چہچہہ چشم پرنم کہین
کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
قمر سرنگون ہون اسی غور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی نے یہ آفت
دیکھی فوراً سپرین سحر کی بناکر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہم پر نہ پڑ جائے چراغ سے کہین
آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پر ملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ
پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہے ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہے ضو چراغ کی
پھیلی ہے دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہے ادھر لشکر **کلاب** عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آیا ہے
ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہے یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہے ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند
کرکے دکھاتا ہے ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہے اسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام
نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان وائے دادرس
بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر **نظم** موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان
درین شب و سفیدم کن چو خورشید

چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس

شبے دارم سیہ چون بخت امید
بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آیا
اُسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری برسر زیور جواہر جسم پر آراستہ موتیون کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے
زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ اے قوت بازوے من کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانیکی تدبیرین
کچھ کچھ سحر پڑہ رہی تھین یا افراسیاب کو دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش
ہوا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم و دلاوری مانع ہوئی ہرچند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان
جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آکر اترا کلاب نے
جھک کر سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگالیا اور کہا اے برادر مین باغ سیب کتاب سامری مین تمھاری
جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے جوش مین آکر اسکو مٹایا
شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے
ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی اے شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہے
مین نے خیال کیا اب کے ساتھ اُسکو بھی قتل کرونگا یہ چراغ بزرگونکے زمانہ سے ہے جب کوئی بڑا وقت
آتا ہے تب روشن کیا جاتا ہے بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہے اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے
نکلتا ہے مگر ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا شکل کہان ہے سحر سامری
کا نمونہ عیان ہے مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بخوبی آگاہ ہو جسدن سے
بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہے مخمور کی جدائی بادۂ رنج و غم کا خمار ہے گویا نشہ کا
اتار ہے ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا اے شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین
جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا پہلو سے آواز آئی باش او بیحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرہ عمرو

| | | | |
|---|---|---|---|
| عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم | رنگ از رخ تجتاک بد اختر ببرم | | در مجلس خسروان چو گردم ساقی |
| تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم | | | یہ نعرہ کرکے خنجر لپیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر |

نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی
آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا
لباس بھی اتارا قصد عمرو کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی
ہمارے خیمہ مین نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی
وہ چراغ جلکر خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر
خواجہ نے آکر کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب

پر حملہ کیا گویے ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش پڑا تھا سحر مین اس بیحیا کے بتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اٹھا نگہبان دوڑے چاہا پکڑ لین شکیل نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مر کر زمین پر گرے سحر شکیل سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسیطرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامۂ رزم گرم ہی فوج کلاب پر آفت برپا ہی سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے پر آمادہ تھا مثل مشہور ہی لشکر بے میر فقیر ہے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر ملازمان کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بمشکل تمام لاشۂ کلاب اٹھایا اور ایک کھٹولے پر ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمے و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر انعام ملا کہ غنی ہو گیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھول کر اترے سجدہ شکریہ پروردگار بجالائے بجہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار ہو کے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہی حکمانے واسطے زبرجد شاہ کے بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اسنے سامان خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو اس تخت پر سوار ہو کر بصد کر و فر تخت کو اڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کر کے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کر کے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر معلق کیونکر جاؤن اسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایہ تخت مین ایک تختی نصب ہے اسمین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین اگر فلان کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو تو اسطرح اس کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرضکہ اسطرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جبسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہی بوقت ضرورت اسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بلاحظہ ناظرین بالتکین پیشکش ہو نگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ بلاوجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین جلسہ گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر

ہیکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا یکایک خواجہ عمرو بصد کرو فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگاکر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے منھ پھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکاکر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیچیا کو مارا وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکاکر فرمایا اُنکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُنکو دیکر سمجھاؤنگا آئندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے زر کثیر بصد توقیر منگاکر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے باادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمائیے نے بجائیے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز نظم

ایک اک نمین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرماگرم
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ اے بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پربہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فوراً کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا خمسہ

غم مطرب بسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
بر رنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز نمر یرے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے

اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی **غزل**

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین — اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ — اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی — رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر — آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین

بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم — پھر بھی ہر جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین

تو چھپائے لاکھ جب چھپتے نہین دل کی تڑپ — دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا — غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین

خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر — ترچھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین

تم ٹپکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے — آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین

دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے — یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین

وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے **جلال** — کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی جلسہ جما ہوا ہی مگر اب دو کلمے داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب** جادو باغ سیب مین آیا ہی چونکہ قتل **اسد** غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھے **افراسیاب** **حیرت** جادو سے کہ رہا ہے **کلاب** عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا نکر سکے دل مین کھٹکیگا وہ راہ فسون گری سے بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نہ کرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کر دونگا اُنکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کر کے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب **مثل** دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اینٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اٹھائے ہین ان نگوڑامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا **حیرت** نے گھبرا کر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے

حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول بردہ پائے سحر
بنایا اُس سحر کو مکھرامون نے باطل کیا اس روشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے
بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش
ہوا کل لشکر نے بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے
چراغ دکھاتے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین لیکن
جان کی امان پائین تو زبان پر لائین افراسیاب نے کہا بیان کیون نہین کرتے اسمین معافی خطا کیسی تھوڑی
ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی اے
شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچلا تھا کہ یکایک حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار
کے حضور اُترے ہمنے دور سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکار کر کلاب کی
کوکھ پر خنجر مارا وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند صاف غلامون سے نہ چھپائیے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے یہ انتقام لیا
اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت سے معزول کرتے شہنشاہ
ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا مزا ملا اب ہم سب پر حال بغاوت مہرخ و بہار
وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سنکر
افراسیاب مثل مار دُم بریدہ کے غصہ سے بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سرخ ہوا کف منھ
مین بھر آیا بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وفاؤ خداوند ہو یہ کیا واہیات بکتے ہو بادولت تو
سحر سے بیرون باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے ہین نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا مگر
کرورہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا تھا اسپر میرا ہاتھ
کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ
پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا ہے
خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی
ان سبکو جوتیان مارو ان زبان درازون کی ناکین کاٹ لو کہ بادولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل
بتاتے ہین غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑکے قردیان کمر سے نکالنے لگے ان سبکی
ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغۂ سحر برق مثال کھینچا ساتھ والون کو آواز دی
کہ یارو اب نکلے ہو تو گے یا جان دو گے ہین اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا ناک نہ کٹواؤنگا یارون کیون حیران

ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول
نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو مارا ہے ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم
دیتا ہے یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن ہے کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکے پڑے
یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہے زبردستی ہماری آبرو ریزی کا درپے ہے ساتھ والون نے آواز دی اے
افسر ہمارا تیرا ساتھ ہے تیرا دامن دولت ہے اور ہمارا ہاتھ ہے جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز
ناک نہ کٹوائینگے یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سب کے طرار نامدار عقب مین یہ فوج
بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و تبر چلنے لگے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت برے ہوتے ہین ایک چشم زدن
مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاوے
افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق
چمکنے لگی رعد گرجنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کو دن تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہو گئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سب کی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار کرکے انکو ہمارے
سامنے لاؤ اب جو ان سب کی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا جوش تھا اپنے کو مقید پایا افراسیاب نے
آواز دی کہ ان نمکحراموں اب کہو تمھارا کیا حال کرون طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ
لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو خاک سے پاک کیا اسی کو پکڑ گرفتار کرکے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ
بن بیٹھا ہے ہمکو نمکحرام کہتا ہے اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہے یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر کھینچو کہ سر کشان
طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان بیرون باغ لائے دار بر استادہ ہوئین
جلادان مریخ خصلت تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوئے سامنے آئے کسی کو زیر دار لائے کسی کے واسطے چبوترے بنائے گئے
بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغہ زہر آلود کھینچکر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھوں مین
آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس دل سے کہتا تھا اے مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات
پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہے قدردان ہے اور یقین ہے
کہ خداے نادیدہ برحق ہے طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کبھی آسمان کی طرف جاتا ہے کبھی شباب کی موت پر آنسو
بہاتا ہے افراسیاب نے ایک حکم دیا ہے چاہتا ہے کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر بلکہ صرصر سامنے سے نمایان ہوئی
یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کر قریب افراسیاب کے آئی عرض کی اے شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہے
ان سبھون کی کیا خطا ہے افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بتاتے ہین

کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اُسکو خنجر سے مارا ماہ دولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین
کہ آپنے مارا اور اے صرصر ماہ دولت تو آج در باغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین ہین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا
بختیارک کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو
عیار ساربان زادہ بلاے بے درمان ہے آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ
فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت
پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت
افراسیاب عیاری کر کے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی
سفارش کرو ماہ دولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے
معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے
بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان
سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے ماہ دولت کا اتر جاے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو
خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا
سرما نے کہا کہ اے طرار جاؤ اس اپنی فوج کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے
باغ سیب سے نکل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی نہ کھایا
کیدان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی بھائیو
تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو کیا ارادہ ہے سبنے جواب دیا آپ بجاے شہنشاہ کلاب
عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست ؎ یہ سنکر
طرار جادو نے کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے مطیع اسلام ہو کر
خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خود بخود افراسیاب ہمارے اور
تمہارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین
کہ ہمارا ایک خدا ہے کوئی اُسکا شریک نہین ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یہان پونے دو سو خداوند مشہور ہین
کیونکر ہو سکتا ہے دو بادشاہ سلطنت باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا
نہ کہ مقدمۂ خدائی اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہے
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سبنے عرض کی کہ اے سردار نامدار بہت درست ارشاد فرمایا ہماری بھی عقل بلا ریب

بین بین آیا طرار نے کہا شکر ہے خداے نادیدہ کا مقدمہ مذہب درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر
چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر رہیگی کہو ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب
مطیع اسلام ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی اے سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہے کہ عقب اس کوہ کے
لشکر ابریق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ مژدہ جانبخش سُنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس
بیحیا پر شبخون ماریں لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور
عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی یہان کی سرداری سے بہتر ہے یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق
کوہ شگاف پر آکر گرا اسپ کو سکھا دیا تھا کہ یارو نام مرد بہ از مرد ہوتا ہے لشکر ابریق کوہ شگاف پہ گرتا تو نام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بیحیاؤن کو شکست دینا خداے نادیدہ انجام بخیر کرے غرضکہ سب نے یہی کیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید
زرین سحر فرزند دلبند ملکہ مہرخ موے کل کشا گر طرار نامدار نے آواز دی منم معمار قدرت صاحب شوکت
فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی کر خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر
اٹھا ہاتھ سے سرداران طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بیحیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہے حواس ہر ایک کا گم ہے بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے
اسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے یہ سنکر آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا
تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا
میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دلمین ارادہ یہ تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ جائین اپنی جان بچائین
بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر
سر پر پڑی گھوڑے سے خود ہی زمین پر گر پڑے سمجھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمراہیان طرار آکر پہونچے سحر کرکے
میان ساحر صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جلکر ابریق کو جگایا وہ گھبرا کر اٹھا
پوچھا کیا ہنگامہ ہے خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے آپکے
لشکر کو دیکھکر آگرے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشۂ شراب مین جھومتا ہوا اُٹھا
کہتا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر
جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہے کچھ ہاتھ نہین آتا ہے اس اثنا مین ادھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا
ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اٹھایا سپر کو بھی پشت پر پایا اتنے عرصہ مین تیغۂ
سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا در ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق

غش کھاکر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق بد
اپنے تئین گرادیا صدہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھایا ہوا از بر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین
بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر گھر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت
سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق
نپایا اسی خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی تھی
کہ یکایک جوڑیان سحر کارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پہ لائین اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ | گل سرخ تابد چو روشن چراغ | نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد | اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہے کلاب عقاب سواجہ

مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو اسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو شگاف
پر مارا لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہے اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ
طرار نامدار سے ظاہر ہے کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوئے شرماتا ہے جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ
مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال
کرکے باآبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال دملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج
دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی
فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ
مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے
بھیجا ہے طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے
استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہے کیونکہ افسوس کے نام پر جان نثار ہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے
قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران ذیشان
کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا
طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جاے ملکہ مہرخ نے سر اُسکا سینے سے لگالیا
اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبروے تمام اُسکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب
شاہزادہ خورشید زرین سحر ذلگی بیٹھنے کو ملا اُسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمے سراپردہ استادہ
کرکے ان سبکو باآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کر دیں پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا
ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری

دعوت قبول کرو جو کچھ چھچھ آش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فردا فردا وعدہ لیا طرار بفرحت تمام وبہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہائے سرداران نامی ہے لیکن افراسیاب جادو باغ سیب میں ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ وزاری دربارغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت میں طرار کی گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہیں پائے کہ رونے کی صدا کان میں آئی سامری وجمشید خیر کریں معلوم ہوتا ہے باغیوں نے کسی کا گل امید توڑا کسی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیوں ہی کا خیال ہے بہار سے ناحق رنج وملال ہے تمہارے طعن وتشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام ہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر میں زخم کاری ہوا دار پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہیں ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریاں ونالاں خاک بر سر کناں ابریق کوہ شگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایاں ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکار گاہ میں اُترے ہوئے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون لا کرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھوں تھے کہاں تک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑوں باغیوں کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت میں زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہاں تک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگوں کا شیوہ نہیں ہے شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُنکی دشمنوں کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار پچیاں پُرفن سامنے آئیں واسطے تسلیم کے خم ہوئیں افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیوں کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیاں حاضر ہوئی ہیں سامری وجمشید کی ٹھوکروں پہاڑ پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جاکر تمام سرداران مہرخ کیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کرکے چلتا دھندا کیا لشکر عمرو میں پہونچے مہرخ نے اُنکی بڑی خاطر مدارات کی ہے ہر سردار نامدار نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہے طرار جادو ہر ایک کے یہاں دعوت کھاتا پھرتا ہے چہچہے قہقہے ہو رہے ہیں افراسیاب نے اُن ساحروں سے کہا کیوں نا لائقو ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہیں خوب نابدولت کو ثابت ہوا ہے کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانوں کو ہوا سمجھ لیا ہے یہ سنکر اُن سبھوں نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی اُسنے ابریق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا میں مبتلا ہیں تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نمکحرام کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آپ تشریف لائے ہیں نہ خیال انتظام نہ خوف ننگ ونام تم صاحبوں نے بہت پریشان کیا ہے

اگر یہ بدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نمکحرام کا
سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو نذر دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے تاج سر پر
رکھا زیور جواہرات زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک ہی ساعت سامنے سے مرکب تند شکیل بساز و یراق سے آراستہ
زمین پر آکر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا عجب مرکب بادرفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا
ایک کاوے مین دورہ عالم تمام تھا اشہب تیزگام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب بادرفتار تھا۔ کہ طرار تھا اور
فرار تھا۔ قصد ہوا افراسیاب کا کہ اسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قہرا اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام جہان
پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربندہائے طلسم مقہور بن قہار و ماران
اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے مثل بلائے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین سامری عہد جمشید زمانہ ہو دست بستہ ہوکر ہر ایک نے
قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والاتبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو سا مکار
غدار وہان موجود ہے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے وہان موجود ہین
جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے فسون عجائب و غرائب سے بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل
اور صاحب اختیار نہوتے تو وہ طلسم کشا کو اب تک چھوڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا
ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے اُنکی کیا حقیقت ہے لونڈیون
غلامون کی کیا لیاقت ہے سرکار خیرخواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے اُن خود سرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے بتعجیل تمام رقاصون کو حکم دیا
رقص شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن تھام کر افراسیاب کا بھاؤ
بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصعی اُٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہر چند
کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب کا غصہ نہ اُترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد
کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر جا پڑون ہاتھ اُٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی
فکر مین ہین قتل مسلمانان کی فکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر
لکۂ ابر چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسوے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم ہوتا تھا
یکایک وہ ابر شق ہوا بوندین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو بغور دیکھا تو ایک بادشاہ
جلیل تخت زمین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب و غرائب سحر کے دیکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اُترا

ساحر مذکور تخت سے کود اسامنے افراسیاب کے آیا جھک کے سلام کیا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا لیکن بے اختیار
ہنس پڑا بہ شفقت و محبت پوچھا اے غواص دریانشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹا
بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی دریا دلی کا باعث ہی کہ اس
ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا برائے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لمحہ فرصت نہین ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا
کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا اہالیان طلسم ہوش ربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج
دشمن سرکار کی طغیانی ہوگئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہوگئی آشنایان دریائے تجربہ کاری و غواصان لجہ بے انتظامی
سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ کار و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر
مر جائین غرق دریائے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین ابھر نہ سکین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے
غواص دریانشین کو گلے لگالیا پہلوے تخت مین دنگل تھا اُسپر بٹھالیا اور کہا اے خیرخواہ بلا اشتباہ مین کیا
کسی سے پایہ کمی کار رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بدانجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ چند دن سے
کہ کوکب اُنکا شریک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو زن ہی اسم بامسمی شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے
بڑے بڑے رنج اٹھائے اسی نے دریائے خون روان خشک کیا پریزادان تو کیا عمرو کو مین نے برج غضب مین
قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی ہٹایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری
کے سپرد کیا ہی مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب کھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے تیمہ کوکب کے پردہ ظلمات
مین بھیجا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا
نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو عیار بعد کرو فر پردہ ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے
نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہوگیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو
رہا کرین اب جو مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہوجائے کوکب اس صدمہ سے
گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے
شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیرزن طرف سے اپنی مان کے ورثہ دار سامری ہی آپ کو بخوبی حال
معلوم نہین ہی مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ
ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی قلعہ رنگین
حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پامال کنندہ جہان آفت جان عاشقان
ہی عاشق ہوکر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم

عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرہ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گزار بموجب مصرع ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ لیکن
شادی غیر ممکن ہی اور اگر حظ سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمائیے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائیے موافق مصرع ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ اگر اس کے
خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا
کوکب نے تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً و مشروحاً ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی جسکو جب
کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ
ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہر در سے نہین آیا ہی مجھے تردد
و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے
پائے جاتے ہین مین نے سنا کہ عشق حنا کا رنگ قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو
میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سنکر
البتہ غصہ آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شنفقل کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے عزیزون مین
شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جاکر اسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب
اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر
سہرہ بندھوا کر بلاتی ہی چہ چلے کی خوبی مین کل لاکر ضرور اسکو آپکے پہلو مین بٹھاونگی اپنے ہاتھ سے دلھن بناؤنگی
یہ کلمات ملکہ ناہید کے سنکر کوکب روشنضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی لے شہنشاہ زن و شوہر مین
ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر
سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان بااختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا
مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنائے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے
بیاہ لایا اسیدن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم
نیرنجات مین شہرہ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ انھین اشیائے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مان نے اپنی دختر
بلند اختر مہران شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اس سے آگاہ
ہون یعنی حجرہ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اسکا ملک الخضر گوہر پوش اسکی دو صاحبزادیان
ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین انکے حسن کا کوئی عدیل نہین ہے
سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب بنام شادی

ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کے بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی
بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہے
اسی کے خواب مین روز بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس
سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ممکن نہوگی بران پر کوئی
ہاتھ اٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ اے خیر خواہ بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر پنہان ہی غواص
دریا نشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اگر گوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض کرتا ہون
دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعۂ جوہر نگار پر بھائی
کوکب روشنضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس نیمچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن ہے
طلسم جہان مین بڑا سحر ساز و پُرفن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی ملک وہین شب و روز مرنے
اڑتا ہی نہایت مغرور خود سر ہے کوکب کا بڑا معتبر ہے اسی وجہ سے وہ نیمچہ اُسکے سپرد ہی کوکب کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے
ساز نکر یگا اپنے حتی الامکان نیمچہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب نے پوچھا کہ پھر وہ نیمچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعائے
دلی بر آئے غواص نے غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا عرض کی ای شہنشاہ
مبارک ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی حقیقت مین سرو خرامان
باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو **شعر** خنجر ابروے قاتل قتل پہ ہین مستعد
زلفین بل کرتی ہین دونون دل پھنسانے کے لیے: سرکار والا کے خراج گذاروں مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُس پر
صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام عقد دیا
تھا اس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ منھ بنوا و مثل حلوا خوردن را روے باید
**بیت** تمسے چودہ ہزار مرتے ہین + کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین + وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے
صحرا مین آیا مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن وہ کسی شے پر متوجہ
نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا
مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمۂ خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو
گیا مجکو یہ خیال نرہا کہ اُسکی تدبیر کرتا اب سوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا عجب ہے کہ اس دام تزویر مین
پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے برادر جس معشوقہ کا تم نے
نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی مین اُسپر

سب طرح کا اختیار ہے غواص نے کہاکہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا نتیجہ مذکور اُس سے آکر لیجائیگا پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھالیا اور سحر غائب کرگئے تاکہ محکو راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جوہر نگار کے روانہ ہوا

## داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریانشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعۂ جوہر نگار کے برائے حصول نتیجۂ قتل ملکہ بران شمشیرزن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بد انجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر بمقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامۂ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور مین عذر ہی صبح و شام
یہی میکدون مین ہوئی قیل و قال
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے
نہین آج مستو نمین بالکل تپاک
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
خبر سُنکے بے لطف ہین بادہ نوش
کیا حبس نے ہر ایک کو دردمند
زمانیکی آب و ہوا ہی خراب
مرے ہو گئے ہارے کیسے نصیب
نگارندۂ داستان عجیب

کہ وقت سحر ہے صبوحی اُٹھا
ہوا صاف مستی مین یہ امتحان
کہ ہے دختر رز تو کیا چھنال
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج
اُڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
قمر مجھپہ روشن ہوا سربسر
تردد مین ہے شیشہ مے ہی خموش
نہ مے ہے نہ ساقی عجب طور ہے
ہر اک شے مین پاتا ہون مین انقلاب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز
یہ لکھتے ہین اب ماجرائے غریب

پلا بادۂ ارغوانی کا جام
کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
حقیقت مین طرار و بیباک ہے
ہر اک جام مے چشم پُرنم ہے آج
بہت میکدہ اپنو بیرنگ ہے
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند
حقیقت مین اب اور ہی دور ہی
مرے دشمن جانستان ہین حبیب
بچائے اُسے خالق بے نیاز
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب غوص دریانشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہان صمصام اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران غدار امیران سلطنت و مشیران اُمت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نوصان تلازم اخبار عشرت خبر

دشنا وران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر وجواہر آرزو کو لفبد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب اثق شنا ور دریاے محبت و غریق لجۂ الفت یعنی غواص قدیا نشین تشریف لاتے ہین صمصام ہر چند کہ مفارقت میں اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بردل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہو ناتوانی کا زور ہی لب گور ہو لیکن نام اپنے دوست کا سنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا و زرا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی ہین تمکو بہت نحیف ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد؛ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد؛ نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا
چشم سے نہر اشک جاری ہو
جان تن زار سے نکل جاے
ہو چراغ حیات کا شکے گل

چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا
یاد مین صبح و شام روتا ہون
تیغ موت اب گلے پہ چل جاے
وصل دلبر کی تو امید نہین

ہجر جانان سے بیقراری ہے
عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
ہوس زیست اب نہین بالکل
جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا غواص بھیا دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی ملول ہو کر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی نگھبرا کہ ہوش مین آ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کر و مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جاے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا اے برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہو اگر شہنشاہ کو راضی کر و گے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہو بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہو صمصام نے کہا کہ مین اپنی جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن غواص نے کہا مخفی میرے ساتھ چلیے شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دوڑ کر افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدر دانی کو شہنشاہ کی ملاحظہ کیا ایک ادنیٰ ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تمکو اس ذرہ نوازی پر ناز کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہو نہ مردون کی قدر جانتا ہو نہ کسی شریف و لئیق کو پہچانتا ہو دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہو کہ دین جدو آبا کو ترک کر کے بلچھ ہو گیا ہو خداے نادیدہ جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اسکی توصیفین

تعریفین اور پہنے دو سو خداوندون کی برائیان آٹھو پہر اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایسا زبان زادہ
تین روپیہ کا پیادہ اُس سے بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹٹا
ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے آشنا سُنا تھا کہ تم لالہ زار نرگسی چشم
پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی کیا ہی مگر ایک شرط ضرور رہی اب تمکو بھی مناسب ہے
کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیمچہ قتل ملکہ بران لا لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنائینگے
ہماری سہرہ سر پہ باندھکر تخت پر سوار کرکے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے
داماد کہلاؤ گے ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی ہین
یہ مژدہ جان بخش سُنکر صمصام بھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام تھرایا عرض پیرا ہوا کہ میرا
جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیمچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر
ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی یہ مجال ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا تمکو بنائین
اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین
خیال نہ کرو فوراً نیمچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کرکے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان تمکو
بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤ گے کہ بادشاہ در بند طلسم ہوشربا کہلاؤ گے غواص نے اس طرح سمجھایا اور وصال لالہ زار کا
لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا نامناسب نہین ہی
گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے
پیدا ہوئین اور سن اُنکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایکدم آنکھون سے
اُوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران کرنا واجب و لازم ہے
طلسم وسیع ہی حکومت زیادہ ہی جب اُسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت
کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پیش بیش
ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس
منجم کوکب جمع ہوئے غرضکہ سب نے ملکر یہ نیمچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیمچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیاز مند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار تمکو اے جانکر وہ نیمچہ میرے سپرد ہوا
یہ بھی اسمین قید ہی کہ سواے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت
تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت
ناگوار ہوا غواص نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی

تمھارا مہیا ہو الغرض صمصام نے کہا حضور چلیں غلام مع فوج و لشکر نیچہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غرض
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بدانجام قلعہ میں آیا تمام افسران
فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اور لوالعزمی افراسیاب کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب
جاتے ہیں جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان میں جائے غضب کیا پونے دو سو
خداوندوں کو چھوڑا ایک خدائے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا پردادا
بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سرداروں نے عرض کی کہ ہم تو حضور کے ملازم ہیں فی الحقیقت
یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگوں کا چھوڑا قتل کرنا اسکا واجب ہے بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو
ساتھ لیا خزانہ چھکڑوں پر بار کرایا وہ نیچہ ایک صندوق میں بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا
قلعہ جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہے کہ نام اسکا سعید جادو ہے نہایت خوشرو ہے
صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا
کہ یہ بیحیا افسوس شریک افراسیاب کا ہوگیا نمکحلالی کا خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب
روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تا بہ ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک
عقاب سحر تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہاں شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت سریر
جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں پہلو میں کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہے اسوقت بلور چہاردست
سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہے کہ ملکہ بران دشت عجائب تک پہونچ گئیں چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی بڑے
جانباز ہی جاتی ہیں نامہ انکے پاس شہنشاہ اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا
موقوف رہا مگر سردار افراسیاب کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو
نے بصورت افراسیاب اسکو مارا لشکر ہے اب لشکر ظفر اثر میں سامان عیش مہیا ہے بڑا فضل پروردگار ہوا کہ
لشکر مہرخ اسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہے کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہے پلٹ آؤں یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤں کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ لے فوز لشکر خواجہ عمرو سے ملحق ہو
ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہیں اور بحول و قوت الہی ہم بھی سامان جنگ میں مصروف
ہیں بلور چہاردست نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران میں روانہ کیا تھا کہ ایک
دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندہ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید
نامدار حاضر ہے امیدوار باریابی ہے کوکب نے جو نام قلعہ جوہر نگار سنا نہایت متردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اسکو ہمارے
سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیرخواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے ہی ساتھ ہی

تعریفین اور پہنے دو سو خداوندون کی برائیان آٹھ پہر اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے شیمینی ایک سا زبان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے بڑی دوستی ہی بھلا عمر وکہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹا ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے آشنا سنا تھا کہ تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیمچہ قتل ملکہ بران لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنا لینگے بھاری سہرہ سر پہ باندھکر تخت پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤگے شہنشاہ کے داماد کہلاؤگے ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی ہین یہ مژدۂ جان بخش سنکر صمصام بھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام تھرایا عرض پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیمچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی یہ مجال ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا غمخوار بنالین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً نیمچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غواص نے اس طرح سمجھایا اور وصال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن اُنکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھوں سے اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران کرنا واجب و لازم ہے طلسم سیج ہی حکومت زیادہ ہی جب اُسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پیش پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس بحکم کوکب جمع ہوئے غرضکہ سب نے ملکر یہ نیمچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیمچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران کی در اصل جان نہ جائیگی اور یہ نیاز مند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار سمجھا جاکر وہ نیمچہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اسمین قید ہی کہ سوا میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کرچکا اب جو ارشاد ہو بجالاؤن حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمہارے ہاتھ سے کل سامان شادی

تمہارا مہیا ہو الغرض صمصام نے کہا حضور چلیں غلام مع فوج و شکیر نیمچہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غرض
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے صمصام بدانجام قلعہ میں آیا تمام افسران
فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اور اولوالعزمی افراسیاب کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب
جاتے ہیں جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان میں جائے غضب کیا پونے دو سو
خداوندون کو چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا پردادا
بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم تو حضور کے ملازم ہیں فی الحقیقت
یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا قتل کرنا اسکا واجب ہے بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو
ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر بار کرایا وہ نیمچہ ایک صندوق میں بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا
قلعہ جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہے کہ نام اسکا سعید جادو ہے نہایت خوش رو ہے
صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا
کہ یہ بیجا افسوس شریک افراسیاب کا ہوگیا نمکحلالی کا خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تا بہ ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک
عقاب سحر خیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت سریر
جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں پہلو میں کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہے اسوقت بلور چہار دست
سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہے کہ ملکہ بران دشت عجائبات تک پہونچ گئیں چونکہ خبر قتل سد مشہور تھی برائے
جانبازی جاتی ہیں نامہ انکے پاس شہنشاہ اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا
موقوف رہا مگر سردار افراسیاب کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو
نے بصورت افراسیاب اسکو مارا لشکر ہے اب لشکر ظفر اثر میں سامان عیش مہیا ہے بڑا فضل پروردگار ہوا کہ
لشکر مہرخ اسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہے کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہے پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ لے فوز نظر لشکر خواجہ عمرو سے ملحق ہو
ایک طرف سے ہم جمشید تمہارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہیں اور بحول و قوت آلہی ہم بھی سامان جنگ میں مصروف
ہیں بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران میں روانہ کیا یکایک
دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندہ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید
نامدار حاضر ہے امیدوار باریابی ہے کوکب نے جو نام قلعہ جوہر نگار سنا نہایت متردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اسکو ہمارے
سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیرخواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آنکے ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھاکر دعاے ترقی عمر و دولت و اقبال کی قطعہ ❊ الٰہی بخت تو بیدار بادا ❊ ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ ❊ بچشم دشمنانت خار بادا ❊ کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رو متغیر
لرزان و ترسان حیران و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین
نکلتا ہے اسطرح گھبرایا ہوا ہی کوکب نے نزدیک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون اے خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہے سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہے سعید ضبط کرکے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت
کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے
صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش خود بخود شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا
تھا کہ غواص دریا نشین ملازم افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے
وہان سے جو آئے تو آپکی دشمنی کا جوش تھا وہ بیچیا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے
کہا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کھدواتے ہین اُس مقام
پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب
مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اسیوقت فوج تیار کرکے
بیرون قلعہ گیا ہے بارہ کوس پر جاکر مقام کیا ہے غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اس نمکخوار قدیم کو
اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق
نہ تھا یہ خبر وحشت اثر سُنکر کوکب مثل بید تھرا گیا او خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا
اور خود تاج اُٹھاکر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب پرند شکین سامنے حاضر ہوا باساز و یراق
مرصع کار تیز رو کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر
اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید روشن راے وزیر اعظم دستور معظم تھرتھراتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے
اُٹھا دوڑکر قدم اقدس کو بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہے ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہے
ارشاد تو ہو ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اس باغی بوستان بیخزان شاہی کو خاک مین ملادین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ اے خورشید وہ بیچیا کیا ہے جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہے کہ اسمین کیا راز ہے وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہے پاس اُسکے
نیمچہ قتل ملکہ براں رکھا گیا بیچیا کو وفادار او رصاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہے اسی وجہ سے

افراسیاب نے اسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جس سردار غواص کا نام لیا وہ از حد مکار و غدار ہی
شاید یہ دام تزویر اسی نے پھیلایا ہی اور اس دانہ زر دوزگار کو جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اسکو کون
روک سکیگا وہ سحر مین بیمثل ہے ہر کس و ناکس نہ ٹوک سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیمچہ قتل
ملکہ بہار مین پسینہ آگیا عرض کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے
نہین ہین کہ اسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچا کر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا بلبور چہار دست بستہ
سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایکطرف سے
آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو
نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین
اُٹھا ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو جوہر جرأت دکھائین نیمچہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ اے خیر خواہان دولت مین تمکو خوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون بخدا جہان
میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤ گے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ گے مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین
جبسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دو سار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب
صاحب تامل فرمائین میرے غضب مین بھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا
مرکب کو اُڑائے مثل باد صرصر نکلجائے کہ یکایک طائر سفید رنگ بید رنگ چنگھاڑین مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا
کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑگیا کوکب نے نامہ اٹھایا مُہر برہمن روئین تن کو
سر نامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتۂ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب شاہی برہمن نے
بعد شد و مد لکھا ہی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قلم رت... سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے
وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیر خواہ نے نقشہ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین
سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی
گردش سیارگان سے ضلع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی
ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روشن ضمیر ہے زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ
حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوگئے گھوڑے سے اُتر آیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت
زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا ملازمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار ہی ایک
عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بکر و فر و شوکت و بہ رعب و جلالت چار عقاب

تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھوں ساحران نامدار ہر ایک چیدہ روزگار نمایان ہوا تخت زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ونگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ ہُنر بہ ہیلتن یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینۂ رخسار پر صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار کو مثل تصویر تصور پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہر رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدانخواستہ کوئی حادثہ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہنر بہ ہیلتن نے جو براہ خیر خواہی اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا ای برادر وائے جان نثار خوش سیر بموجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد * تازہ تر از تازہ ترے میرسد * فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپے آزار ہی

نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
نہین دنیا مقام آسائش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہی
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
ہے کہین شادی حنابندان
اور کہین شور مرگ فرزندان
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے
کہین افضال حق تعالی ہے
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ
ہے یہ دنیاے دون کا سر رشتہ
آسیاے چرخ ہر فت چرخ مین ہی کیسے
کیسے داناے روزگار پس گئے

شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفاے گلچین سے پامال ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُسوقت ہنر بہ ہیلتن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی تاب و صبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمایئے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور نا چار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ ہنر بہ ہیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہنر بہ ہیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہی مع نیچہ اُس بیحیا کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار رشک بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود اُس مردود کا

بھی انتظام کرتے دیکھا ہے مین سمجھا کہ آجکل حکم شاہنشاہی براے لشکرکشی خراج گزارون پر نافذ ہوا ہے یہ بھی بموجب ارشاد
فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہے اگر اس حال سے واقف ہوتا تو ابتک اسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین بخوبی اُس ملعون کی
لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہون میرا ہم مکتب ہے ابھی طفل ابجد خوان مکتب فسون ہے یہ کہکر بعد گرد و فرا ٹھا کوکب نے
کہا مین اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرأت نے نانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر حضور روکینگے تو
یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جسوقت سے غلام نے حال نمجہ کا سنا ہے کلیجہ ٹکڑے
ہوتا ہے یہ بیحیا تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی یعنے ملکہ بران شمشیر زن کے شعلہ حیات گل کرنیکا قصد
کرے بڑا اندھیر ہے اُسکی موت آئی ہے تقدیر کا پھیر ہے ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رو یا
اشکون سے منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خداے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ اگر کوئی خرابی واقع ہو
ہر چند میرا ستارہ گردش مین ہے فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچاؤنگا ہبر بر سلطن تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج
دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اُڑاتا ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بعد جوش
و خروش براے مقابلہ صمصام نمکحرام جاتا ہے مگر حال اس بد مآل کا سنیے یعنی صمصام نمکحرامی پر کمر باندھکر دشت
لالہ زار مین کہ لسکے قلعہ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہے وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اُترا حکم دیا بارگاہ
استادہ ہو یار و ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئین تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ افراسیاب پہونچاؤن
جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے
فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا وقت وصل محبوب قریب آیا تم سب صاحبون کو زہ
عہدے ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہے نیک اساس قدر شناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بعد نخوت بیٹھا سارا لشکر
اثر بڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشائستہ پر خجل ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے
آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھگیا ہے نشۂ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہے اپنے ہوش مین نہین ہین
جس بادشاہ نے خاک سے پاک کیا براے حکومت قلعہ جوہر نگار ایسا ملک یا زر ریز حسن خیز آباد رعایا دلشاد
اُس مالک کے مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا
گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہے کہ ہم بھی اُنکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا
ایک شفیق کے واسطے افسوس ہے یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہے بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ
رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بیحیا کھانا زہر مار کر کے ناچ راگ مین مصروف ہوا سامان عیش
و نشاط مہیا ہے شراب پی رہا ہے کف منھ مین بھرا ہے نشہ مین بلبلا رہا ہے کہ یا سامری و جمشید جلدی سحر ہو

جاکر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہوں گو ہر مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہے پھر کہتا ہے لیکن جب ساقی قدرت نے
بینائے چرخ سے جام آفتاب بین صبوحی ضیا ابجد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرقیہ مین
بصد زیب وزینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری نظم

| | | |
| --- | --- | --- |
| علم آفتاب نکلا جب | | |
| رونق تخت لاجورد ہوا | شہ خاور سپہر گرد ہوا | فوج انجم ہوئی گریزان سب |
| صمصام اپنے چھپرکھٹ سے | شہ انجم سیاہ رو بفرار | ہوا میدان چرخ سے اکبار |

اُٹھا پوجے پاٹ کا سامان کیا کنوین پر جاکر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی ساری منگواکر
باندھی برنجی لٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ
رہا ہے کہ یہ بھیجا حکم دے چکا ہے ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحرا سے
گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی یا شیدا اے کفاران بھیجا وائے نابکاران بد دغا صمصام
نمک حرام کہان جاتا ہے منم شاہزادہ ہنر بر بیلتن صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر بلازم شاہنشاہ کوکب
روشن ضمیر اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش رو باتاج شاہنشاہی شیر بیہ سوار پشت پہ فوج جلالت آثار
قریب لشکر اُس نوجوان نے بہو بنجکر آواز دی ای ضرغام صحرا نشین تمھاری خوراک حاضر ہے آوان روبہ صفتوں کو
کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزار ہا شیر منھ کھولے
ہوئے دم علم کیے ہوئے ڈکارین مارتے ہوئے اُس زور و شور سے لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ تھرا گیا
یہ شیر سب آکر گرے جبر جبر کے ہر ایک کو پھٹکنے لگے کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر
خون پیا خون پیکر اور چالاک ہوا زیادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار
ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان
الامان بلند ہر ایک محزون و دردمند بدحواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکل جائین شیرون سے
جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرایا بعجلت تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی
بائین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بڑا سا ہاتھ مین لیا مقراض سے صد ہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینک دیے
نشتر سے پیشانی کا خون لیا اُن سب پر چھڑکا آواز دی اے کرگدن خوک پیکر جلد آبدعت ہبران صحرانشین
سے بچا یہ کلمہ اس بدانجام کی زبان سے تمام نہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے دوڑے کو سے بڑے بڑے
گینڈے برابر فیل مست کے قوی تن قوی ہن چست و چالاک پیدا ہوے شیرون سے لڑنے لگے اب ہنر بر
بیلتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے مگر اب گینڈون کی
جانب متوجہ ہوگئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہنر بر بیلتن فوج دریا موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا گولے

تیغ ناریخ چلنے لگے دریائے خون جاری ہوا جانبین کے ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور گرگدن آپسمین لڑکر بسکہ دوپہر ڈھلتے ڈھلتے شیر اور گرگدن سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار دادِ مردی و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام کا لشکر شکست اٹھا سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیائے سحر ہاتھ مین لیے اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے اور گرگدن ہائے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بلیت روز جنگ است جنگ باید کرد بکوشش نام و ننگ باید کرد یارو ہم سب مرنیکو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہوسکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے نمکحرامون کے قتل سے منہ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین لگا دیکر ہاے سحر چلنے لگے شعلہ ہاے آتش سحر سے نخل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگے نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور
یہی دل مین اُس خیرہ سر کے تھی امنگ
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
کہین بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
دل دشت مین تھے پھپھولے پڑے

وہ تھا عالم تیغۂ برق تاب
کرون بڑھکے صمصام ملعون سے جنگ
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
برستے تھے سر صاف برسات تھی
ہزبر دلاور نے باشد و مد

ہزبر دلاور بصد کر و فر
کرے کشت امید دشمن خراب
ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
دھنوان دھار صحرا پر ہول تھا
کہین خون کی ندی زمین پر بہی
بنے سنگریزے عقیقی یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلاے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہے ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی ہے سحر ہاے قیامت اثر کر رہا ہے اگر ہزبر نے تلوارین برسائین تو اس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلوارون کو توڑا ہزبر پر پلٹن نے اسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور بنائے اور سحر پڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور آواز دی کہ لے پرند سحر وقت ملبند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اور الامان فوج صمصام کے ہوش اڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سرون پر اُسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھ مین بصارت نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہگئے اور ملازمان ہزبر نے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شانو نپر پیدا ہوئے اڑا بہ عجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی

اے مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا اکسی سو عقاب نایاب
منقار ین کھولے ہوے پنجہ مثل آہن کیے ان طائران خوش رنگ پر آگرے پنجہ سے آکر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا
غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویر ہائے سنگین کے گرا
فوراً ہوش آگیا سحر بر طرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر برنا ہنجار نے دیکھا مجبور ہو کر ایک نعرہ کیا
سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے ایسے آپسمین بہت سے سحر
ہوے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہنر بہ پلتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا آپسمین دونون
افسرون مین سحر ہونیلگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہنر بہ نے سپر سحر پر روکا کسی سو شعلہ سپر سے نکلا
سمراہیان صمصام کو جلایا اور ہنر بہ پلتن نے گولہ نکالکر مارا صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے
تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج
شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہے ترنج پر چھو چھو کر رہا ہے دیکھا ہنر بہ نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہے بلکہ
ایک ڈبیا ہے اسکو کھولکر ہنر بہ پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہنر بہ کے حصار غبار زنجیر مین یہ خاندار حصار جیا جاتا ہے
اسکو دفع کردن غبار الم دل پر چھاگیا معلوم ہوا کہ اس بیحیا نے مجکو خاک مین ملایا زبانمین بھی لکنت آئی
سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی گھیر لو اور قتل کرو
اب مین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پہنچیگا
ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہنر بہ پلتن اُس قلعہ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت
سامنے موجود ایسا ہی ساحر زبردست ہے کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہے صمصام کو بھی خوف ہے قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کہتا ہے غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہے اور فوج ہنر بہ پر زیادہ دباؤ ڈال رہا ہے مگر وہ سب
مردان عالم جانباز سر فروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اُس غبار کے مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک
ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہے گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو
ان دلاورون کا یہ رنگ ہے اُدھر ہنر بہ پلتن اپنی جان سے تنگ ہے مگر اقبال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا ہے کہ نہایت عدالت گستر
رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے نمکخوارون کا خیال اتنے سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک
افراسیاب نہوا مگر اس بیحیا کا جسوقت سے یہ حال سنا ہے سر دھنتا ہے ہنر بہ جو صد کر کے چلا آیا ہے کوکب بہت شاق ہے
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہے کہ اُسکو مرأت واقعہ کہتے ہین خاصیت مین
جام جہان نما ہے جب اُسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جسوقت
سے ہنر بہ پلتن واسطے جنگ صمصام کے گیا ہے کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہے جو کہ یہان حالات

گذرے وہ سب دیکھے ہیں اتنے تک کہ ہنر بر پیلتن کو حصار غبار میں مبتلا دیکھا گھبرایا چونکہ برہمن رویین تن نے منع کیا ہی
کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن نہ تھا ورنہ فوراً جاتا غبار سحر کو مٹاتا آواز دی اے سیار تیز رو بلد حاضر ہو
یکایک چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی
عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمیں سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ میں سیار تیز رو کے دیا
فرمایا اے سیار تیز رو جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار میں پہونچا ہنر بر پیلتن صمصام نام سے مصروف جنگ ہے اُسنے سحر
غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمیں پھنس گیا ہی غرق زمین ہوکر اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے
منھ پر چھینٹا دینا ہوش میں آجائیگا اور یہ شیشہ ہاتھ میں اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے
شیشہ شکست ہوکر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اُسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت کے واسطے
سب بیہوش ہوجاوینگے اتنے عرصے میں کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اُسکے تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمیں نیمچہ ہی
وہ بھی اپنے قبضے میں کرنا یہ فرماکر سیار کو حکم دیا کہ جلد جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا
دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہاں صمصام نے ہنر بر کو حصار غبار سحر
میں پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت میں تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہنر بر
پیلتن کے پلٹا ہی اپنے دست نجس سے گوے ترنج مار رہا ہی ہنر بر نے اب بدحواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچوں
کشاکش سحر نہیں اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالوں کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو مثل برق جہندہ زمین سے
پیدا ہوا منھ پر ہنر بر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہنر بر کو ہوش آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل
گل سرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ میں دیا پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہوکر غائب ہوا ہنر بر پیلتن
نے فوراً پہلے شیشے سے تھوڑا پانی چلو میں لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہنر بر پیلتن مثل شیر غضبناک نعرہ
کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھاکر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہنر بر پیلتن کی صدا سُنی سنتے ہی
پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر آیا
بوندیاں پڑنے لگیں جسپر پانی کی بوندیاں پڑیں ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا صمصام نے قصد کیا
کہ میدان رزم سے نکل جاؤں یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤں
ماروں غرق زمین ہوکر نکل جاؤں جان بچاؤں یکایک چند بوندیں پانی کی اُسپر گریں یہ معلوم ہوا کہ شعلہائے
آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہنر بر پیلتن مثل قضائے ناگہانی اُسکے
قریب آیا گردن پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی منھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہنر بر نے سوزن دیا مشکیں باندھیں
جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضے میں کیا تیغہ پکڑکر فوج پر جا پڑا دادہ سب بیچا یہ حال اُس اقبال کا

دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہژبر بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بدانجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر پایا اب ہژبر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرآت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدۂ شکر پروردگار کیا قصر مرآت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سبنے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہا کی خوشی ہے ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے جان بچائی ایسی خوشی سنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب آسمان طلسم نور افشان ہے اسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہے کوکب نے فرمایا کہ اے ملکہ بخدا جسوقت سے حال نیمچے کا سنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے

**نظم**

لاتا ہے بار بار نوید وصال عید / معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
ابروے مہوشان کی طرح اہل دید کو / کرتا ہے کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
پیمانۂ آسمان مین مے کہنہ سال عید / چرچے ہر انجمن مین نشاط و طرب کے ہین
ذکر سرور و فرح کو لاتا ہے وجد مین / صوفی کو حال آتے ہین سن سنکے حال عید
سینون مین اہل شوق کے داغ ہا تمثال عید / دکھلا رہا ہے بزم حسینان کو آئنہ
آرائشون مین حجلہ نشینونکی محو ہے / مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
آآکے نذر دیتے ہین جاہ و جلال عید / ہر شادی شبانہ ہے نوروز کا جواب
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر / کچھ منفعل ہوے ہین یہ جاہ و جلال عید
خود آب پاش ہو عرق انفعال عید / عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہین
احباب شاد ہو کے بغلگیر ہون بہم / اعدا کے ہون گلے تہ تیغ ہلال عید
آتا ہے دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید
دیتا ہے مژدہ تا صد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہے مستونکو دیکھکر
ہر بزم مین ہے غلغلۂ قیل و قال عید
طرز خرام دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہے دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ مین
خدام بارگاہ ہین جاہ و جلال عید

دربارین کوکب کے وہ جشن و عیش ہو کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہے زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہے فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہے محفل خوشی کو دم بھر مین درہم و برہم کرتا ہے کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز عجب مسدس

ہے عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار / آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار

تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو فرار | قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فردِ دفترِ احوالِ صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہزبر پیلتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا نیمچہ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہی خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہی اور عالم خوشی مین کہتا ہی کہ اے خاتون محل مین آپکے خداوند لقلقا نے تدبیر معقول کی صمصام مع نیمچہ قتل بران آتا ہی مگر بڑی مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہو جائیگی خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے کہ آج صمصام کس منزل پر اُترا ہی کیا کر رہا ہی برلے خوشامد اس حوالی کے تاجدارونکو فرمان لکھکر روانہ کر دون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح پر حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ کتاب ملاحظہ کرتے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی ہاتھ ریش فش پر پڑا ہی نوچنے کا ارادہ ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلۂ آتش سرکش بلند ہوا ستارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہزبر پیلتن نے دشت لالہ زار سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طے ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہزبر کہان جاتا ہی مین آپہونچا ہزبر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہزبر پر پتھر برسنے لگے ہزبر کہ ابھی اُسکی اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا گھبرا گیا سحر تو سنبھالا نہین کرکے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن نیمچہ تو میرے قبضے مین آچکا ہی لڑنیکی ضرورت کیا ہی پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند نیچے سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیر خواہ صمصام کی

زبان سے جلد سوزن نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولادی زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہے حکم شاہنشاہی بجالاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہنر بر نے دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے
جاتا ہے گوے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب
صمصام پہونچا جاتے ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین ہو کر
غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو قتل کر رہا ہے ہنر بر بھاگا بھاگا
پھر رہا ہے افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہنر بر کے جا کر ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا آواز دی
او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا اُسنے چاہا کہ روکے مگر تلوار مثل برق
گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی اے شہنشاہ دہائی ہے بچلیے ہنر بر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لون
افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہنر بر پلیتن
مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اسباب سحر صرف کیا یعنی گولے ترنج نارنج چھپے پیکان کے دانے ماش کے مارے
افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہے کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اٹھایا سر پر ہنر بر پلیتن کے
لگا یا وہ تیغہ قضا تھا کیونکر رکتا ہنر بر پلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت پر سوار کیا جس
تخت پر صندوق نیمچۂ قتل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور صمصام بدانجام کو ہمراہ
لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہائے کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر
دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی اے شہنشاہ ٹھہر جائیے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی
محبت مین سب مارے گئے افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا
افراسیاب تا بہ حد طلسم ہوشربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہے یہ سرحد طلسم ہوشربا ہے
ابدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ لائیگا تمکو باحتیاط
لشکر حیرت مین پہونچائیگا ابدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی راضی کیا سب سامان وہان مہیا ہے آنا تامل
اسواسطے ہے کہ بدولت تمھارا گذر روبروے لشکر مہرخ ہو بشان و شوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے
ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام
بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا
کہا مجھکو مفتوح بستہ نشین کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط

ساتھ ہی صمصام خوشی خوشی عیش جشن کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہژبر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوا ے گرم کے چلے سنگباری برف باری موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو نام میرا ہژبر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز جو سرداران ہژبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی لاشہ ہژبر پیلتن کا اُٹھا یا رونے پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشنضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش آراستہ وزیرسے باتین کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ ہژبر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے غضب کا معرکہ پڑا گو شیر بیشہ جرأت نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہوگا ای وزیر اعظم صمصام کو یہ سمجھانا ہمارے قدمون پر گروا نا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر ایسی خطا اُس سے سرزد نہو گی نیچہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ جان کا ہی حفاظت ملکہ بہار شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس نیچہ کو خدمت مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک حجرہ بلاے طلسم نور افشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ جیحون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدینگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے عرض کی بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سُنائی گویا جان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی شاید کچھ ہژبر پیلتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرأت واقعہ لاؤ ابھی حال اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرأت واقعہ لاؤن اور شہنشاہ کو دکھاؤن یکایک شور گریہ و زاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے لاشہ ہژبر پیلتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشنضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام کو گرفتار کر چکے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحراے لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہژبر پیلتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اس سے بھی یہ شیر دل ایسا لڑا کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقہ غلامی ہژبر پیلتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اس ظالم نے کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ نارنج تاثیر نہ کرے اس جری نے جانبازی سے منھ نہ پھیرا افراسیاب تلوار کھینچ کے جا پڑا جرأت اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب

جہنمی کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی میں شور گریہ وزاری ملبند ہوا کوکب روشنضمیر تہا کا ور دمند ہوا
آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس موت سے کسی کا زور نہیں چلتا وقت قضا کسی طرح نہیں ٹلتا
کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو مرضی پروردگار کی اگر موت بران کی قریب ہے تو ہمارا کیا اختیار ہے ہر طرح بندہ مجبور و
ناچار ہے وہ مالک و مختار ہے دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے اے خورشید روشن راے
یہ تو دریافت کرو کہ وہ بیچا کہاں گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ صمصام
بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا خراج گذاران افراسیاب راہ میں آکر اُس سے بغلگیر ہوئے طرف
لشکر حیرت کے رہگیر ہوئے یقین ہے نمکحرام پہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع
کرنا ضروری ہے وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یاروصاف تو یہ ہے کہ عمرو کیا کیا کام کرے مقابلہ ساحران غدار کا
وہ سحر سے ایک حرف نہیں جانتے مگر جرات عمرو پر ختم ہے میں عمرو کا بندۂ احسان ہوں لیکن اس مقدمہ میں نہایت
حیران و پریشان ہوں خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی لا ہیں
ہونگی نامہ بھیجکر روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے نجائیں یہاں چلی آئیں اپنی جان بچائیں جب یہاں پہونچیں تو حکم فرمائیے
کہ اے نور نظر چندے باغ نگارین میں سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہیں ہے بعد اسکے جیسا کہ عقل میں آئیگا سامان
کیا جائیگا کوکب نے فرمایا اے وزیر اعظم تمنے براہ خیر خواہی تدبیر معقول بتائی یہ ہماری عقل میں آئی مگر شیوہ جرات
سے بعید ہے تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا میں مشہور ہو جائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نمکحرام کے
خوف سے کوکب ایسا لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین میں پنہان کیا اس ذلت سے
مرجانا بہتر ہے مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہے کہ وہ اُنکی کنیز ہے یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ تم انکو بران دل و جان سے عزیز ہے
مجھسے زیادہ محبت کرتے ہیں جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گشتہ ہوئی تھی اُنھیں کا کام تھا کہ اُس ایسے ساحر
زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھیں کی کارگذاری سے پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ
کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اُٹھایا کوکب روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

---

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بر نمکحرامی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ میں اور داخلہ صمصام
کا لشکر حیرت میں اور برق کا جاکر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب میں دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیشزن جادو کو براے مدد لقا۔ نامہ

اے شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کرسکے بیان حضور
ہر گھڑی دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہے
آفت تازہ سر پہ آئی ہے
وہ جو صمصام ہے خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو بپے ناہر
ہر بر آن وہی ہے تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہے
سمجھ بیجا سے لیجیے گا

وے مہ آسمان طراری
رہرو جادۂ اولو العزمی
عقل و دانش ہین جا گران حضور
فلک سفلہ پرور ہے درپے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہے
ہوگیا دوست جان کا دشمن
ہے عدو جان کا وہی غدار
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر مات ہے وہ
سمت افراسیاب جاتا ہے
حال رنج و غم و ملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طے کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہے کوکب بیدار
کردیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہے
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل برآن پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بیجا کے تھا رکھا
اے شہنشاہ ہے یہ جائے بکا
قاطع رشتۂ حیات ہے وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد خدمت خواجہ عمرو مین یہ نامہ پہونچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ بدیع بہر ملتن سے بھی ماہر کرنا کہ ہمنے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بصد صولت و شوکت جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کرلیا تھا مگر جو نوشتہ تقدیر ہوتا ہے اُس سے انسان ناچار ہے وہ پیدا کرنے والا مالک مختار ہے اور بدیع بہر ملتن کی قضا آچکی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیر دل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام و دیگ انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہورہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران والاگہر و مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین اور حال خیرت آل طرار نامدار کے ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرندو پرند جو اسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت ایک جادوگر صمصام جنگ آزما ئے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش در داخل ہوا چاہتا ہے وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گذار افراسیاب کا ہوگا غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہے کہان کار ہنے والا ہے آنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے

پٹیاں مرہم کی چڑھی ہیں کہیں سے جنگ کرکے آیا ہے اسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہے طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہے خداوند دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر میں تشریف لائیں یہ ذکر تھا کہ طیران اگر عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض کی بغور ملاحظہ فرمایئے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا اے ملکہ غضب ہے تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سُنکر ہر سردار کے ہوش وحواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہے اور رو رو کے حال مصیبت ہر پہلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہے اہالیان دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سُنکے اشک حسرت بہا رہے ہیں ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت میں ہم لوگوں کو خبر نہوئی ورنہ جاکر جانبازی کرتے اور اس عرصۂ میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو کے جسطرح ہوسکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے نمکحرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ؛ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلہ پر آئیگا اپنی سرکشی کی انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہے اس زمانہ میں ہم لوگوں پر ایسا وقت تنگ ہے ہر سردار اپنی جان سے تنگ ہے زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہے اپنی اپنی فکر میں ہیں آٹھ پہر اسی ذکر میں ہیں کہ پروردگارا افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اس نامدار کو بچائے اور وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا ہو کر ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلائے ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو مثل ہے قطعہ

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس مقدمہ میں تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب میں اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمایئے کہ فی الحال واسطے چند دن کے ملکہ بران کو یہاں نہ آنے دیں اثنائے راہ سے اپنے پاس بلا لیں طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل ازین وزیروں نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت ولیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں ایک نمکحرام کے خوف سے بران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤں کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمیں ہمکو کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بران کو باغ نگارین میں چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایاں ہوا اس زور و شور سے ابر اٹھا ہے کہ تمام

صحرا سرخ ہوگیا ہی کوئی کہتا ہی آج آسمان سے خون برسیگا کوئی کہتا ہی شفق پھولی ہی شام اودھ کی کیفیت بھولی ہے
یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہی حقیقت مین قلب تھراتا ہی وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی
دل ہلاتی تھی طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا وہ ابر اسی جانب آتا ہی خاص
لشکر اسلام پر محیط ہورہا ہی خواجہ عمرو اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق جملہ
سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر
زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اترنے ساحر کے سحر سے روکین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے
ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو ہین لشکر سے نکل جاؤن جاکر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق
حباب ہائے بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہی کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اترے اترتے اترتے حباب ماردون
قریب جلکے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بہ تعجیل گوشے مین آیا بعجالت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین
مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی ضرغام شیر دل ایک
چوبدار بنکر تیار ہوگیا عصائے نقرئی ہاتھ مین گوٹے دار پگڑی سر پر چھپی ہوئی چپکن زیب جسم بلبل چشم کا پٹکا کمر مین چستی
و چالاکی تیور مین مہتر قران بغدا تھام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سردارون کو دیکھا
کہ آمادۂ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج نارنج ماش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان
اسباب سحر کی جلدی جلدی اٹھا کر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہوکے آئی کہ یکایک
وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پہ ملکہ بران شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہائے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے ہوا مین اڑتے
ہوئے انپر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمد کی دھوم پہلو مین ایک تخت
مختصر اسپر ملکہ مجلس جادو گرد کنیزان خوشرو بارہ سولہ لڑکیان ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار کرتے
جسم مین کلاہ ہائے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے پنڈلیان
گندھی ہوئین انمین نارڑے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ
مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک لڑا دلہن بنی بیٹھی ہی
گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسیکی کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے
ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین ایک گجری سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے
بھاؤ بتا رہی ہی **بیت** وہ بلبلون کی آواز انکی صدا ؛ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ؛ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایہ تخت ملکہ بران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے عجب مسکراتی ہی

گویا بجلی چمک جاتی ہو ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر و فوج کو حمایتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ شعلہ برق اندام حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سرد کرتی تھی جدہر نگاہ اٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش خرامان کیطرف ملکہ خشمگ زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چارسو شاہزادیان ماہر خسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ بران شمشیر زن زیر ابر گلنار بلور چاردست مرکب بادرفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھلتی ہین لشکر عدو پر آفت لائین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہو مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہو یہ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ بران شمشیر زن ہوا ہو تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو یا تو گلیم کاندھے پر لیکر کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین خواجہ عمرو نے بہ محبت سینے سے لگا لیا دعاے جاندرازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا کہ رنگ رخ خواجہ عمرو متغیر ہے آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کرتے ہین ملکہ بران نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہو کیون آئینہ رخسار پر گرد ملال ہو گیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہو خواجہ عمرو نے کہا نہین اے نور نظر اپنے آقاے نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی کے سارے سال کی جدائی ہوئی دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار حمزہ نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کر رہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا ہو مثل برگ بید کانپ رہا ہو روے زیباے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہے ملکہ بران نے فرمایا اے طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے کہا کہ مثل خواجہ حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ بران نے فرمایا اسقدر بیقراری کا باعث کیا ہو قسم تمکو ہمارے سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو بین کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون براے خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر بخدا این فرزندان صاحبقران سے زیادہ تمسے

محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہوگہ تمھارا رازدار بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے
کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے
پل پریزادان کے نیچہ سحر تمیر مارا اور لاشہ لیجاکر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار تھا مگر
عنایت سے پروردگار کی جاکر اُس بیحیا کو مار آئے نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ
پس و پیش ہوا ہی ابھی ابھی طیران ہر آتش سیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ صمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیچہ تمھارے دشمنون کے قتل کا جو اُس نمکحرام کے
پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اُسکو روکا تھا تمھارے ملازم ہنر بر پیلتن نے
اُسکو اکر ٹوکا تھا لکھا ہی کہ اُسنے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے
اس خیال سے کہ اب ہمارا خیرخواہ نمکحرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی
افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے ہنر بر پیلتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام
کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ
بعیش و راحت باغ نگارین مین بسر کرو انشاءاللہ مثل عشاق سبز رنگ اس بیحیا کو بھی نہ مارا اور نیچہ اُس سے نہ لیا
تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی بھولا
بُران نے محبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد نامدار کے جانتی ہون
محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجالاتی مگر مقام غیرت ہی کہ ایک نمکحرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام
اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہوا اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز
آپکی جسبدن سے حاضر ہوئی مقابلۂ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے
چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہی جب وہ بیحیا طبل جنگی بجوا کر
میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پہ لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا بیٹیا برق دریافت کرو
یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان
حیرت استقبال کر کے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری
ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیرخواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد
ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سُنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو
سامنے ملکہ حیرت کے لائے یہ ملعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے

سر اُسکا لعنایت اُٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھولگیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پری چہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

## غزل

شب وصلت نہ وہ گر پہ دغل جاتا تو کیا ہوتا — مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا — کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا — درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے — بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھنا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے — اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پاتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق — طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے — شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت — کف افسوس آکر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا

سوال وصل پر اب تو نہین کی یار نے لیکن — دلا گر اُسکے منہ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا

پہونچ جاتے رواق شاہدین پر لے قمر ہم بھی — یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پری چہرہ نے مخاطب ہوکر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم پیش نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل نرگس آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو مین ایک کھڑا مجیرہ بجا رہا تھا کہا لو بی بی ہوائے عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل مین بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہے ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہے سر کھولکر بلکہ حیرت سے فریاد کرتا ہے کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہے دل کا رنگ دگرگون ہے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہے ملکہ حیرت رومال منھ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ سمجھی اپنے خود کے واسطے یہ بیچارہ مصیبت

کا مارا روتا ہے مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھیپ کر
جواب دیا کہ میں اپنی معشوقہ کے فراق میں رفتا ہون کیا میں خود کے لیے ملول ہوتا ہون میں سمجھا تھا جسوقت دربار
مین ملکۂ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے تمام امر بھی سنا اور لذت
دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تلخی بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے صمصام
شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمے مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہے لیکن وہ بھی اپنے
ملک کی شاہزادی ہے کوئی زن بازاری نہین ہے کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے
ایک باغ ہے اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہے برہمنون کو طلب کیا ہے اُسی باغ مین تمھاری
گٹ بندھن ہوکر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ تمکو دولھا بناکر لیجائینگے گنجل ہاتھی پہ بہاری سہرہ بڑی تیاری کا
سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے
مسکرا کر کہا میان صمصام صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی
نوجوان بنجاؤ صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منہ پھیر کر
کہا بھڑوا جھر طوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی اسکے نورہ لگادے داڑھی
مونچھین بھوین گر جائین ہم پھبتی کہین قلندر لوڑھا بندر بنائین یہان تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہی
ہین مگر یہ قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے کہ حضور کی باتون مین بڑھیا ان کا خاص مزا پاتا ہے جو حضور
فرمائینگی آنکھون سے بجالاؤنگا کیا غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہے حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی
ظاہر ہوئی مگر اب امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لاکر قدمون پہ ڈالدون مگر غلام
لڑائی مین خنجر برق بیلتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہے دو تین روز علاج کر کے طبل جنگی اپنے نام پر بجواؤنگا عجائب
سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری و جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو تمھاری واسطے استادہ ہو چکی تھی
اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا خیال ضرور ہے کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر
کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُسنے ذرا بچنا وہ دم بھر مین
آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین صمصام نے کہا حضور عیارون کی ہمیرے سامنے کیا مجال ہے کہ زبان ہلائین مجھ تک
عیاری کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آنیکا قصد کرین جی چاہے اپنے ناخون سے اپنے ہاتھ بھر بن بوٹیان کاٹ
کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی کھڑا ہوا بصورت خدمتگار
یہ سب باتین سن رہا تھا اُسکی لاف و گزاف پر سر دھن رہا تھا دلمین اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات
گذرنا دشوار کر دونگا اب جو یہ چلا برق سے پیچھا کیا سوچتا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے

صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کر پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھوریا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا
برق ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ نگوڑا بھوریا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا نگاہ ہر سمت
دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ اے میان جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار
کھڑا ہے یہ برق عیار ہی اسکو پکڑ لو وہ جادوگر پلٹا برق نے لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی
منم برق رفتار و خنجر گذار منم یکہ نیکین گراں بر ہزار مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر دار کی
صدا بلند ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی جب قتل سحر
اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا اُستانی تمسے سمجھونگا یہ ہنگامہ سُنکر
صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت بھی شور و غوغا سُنکر بارگاہ سے باہر نکل آئی
صرصر نے سلام کیا پوچھا اے صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی عرض کی ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام
کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلائے روزگار
اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت
ٹل گئی لیکن اندھیرے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کیواسطے
یہان آئے ہین وہ یہان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد سے کہیگا
ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک ضرغام و جانسوز اور کالیا مہتر
قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو سمقدمے کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ
صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپا لیجئے مگر اب کیا ہوتا ہے حیرت نے جواب دیا کہ اے صرصر
درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام بدانجام یہ باتین سُن سُنکر مثل آئینہ حیران
مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے
کہا اے صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیاروں کو تمھارے دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ
حصار سحر کر لو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش
کر دیا کہ شعلہ آتش کے بھڑکتے تا بہ آسمان پہونچے اور بانس کے آٹے کے دو تین اژدر بزور سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی
دور سے یہ سب معرکہ دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا اُستاد
غضب ہوا صمصام بدانجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان مین خلعت دیا جب وہ
اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے اُستانی آگئین بھولی
بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین ملا طم ہو صمصام اپنی بارگاہ مین

گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہے اب اُس تک جانا بہت مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین زیرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب نہوئی کوڑا لیکر اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان اُستاد مین نے کیا کیا گُستاخی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلا وجہ مارتے ہین عمرو نے کہا لے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہینے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادوگر کو مارنا اور ملکہ ام صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا اب عیارون کے واسطے سدباب عیاری کیا برق نے کہا استاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک غریب کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہے وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے مطعون و بدنام کیا ہے مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے سے برق ہٹ کر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہی اب خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد و شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران اور جانثار کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بھاگی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ یہ پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے بر وقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے جو اُٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت شیفتہ جمال ماہ تمثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم ولقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر یہ عرصۂ دراز سے مائل ہی جلد ہای مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین افسر اسیاب سے بگڑکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہے ہر کہ دمہ باہر ہے صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہے آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے بھرا ہی پانی نہین پیا ہی گو سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بیعیا ملکہ ام صمصام ناکام ارادۂ قتل بُران پر آمادہ ہوکے آیا ہی مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون

عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب سد غازی جھوٹینگے و رنبدہائے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی جلد ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سرداران تہمتن و فرزند صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا تھا پھر جو نوشتۂ تقدیر بموجب غزل

شب گذری یار جاتا ہی بوسہ لب کے لے تو لون
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
ہم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آ بسو
شہرت دل ہی آشمن یہ شہر اور بھی سہی
ساقی بھر اور جام مئے ناب پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اک رن بنا فساد کی ہر دوسری مین
ہو دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
جب رنج اٹھائے غیر کے دشمن جو تو ہو
محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہمنے اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
اے یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گالی بوسۂ لب دیکے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حور وش سا ایک نہین ہی جہان مین
زر نیسان اگر ہی تو زر اور بھی سہی
گھر میرے کبھی آئے برا ہے انھین حجاب
انداز خمار لب گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک ضرر اور بھی سہی
ہین سخت جان ابھی صنف عاشق مین زندہ ہون
نازک تمھاری اس سے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہین ڈھونڈو حسین الکا دتا
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے
یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

یہ غزل پڑھکر چھپر کھٹ پر جا کے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہ تابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر ستارہ گولی اور چھرے کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آتے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی اے تجھکو یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہے شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار | عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار | عشق وہ باغ ہے جسمین نہ کبھی آئی بہار

عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتہ دیکھا

دیگر غزل مصنف

جسمپہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک | رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک

داغ بیکار اُٹھائین ترا اے رشکِ چمن
دل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک

بچ گیا چرخ سے جو قبر نے پیسا اُسکو
ہے بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک

مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے
نافہ لے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک

کبھی سہرہ ہے کبھی پھول ہین تربت پہ مری
کیفیت رہتی ہے بالین مزار ایک نہ ایک

یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا
آخر اُس گل کے گلے کا ہوا ہار ایک نہ ایک

اے قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہے ضرور
پار تلوون سے مرے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی یہ خیال کرتی کہ لے مجنون تعلقات احباب سے دامن کھینچ گریبان چاک کر طرف دشت ویران کے چلین پیادہ روی کے مزے دیکھین خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے نوکہاے خار پار ہون یقین تو ہے کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یادِ چشم محبوب مین آہوان صحرا سے محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی لگے ہین وہ بھی آنکھین دکھائینگے ہمارے قریب آئینگے تصویر قد محبوب ہان بھی پیش ہوگی کیا بگولون کو اس حال کی خبر نہوگی اس ولولۂ وحشت مین آنکھ اُس شوریدۂ دشت محبت وآشفتۂ وادی مودت کی تڑپتے تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ آمادہ ہے مین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان ظل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت وصولت چشم وچراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خرامان خرامان نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق ومحبت کا جانبین سے جوش ادھر ناز اُدھر نیاز ادھر خواہش اُدھر کاہش یہ بیقرار وہ اشکبار مجکو مثل آئینہ حیرانی اُنکو مانند زلف پریشانی اس جوش وخروش مین چاہا کہ دامن تھام کر شکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ مُنھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم مجبور ونا چار مقام افسوس ہے کیسی جان جانیکا کیا خیال ہے یہان دمبدم قلب پر ہجوم غم وملال ہے کونسی ساعت بد تھی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوئے تیغ ابرو کے گھائل ہوئے دل دیا فراق مول لیا شعر

نہ مجھ مین ہے نہ پتا ہے یار دل میرا
یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا

اشعار

جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا انکو
صف ماتم نہ بچھی ہے عزاداری دل

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
پسلیون سے نہوئی آہ سرداری دل
اے قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آیا مجھے

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا
درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
اسد اسد سدگر بدکاری دل

نورالدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے مخمور اسی خواب مین بیقرار و بیتاب کہتی ہوئی دوڑی کہ اے شہر یار نینیے تو مین بیخطا ہون شناور دریا عشق سے ناآشنا ہون آٹھو پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ؛ کسے ز بیکسے ما نمی برد خبرے ؛ اے شہر یار یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ؛ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی ہیر فرش کی پاے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

ہوگئے حیران ہر طرف دیکھا
کور ہو جائین یہ تو صبر آتا
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
آفت تازہ سر پہ آن پڑی
کہون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے

اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
کس بلامین ہماری جان پڑی
پڑگئی سر پہ اب بلاے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا
ہاے کیون سوگئی تھی مین اسدم
زندگی اب محال ہے واللہ
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
ہوگئی آہ مبتلاے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آواز گریہ و زاری ملکہ مخمور سرخ چشم سنکر گلعذار وزیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین مخمس

گرفتار رنج و بلا ہوگیا
یہ کیسا ستم اے خدا ہوگیا
بڑا دوست دشمن مرا ہوگیا
وہ اہل وفا بیوفا ہوگیا
بھلا ہو گئے وہ بت بُرا ہوگیا

مصیبت مین مین مبتلا ہوگیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہوگیا
غم و رنج کا سامنا ہوگیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہوگیا
غضب ہوگیا وہ خفا ہوگیا

ہوا الجدا مدت وہ خلوت نشین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین
بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی
بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
شب وصل بوسے پہ حجت ہوئی
خفا وہ پری رو سوا ہوگیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا
مقدر رہے ان روز دن سیدھا مرا
بر آئیگا دل کا مرے مدعا
کبھی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہوگیا

اکیلا جو گھر مین پایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے
طریق عداوت سکھایا اُسے
رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہوکے مجھسے خفا ہوگیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی
مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہوگیا

یہ حال پُر ملال دیکھکر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی چٹر چٹر بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہم ہر مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبراتی ہون کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جانین دین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ مخمور نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہے اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہے کہ مین خواب مین جاتا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین پہونچی اے گلعذار شاہزادے کو کیا ادل تھے بیقرار ہوکے میری جانب بڑھے مین نے چاہا ہن تعلیم کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل لیا کہتے ہوئے منھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے ہمنے تمہارے فراق مین بڑی مصیبتین اُٹھائین ادھر تمھین خبر فرق نہین معلوم کہ اُس شاہزادہ والا قدر نے کیا صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے گلعذار دو صاحبقران کے بیشہ کے شیر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کرین یہ تو ہم دو

اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں ہنر برہنہ کلنگان صاحب سطوت گردان صف شکن صفدر طہماس بن غنقویل دیو پرور حقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہی بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر کے زور کے آگے ایک پیر زال تھا عجب یہ جوان طہماس بن غنقویل دیو پرور بعد کرو فر ملک زرائل بر طرف سحر لقا کے آیا کل صاحبقران کے سرداروں کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آزار کو دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیرویہ بن صاحبقران و فرخ شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آزار مشہور ہے کہ اسی طہماس کا گیند دھڑکا کر دیا یعنی بر سر کوہ آزر جا کر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا یعنی بات ایسی ہی کہ چھوٹا منھ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے مسلمان ہوا انکی غلامی اختیار کی ہی بوا گلعذار سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا زور صاحبقران میں ہے کہ شاہزادہ نور الدہر میں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان ایرج صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہمچشم قرار دیا ہی کیا انصاف کیا ہی ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے بگاڑ تھا گلی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے ایسے زبردست پہلوان کو لاؤں کہ صاحبقران سے لڑواؤں میان ایرج شہر فرنگوشیہ کی بازار میں بیٹھے تھے دوکان تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جا کر انکو لائے پہلوانی کے ہنر سکھلائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب ستان نام رکھا اور تو عالم کفر میں ہر ملک گیری کی آخر صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر کے پوتے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہی سچ تو یہ ہی کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہی گلعذار نے عرض کیا واری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؏ حقیقت میں آج سے بزرگی اور قدردانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ اے گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤں کہ میان ایرج صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی ماں پر عالم کفر میں عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہوں اسی جوش محبت میں ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑوں حملے کیے مگر اُس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہائے نہیں معلوم کیا صدمہ گذرا ہے کہ جو اُس غیرت عالم خواب میں ایسا کلمہ کہا ہے نہیں معلوم مزاج اقدس کیسا ہے گلعذار نے عرض کیا اے ملکہ عالم خواب کا آپکو ناحق خیال ہی یہ بیکار رنج و ملال ہے سنا ہے کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہی وہ آرام و چین سے ہونگے ہاں البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور میں فی الحقیقت آرام و چین ہوگا

مصاحب سہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شعار

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رو در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا لو گلعذار سحر ہو گئی ایک تمہارا ہمپر احسان ہوگا تمنے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہون ایک نظر دیکھ کر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب اُنکے صحرا سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت بھینگے ابھی نہ جاؤ مین بیہان کی کل کیفیت ظاہر کرکے چلی آؤنگی لہو تماشا گر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہہ دینا کہ واسطے ایک شب کے سحر بیا کرنے کو وہ ابو قلمون بر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو وہ حق بات ہے مشتاق جمال محبوب کے پھر کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ اس راز کو چھپائیگی لیس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشہ بادہ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحراے ختن مین جلوہ نما ہے یا مست ہاتھی کے ہاتھ مین آبدار تلوار دی ہے مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو : نیلگون گنبد اپنایا مردم بیمار کو : مطلع مصنف سقدر گیرد تن نہین لازم ہے چشم یار کو : ہے سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو : پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چین پیشانی پہ افشان وہ اگر باہ لقا : تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین : اور اگر کچھ تارے خشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت ہوا مصرع آب زر نجوم ہے برج ہلال پر اشعار مصنف ابرو ون کو تیری گیا ابرو بے جوہر کہین : سہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین : جھٹ کے ملتے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے : تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین جیسے سینے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرتی آبرو ان کی آئینون دار چیت غرضکہ سب لباس درست کرکے شعلہ جوالہ بنکے طاؤس وا سطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار نے سرا پاے مخمور پر خیال نظر بد نظر نہین کی بلکہ نظر گذر ملکہ کا خیال کرکے تصدق اپنی نظر کا اُتارا اور تاکید کی داری بھول نہ جائیگا جلد تشریف لائیےگا آجکل صمصام کا معرکہ درپیش ہے عمرو و مہرخ کو بہت لیس و پیش ہے حضور کے نہونے سے درانداز طرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمرو سے نیٹنے کر دیکھو بی مخمور جان کے خوف سے کہین جاکر چھپ رہین کنیز جواب دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ جلد آنیکا کرکے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زیر بغل پہونچا نگاہ اُٹھائی کہ اے مخمور کس طرف سے جاؤن الیا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا

فکر کرتے کرتے سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ کوہستان و خارستان کا راستہ لو سیات کو معمم اُمین ٹھہر اکر طاؤس زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا غلغل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش و خروش مین ملکہ مخمور برائے ملاقات شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین اسکو بھی ابھی یہین چھوڑے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہے چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤن افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک قوسی چمکی ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اُترا افراسیاب کو سلام کر کے نامہ لقا ہاتھ مین دیا ناظرین پر واضح ہو جلدہاے مطبوعہ مین مذکور ہے کہ جب نمرد شاہ باختری کو نامہ روانہ کرنا طرف افراسیاب کے منظور ہوتا ہے نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک نقارہ رکھا ہے نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہے وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہو جاتا ہے اور دربند اول کہ جسکا دربند جالمدریہ نام ہے وہان کے حاکم کی گود مین لیجا کے وہ پنجہ ڈالدیتا ہے وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہے اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم پہونچتا ہے وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہے حاکم دربند ہفتم اُس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہے نام ان دربندون کے انشاءاللہ تعالیٰ بشرط حیات بروقت پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر لکھنا ضرور ہے واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتبر طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بہلا شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہے پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ نمرد شاہ باختری کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونیکا ممبر منگا کر ایک مشیر بد تدبیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُس نے بر سر ممبر آکے نامہ کھولا پہلے لقا نے بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خاطی قدرت کو عرصۂ دراز گذرا نزول اجلال ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت اُنکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ سپہ سالار قدرت ہے صاحب شوکت و لیاقت ہے یہ جاہ و حشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہے ظاہر مین دن کو بُرا کہتا ہے لیکن رات کو اُٹھا ہو کر لکھتا ہے ہمسے توبہ کرتا ہے ہماری محبت کا دم بھرتا ہے قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے قدرت چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل

کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے
عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہے اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کرو مضمون
نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ رُخ متغیر ہوگیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب یہان سے جلتے ہین
وہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور آگیا قدرت نے قتل کرا ڈالا مجھکو بڑا تردد ہے کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع
خدم وحشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہوجائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم نہ کرسکینگا وزمین بار ہماری فوج کا نہ
اُٹھا سکے صحرائے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہے یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا
تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت پرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق
یگانہ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہے
کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہے کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت
خوش ہونگے عمر بڑھائینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُسکے سامنے کبر ونخوت سراسر حماقت ہے
غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالائے قیطول پہونچا دون
افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ جب قدرت بالائے قیطول پہونچینگے
اور بچہ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریائے رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے اُنکی محبت مین
کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ جو ساحر اور غیر ساحر از باختر تا کوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے
مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے
پھر اپنے شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تم نے جاکر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشزن یہ
سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہوکر سامنے اُس
بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر نوبت
ونقارہ بجاتا ہوا بشان وشوکت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کی روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بروقت ذکر اسکا کیا جائیگا

## داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران وکیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا تہمد زرین جسم کا

اور لیجانا شاہزادہ نور الدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہے معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی
تجھے آج میرے لہو کی قسم
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
قسم ہے تجھے میری فریاد کی
قسم ہے تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے مُل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہے تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجھکو قسم
قسم ہے تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجھکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر برلا مری آرزو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اُس مئے ناب مین
نجھے روے محبوب آئے نظر
بڑھون اُسکی جانب لعبد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگادون ہر ایک شخص کو خواب سے

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل و جان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجھکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے مُل کی قسم
قسم ہے تجھے ساغر صاف کی
قسم ہے تجھے اپنے آرام کی
قسم تجھکو رندان میخوار کی
قسم ہے تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہے تجھے جام بلور کی
پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو
کہ ہے نشۂ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
وہان مین دفع ایذائے کلفت ہو کل
نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا جا بتے

تڑپتا ہے دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجھکو میرے سرخ ندی کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہے تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہے تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجھکو قسم
قسم تجھکو صہبائے گلنار کی
قسم ہے تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجھکو مجھ رند مخمور کی
بُری بھی فرار نگ و بو کی نہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل
وہ معشوق بنکے بناز و ادا
بیا نتک نو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک

| | | |
|---|---|---|
| چلا جاؤں ساقی میں اس شوخ تک<br>پھنسا دیں انہیں گر کہیں بخت بد<br>وہ لکھتے ہیں یہ داستان عجیب | کہیں لڑکھڑاؤں نہ میں راہ میں<br>مگر صاف کہہ دوں کروں میں مدد | چلا جاؤں یوسف کی میں چاہ میں<br>جو ہیں کاتبان جلالت نصیب |

شہسواران اشہب تیز گام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی میں دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہیں اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد ذوالاکتاف تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہیں اور اسوقت دربار میں پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار ساتسو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے دنگل پر بصد کروفر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہیں یہ امر بھی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف ظلمات نوبیا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہیشہ بائے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوئے ایک حکم ایک اتنا تھا ہر ایک اپنے تئیں ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و سیارہ و امیہ و مہتر سمک ملتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الفتح صفہانی و عمران خطائی بھانجے خواجہ عمرو کے یہ بھی دونوں بلائے روزگار مکار و غدار طرار فن عیاری میں طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمیں دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر برق خطائی و مہتر شہر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بیمثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش کہتے ہیں کہ استاد دوالامقام کے جانشین ہوں عہدہ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال میں ہیں امیر باتوقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہے ایک تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا منظور ہے کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دیں صرف اتنا فرمایا تھا آپسمیں عیاروں میں کج بحثیاں ہونے لگیں ہر کہتا ہے کہ میں لائق ہوں دوسرے کا قول ہے میں فائق ہوں جب یہ خبر امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کر دوں دوسرے فرزندوں کو رنج دوں شاگرد بھی سب صاحب لیاقت ہیں شیر بیشہ فطرت ہیں آپسمیں لڑ لڑ کر مرجائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہے کون انمیں کمتر ہے سب صاحبوں کو مناسب ہے کہ اپنی اپنی عرضی دیں اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کریں جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سنکر عیاروں نے اپنی اپنی عرضیاں لکھیں بمضامین طولانی ابو الفتح نے لکھا کہ میں وہ عیار ہوں کہ میں نے ماموں جان سے شرط بد کر مست تکلیم گوش کے کان کاٹے برق خطائی نے کہا جب میں عالم کفر میں تھا میں نے استاد کو دھوکا دیکر گرفتار کر لیا

فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیہ مین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک پہونچے اپنے اپنے
حالات لکھے مگر فیض یاب نہوے صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرمادیتے ہین
کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی
عیاران لشکر اسلام حیران تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو بطن سی ملکہ سرو سیمین تن
کے ہی کہ یہ شاہزادی ہی ملک بران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے
چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش وکوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہی
ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اس شاہزادی کا عقد کیا اسی کے
بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آس بن الوس کے عین شباب مین
مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین
غم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران
سے الگ ہوکر بڑے کروفر سے مقابلہ کرتا ہے سالہا سال فساد رہتے ہین اسی فسانہ مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان و دارا
کشور کشا کہ یہ دونون اولاد صاحبقران سی ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نتھے اور عالم کفر مین تھی عمرو انکو
فنون سپہ گری تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بنا کے صاحبقران سی سالہا سال لڑواتا ہی کہ
ان داستانون کا حال مفصل دفتر ایرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سی یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر کے زوجات سے
ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف گریہ وزاری رہتی ہی جب
بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہے کہ اے خواجہ عمرو سرو سیمین تن سی موصول ہو پروردگار فرزند
نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہو جائیگا تب خواجہ حکم بزرگون کا بجالاتے ہین تخلیے مین پاس
سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین منتر جواہر
بن عمرو پیدا ہوتا ہے بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ اسکو بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین
خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب لی صاحبقران کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن
کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا اے نور نظر پارہ جگر
مین مطلب کو صاحبقران کے سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہے
معدالقاب صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگذار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر غبار انگیز
کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو سیمین تن جواہر

بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا صاحبقران نے باآواز بلند فرمایا اے
فرزندان عمرو و اے شاگردان مہتر والا گہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا
بھائی عالم شباب میں مارا گیا پس تم میں کوئی ایسا ہو کہ سرکار پر ایسا ہی حق اسکا بھی ہو کل عیاروں نے سر اپنے اپنے
جھکا کے اس مقدمے میں کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت
فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے بٹھایا حقیقت میں جواہر نے اس عہدے میں وہی برتاؤ کیا ہے کہ جسطرح خواجہ عمرو
بخلق و محبت ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہیں غرض دربار امیر بالقری میں
مہتر و سر سنگ خشت ہائے زرین بردست بستہ حاضر ہیں سامان عیش و نشاط مہیا ہے ذکر خواجہ عمرو و اورا سد کا
ہو رہا ہے امیر فرماتے ہیں نہیں معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا میں کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی
اتنا خوب دلکو یقین ہے کہ نہیں معلوم عمرو پر کیا ہجوم رنج و الم ہے کہ ہمیں فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہے
سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہیں کہ اے شہریار حقیقت میں عمرو آپ کا عاشق صادق ہے لشکر میں کون ایسا ہے
جسپر عمرو نے احسان نہیں کیا ہے ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے
دور ہیں خواجہ عمرو سے مہجور ہیں اے پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لاکر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت
نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا اے جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہے جواہر نے عرض
کی ہرکارے گئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تو میان خیبری و سر سنگ مکی
و ابو طاہر خونریز چاروں ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ
اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ مصنف

| | |
|---|---|
| خدا یا مرے شاہ پر دم بدم | رہے سر بسر سر پہ ظل حشم |
| ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو | عدو مثل سبزے پامال ہو |

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اخوت زمرد شاہ
باختری اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و برآمد نے خبر دی ہے کہ فولاد فولاد شکن
بھانجا سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہے یہاں سے تین کوس کے فاصلے پر
لشکر اُسکا ٹھہرا ہے لقا نے فرامرز تاجدار فرزندان نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل قدرت
کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہے سنتے ہیں نہایت زبردست ہے بادہ کبر و نخوت سے
مست ہے حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہے دیکھئے گا
مسلمانوں پر کیا گذرتی ہے صاحبقران نے فرمایا خدائے ما بزرگ ست مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر ست
مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب کو لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ فرامرز
تاجدار با فوج بیشمار اپنے خچرے پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے

کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا ہی جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ
ہیسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس ابن عنقو بیل
دیو پیکر ورسے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اسکی صورت مہیب
دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی گاؤ زمین کانپ جاتی ہی وہ سر امقدمہ ہو اور یہ بھی ہی غلام عرض کرچکا ہی وہ نیے
کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین اس خیال سے شاید سن چکا ہی کہ ملکہ مہرنگار و ملکہ مہر گہر تاجدار دختر نوشیروان
عالیوقار محبت مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ نہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ جاربلک حران مین بدیع الزمان
کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا بھاگ کے بخدمت لقا پہونچا اسی خیال سے
ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک سنتا ہوا چلا جاتا ہی اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ہلمی شیخی کرکری
ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیروکی آڑ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کہتے ہین
کیسے بہادر ہین راہ مین اسطرح ذکر ہوتے ہوئے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران داماسفندیار جہان آپکی تشریف آوری
کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چکے ہین یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ
پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدمے ہیبت سے پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھا آپ اپنے
ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی
اسی ہنستے ہین سب مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے فیطوس پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹجاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خراماں خراماں چلا ادھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے سبزہ زار کے پہونچا
تھا کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کے اڑے
دارندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے
انکے بعد سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہی
گینڈے پر سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑ گڑاتا ہوا چالیس جوڑیان نرگاؤ کی اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین مگر بسبب
بار گران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین رسیون کے سٹاکے پڑ رہے ہین تک تک کی صدائین
بلند بیل گردون در دمند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودون پر بل پڑے ہوئے ہین یا دریا کے رود نیل کی
موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ ملعون ویران کا ہر سر بسر سرکش یا سیر کالی کالی صولت یا کالی جن
کی صورت یا خال چہرہ شب جیون مین قہر و غضب دو ساقی بنکے جام شراب کے دیتے ہین پیا جاتا ہی ہاتھ مین ارنے بھینسے کی ران

بجائے کباب کھاتا ہی یا چھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی بیش نگاہ یہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اُڑا دی تو جہ بھی نکی بختیارک دلمین کہنے لگا لات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا اس حرام زادے کو ناگوار ہی سقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اُسوقت پکار کر آواز دی اے رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آ پہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر بہ مشکل گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پہ ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزاروں نے اُسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہوئے یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اُسکے تمام بارگاہ مین ذنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہر ہر تاجدار ایکطرف بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا اے پہلوان تیغزن واہ فولاد فولادشکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمہارا مزاج کیسا ہے وہان خداوند مشتاق ہین قبل تمہارے آنیکے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپر د تیغۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان بھی بلائے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی چہرے پر حرمزدگی کی نشانی ایک سو ایک کلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پہ بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہے یہی پتہ کافی ہی فولاد نے کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین ان ناموں کو سنکر ہنستے ہین فولاد فولادشکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن نجتک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید ہی فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ ہو گیا اُسکا کہا کہ اے ملک جی سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھدیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے بزرگون پر سوائے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بیوقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یہ کہکر جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمہارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولادشکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کیواسطے جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا اے پہلوان زمان واہ گرما شب جہان کیا جورو بیٹیان بھی ساتھ ہین

اسکا کیا سبب ہے نشہ جرأت مین مدہوش ہو گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی ہین نے ایسے معاملات واہیات
سنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہے بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز
صاحب فرزند دلبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب عشق
طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہر نگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم
چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جوان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا
پاس انکے عرب جا پہونچین اور ون کا ذکر تو کیا کرون خداوند زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین
نور چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلہ حسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرہ
حمزہ صاحبقران پر مائل ہوئین نور چکیدہ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گردنکشکن
کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو سکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے
بھی تامل فرمایا ایسے سنگ لون سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصہ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی شیر دلیر پر شیفتہ اور
فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین کیسے صف شکن
تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ کے نور نظر پارہ جگر قدرت
کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک چتر و علم و نشان انکی نہیب شمشیر سے
بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت انکے خوف سے دامن صحرا سے منہ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر
آب کو چہرے پر لیا ہے مریخ فلک کا نپتا ہے قدرت کے بھی پیارے ہین اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے انکی جرأت پر قدرت
کو بھی ناز ہوئے غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادہ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہے کہ قلعہ مشتری حصار پر
کمر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اٹھا لیا سات کوس تک چرخ دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین
ہتھکڑیان پلٹے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے
بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین آیا تقدیر کر کے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر
بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوند انکی نہیب شمشیر سے
بندگان قدرت کو بچائین جنہین قدرت کی صاحبزادیون کے شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پس آپنے بہت مناسب
کیا ہے کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہے اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی یا
ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہے فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی لگائی ملک جی کی بگڑی سر سے

زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہے بختیارک نے رفیدہ اٹھا کر سر پہ رکھا اور کہا ڈھول
پیٹنے کا تو یہ غلام عادی ہے قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت دیا ہے اسقدر گستاخ کیا ہے قدرت کے
سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا حکم لگانا کبھی خلاف
نہین ہوتا ہے جو مجکو ڈھول لگاتا ہے وہ آخر اپنے سر پہ ہاتھ رکھکر روتا ہے حضور نے کچھ میری بات کا جواب
نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہے اُسکو اسی واسطے
ساتھ رکھا ہے کہ حفاظت کرون اور وہ خود صاحب شوکت ہے مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہے فن
سپاہگری مین طاق ہے حسن مین شہرۂ آفاق ہے کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین
نکال لے اور علاوہ اسکے ای ناک جی جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پہ بھی ایسا معرکہ گذرتا
دریائے خون بہا دیتا گھسکر طالب و مطلوب کے سر کاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع
امور مملکت خویش خسروان دانند، اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہے
لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی
چوٹی پکڑکر گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بر وقت ملازمت قدرت سے
اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کرون یا لے آؤن بختیارک نے
جواب دیا ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بہلاؤ مسلمانون کا خدائے نادیدہ بقول اُنکے
حاضر و ناظر ہے دلون کے حال سے ماہر ہے مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی
صفت مین کہتے ہین بیت مراد را رسد کبریا و منی ؛ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ؛ اور قدرت کو بھی غرور
کسی کا نہین پسند ہے آپنے اسوقت غرور کیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہے کہ شاہزادیان
حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے الو کے پٹھے قد و قامت ساکھو کے ٹھٹے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزند
حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حسن مین ملاحت گفتگو مین
بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر پہلے سے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد
ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پہ ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام کے غلام
کا غلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہے نمک صحبت ہون روتے کو ہنساتا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہے وہ سناتا ہون
یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اُسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہے دیکھو ابھی
ہمکو کیا کیا کہتا ہے ابھی تمہارے سامنے کہہ چکا ہے اسکا یہی شیوہ ہے یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے
قریب باغ ہے سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع و وسیع جلد اسکو جا کر خالی کرا دو آپ کے

ناموس کو بعزت وحرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی صنیغم یہ حکم سنکر
فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ پکڑکر اُٹھا مع فوج اور مع محافون
قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جابجا سوار اور پیدلون کی چوکیان
بٹھائین جبتک ناموس اُترے تیغہ پکڑے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی
نہ آنے پائے بختیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور فساد
پڑیگی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اُنکی آنکھ لڑیگی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچا لیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمہارا بھنڈارا
کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کہا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ
جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کر کے آیا
برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ فولاد فولاد شکن طرف لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا
دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہے دیکھتا بھالتا تا بدرگاہ زہرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا
کو کہ پچاسی ارنج کا قد وقامت سر مثل گنبد قصر کہنہ ہاتھ پانون بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹہنے سیاہ رو بدخو
تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ
فولاد فولاد شکن خود کبر یہ منظر ہے مگر صورت نحس لقا دیکھکے تھرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا
نے آواز دی اے بندۂ خاص من سراز سجدہ بردار کر لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب
تخت لقا دنگل بیٹھنے کو ملا ساقی نیچے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو بختیارک کی
باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکیدگان قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین
قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہوکہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کرون صاحبزادیون کو
محافے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپکے ہنر برصحراے جرأت کو کون ٹوکتا ہی یہ سنکر لقا
قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے بندۂ خاص الخاص واے طاعت گزار با اخلاص انتظام کارخانہ قدرت ذات خاص قدرت ہی
پر موقوف ہی دخل دینے والا صرا سرپے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دیگی فولاد
یہ سنکر خاموش ہوا اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ اے فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
تمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے نام پر طبل جنگی
بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت وخالوے قدرت وصنیغم
خون آشام وسرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین

کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھاکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا دختر فولاد فولاد شکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو اے عشق خانمان سوز
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے اے عشق دیکھا وہ برق

کہان ہے تو اے شمع پروانہ سوز
جو اے عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق

جلا دینے مین تو وہ بیباک ہے
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو

مشاطگان عرائس سخنوری و جلوہ پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر باز ننگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

ای فریدون ہمت در ستم دل جمشید فر
بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد
تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد
داد عدلت در سرای آخرت معمور باد
آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان

کا ہمیشہ تابان و درخشان رہی فولاد فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عظم و شان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر و غرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بدآئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا اسواسطے دعوت کے براے عرصہ یکہفتہ اپنے قصر مین لے گیا ظاہر معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا اے داراے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دنگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب اُنکے نیلم زنگی و نیلم زنگی و عنتر صبا و غوجان دریا باری و سام بن غوجان دریا باری و معاد عماد رشک دراز گردن حاضر ہین سبنے دست بستہ عرض کی اے شہریار بعد مدت مدید و عہد بعید ایک ہفتے کی

مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے امیر سے اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش
سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے فرمایا کیون لے فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر
اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے فرمایا کہ بابا یہ ملک پر آشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جا بجا
رہزن ہین شکار کو جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو معرکہ
دیکھا الندھور بن سعدان سے کہا چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکہ بھائی ایرج
کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین اکثر شیر ببر نکل آتے ہین
آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو
سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت
شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے ہین یہ کہکر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار
ملے تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ دیر نہ کرونگا صاحبقران
نے فرمایا اے فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تو دل پر تیر الم پڑا ہے خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہے
شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین بیٹھے ہین اور قابو پاکر کچھ فکر نکرین لہذا اگر قصد مصمم ہے تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ
ہمارے ساتھ کھانا ایرج نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر
صاحبقران کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کردم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی
کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا ہے مگر ہمی قلب کا عجب حال ہے خود بخود ہجوم غم و ملال ہے ایرج نے عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور
جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین شیر ببر کا ہمکو ڈر ہے قاسم نے کہا اے نور نظر
ایسی بات نکالنا تمپر کیون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے
ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیے کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہے دربار صفیف الملک
مین جانا برق شمشیر چمکانا آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبر بن موی کو ہی
سے مہلت ہو نکل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تابل ہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا اقبال ہے کیا
کسی کی مجال ہے جو تمسے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین بڑے لوگ
بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین دست راستی اپنے
مقام پر ہنسا کیے نور الدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان صاحبقران سے اجازت لیکر
بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلاکر حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً پہلے
قراول میر شکار یوز باش حاضر ہوئے جانوران شکاری شل بار بحری جرہ ترمتی کہی کہیلا گرد جھگر دیخ چھوٹی

چڑھتے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ طائر خیال کو شکار کریں مرغ عنقا کو بصد جستجو لائیں چیتوں کی چار پایان سگ تازی شیر شکار چست و چالاک

بیان نظم

جو شیروں کو وہ دشت میں گھیر لیں
وہ کتونکی تھیں جوڑیاں لاجواب
یہ بزدل نہیں وہ کہ منہ پھیر لیں
دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب

الغرض جب یہ سامان شکار مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت کرہ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا میں آکر پہلے قراولوں کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھوں نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اڑے یہاں سے بازداروں نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پروں سے طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر گرایا پنجۂ فولادی اپنا اسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اسنے پنجے میں دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے اترے طائران ہوا سے اراہے بھر پہر کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا اے برادر ہمارے جد عالی تبار انتظار میں ہونگے ہم چاہتے ہیں دوپہر سے قبل واپس ہوں مگر مقام تعجب ہے کہ اسوقت تک کوئی آہو اس صحرا میں نہ دیکھا کہ اسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہے ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گیہان یہاں سے تین کوس پر ایک کھیت دھانوں کا نہایت سرسبز و شاداب ہے وہاں شکار نایاب ہے کئی سو آہو اس کھیت میں چر رہے ہیں جلد چلیے شکار کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوئے شکار آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوئے آکر دور سے دیکھا حقیقت میں گرد صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ایک سمت دھانوں کا کھیت اسمیں پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خراماں بیچ میں ایک آہوئے کلان سنگوٹیاں مثل محبوبان آنکھیں بڑی بڑی شعر

یہی اشارہ ہے ان کالی کالی آنکھوں کا : شکار شیر نہ کھیلیں تو ہم غزال نہیں :

از پشت تا بہ دم ایک لکیر سفید شاید اسمیں بھی کچھ بعید اسکو کہکشان فلک کہیے یا جادہ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ میں مادہ ہائے آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہے اپنے معشوقوں سے دم محبت کا بھر رہا ہے ایرج نوجوان نے فرمایا اور سب آہوؤں کے شکار کا سب صاحبوں کو اختیار ہے لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم شکار کرینگے یہ فرماکر چہار جانب سے اس کھیت کو گھیرا نیزوں کے لٹو بغلوں میں دبلے سنان ہائے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑوں کو مہمیز کیا ان آہوان صحرا نے جو صیادوں کو کمین میں دیکھا کنوتیاں بدلیں چوکڑیاں بھریں جست وخیز کرکے بھاگے ایکدم میں ہوا ہو گئے سرداروں نے بھی انکے تعاقب میں گھوڑے ڈال دیے مگر وہ

آہوے کلان ایرج نوجوان سے آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب راکب کو فراکر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اُس آہوے وحشی نے مجھی کو شرمسار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا ہین اُسکو متہم کرتا اب یہ زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیر اکرہ بن اشقر ہے وہ بھی طرارہ بھر کے چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی
نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑدن کی تک
خود اپنے سائے سے کرتا ہی رم غزال کی طرح
کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کادون کا ہے عجب انداز
کہ جنکو دیکھکے ہے دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی کبھی پیٹھ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہے شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب ہمراہی وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیر دل دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج نوجوان بصد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو نے چوکڑی بھولا اور ارادہ کا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا ایک جھپکتے جھپکتے بجر کمان مین پیوست کیا اور ہر سیسر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو تنبھیا کر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بونڈلا گرد کا اُڑا نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیر ادھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہے ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اُٹھا کر کمان تیر اُسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اُسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپالون یکایک کڑا کے کی سم مرکب کے صدا مانند ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش و خروش برچھا برچھا کنوتی پر مرکب کی گھوڑے کو اُڑائے ہوئے مگر چوکنا چہار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہے نقابدار نے نگاہ اُٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اُس شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص تو نے کچھ باد دولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا

ایرج نوجوان نے مسکراکے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اُٹھا لیجائیے نقابدار غصے مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا مزہ کھودیا پہر بہر سے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا دچھا پڑا تو نے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیر از لخطا ہوئی کچھ سزا دیجیے پس اب بہتر ہے کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلۂ جوالہ غصے سے کانپنے لگا نیمچہ بیمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل نکلا ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کہ بفنون سپہ گری جھپکی دی تلوار پٹڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فوراً جو مُشر دہ کیا نیمچہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادۂ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پائی گئی بگیہ ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کر کے اُٹھایا کہ جوہر ابند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب ÷ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ÷ ایرج نے گھبرا کر سر اُٹھا کر دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو ہر چند چہرہ بنظر پر خال خال ہین اگر چشمہ مین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین سراپا

موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچا کھنچی نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے
زرد ہو جائے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
دردسر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہو ڈرے
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے
ہے یقین وہ بھی اپنے منہ کی کھائے
دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے ابھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان اُسپر
تو لگاتے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئنے مین شکم کے بال آیا

ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ وہ رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض پرنور
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر ہے حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور

| | | |
|---|---|---|
| یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور | پائجامے میں یوں ہیں جلوہ فگن | شمع فانوس جیسے ہو روشن |
| لال مہندی سے دونوں تھے کف پا | ہاتھ ملتا تھا اپنے دزدِ حنا | قد کی تعریف میں ہے حیرانی |
| کلکِ قدرت کہوں کہ سرو سہی | سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا | پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا |

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو میں تیر دلدوز مژگان آمادۂ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کروں نتیجۂ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑوں لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر نگفتی ٭ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ٭ اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نو خاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونوں عارض پھول سے زلفوں میں پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھوں حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھوں نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبراتی تھی دلمیں کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش میں لاؤں اپنا حال دل سناؤں اسی خیال پر ملال میں مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیاں آہ شرر افشاں زبان پر طپش قلب سے کہتی ہے الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سر زمین سے اٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانوں پر رکھوں اس بیمار چشم کی مسیحائی کروں کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑتا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہے حقیقت میں شاپور شیر دل تعاقب میں اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہے اسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی تعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا میں مصروف ہے کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ میں ریتی پر پڑا ہوا ایڑیاں رگڑ رہا ہے ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھکر چھاگل میں پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

| | |
|---|---|
| نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمیں رہی دل کی | پڑی میرے بدن پر پھکے بجلی تیغ قاتل کی |

کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
صراحی تھی سرو ہی بھر حلق خشک قاتل کی

چھری پھرتی ہے ذوق قتل مین مانع ہے کیون شارع
غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی

کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی

شب مرقد شب فرقت مین دن روز قیامت ہے
ہر اک ساعت ہے آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کہاں شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہے
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہے
شب وصال بہت کم ہے پوچھتے کیا ہو
مری نظر مین بھی دلکا قرار تھوڑا ہے

دیگر

زیادہ صبر سے اور اختیار تھوڑا ہے
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھونکو
کہ میرے سینے مین دم اب لگار تھوڑا ہے
سحر کو غنچہ کھلا دو پہر کو ڈھلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہے
نگاہ کم سے جو دیکھا ہے یار سرکش نے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون نے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا تو حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہے یہ تو جوان ایسا مبہوت ہے کہ شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنائین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا اے شوق
ابھی موجود ہین آنکھین مری چلنے کے لیے

شکوہ ہے برق تجلی سے کہ ادنا انصاف
ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نار کی دیکھون بٹھا لیتی ہے کیونکر تمکو
دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہے سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے

دل مین آتا ہے جگر سے تو جگر مین دل سے
درد اٹھتا ہے ذرا آج مچلنے کے لیے

گر چکی منتظری یار کی گو کام تمام
جان باقی ہے کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور
دل تو موجود ہے دو ہاتھ اچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہے چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہے مین جلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جاتے ہو ڈرانے آنکھین
بخت جادو ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین
کبھی اٹھتا ہے تو ان تلوون سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ
دھوپ مین کوچۂ محبوب مین جلنے کے لیے

| | |
|---|---|
| بن پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو ۔ | موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے |
| بیمار ہے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین | اُس نے گردیدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے |

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برلے خدا ہوش مین آئیے کچھ حال
دل فرمائیے یہ کیا معرکہ ہے دشمنون کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہی مین
اپنے کو ہلاک کرونگا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام بے بہرہ ہی مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایک ساتھ پیدا ہوا ہون کیا حضور کی کہین
طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمائیے جیسا کچھ کہ فن عیاری مین قبلۂ کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین
پایا ہے اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچا دونگا اگر تحت ثری مین ہوگا تو مثل قطرۂ آب جذب
ہوجاؤنگا مگر آپکے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی و سرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائیں قدمون پر
تصدق ہو جائین جب اسطرح بمحبت و شفقت شاپور شیر دل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ
کھولی کہا اے یار وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی سلطان عشق کی
اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُسنے نیمچے کا ہاتھ لگایا تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا
مطلع ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ۔ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہے اپنی گردن کا ۔ کیا کہون
خطاوار ہون مجبور و ناچار ہون ایک جلوۂ نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر
روپوش ہوا اگر وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر پٹک پٹک کے مرجاؤنگا اے برادر جانی رحم ہی اُس محبوب جانی
یار جاودانی کا پتا لگاؤ یا ہمین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان و دل سے حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا
چلیے بارگاہ مین تشریف لیچلیے آپکے والد نامدار جد عالیوقار و سرداران جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران
سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب قلیل ہی اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا اے بھائی اس
مقام پر اُس ماہتابان کو دیکھا ہے اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی
عیادت کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی یہان
بیقراری کو قرار ہے معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین تھین کہ سامنے سے پہلے قراول کچھ سوار کچھ پیدل
نمایان ہوئے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی
اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام فرمائینگے کارگزار فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے
کہ اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان
یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اٹھتا تھا لیکن شاپور بمنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جانی و دانی کو ہم تک لاؤ اگر ہمارا زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمایئے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام و نشان روز کا شکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پہ ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہے دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو — خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون تدبیرین — نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین — تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ — کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ — پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی الٹ گئی تقدیر — اثر ہے نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر — لبون پہ دم ہے خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہے
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیاں سُناتا ہے
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہے
خموش رہیے تو منھ کو کلیجہ آتا ہے
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہاں امانت کو
ستایا کرتا ہے درد نہاں امانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ہمیشہ ہے یہی ورد زبان امانت کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا اے برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہے ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ ودشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ؛ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ؛ شاپور شیر دل یہ فلولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت و سماجت ایرج کو سمجھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے منھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے با رنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا بیت چو زرین علم شد ز عالم نہان ؛ شب تیرگون سر زد از قیروان ؛ ملازمون نے تعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہے برای جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو نشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب و لازم ہے کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران و شاہزادۂ خاور سیاہ و رستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہے کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہے بیشک اگر وہان جائینگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہے جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہوسکے میری معشوقہ سے مجکو ملادو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر

ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جوہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سُنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے آقاے نامدار نہایت مشکل ہی ہرچند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجر بچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یعنی خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بعد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہو کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صلاح ماہ و مہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدہ جان بخش جو شاپور شیردل نے سنایا پایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا یا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

ای مسیحا مین تیرے منھ کے نثار — ہے یہ تدبیر خوش پئے بیمار
تو نے ایسی خبر سنائی ہے — تن بیجان مین جان آئی ہے

مگر اے بھائی یہ کالی رات کیونکر کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہے کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا

## اشعار مصنف

سیاہ ہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا — چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
رہی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو — وہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر
بلا ہی مری شام فرقت نہین — کہ جسکی سحر تا قیامت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین — لحاظ و وفا پاس الفت نہین
کہا اُنسے جب سن لو دلکی لگی — کہا پھر کبھی آج فرصت نہین
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین — نکلتی نہین جان کیون ہجر مین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین — اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین

مجھے ایسے بشر سے محبت نہین
جسے نہین ذرا آدمیت نہین
کسی کی عیادت کرین خاک ہم
کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین

شاپور شیردل نے دیکھا جنون ترقی پر ہے آتش عشق شعلہ ور ہے اب نصیحت سے بجھانا دشوار ہے ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہے بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو ۔ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ۔ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہے مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہے نوش کرین غلام کو خوف ہی افشاے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر یا توقیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا اے یار وفادار والے مونس و غمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے نکھونگا مگر کھانے سے

معاف رکھو لذت طعام خوان پرالوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر غلبۂ آنسو
پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ
وہ قاتل عالم کسطرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہہ سنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی
صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائیگا اب وکلمہ اس نوگرفتار زندان
محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد شکن
کوہی جو برائے مدد لقا آیا ہی اور بلغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرات اور مردانگی
نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی
واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہوجانا اور اسکا قصد کرنا کہ اپنے
کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھاکر زانو پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و شکیبا
حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سبنے پوچھا اری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش
تصویر خیالی ایرج نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحراے
ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس ہے نہ غمگسار ہے یکہ و تنہا خدانخواستہ
دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے منہ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار
نہین معلوم کون تھا راہ جاتا تھا ہاے تو کیون گھبرا گئی بدحواس ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش
مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین پیچ و تاب بے ادب عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی
تھی کہ اُسی طرف جاؤن دور سے دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا محجوب بے پردہ دیکھ چکا ہی
یقین تو ہی کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہان
کہان پیغام و سلام ہوگا اے سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیتبار
ہی اسی پریشانی مین تا بدر باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین
و مضطر بارہ دری مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکاکر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب سیارہ آفتاب نے صیدگاہ
صحراے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو
گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانۂ ضیا بعد صفا اس نخچیرگاہ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راحت
کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے رداے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بچھا تمام

چھائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی ہو جب مصیبت عشق کی وہ تاریکی کہ ٹھیر جائے شب یلدا ہو گئی + محیط عالم جہان ہو گئی
یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجہ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی چار جانب اندھیرا تھا ضیائے مہر سے مہر نے دنیا سے
منہ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ و تاریک تھی ظلمت بردہ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی افلاک ماہ تابان سے
زوال کا گولا عیان تھا سیاہ دن کو چھپا کو لیاں کھوں یا خال چہرہ زنگی سے تمثال دون چار سمت سناٹا ہو کا عالم دل
پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھوں کے نیچے یاد زلف جانان میں اندھیرا دل بیتاب مثل ماہی بے آب تڑپ کو شکل کر کوئی یار
پیچ و تاب کنیزوں نے شمع ہائے موومی کافوری روشن کیں مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند نہوا تھا چراغ کے پھول
نگرتے تھے گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزوں سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہے کیوں گھیرا ہے کنیزیں
بھیانک ہو کر باہر گئیں آپس میں کہتی تھیں آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے ایک کہتی تھی البتہ کسی کے یاد گیسو میں سودا ہو گیا ہے
میں پہلے ہی شکار گاہ میں تاڑ گئی تھی کہ کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہیں مثل صید خائف بدحواس ہیں ہوش
اڑے ہوئے مضطرانہ پریشان ہونٹھ پر پڑے تھے چشم نرگسی میں آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو دیکھتی تھیں ملکہ آج کسی پر
ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغہ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز کمسن بولی ہاری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی
جائیگی تو بد زبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری بھولی بھالی عشق و محبت کی باتوں کو کیا جانے انکو مردوں کے نام سے
نفرت ہے آٹھ پہر فنون سپہ گری میں بصد شوکت ہے سوسن تجکو بد زبانی کی بہت عادت ہے یہ سنکے سوسن قہقہہ مار کر
ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہیں عشق کے مزے اٹھائے ہیں اگر ملکہ کسی پر عاشق ہوئی ہوں تو وہ دلی
لکھی ہوں دیکھ دو چار روز میں یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا پیش آئیگا پردے سے جھانکے او نرگس دیکھے
مثنوی پڑھ رہی ہیں لیلی مجنون کا قصہ اٹھایا ہے شیرین فرہاد کی تلاش ہے کنیزیں تو اسی طرح بڑبڑا کے اپنی اپنی جگہ
میں جا بیٹھیں مگر ملکہ تسمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسیں بھرنے
لگی بے اختیار ہو کر پکاری نظم

| | | |
|---|---|---|
| جسدن سے ہوئی تری جدائی | اے باد صبا سوے دلارام | لیجا تو یہ غمزدوں کے پیغام |
| سرگشتہ ہوں تیری آرزو میں | دیوانے پہ تیرے آفت آئی | آوارہ ہوں تیری جستجو میں |
| | گھربار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا |

کبھی گھبرا کر کہتی ہے اے فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کج روی ہے ستاروں سے بھر آنکھیں
نکالتا ہے ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہے ابیات

| | | |
|---|---|---|
| قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہون | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | جی میں ہے جاؤں نجد کے بن میں |
| ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے | کہتی ہے سر پہ اپنے ڈالکے خاک |
| ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہے | چار پائے پلنگ کے مجھکو | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے |
| | | چار پائے درندہ ہیں ابتو |

ہائے ہم پینا اور غم تراہے کیا کیجیے | کون ہے کس سے حال دل کہیے

غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر بستر خواب پر تڑپ رہی تھی اور پھر ٹہل رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ از راہ شل ابر نو بہار رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے وزیرزادی کو جو آتے دیکھا دلائی منھ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن منھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائے واری یہ حضور کا کیا حال ہے آئینۂ دل پر کیون گرد ملال ہے ای ملکہ کدھر خیال ہے لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری اللہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہے ہنڈا ابھیکا ہے بدن سنسناتا ہے غش چلا آتا ہے غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمائیے دل کی کلیہ حقیقت بتلائیے ملکہ نے کہا تو ناحق الجھتی ہے بیمار ہونے مین کیا اختیار ہے اور دل کی یہ حقیقت ہے تنہا بیٹھنے سے رغبت ہے صحبت ہمجنسون کی نفرت ہے لو یہ کیفیت ہے سن چکین جاؤ ہرچند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل غم کی زبان پر لائی غزل

عاشق زلف پہ تیرے یہ بلا آئی ہے
ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین [illegible]
چھوٹ کر تیرے قدم سے یہ سزا پائی ہے
جب سے گر تمھین انکار ہے اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہے
اہل اسلام سمجھتے ہین مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہین گلستان مین بہار آئی ہے
تیر و لد ذر ہوتا ہے ان کے یہ قطرہ تجھ بن
آیا سحر نے منھ اپنا دکھایا نظم
سحر تر کانہ قصد این حشم کرد

کوئی مونس ہے نہ ہمدم ہے یہ تنہائی ہے
جان ہم دیتا ہون اس شوخ کی رسوائی ہے
ہم اسیرون کو غرض کیا جو کھلے باغ مین گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تمنے قسم کھائی ہے
بوسہ زلف دوتا مانگتا ہون مین جس دم
دل لگا نیکی تہون سے یہ سزا پائی ہے
بوسہ اس گل نے دیے سیب ذقن کے ای دل
ابر غم ہے کہ فلک پہ یہ گھٹا چھائی ہے
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گر بسگے نمود و گلہ رم کرد

حسرتین ہین شب تار ہے تنہائی ہے
شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہے
صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال
دل پژمردہ کے نزدیک خزان آئی ہے
ہائے سب سیر بگڑ کر جو گیا ہے وہ گل
سنکے فرماتے ہین دیوانہ ہے سودائی ہے
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
بعد مدت مری امید یہ بر آئی ہے
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شد ندا از چشم یعقوب فلک گم

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی مگر رنگ چہرے کا فق دل مین قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا اسوقت بھی بہت حال دل کی جستجو کی بمنت و سماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار و انیسین و جلیسین مصاحبین ہمراز و ہمساز بھی گرد اگرد حاضر ہین کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ نے غسل

تصویر خاموش کسی سے کلام نہین کرتی ہیہات
ہر بیرہ نے جنازے کو دیا ہی کاندھا

ہون تصور مین ترے صورت تصویر گی
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح

جسم بیحس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح
دل ہی دلمین سوز محبت سے شمع سان

پگھلتی ہی ہڈی ہڈی آتش عشق سے جلتی ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اُسکو چین نہین پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہوکر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار لقا مین جاتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کرکے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈالا اگرچہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ رو کو کیا کرے رات بھر مین چہرہ غم سے ستا گیا ہی یا تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہے کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے جلدی سے آب رواں کے دوپٹے پر سفید دولائی اوڑھی چوتہ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو در باغ تک پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچا واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری کیطرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرہ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع ڈل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمھلا جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا اے نور نظر پارۂ جگر راحت جان باعث تسکین دل و جان آج تمہارا مزاج کیسا ہے ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوؤن سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہوکر پریشان ہوا کہ ارے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مینے گھسکر لگایا مگر یہ درد سر نہ گیا حرارت بھی باطنی مینا ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین یہ دیر تیار ہوتی ہی ملائی بھی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہے اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہے پر از خس و خاشاک ہے آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا گرم صحرا سے پر ہول نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہے فولاد فولاد شکن نے یہ سنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اسی زمانے مین ورزش وغیرہ کم کردی ہی یہی باعث ہی نقاہت کا ابھی اٹھکے اکھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار کشتیون کو زور دکھلاؤ ابھی بخار اتر جائیگا درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہے کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہے

غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہی صحبت عیش و جشن
آراستہ کرو ساماں ناچ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بھیجو وہ بہت گر باگرم ہی خوب نقلیں کرتی ہی
روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطربہ فلک کو شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک
حبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز و ساماں جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر
سوار ہو کے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا اے سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آموں کے باغ کے پہلو میں
شعلہ رخسار کا خیمہ ہے جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سنے گی پتا خبردار فراموش نہ کرنا وہیں جانا کنیز نے بڑھکر
حبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی میں
جاتے ہیں پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہیں اس سے فراغت پا کے طبل جنگی بجوا دونگا ایک ہی دن میں خاتمہ کر دونگا
زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہے کہ حمزہ تو بڈھا ہو گیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت و لیاقت لشکر
حمزہ میں ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان و کور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ
دونوں کی تلوار کی دھاک ہے اگر ان دونوں کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہے اور ایرج نوجوان کا نام اس سبب سے زیادہ
روشن ہوا ہی کوئی طلسم تھا موسوم بہ طلسم آئینہ اُسکو اسنے جا کر بڑی صفائی سے توڑا فتح کر کے آیا اسُ روز شاید جنگ
مغلوبہ تھی جند کو ہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو
کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی میں تھے اسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا
یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہو گئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تحفہ
طلسمی بھی پاس تھا سو جسسے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے کلک جی نے ایرج
نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام
ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھوں میں روشنی
آگئی حقیقت میں دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر۔ دل را بدل رہیست
درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ٭ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہو کر باپ کے گلے میں
ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا
نواسا ہے اور حرف سے مسلمانوں کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکالدیا ہی مسلمان ہو گیا ہی فولاد فولاد شکن نے
تیوریوں پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہیں ہی مشیت قدرت میں کسی کو کیا دخل ہی نہیں معلوم کیا
کھیل کھیلتے ہیں ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلنے میں ہیں بی بی طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باخبرین و تاریخ نگار نے تحریر کیا ہی
کہ صاحبقران زمان ملک عجم پر گئے تھے کہیک بار فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا در بندہ جالندھر پہ

قید ہوا اکوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زہرد شاہ باختری روانہ کی ہفت دربند طےکرکے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجداران جبیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہوکے آیا ہی ظاہر مین حمزہ ہمکو برا کہتا ہے دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بالاے قیطول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہکیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجاکر چاہ ماران مین پھینکدو اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھاکر بالاے کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدۂ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند قدرت سحر اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا انھون نے باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر شبخون مارکر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہوگئے تھے اُنکی سرکوبی کے واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جبھی لاکھون سے کر بھڑکر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے کوئی اکیلا سواے نابدولت کے لڑ سکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز ساتھ قاسم کے نکل گئین انکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی پس قدرت کا نواسا ہی یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوب متوجہ ہوکر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولاد شکن کہتا جاتا تھا کہ بی بی حقیقت مین نے سُنا تمسے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہے مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کیا ای باباجان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی بھلا کہان وہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان معبد کی کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا تمھارا کیا مطلب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ باتون کو پڑھینگے سب ملکہ سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو بہادر کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور بھیجے آپکے گا فولاد فولاد شکن وعدہ کرکے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا براے ملاقات سلیمان عنبرین موے کوہی چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہوگیا ہے کسی قدر تغیر دفع ہوگیا ہے غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان چُھوایا خاصہ

منگوایا قسمین دیکر بمنت وسماجت دوایک نوالے کھلائے جب بتا وہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب یا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم ابکائی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے مگر گلوری تک نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین ہی کہ گائنین جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال دفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے پہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُنکے ٹھسے سے آپ آگاہ نہین ہین قوم کی ڈومنیان ہزار دون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین اُنکو فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے پہر ملتی ہی مستی انکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین رات رات بھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر جگایا تو ان بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُنھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جابجا سے مسکی ہوئی اب اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی مدت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے آئی عرض کی گائنین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہے والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی گانا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا ہے محبوب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے بے جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے غنچہ دہن نے عرض کیا واری اب تک آپنے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہے جو جی ٹھکانے نہین ہی ملکہ نے کہا اے غنچہ دہن یہ حال ہمسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائنون حرامزادیون کو آنے دو تم سب بیٹھکر سننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیر دل کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین دیکے برائے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ اے شاپور مین کہان جاؤن کیونکر اس طالب عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختہ آتش دوری و فرقت شعلہ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب ولی اللہ نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے ہمنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کمین ہمارا آقا عاشق ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہ ہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا اپنی جان ستاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت و رسوائی کے خدانخواستہ اگر آقائے نامدار مدلائے قدر شناس پر کوئی افتاد پڑی زندگی بیکار ہی پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے استغراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ غلام کو اپنا بھائی بنائین اور انکی ایسی مشکل مین ہم کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے سحر ہوگئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک

مقام پر آیا جمیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھویا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہے کہ لے رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا مہیا کر کہ نشان محبوب آب فاتے تا مدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اُڑتی دیکھا ایک بہلی جوڑی نرگاؤ کی نہایت معقول سینگون پر بیلون کے خول چاندی کے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھونگروؤن سے راہ روی مین تیز تر اُڑے ہوئے چلے آتے ہین اور اُس بہلی مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے زیور معقول جسم پر آراستہ طبلے سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ اے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کتنی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تونے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہے امی جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہین بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا نوکری تہ کر رکھین مجھے پرواہ نہین ہے میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آنے نپاؤن فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان مین پڑین اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار دیکھون تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پُرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا عز و وقار ہے اری ان مردوئون کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن مین خزان آئیگی یہ مستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا ہمنے دھوپ مین سفید کیا ہے بڑے بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑون بلبل تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی طرح ہمیشہ جا بجا عمر بھر بنا رہینگے اُدمستانی بتا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر گیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہے ازار بندکی ڈھیلی ہے ہمیشہ ذلیل ہیگی دیکھو بنو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اسوقت مین جہانتک ہوسکے چاہیے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہے جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا مسیا اپنی گانٹھ کا یا اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہے ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرچین لگتی ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہے بات کا جواب نہین دیتی اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو

لوٹو نگی ہماری پاپوش سے ہماری تو وہی مثل ہو قبول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا رونا چاہنے
والا میرا باپ بیچارہ اسی طرح خدمت مین حاضر ہے پانی بھرتا ہے اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے میرے
یہان پڑا رہتا ہے نصیبے کیسے ظلم سہتا ہو انکی جورو حور کی صورت ہو میری خاطر سے اُسے آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی
یہ باتین شاپور شیر دل نے سنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین گانے جاتی ہو یہ بھی ظاہر ہے کہ قوم کی ڈومنیان
ہین گھر گھر جاتیان ہین اے شاپور کیا تعجب ہے کہ اسی ذریعہ سے فضل الہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو
مگر بہروپ مین کیا تدبیر کرے ان دونون مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بھی اسی
نخل کے سائے مین آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا الہی ستانی ہے
مثل ٹھیک ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی ہمنے پھر بھر سر پھرایا ہے اسکا یہ ظہور ہے گھر سے یا نکلنا
دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہے شعلہ رخسار نے کہا امی جان میرا پیشاب نکلا جاتا ہے تم تو ہر بات
مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمہاری کائین کائین نے میرا سر پھرا دیا انکے مارے گئی موتنی بند ہوتی ہے یہ کہکر
لٹیا ہاتھو مین لیکر پائنچے سنبھال کر بہلی سے کود پڑی ایک درخت کی نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہے ہے
مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات
نہین مانتی بڑی ضدن ہے لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے
اپنا فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا
شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کرکے اٹھی ازار بند باندھنے لگی شاپور شیر دل نے کمند ماری
کھینچ کے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اسکا اتار لیا اسکو
تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگاکے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکے تیار ہوا
ذرا عرصہ جو ہوا لالہ عذار بہلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہے مر گئی ہے ہو کچھ سایہ سکہ نہو جائے
بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور نے جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان تم بھی یہان آؤ ایک
تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہے ایک پتی
کھاکر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دوہتڑ مارا کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے
کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہین
بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے
لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہوکر دوڑین آگے دیکھا شعلہ رخسار
چپ کھڑی ہے ہان پیٹتی ہے وہ کچھ جواب نہین دیتی ہے ساتھ والیون نے کہا بی بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہے

خاصی بھلی چنگی ہین ناحق گھبراتی ہو فال بد منھ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین
سنا ابھی کہتی تھی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاڑو روپیہ سب سادینگے یہ جھمکے وہ بھی سب گھبرا گئین
قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہے بادشاہ جنات کا کہان ہے ہم سہم گاتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ
لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہے نہ منھ سے بولتی ہے نہ سر سے کھیلتی ہے کوئی بلائین لیتی ہے کوئی
صدقے ہوکر جان دیتی ہے اور کہتی ہے ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہوگیا ہے بزرگون کا قول سچ ہے گھڑی مین
گھڑیال ایک دم مین بھونچال ہے اب کسکے ساتھ گائینگے مشتاق تڑپ تڑپ کے مرجائینگے شاپور یون چپ ہے گویا
منھ مین زبان نہین دلمین کہتا ہے حرامزادیو چیخا کرو پیٹا کرو ہم پڑے ہوئے جن ہین اپنی عیاری سے خوب مطمئن
ہین مر بھی جاؤگی تو منھ سے نہ بولینگے جہان موقع ہوگا وہان زبان کھولینگے آخر سبھون نے گود مین اٹھالیا
بہلی پر لاکے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہے کہ جانتی ہونگی
یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بھڑوے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کرنا ورنہ باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس
کی کمائی برباد ہوتی ہے یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پہ یہ شعر قمر کا آتا تھا شعر جو دھون
سال خدا خیر سے کاٹے تمبر ش گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر ہائے مین تو تصدق بھی اتار چکی اسکی سلامتی
کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے نکلی یہ آفت سامنے آئی اے خداوند لقا میری
بچی کو صحت دے تیرا رتجگا کرونگی سلامتی گاؤنگی شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی
روتی پیٹتی بہلی پہ چلی جاتی ہے کہ سامنے سے لشکر فولاد فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین ہوے
کو بھی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین اتری ہوئی ہین کہین قواعد ہورہی ہے کہین اکھاڑا کھد آ ہے
کوئی کشتی مین مصروف ہے انکی بہلی بیچ مین سے جو نکلی کمیدان رسالدار کفنکھارے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا
میان جانے والے ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اٹھاؤ ایک پکارا ہائے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا
قیامت کی چتون ہے ہائے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہوگیا یہ باتین جو لالہ عذار
نے سنین گالیان دینے لگی ارے بھڑوے میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھاگئی جن کا سایہ ہوگیا بہت جوان یہ
سنکے قریب بہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہے ہم تو تمھاری صاحبزادی کے دعا گو ہین
مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے روکر کہا کسکو بتاؤن آفت آسمانی آئی
ہے یون پانی کا سامنا ہے سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند لقا موجود ہین انسے
جاکر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کرلینگے بلکہ ایسی باتون کے واسطے
تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے کسی کی بات کا

جواب نہ دیا در باغ پر اُتری محلدار بی بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنا پا بھی ہی دودھ چانول ساتھ کھائے
ہین دیکھتے ہی پکاری او خیلا کہان تھی جب دس پیغام جائین تب تو گھر سے نکلتی ہی بڑی مغرور ہوگئی ہی بھلا اب ہمسے
کاہیکو آنکھ ملائیگی یہان کیون آئیگی دھگڑون سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑکر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی
کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی کا تو حال دیکھو کہ کیا ہوگیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو
اُتری تھی نہین معلوم وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہوگئی ہی بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہی شعلہ رخسار نے کہا
کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سُنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین یہ غل و شور سُنکر باہر آگئین
پوچھنے لگین کہ کیا ہوا کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر جن چڑھ بیٹھا ہی عجب عجب باتین کرتی ہی کنیزین
بھدر بھدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی
یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہوگیا دروازے پر چپکی کھڑی ہی کسی سے بات
نہین کرتی لذت محلدار نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیسا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان دروازے پر
عورتون کا ہجوم ہوگیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بر وقت بسیرے کے چڑیان بولتی ہین اُن کنیزون نے آکر سب
کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمہاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ
کر بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواصون کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اُٹھا دیتی ہی
سیکڑون عورتین بھدر بھدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گر ہی کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی اے بوا دیکھو مجھکو کس نگاہ سے
گھورا ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا اب مجھکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا
غضب کی باتین بتاتا تھا ہری ہری لونگین ہری الائچیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مر گئی کسی ملا سیانے سے
کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی ہی چہرہ سُرخ ہی بس بوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا جا رہ
خیلا دیوانی ہوا ری ہمسے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب
ڈھکوسلے ہین شعلہ رخسار فیلہائی ہی یہ بھی ایک بات مان کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی کہ ہائے واے
ہو صد ستم چلتے اُترین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بدمزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا اور
زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا مزے دار جی چاہتا تھا چار گلیون مین پھرین چار مردون کو دیکھین اپنے تئین
دکھائین جوانی کے مزے اڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگاکے جاتا تھا ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس
مین نے ایکدن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین مارین دیورانیان جیٹھانیان ساس یہ کہکے پیٹنا

کہ ہو ہو میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری داد کو پہونچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے
بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میاں کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو
ہوں یہ تو میری معشوقہ ہے لیکن اسکے میاں کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہے اس عرصے میں
ہمارے میاں مور کھ بھی آگئے انھوں نے جو ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے ماں انکی دوڑ کر ان سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ
بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہے ہمارے بزرگوں کا گھر یہ ناس کر چکے ہیں بس پھر تو
اس صاحب نے بکرا دیا کڑھائی کی اس دن سے میاں میرے گویا غلام ہو گئے جہاں ذرا اترائے میں نے کہا شیخ جی
سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اسدن سے گھر میں دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار
نے بھی فقرہ بنایا ہوگا ماں پر دباؤ ڈالنا منظور ہے کنیزوں میں تو یہ باتیں ہوتی تھیں مگر شاپور شیر دل آکر سامنے ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جی میں کہتا ہے کیا عجب ہے
کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہے دل لے لیا ہے وہ یہی ہو تو کیا دور ہے مگر حقیقت میں ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال میں بے مثال ہے آقائے نامدار کا تڑپنا بیکار نہیں ہے شعر جب یہ بیتی ہو یہ وہی
جانے :: جو کہ بے پیدر د ہو وہ کیا جانے :: ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی
ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیوں شعلہ رخسار یہ کیا معرکہ ہے بڑھیا ماں کو کیوں رلاتی ہے بڑھاپے میں
ماں کو ستاتی ہے اور آج ہمارا بھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہیں کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہیں عنایت
لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہیں خیر اسی میں ہے کہ بیٹھ جا ورنہ ایک نیمچہ مارونگی کہ سر گو وہ کھاتا پھریگا تو نے مجکو
بھی اور کوئی بنایا ہے میں دم بھر میں بھڑ وے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہوں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جس
طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہے تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور
ظاہر ہیں مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہے بات بات میں ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے مگر اسوقت آپے میں معلوم
ہوتی ہے کہ بہل گئی ہے باتیں کرتی ہے مگر چوکنا کبھی ادھر دیکھتی ہے کبھی ادھر دیکھتی ہے ہونٹھوں پر خشکی آنکھوں میں
تری حواس میں ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہے مگر ملکہ نے پھر کہا کیوں شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب
نہ دیا کیا ہمیں بھی دیوانہ بنایا ہے باتیں کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار
نے کہا واری آپ الگ ہیں یہ مردانی باتیں کرتی ہے جنگل میں پیشاب کو گئی تھی وہیں سے یہ خرابی ہوئی ہے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم تبائے دیتے ہیں چونکہ عشق میں خود مبتلا تھی دل میں اپنے کہتی تھی کہ اے سیمین عذار صنوبر قد
مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے میری طرح کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہو گئی ہے معشوق تک رسائی غیر ممکن ہے

اور تو کچھ بن نہیں پڑتا چپ ہو گئی ہے حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہیں جیسا نظم

ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال ۔ کہیں آنسو کی یہ سرایت ہے ۔ عشق ہے تازہ کار تازہ خیال
گہ نمک اسکو داغ کا پایا ۔ گہ پتنگا چراغ کا پایا ۔ کہیں یہ خونچکاں حکایت ہے
کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب
دونوں باتیں غرض ہیں اسکی خوب

اس آٹھ پہر میں کیا کیا مزے اٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کتنی جھک کرائے
نہیں معلوم لیلیٰ نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین بر غم فرہاد میں کیا گذری فرہاد سے آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا
شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ۔ بیگفت باندیشہ سنگ ہمہ سخت آمد ۔ آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جا کر کہیں
تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق میں کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنیوالا اجاڑتیں پڑے
مگر ہائے کیا لذت ہے کہ دل ہی دل میں شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہے زبان پر نہیں لاتی ہے یہ سوچکر کہا لالہ عذار تم گھر جاؤ
شعلہ رخسار کو یہیں چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلائینگے یا دوا پلائینگے انکو صحیح و سالم تمہارے
حوالے کر دینگے دو ایک دن یہاں رہیگی اچھی ہو جائیگی لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے
والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب نے دہکہ ملکہ کے پاس کیوں چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا
کنوارا پنڈا ہے ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہے ہاں اتنا ہے کہ آپ پڑھی لکھی ہیں آپکی چار آنکھیں ہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قدنے
جواب دیا کہ تجھے ان باتوں سے کیا مطلب ہے ہم اسے سمجھ گئے ہیں دوائے صحت کھلائینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضے
کی ہو گئی ہے اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہے کل تجھسے پٹر پٹر باتیں نہ کرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاہپور
شیر دل یہ باتیں سنکر اپنے دل میں حیران ہو رہا ہے کہ خداوندا خیر کرنا دیکھئے کیا علاج کرتی ہے ڈبال عالم کہیں ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے
اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ میں خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے میں بیٹھے ہیں ہم یہاں آفت میں پھنسے
ہیں غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قدنے رخصت کیا کنیزوں سے کہا جاؤ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو ہمکو
گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہے شعلہ رخسار کو کاہیں کاہیں کر کے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ پوچھے کس کس کی باتوں کا جواب دے
ہم بھی شعلہ رخسار سے کوٹھے پر جا کے باتیں کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکے چلی اگر نیمچہ ایک ہاتھ میں
اٹھا لیا شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہے کہ کوٹھے پر جا کر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو جان جائے مگر مجبور
تھا جا پہ ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہاں دو کرسیاں بچھی تھیں ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو بٹھایا
اور مسکرا کر فرمایا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتا دے یہ کیا معرکہ ہے ہم تاڑ گئے ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ملکہ جو کسی کا عاشق اسکو بھی
سمجھتی تھی خوف سے رنگ رخ شاہپور شیر دل اڑ گیا ہے مثل بید کانپ رہا ہے جان کے خوف سے ہونٹھ خشک ہیں ملکہ نے جو یہ
کہا کہ ہم تاڑ گئے شاہپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہیں ملکہ
سیمین عذار صنوبر قدنے کہا کیوں چھپاتی ہے سچ کس پر عاشق ہوئی ہے ہم خوب پہچانتے ہیں حضرت عشق کے اثر

تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہے بتادے مین اُسکے وصل کی تدبیر نکالونگی تیری ماں سے نہ کہونگی تیرے
معشوق تک پہونچا دونگی ارہی کمبخت جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہائے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین
مبتلا ہون آٹھ پہر مجبھے بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہے نہ پانی کی ہوس ہے جی چاہتا ہے چیخین مارکے
رؤون کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہے شب ہجر کسقدر دشوار ہے
جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا واللہ نامراد آئے نہ کچھ لکا کیے مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نورالدہر
کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا مجھکو
بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا تو سنا کہ صاحب جاہ و حشم ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی
واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہے کوئی
اسی شخص کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سنکر شاہپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی دل مین کہنے لگا کہ
کیا عجب ہے کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا پروانہ ہوا ہے یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا
آقا بلبل ہوا ہے ایسی ایسی باتین سوچکر غنچہ دہن کو وا کیا کہا داری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر
جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہے کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو
مرکب سبز چشمی پر سوار خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ
دلکشائی قد سرو خرامان حدیقہ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی
بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدر انداز کامل نے
تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا
میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُس نے اُسے ذبح کرکے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہوچکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے
جان جہان کہکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے
رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا
ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھاکر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُترکے ڈولی سے اس سے لپٹ
جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا تاکہ ناگاہ بہلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت
کا ٹین کاٹین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہے جلد لیجا
میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہے جلد گھر پہونچا اُنکی بھیانک آواز سنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے
مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور و ناچار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ وہ جوان صاحب عظم و شان نبیرہ صاحبقران تھا پھر اے ملکہ عالم نہین معلوم اُس بد نصیب پر کیا گذری

جیتا رہا یا میری محبت مین مرگیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چونچ اپنی بند کرو کسی رئیس جلیل کے مرتبکا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو ماہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تم پر مرتے ہین لیکن وہ جو تم پر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران نہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹو پر سوار ہوگا بھاڑ سا منھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا ہوا نے بابا جان میرے انکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زہرہ شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گرما گرم ہے وہ بی شعلہ خسار یہ عاشق ہوئے ہین سچ کہون تو نے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا کھلکھلا کے ہنسا یہ تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہے اب تو گستاخ ہو تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور کا ہیکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب و مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی ہین نے آپسے صاف صاف نہین کہا اُنکا پیغام وصل بھی میرے پاس آپکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی تھی کہ میان ایرج تم پر مرتے ہین چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہین ہے مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہے بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہے جان میری جاتی ہے مگر امی جان کا قول ہے کہ مرد سے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے اسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پانون پر گرین تب کم کم راضی ہو لیکا ایک ہاتھ نہ لگانے دے فرمائشین کرے زر و جواہر جہانتک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہے کہ اسی نین آنکھ کے گھوڑے پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین در خیمے پر کھڑی رہتی ہون کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہے گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود دھوپ مین کھڑا جل رہا ہے ان باتون کو سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا تاب صبر نہ باقی رہی نیمچہ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہے ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا نیمچہ مارے شاپور شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو جیے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیمچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہے اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی کا عیار ہے میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہے غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے بمشکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

شہر پاکر پہنچا بیٹا یا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ کے اٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی
عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے کچھ بنولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش
دکھائی آئینہ فراق میں صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہاں پہونچا حقیقت میں
اے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدہ روح افزا ہے بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید؛ در حیرتم کہ
جان بکدام کنم نثار؛ بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردہ حجاب فراق سے چہرہ
زیبا دکھایا مژدہ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات نہیں نکلتی شادی سے پیراہن میں نہ سماتی آنکھوں
سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدموں پر گرا کہ لاکھ جانیں میری ایک ناخن پاے
حضور پر تصدق ہوں مجکو غیر نہ سمجھیے گا میں خواجہ کا فرزند دلبند ہوں شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہوں ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہے جملہ راز و نیاز کا محرم ہوں اس شہریار کا ہمدم ہوں انکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دو
پہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہیں کہا آخر جب میں نے قدموں پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہے
کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہے چہرہ گل سا کمھلا گیا ہے ابھی اپنی جان کو نثار کروں گا سر کاٹ کر قدموں پہ
رکھدونگا تب اس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی آپ کی تصویر دلپذیر تقریر میں دکھلائی شکر ہے
کہ غلام قبکل شعلہ رخسار یہاں تک پہونچا اب حضور بھی نمکخوار کو سرفراز فرمائیں حال نہ چھپائیں دیکھیے تو
حضور کی صورت کیا ہو گئی ہو ایسا نہو کہ گھٹکر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر میں کیا کروں میں
تو اس کوچے سے نابلد ہوں شاپور شیر دل نے کہا وقت شب ہے رات پردہ عاشقاں ہے حضور غلام کے ساتھ چلیں
دو باتیں کر کے چلی آئیں دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائیں آپ کا احسان ہو گا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپکے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور میرا کہنا مانیے
ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نپائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی دراندازہ دیکھلے خدا نخواستہ
باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہیں معلوم میرا کیا حال ہو گا اگر دشمنوں کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلائے روزگار
ہے دعوی قتل مسلمانان کرچکا ہے صرف دعوت میں چند دن باقی ہیں میں تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے
جینے سے کیا کام مگر انکو اتنا سمجھا نا ضرور ہے کہ صاحب بنو اپنی جان ہر تو جہان ہو میرا باپ بڑا پہلوان ہے اگر دیو بلبن جنگی
بجوائے تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کر کے ہر گز ہر گز اس دیو خصال کے مقابلے میں نہ جانا بڑا خونخوار ہے انسان کا
قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہے لاکھوں جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے
حسرتیں لیکر پردہ دنیا سے گئے تمام ملکوں کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہیں شیران دشت نبرد گو اسکی صورت مہیب
دیکھکر غش آ تے ہیں بھیا میں کم باتیں کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیر خواہ ہو خوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا

کہ ملکہ عالم سے کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کے باپ سے مقابلہ کرینگے اور انکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کیواسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سُنکے ملکہ گوشے مین آئین خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہے دل سے کہتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کا خیال ہے مگر کشش عشق کشان کشان ہے کاہ و کہربا کا عالم ہے نیون پردم ہے شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیےگا وہ بھی وہان خیمے مین تنہا ہین کسی ور اندازہ کا گذر نہین ہے حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہے شاپور نے آخر ایسا سمجھایا بانون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پانون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہے دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہے سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہے سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہوگا عالم ہے ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک مادیان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تار یاب مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ رحم دل
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
تڑپتا ہے پہلو مین سیماب سان
محبت کی تیری ہے فردوسند
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہے
کوئی میری دنیا مین آب و غذا
کرے مجھسے تو بھی بہ شرم و حیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہمنشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل
ترے ہجر مین چین آتا نہین
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
بھرے اشک آنکھون مین ہین لالہ گون
جگر مین ترے ہجر سے درد ہے
مرے دل مین ہے آج یہ آرزو
محبت کی باتین بہ ناز و ادا
مددگار خالق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جانکا
نہین آج موقع ہے انکار کا

تو ہی ہے مرے زخم دل کی دوا
دل زار تسکین پاتا نہین
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کرون تجھسے ہنس ہنس کے مین گفتگو
ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہم گر
قمر ہے ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک

اٹھتی ہے کبھی قلب تھراتا ہے ضعف سے بات نکلنا مشکل زرد رو نہ پر بیتابی دل جان بلبوں پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن
پہاڑ ہوگیا کہتا ہے کہ ای ایرج شعر شب فراق تو جوں توں کٹی بنالہ وآہ ؛ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ؛ آفتاب اسکو
مقام پر جم گیا ہے کیا غروب نہ ہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہے دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہے اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کئے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہے
اُلجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے
چنگاریاں اٹھتی ہیں بدن سے
نشتر کچھ دل میں گڑ گئے ہیں
یکساں ہے دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہے آنکھ رو رہی ہے
ہر بال ہے اک وبال سر کا
لرزے کی سی کپکپی ہے تن میں
ہے جی میں کہ کپڑے پھاڑ ڈالوں
مجنوں کی لحد پہ گل چڑھاؤں

شعلہ دل سے نکل رہا ہے
دل ہاتھوں سے کوئی مل رہا ہے
نکلا نہیں پر دھواں دہن سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہے
ہے ایک اِدھر اُدھر کا عالم
درد دل زار لادوا ہے
ابتر ہے دھمک سے حال سر کا
اٹھتی ہے سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لوں
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہے
سینے میں کچھ اُچھل رہا ہے
کچھ حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں
اب جسم سے جان نکل رہی ہے
ہر عضو میں ٹیس ہو رہی ہے
کچھ ہڈیوں میں بخار سا ہے
رعشہ ہے تمام تن بدن میں
بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤں
باعث ہو یہ نام آوری کا

لیکن جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوئے محبوب یاد آئی جوش
منتشر قلب بیتاب خورد و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت میں ہمکو چھوڑا
یعنی بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہیں جا کر بیٹھ رہے مجکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آقا وہی وحشی پن کی باتیں کرینگے ای ایرج
اب خود اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کریگا محبوب تک پہونچا دیگا یہ خیال کرکے چاہا گریبان چاک کرکے
طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری
غمی یہ رات دن ہم تڑپ تڑپ کے کٹتے ہیں پاس کوئی مونس ہے نہ آشنا ہے تم تھے تو تم سے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو
بصورت تصویر خاموش ہیں دل میں اسی طرح محبت کے جوش ہیں شاپور نے کہا اے شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی عشق
کھولا یا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہے آپکی معشوقہ خود تڑپ کے آئی ہے غلام عجب طور سے وہاں پہونچا اُنکا حال
پھر عرض کرونگا خیمے میں چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کریں بزم عشرت پیراستہ کریں قریب تھا ایرج نوجوان
شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پاؤں سنسانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ
رنج و عذاب است جان مجنوں را ؛ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے ؛ جوں توں اپنے تئیں سنبھالا خیمے میں بہ تعجیل
لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہے کہ آقا مجھے حکم دیجیے میں فرش کردوں

ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ تبلاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دون پھر یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پری وشکے خاموش بگر آمد معشوق کسے کلیجہ اچھل رہا ہی بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا کہ شرمائے ہوئے سر جھکائے ہوئے شرم سے قدم نہین اٹھتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پہ کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھہ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آ کے رہگئی وہ ٭ سر اپنا بس جھکا کے رہگئی وہ ٭ شاہزادۂ ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اتری جا کر مسند پہ بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین عیب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سہ چپ بیٹھا ہی سراپا کو بہ دیدۂ نگاہ بغور دیکھ رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہے اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے بھی محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہے خاموش رہنے کی کیا سبیل ہے جلد جلدی جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کر کے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین ہی فقط وہ جملہ سنا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہے میری الجھی ہوئی تقریر ہی ایک جام بھی نوش فرمائیے دو باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمت گزاری نہ نے کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بو اشعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیمچہ ٹیک کے اٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑا مہا اور کچھ خیال جرأت نرہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہمسے صبر نہو گا دل پر جبر نہو گا آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اٹھے گا دل قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دل دادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادہ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہو کر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ٭ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ٭ روتے روتے دونون کو غش

آگیا شاپور منھ پھیرے ہوے کھڑا ہے دل سے کہتا ہے او عشق خانہ خراب الاماں الاماں اگر اسوقت خالی آتا شاہزادی کہ مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہے حقیقت مین دونون کا عشق صادق ہے جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اٹھایا پہلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھول شاپور شیردل نے کہا اے شہریار ہوش مین آیئے دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام ملکے کا کیا اُسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلی پر پہونچا فوراً اٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ ٹھہر نہ سکی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب یا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہے ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچیا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار دغدار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہے مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہے تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمارے قبلہ وکعبہ لڑ بھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی گھارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہلات بکا کرتا ہے کیسا خدا نہ ہے پروردگار وہ ہے جسنے زمین واسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمہ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہے وہ لائق سجدہ کرنیکے ہے اسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیین پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جاے قلب کو سرور آنکھون مین نور ہو رنج وملال دور ہو اس فصاحت وبلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہے اسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مدنظر ہے اور کچھ کچھ تمھارے کلام مین اثر ہے جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھایا ہے میرا سر پھرنے لگا بناز وکرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہوگیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہے کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری رات ہے پشت باغ تک ہمین پہونچادو شاپور شیردل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرمالیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہے سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار سنوبر قد نے جام شراب مملو کرکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام مے دغدغہ گردش ایام چلنے لگا شاپور شیردل نے باشارۂ ایرج نوجوان چنگ مرصع اٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین اُٹھکے جانا گوارا تمھارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا
جبین منور پہ ہے چاند ٹیکی
بھری آنکھ بھر کیا اجارا تمھارا
کہا جب پئے وصل بولے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا

کہ مد نظر ہے نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ چمکا ہوا ہے ستارا تمھارا
محبت مین ہین اُنکو دل دیکے بولا
نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان مین صورت زلف ہونگا
نہین بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہووے
قمر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونیکا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتۂ تقدیر یہ نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہے کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار سے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناسازہ ہی کہا کہ اے نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہے وہ تو پیر زمین گیر ہے مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کرکے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اُسوقت سے ایک دل کو تردد تھا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا پس برائے خدا ہم تو مصیبت ہجر کی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلیے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بوجہ آپکے نام کا دشمن ہی اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ملکۂ عالم تمھاری مہربانی اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تمسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہے بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان لکھا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب آنکھو مین نکلنے کا ہیکو دون گا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا

اگر نمانینگے تو وہ روز سیہ دیکھینگے انشاء اللہ عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو پیر زمین گیر
کہتا ہے اے ملکہ عالم انکا لقب ہے شکار کنندہ ہفت قلاد قاف کشندہ جفت سیمرغ برو زمضاف حمزہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندہ دیو عفریت و قاتل سمندون
ہزار دست ہم سب انکے زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان
عالم کے جسم مین تھرتھری ہوتی ہے بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہے زمین تھراتی ہے شیران دشت کو انکے نام سے تپ
چڑھ آتی ہے ہم سبھون کا شباب انکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہے جو صفت انکی زبان پر لائین ساتھ برس کے سن مین
دو پہلوانان لشکر نوشیروان طائر مطاہر عادی برابر کوہ بوقبیس برائے قتل ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے
انکو قتل کر پاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیے یا نو برس کے سن مین حشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوّے گز کا قد و قامت تھا
ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو
جاکر زیر و زبر کیا اپنا جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ
برس کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس کفرآباد مین
گاڑا چھبیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کا لشکر وہ کرور سوار پیدل ہتھیار ہمراہ
رکاب رکھتا تھا اسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہرنگار اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ
فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا
بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع
بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم و خیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاؤنی تھی پیغمبر
ان نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اتر کر
اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی
بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا ناہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و سفندیار دیکھتے
زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس زن نے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرا ہے
حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ
ایرج نامہ کا نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات
صاحبقران و فرزندان عالیشان سے باتفصیل ماہر ہون اے ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہے معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہے
اور چھوٹے بڑے کو ہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ
جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونیگی

کہا بھیا شاپور خیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سی اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا دہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اے شہر یار اب ہمکو جانے دیجئے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے
آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے معشوق عاشق خصال دار بدر کال آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے
نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اٹھائے ہین کہ مر کر بچے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کہا اے شہر یار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی صبحکو قیامت برپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائیگا
زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا مگر اسمین آپکے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے
خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرورمین خوف نہ کریگا
میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے بہادر ہین صدف
دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مگر وہ دیو ہی انسان سی آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون ٹال سکتا ہی ایک ادنی سی جرأت اُسکی
یہ ہی کہ قلعۂ فولاد حصار لپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جوار مین ایک صحرائے پرہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار
رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سی بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے
جب ہمارے باپنے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سی گئے یا تو طعمۂ آدم خواران ہوئے
یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہوکر ہمارے باپنے کہا اے افسران فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے
بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور کہا ہم لوگ تو سب سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو بلکہ اوتنہا گینڈے پر
سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اس دشت مین گئی سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مگر مہبوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا
وہ آکر ہمارے والد سی الجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مہبوت سی کشتی لڑے مہبوت نے زرہ والد کی
نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سی زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے اسقدر گھونسے مارے کہ وہ ملے
ھندکے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار
مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدمخوار کو ایسا آدمی بنایا ہے کہ
لشکر کا سپہ سالار رہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نیجیے ایرج نوجوان نے کہا
اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ؛ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو
مین نجانے دونگا یہ سر حاضر ہے کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجا اچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش
محبت سی گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی
جاتی ہی ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض بہ عارض

رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونیکا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا اے شہریار آپ مجکو جانیکو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑکر جاؤن مگر بہر طرح مجبور ہونا چارہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین منہدی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین تھین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرا کی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب براے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہوکر پشت اشہب تیز گام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار رہا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا روی سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا ابلاے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی **شعر** موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند عرفان خوش المال حمد و ثناے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہاے گلشن غنچہ ہاے دل کھلانے لگے **اشعار**

صبح درآمد ز زندان یوسف زرین رسن
رفت افق شد از آن ہمچو عقیق یمن

کرد چو یونس برآب در دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات

خنجر زرین مہر پہلوی شب را شگافت
ساقی دوران از و داد مہر انجمن

و صداے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہاے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی رخ شمع پر زردی چھائی لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاہد رشیر دل کا بھیر دین گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لب دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرہ پہ بوسون کے نشان **شعر** وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال اگر ان پہ بوسون کا گذرے خیال بدنکہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے مشکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلے سے توڑکر پھینکا انمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صداے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبراکر کہا کہ اے شہریار غضب ہوگیا آپکی باتون مین سحر ہوئی عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح ہوگئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہے ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو ہوا بنایا ہے کیا آکے سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا

ادھیا تیری دختر ہمارے پاس موجود ہے اگر کچھ دعوی جرأت ہے تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ یاسمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاہ پر
تہور نے اشارہ کیا ملا یر لے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان کا خاندان آتش خو
شعلہ مزاج مشہور ہے دادا انکے رستم سلیتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب
جنگ سے سلیس ہو گئے ہیں مگر مقام جرأت پر آپ ہی اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور باپ انکے شاہزادہ خاور سپاہ
معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی بدمزاجی پر طرح دیتے ہیں اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہیں
جرأت میں بےنظیر مرجانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں بس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق انکی طبیعت کے کام کرنا
چاہیے اگر انکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کردی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اسکے لشکر میں آپ ہی گھس جائیں
ردو بدو لڑنے لگیں جا کہیں کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہے انسے ان باتوں کا کچھ عجب نہیں ہے ملکہ یہ سنکے رونے لگی
اور کہا کہ اے شہریار آپ کو اختیار ہے اب ہم کچھ نہ کہیں گے شاپور نے واسطے بہلانے شاہزادے اور ملکہ کے
سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہیں آتا وہ گل باغ محبوبی خاموش ہے کسی جانب متوجہ نہیں
ہوتی یہاں کی تو یہ کیفیت ہے مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر ہوتے ہیں اول جبکہ خواصیں جو سوکر اٹھیں دیکھا
ملکہ اور شعلہ رخسار کوٹھے پر گئی تھیں چار جانب تلاش کرنے لگیں سارے باغ کو چھان ڈالا اس گل حدیقہ رعنائی کی
کہیں بو نہ پائی اب کنیزیں باغ کی سب ایک مقام پر جمع ہیں اور متردد و متفکر ہیں اور آپس میں کہہ رہی ہیں کہ صاحبو یہ
کیا غضب ہوا ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہے کو شل لالہ داغ دے گیا کہاں جائیں کہاں ڈھونڈھیں کیا کریں کچھ بن
نہیں پڑتا ایک کہتی ہے بوا انکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آج صاحبزادی کا پتا نہیں لگتا ایک نے کہا وہ آکر ہماری تمہاری ناک
چوٹی کاٹینگے ہمیں سے پوچھیں گے ہم انسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصوں کی سنکر غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی خاموش
ہے اسکو تو اک حیرت کا جوش ہے سب نے کہا ای وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھوں کی افسر ہیں ہم سب سے عقل و فطرت میں
بہتر ہیں آخر کیا کریں غنچہ دہن نے کہا صاحبو میں کیا بتاؤں ہے ہے سر پیٹ کر کہاں نکل جاؤں جان و آبرو کا ڈر ہے
شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہیں معلوم ہماری ملکہ کو کہاں لیگئی
صاحبو میں خاک بولوں کیا زبان کھولوں ہے ہے میں تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہے انکی یاد زلف میں حال ابتر ہے ہائے انکی بھولی صورت یاد آتی ہے میری آبرو بڑھانیوالی
وہ دن سے بیچین تھیں میں نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہے جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہیں معلوم اسمیں کیا بھید ہے
کسی کی دام زلف میں پھنسیں یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہاں
آپس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں بعض ہنستی تھیں بعض رو رہی تھیں کہ یکایک بی لذت محلدار تھر تھر کانپتی ہوئی
بد حواس آئی کہا او دشتانیو یہ کیا بلوہ مچایا ہے اپنی جان کی خیر مناؤ معا جلاد فولاد فولاد شکن آتا ہے میں نے سلام کیا پہلے

مجھسے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی یا سوتی ہے چھوکری کا مزاج کیسا ہے مین نے کچھ جواب نہین دیا بھاگی یہان آئی ہون
ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکے بھاگی جاتی ہون بوا چاہتی ہون کسی کنوین مین گر پڑون ہے ہے
کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور الہی خداوند لقا خیر کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری
ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤن گی لات و منات کا پوجا کرون گی
ہنوز یہ باتین تمام ہونے پائی تھین سب خواصین لذت کی باتین سنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولا
فولاد شکن سامنے سے نمایان ہوا نشہ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہے سب خواصین
واسطے تسلیم کے جھکین فولاد فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہے سب نے سر جھکا لیا کچھ
جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران و بشکل گیسو پریشان زبانین بند دل دردمند سب تھے
آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی
فولاد فولاد شکن نے کہا اری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری ابھی سوکر نہین اٹھی سوتی ہو تو خبردار
نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین ملا فولاد فولاد شکن نے سر پر بی لذت کے ایک
گھونسا مارا اسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ
کا اسی طرح خاتمہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہے سوکے نہین اٹھی یا جاگتی ہے یا مر گئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل حال یہ ہے
کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش کسی سے
کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر منھ لپیٹ کے پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہے ہمارے پاس سے
جاؤ تنہا ہمین رہنے دو مین جوش محبت مین شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین
مین نے حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہے میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے آپنے حکم دیا
شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سنو بعد حضور کے جانیکے بی شعلہ رخسار گرما گرمی کرتی ہوئی آئین
مگر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار پٹتی تھین ہے ہے میری بچی کو کیا ہو گیا
حضور ملکہ سرشام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑکر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار
شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے
اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہے سارا باغ چھان چکے
آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی

اب حضور کو اختیار ہے چاہے لونڈیون کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل اس راز دل سے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو
غارت کرے جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو بخار
چڑھتا ہے فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہے مگر حال سنیئے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو
چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقرار رہی مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے
چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے شعلہ رخسار کو بیہوش کر کے ڈال دیا تھا اب
اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا صحرا مین پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار
کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہے ہے میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہے ارے جلد بہلی روک وہ جونہی
رکے رو کے لالہ عذار نے اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان وخیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی اے
امی جان ادھر آئیے ہائے ہائے ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کر کے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر
کے ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی میری امان جلادنی ہے خطا پر مار ڈالیگی آخر آپنے ایسا کلیجہ پتھر کا
کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید بر آتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے
لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی اے جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپسمین ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ
رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہے آمدم بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار
کو اُڑھائی نساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا بڑی حیرت کی بات ہے کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ
عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہے الغرض اسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن
سے حال سنکر جو اول مین لکھا گیا ہے خاموش کھڑا ہے کہ ہلڑ ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین
دیکھین یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا معرکہ
ہے میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو خدمت ملکہ عالم مین
چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پیٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہی تھی
لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہے سب نے اسکو سڑن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہے کہ نہ مین دیوانی
ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی کرنا تھا کہ ننگا کر کے جنگل مین پھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی
کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی
اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار
جنگل یاد آتا ہے تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہے اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا

انکو آڑے ہاتھون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا ارے ملکہ کہان ہے جسکو
بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا
وارہی میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین
جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپکا بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لیکر
اسی جنگل مین مثل غول بیابانی چہار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قد بی بی
کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہوا کر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ فولاد تو دیوانہ
صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈدنیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گرازالدین ملک بختیارک
شوم کافر بے دین صبح کو جو اٹھا پہلے پاس سلیمان کے آیا کہا کیون پہلوان دوران دگرشاسپ جہان میان فولاد نولادشکن
مُنہ ہی کے کرتے ہین کئی دن ہوچکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالائے قیطول پہونچائینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہے سلیمان نے کہا مالک جی کل
فولاد فولادشکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جلد طبل جنگی بجوا دیجیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا
آج کی شب کا وعدہ کرلیا ہے مگر نہین معلوم کیا سبب ہے کہ اتنا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک
نے کہا آج مین خود انکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبرین مُو نے کہا
کہا بہر حال مین دربار لقا مین چلتا ہون اُسجا مین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہوکے اُدھر چلا
بختیارک نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہے چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا
آتا ہے آج نالائقون کو لڑوا دونگا اپنے دلون کوئی آگ نہین ٹھہرا اب مین انکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے
لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا تو رنگ باغ دگرگون ہے ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ
رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملادے فولاد فولادشکن بامراد ہو آمین ملکہ
کو بصحت و عافیت صحرا سے پاجائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اُنکی
جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی
کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو باتین طلسمات کی سی ہین بیست چمن مین دفن ہو اگلے یار مین نکلا زمین
مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہو نمین شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ہاتھ کو ٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے
تیرہ صدی کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کود افریب کنیزون کے آیا پوچھا خیر تو ہے میان
فولاد فولادشکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون نے
ماجرا کہا میان خیطان آئے میان شیطان آئے یہ خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے

کھکر مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے
باپ ہیں بڑے پریت آپ ہیں اُنسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج وملال زائل ہوگا یہ آپسمیں مشورے کرکے سب کی سب
دوڑیں قدموں سے بختیارک کے لپٹ گئیں کہا میاں شیطان صاحب دوہائی ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہوگئیں بختیارک
نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب کی دختر ملکہ یاسمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہوگئیں ہیں
پہلوان صاحب جنگل میں برائے تلاش تشریف لیگئے ہیں بختیارک نے کہا ہیں یہ کیا کہ غائب باغ میں ملکہ ہوئیں
فولاد جنگل میں ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میاں بختیارک تمسے میں میاں بھی کہتے ڈرتی ہوں ذرا کوئی وسوسہ دلوائیگا
میری اماں سی مجکو نہ لڑوا دیگا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے آپ ہی کی ذات سی ہوتے ہیں یہ سُنکے بختیارک
گالیاں دینے لگا کمبختو کہیں تمھاری قضا تو نہیں آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہوں
لیکن اشارہ کافی نہوگا سوسن نے کہا ملک جی مجھسے حال سنیے ورنہ تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار
کے ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئیں وہاں سے غائب ہوئیں شعلہ رخسار جنگل میں ملی وہاں ننگی پڑی تھی اسوجہ سے فولاد بھی
اسی جنگل میں تلاش کرنے گئے ہیں بختیارک خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلو کے
پٹھوں کا ڈربا کھلا ہی جنگل میں مثل غول بیابانی کے گیا ہی وہ پریوش کسی عجب خوش شیر دکی بغل میں بیٹھی ہوگی مزے اڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچرے پر
سوار ہوا اور بہ تعجیل جنگل میں آیا دیکھا میاں فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اچکتے پھرتے ہیں ایک طرف دو، نڈیاں گویا جنگل
کی بلائیں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا
باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو اسکی ماں نے اس جنگل میں پایا مگر میرا گل آرزو کہیں کانٹوں
میں چھپ گیا ہی نہیں ملتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے
میں آپسے مفصل بتلا دوں فولاد خوشی خوشی ساتھ ہولا لالہ عذار وشعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں فولاد جب
آکر در باغ پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت گذر چکے ہیں آپ اُس عورت کے کہنے سے
ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں
ہو بچار ان کو قابو پاکر ملکہ کو لے گیا جو ہمنے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا انہیں شاکسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا
او مادر بخطا پھر تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی اسکو تو خود مرد کے
نام سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف
اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور کہا حضور غصہ نہ فرمائیں اگر دل چاہتا ہے
تو اور دو چار دھولیں لگائیں مگر گوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ ست ؛

اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز بیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمایئے کہیں شیروں کے شکار کو تو
جانیکا اتفاق نہیں ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے
مارا مگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا جب دریافت کیا تو کنیزوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں
طبیعت بہت بے لطف ہے بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منہ لپیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اُسوقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا
میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ گاؤں کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈونڈیاں آئی ہیں اُسنے کچھ فرمائش نہیں کی
ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بنتا ہوں جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اور یہ گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے
اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ میں گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا
اُس سے آنکھیں چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ اُسوقت وہاں ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کم سن
فرزندان حمزہ بھی دریائے حسن و جمال کے گوہر بے بہا ہیں صورت در شوکت و جلالت میں یکتا ہیں چوٹ کھا کر
عشق کی آئی ہونگی ادھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر برائے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ
دے گیا اگر اسمیں فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتوں میں چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہیں بختیارک مسخرا پن بھی
کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسیں بھرتا جاتا تھا کہ ہائے غضب آپنے کس ناز و نعم سے
پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق و معشوق گلے میں ہاتھ ڈالے
بیٹھے ہونگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہو گیا قریب تھا کہ خنجر مار لے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی
آپکی یہ میگوئیاں درست ہیں لیکن سب آپکا خیال خام ہے ہرگز ہرگز میری بیٹی ایسی نہیں اور اگر تمکو اس امر میں
یقین کامل ہے تو اب میں تمہاری جان اور اپنی جان ایک کروں گا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج میں وہ آفتاب
آسمان خوبی ہے کس دیدہ انداز نے یہ کام کیا ہے تو ابھی جا کر دریائے خون بہاؤں دونوں کے سر کاٹ لاؤں اگر اسمیں فرق
ہو تو مجکو فولاد فولاد شکن نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت میں
اُس شخص نے برا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہیں شادی کرتے اسمیں ہزار ہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان برادری
کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے نمک پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر پتا ملے تو جا کر دونوں کے
سر کاٹ لاؤں یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلائے روزگار ہے اگر میں پتا لگاؤں آپ کو تکلیف دوں آپ وہاں
جائیں ایسا نہو دشمن مارے جائیں پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ و رنگ میں مصروف
ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہیں بموجب شعر بلبل برداشت
آشیان را بگل گفت کہ خس کم و جہان پاک ۔ ان کلمات مہملات کو سُنکر فولاد مثل رعد گرجا غصے سے مانند بید تھرایا

کف منھ مین بھر آیا مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب مین آیا کہا منکچی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین منھ سے نہ نکالو اگر تم قبلہ
اُن دونون نالائقون کو چھوڑ دون تو آج سے تلوار باندھنا ترک کر دون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجیے
کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہے جاہ و جلال خداوندی کی اب کہا تا جب کہا تو نکلا
جب اُس درا ندازکو سزا معقول دے لونگا آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ فرمائیے ورنہ مین اپنے تئین
ہلاک کر ڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوند ہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منھ سے نکالتا تو
سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپے سے باہر ہے نشہ جرأت مین بیہوش
ہے از خود فراموش ہے گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تاک اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جا کر مہتر وسواس کو بلا لا
خیر تاک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے
بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے تو اسقدر نقد و جنس پاؤ گے کہ نہال ہو جاؤ گے وسواس فوراً قنطورہ
زر بفتی و پیتاوہ سقرلاطی و گوپن عیاری سے آراستہ ہو کر واسطے تلاش ملکہ سمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہے
ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب بیان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم و صمصام
جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

| | | |
|---|---|---|
| ساقی اک جام ہو عنایت | باقی رہے دور تا قیامت | دولتمندون مین ہو تیرا انام |
| پائے جو زلال ورد آشام | جسمین ہو شراب دیر سالہ | اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ |
| دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر | بھٹی سے نکال آتش تر | اس آگ سے جب گلاس دہکے |
| خم خانے کا تیرا پھول مہکے | لب سے وہ پری جو لب ملائے | دل مین نئی اک ترنگ آئے |
| ساقی نے شراب دی یہ گنکر | حاضر ہوئی نکہ پھول چُن کر | گلدستہ جو ذہن نے بنایا |
| بندش نے عجیب گل کھلایا | | |

مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری و شہسواران میدان طراری توسن
کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحرا ے فرحت افزا ے
خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہے کہ صمصام نمکحرام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہے قصد ہے کہ طبل جنگی بجوائے
ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہو کر آیا ہے اسوجہ سے تامل ہوا ہے یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری مع مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل بفکر قتل صمصام
بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام نمکحرام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا اور مقدمے مین اپنی معشوقہ
لالہ رخسار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی

کا سامان ہوگا عرصۂ دراز تک بارگاہ حیرت مین حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طلبِ جنگی ہو جائیگا اور لطف بربادی خانہ کوکب روشنضمیر دکھلائیگا ملکہ نے کہا جاؤ سپر دخداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہے کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا ساحران غدار دس سرداران ناہنجار خلعت ہاے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس بیچیاکے مرغ زرین نیے ہوے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہے مگر واضح رہے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کرکے ایک مقام پہ ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا چالاک صورت بدلے ہوئے دربارگاہ حیرت پر کھڑا ہے کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہے چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہرا مقرب معلوم ہوتا ہے کہ لباس معقول پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر چینی چپکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا ہے کہ آج انعام واکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہے اسکا حساب لکھوانا ہے یہ جو چالاک نے سُنا تدبیر تو کرہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر عجب ہے ہاتھ پانون مین رعشہ کمر سے ایک کاغذ نکال کہ ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جاے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری چیز ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سُنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیا ہے اُسنے آنکھین مٹکا کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہے جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے اُنکے ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے ورنہ معشوقہ سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر رو ؤ گے یہ کہکر وہ عورت تو شکنی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین جاکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور رونیے والا یہ کہ گیا ہے کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہتے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سنکر صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکہ تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سرنامہ پر مُہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہے جلدی مین مُہر کی ہے کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا اے شوریدۂ دست محبت واے آشفتہ وادی مودت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

| | | |
|---|---|---|
| کیا مین کہون مین حال اپنا | کیا تم کو لکھون ملال اپنا | جس روز سے رہے ہجر دیکھو |
| اک لمحہ نہین قرار آتا | دن آنکھون مین رات ہوگیا ہے | شب ہجر کی اک سیہ بلا ہے |

ہر ایک نفس لگا ہے آگاہ
دل تیغ فراق سے ہے گھائل
ہے پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہے
اور یاد جبین مین اے ستمگر
ہے تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھپے ہین تیر مژگان
ہے آنکھ اجل مجھے دکھاتی
یہ شعلۂ غم نے سر اٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
اے عیسی درد جان مہجور

بستر ہے ہمیشہ نالۂ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہے اُس سے تقریر
جیسا مرا حال ہے پریشان
برگشتہ ہے اختر مقدر
اندوہ ہے یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہے داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
اگر لکھون مین سوز قلب مضطر

جان خواہش وصل پہ ہے مائل
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہر دم جو خیال موے سر ہے
واقف ہین تمھارے موے بجان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہے مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہے انکھڑیون کی آتی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہے تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
اے نبض شناس حال رنجور
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

اے شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہے جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہے مجکو بُلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہے مین خاموش ہوئی کہ یہ سمجھ جائیگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھینگے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تمکو کچھ لکھا یا نہین لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہے کہ جب تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجھکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میان صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہے مدت ہوئی میرا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہے مین اس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کردون جب وہ براں کو قتل کر چکینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کردونگی اے عاشق زار وای غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین انکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کرکے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہے

اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل
سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑ گیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے
پوچھا حضور خیر تو ہے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے برادر کیا کہون راز کی بات ہے مگر تو میرا معتبر و ندیم ہے خدمتگار
نہین ہے بلکہ ندیم ہے کسی سے ذکر نہ کرنا ہمنے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلسا زہین
بڑے شعبدہ باز ہین ہاے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دیکر چھڑایا افسوس
کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بران کو میرے ہاتھ سے قتل کرا ئین آخر مین دغا تھا ئین مگر اے خداوند
سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہے کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہے کہ
کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہے تمنے کہان سے پایا ہے اُسنے کہا حضور ایک عورت
کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب بناؤنگا اچھا ابا
کہا کرونگا اب ای نمکحلال وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے مالک کے چلا جاؤنگا اور
میان افراسیاب کو دغا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا
یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین قبل کافور ہین شکل مشک ہو جائین
علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پانون مین مل دون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے
جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پانون مین ملدی صمصام نے کلاہ
وہ لگائی جسمین گوٹا پٹھا ٹکا تھا اور بت کی لگا کر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا آنکھون مین
لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ مونچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی
اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا
کسی سے کرنا منظور ہے صمصام نے کہا شاید بی بی حیرت نے کسی ساحر کو نگار رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے
اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈھنڈھے بجاؤنگا جھولی اسواسطے
رکھی ہے کہ ایک دانا ماش کا مار کر اُسے جلا دونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملا دونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا
یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہو کر اسوقت
آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین
لکھا ہے چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کر کے اکثر
جانور آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار : زاغ پر تھا گمان بو تیمار ؛ صمصام
تیزگام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہے چہار طرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا

ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل ہی کہتا ہے اُس باغ کا کیونکر پتہ ملے کیونکر اس سروِ خرامان بوستان حسن کو پاؤن
یا ساحری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین انکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہا
اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی مہربانی اکیلے باغ مین مع چند
کنیزون کے آنا صرف تقاضائے محبت کے سوا اور کیا ہے مجکو اپنا غلام بے دام بنا لیا صمصام دل ہی یہ باتین کر رہا تھا
کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب رواں کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پائجامہ پائچون مین
گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ذرا پتا کھڑکتا ہے تو ڈر جاتی ہے یا خداوند لقا کہکر پھر قدم بڑھاتی ہے کبھی کہتی ہے
کیا اللہ زمانہ ہے نامہ پہونچائے ہوئے پہر بھر گذرا اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم
ناحق جان دیے دیتی ہین شاید میری موت قریب ہے جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائیگا واہ
رفاقت کا کیا مزا ملا ہے دوڑتے دوڑتے پھیپھڑے پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر
جو اُس خواص کی صمصام نے سُنی سمجھا ملکہ کی خواص ہے مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہے حقیقت مین بیچنے بڑی دیر
لگائی پکارا اری بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہے دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر پلٹی قریب آکر ایک دوہتڑ مارا کہا ارے
تلوار تیرا ہی نام ہے صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہے اُسنے کہا میان چبا چبا کے باتین
تمکو ہین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین
اُس نے خوش ہوکے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑی بوا اُسکو
بناتا ہے بوا اما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین جلدی چلو ورنہ کرو شام سے تڑپ رہی ہین
اکیلی باغ مین صرف چند کنیزین ہین وہ تینون تو نگوڑی پڑی ہی رہو بہن ہین کمبخت بازار کی پھپنے والی شام سے دوڑتے
دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم ہوتا ہے چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوچھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا
بیچارہ جھمکا ماندہ آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ اُن تک
پہونچا دو مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب یہان دوڑی گئی تمہارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹکر پہونچی
تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی
اب چلو گے کہ یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اس یار جادوانی محبوب جانی تک پہونچا دو
آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب تمہاری زندگی کہان موت کا سامنا ہے
کاغذ تمہاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بھیا ئی سے جیتے ہو لو صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے
رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہے بی لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے
اُڑا لئے ہین وہ سب تمہارے واسطے ہین خود ملکہ تمکو دینے والی کیا کم ہے بس تمہارا بڑا احسان یہ ہوگا کہ میری

چھوکری کو رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا انکو نازون سے گودیون مین پالا ہے بڑی ضدن ہے ذرا ذرا سی بات پر دن بھر کھانا نہین کھاتی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہوگا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کرون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سر بر زمین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا نازنین خوشخو پیرو ابرو رشک ہلال چہرہ بدرِ جہان بکمال نظم

گوہر بحر عالم آرائی
غنچہ یار دیار حسن ہے وہ
دُرِ یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حسن کا گل تر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم
مانگ عاشق کی جان ہی لیتی
پرشکن ہین وہ گیسوے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے

گل شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہے وہ
غنچہ شاخ نو نہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پرتنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
یون خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابروون کی طرح ہین چین بجبین

کوکب حسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُرِ عدن
بدر سیمائے مہر پیکر ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن مو سے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر اُف کہکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب تشریف لائیے واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے کے گھر جا بیٹھے آبرو گنوا لیتے تب آپکو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکال دیے ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر کہا کیا آپ ننھے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ مین نے اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا مین تمھارے وصل سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا

کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے تو سو ہے دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھ سے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے بڑا فضل کیا
مگر کیوں ملکہ عالم تم نے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہاں تک کیونکر پہونچیں لالہ زار نے کہا صبح وقت شام کو ملکہ حیرت نے اس
بات کا چرچا کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کرا کر تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور
میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہے اب یہ سب فساد دفع ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور
دیکھو صمصام بدانجام کا کہ ہماری مصاحب قدیم لالہ زار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہے ہمکو تو اعشق کا دم بھرتا ہے اب تو وعدہ
کر لیا ہے اسکو مشتاق کر دیا ہے آئندہ سمجھا جائے گا بعد قتل بران ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری
و جمشید بی چھوچھو کو سلامت رکھیں ہاں کبھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہے میری خوشی سے شاد ہیں میرے رنج کا
ملال ہے اے صاحب کیوں نہو میں چھ مہینے کی تھی جب سے انہوں نے گودیوں میں پالا ہے انا نے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انہیں کی
گود میں رہتی تھی ایسی باتیں سنکر انکے دل کو کیونکر چین ہوتا ذرا بلبلی بھی ہیں روتی ہوئی میرے پاس آئیں اور کہا اے بی بی
غضب ہوا کل سے میں مر گئی ہوتی ایسی باتیں نہ سنتی بی حیرت تمہارا ذکر کر رہی تھیں مجھکو تو یہ آرزو ہے کہ گل سے چہرے پر
تمہاری سہرا دیکھوں وہاں بھڑوے سر پلے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اسکے ساتھ بی حیرت تمہاری شادی کرینگی
صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہے جب اس بیچارے صاحب حسب صاحب نسب
سے تنا ہوا کام لینگی بران کو تیغ کرینگی نعرے دیکر شبو خواص کے ساتھ شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہے کہ میں کونے کی
بیٹھنے والی یہ سنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتار ہی کہ چبالوں جان دے دوں بی بی چھوچھو تو بچائے ہاں کے ہیں
لپٹ گئیں انگوٹھی چھین لی اور کہا کیوں بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمہارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا
بیمار الات بھر تڑپا کرتا ہے ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بہنوں کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ساری مصیبتیں اٹھائیں
کہ تم جان دو چلو میں تمکو لیچلوں تمہارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤں اور فریب کرنیوالوں کے منہ میں لوکا لگاؤں
صاحب میں تو ان باتوں سے بالکل آگاہ نہ تھی میں نے کہا چھوچھو بھلا وہاں تک میں کیونکر چلوں کبھی بازار میں نکلی ہوں
نہ ڈیوڑھی تک جاتی ہوں تو میرے پاؤں کانپتے ہیں انہوں نے کہا نہیں بی بی کیا میں تمکو شکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے
پچھواڑے ایک باغ ہے اسکو محبوب باغ کہتے ہیں مدت سے خالی پڑا ہے تم چلکر وہاں بیٹھو میں مردودوں کے کان کاٹونگی
تمہارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہے وہ شاہزادہ خود مزاج کا
کریم ہے ذراسی سُن گُن پائیگا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھوچھو نے کیا مجکو یہاں بٹھایا تمکو بھی بلا لائیں ہمنے تو اپنے
دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمہیں کیا منظور ہے میرے سر پر نہ ماں ہیں نہ باپ ہیں اب جو کچھ ہیں وہ آپ
ہیں میں اپنی جان دونگی مگر سسرال کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتوں کو سنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیوں جان دوگی
جبتک شہ آیا تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو میں لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہوں نتیجہ قتل ملکہ بران

یہ دیکھو میرے پاس ہی اب گیا دسواس ہے میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر روبراہ خدمت ہین کوکب کی چلون وہ میرا بادشاہ
قدیم ہی اسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی تو اُ خطا معاف کردے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کردے گا یہ سنکر چھو چھو
تراب گر سامنے آئی کہا ہی بچی تو بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدہا ہی ہی مجھے کیسے بیوقوفون سی پالا پڑا ہی
آیا بہ کوکب اپنی چھوکری کو نہ جانے دیگی ایک تو وہ بدنظرہ ہے دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی اسکی بیٹی کی
قتل پر آمادہ ہوکر آئے ہو اُسکے سردار ہیر برہلیتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف کردی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑیگا
نور گجور و بنا کر گھر مین ڈال لیگا مین دیکھا کرتی ہون جب بھڑوا افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے
جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کرچکا ہی کہ اپنی صاحبزادی کو ہم سے راضی کرادو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے
سب طالب ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سی عاشق ہو جائیگا مگر سرحد کوہ ہفت
زلازل جہانکا بادشاہ تزلزل بن ازلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہر چند کہ اقلیم اسکی کوکب اور افراسیاب
کے ملک سے قلیل ہے مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہی افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نورافشان
جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سنا ہی سامری و جمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین
کہ سب اُس سی خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری جٹھانی کا بیٹا رسالہ دار انکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان
بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کرے گا کوکب و افراسیاب وہان سی نہ لاسکینگے اگر قصد کرینگے تو
ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھو چھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا غلام ہون ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہون
ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھو چھو سے اشارہ کیا چھو چھو نے منہ پیٹ لیا کہ بچی دیکھیے تیرا کہان گذرا ہوگا اس بھولی بھالی
شوہر کی جان لیگی کیونکہ عمر کاٹیگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھو چھو خیر تو ہی چھو چھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ
آفت در پیش ہی جان بچنے کا اندیشہ ہے صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاو صحبت مین ملکہ حسرت
کی آٹھ پہر بھی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہے انکو یہ باتین نہیں چاہئین
اگر نشہ پانی کا وقت آئے تو صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا
صمصام نے کہا بی چھو چھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھو چھو نے کہا نہیں بیٹا تمھارے
جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون شل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون
جانتی تھی یہ ضدن ہی دم بھر مین اُدھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ
نہ کیجیے چھو چھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی
ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو کہنے بھی دو یہ کہکے کہا بی چھو چھو گلاس
بھی لائین یا نہیں چھو چھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سی

پھول گیا سمجھا کہ اب بھول کا سامنا ہے بیشک یہ وصل کی طالب ہے طالع نارسانے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہی ہاتھ بڑھا کے گلاس مئے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت میں پکار اُٹھا شعر خوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند: چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند: ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منہ تو لگا دو چھو ٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بہ ناز و کرشمہ گلاس لبون سے صمصام کے لیا مسکرا کر منہ تک بھی نہ لگایا شاید کوئی قطرہ منہ مین گیا یا نہین مینہہ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہانسے گلابی اُٹھا لائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھو چھو نے گلاس اُٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیو انکے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اسی برانڈی کی طالب ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر لائی شہر سے نکل جانیکی تدبیر ہے یہان ذرا ذراسی بات مین یہ تقریر ہے یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے منہ سے لگا دیا صمصام خوشی مین آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب مین کیا ملا تھا شعلہ آتش تھا کہ جس نے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ زید باد گر دتبہ نگامم
بعیاری من آنم جست چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک

اور جو بصورت لالہ زار نرگسی چشم تھی اُسنے بیچہ سنبھالا یا تو بیچہ نگارین تھا یا بیچہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا **نعرہ خواجہ عمرو**

گزان استاد عیاران عالم
جہان سر سنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بباغ دین زکرمش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران جوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک نے بڑھ کے نیمچہ اسکی کمر سے لون سر صمصام تن سے جدا کرون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او احمق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا لباس خون مین تر بتر ہو جائیگا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکی پسند آئیگی یہ تینون عیار تو الگ کھڑے ہین عمرو اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتیون کے بالے اُسکے کانون سے اتارے موتی ہاتھ پر رکھ کے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہے کہ حضور نیمچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہے کہ لیکن بہت عزیز ہے عمرو کچھ بھی لطیع جواہر غیرہ نہ سنتے ہین بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام نا کام کے اُتار رہے تھے ہین مگر قضائے کار ملکہ حیرت جادو نے بروقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار جست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہر بہ آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی قریب اُن سردارون کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہے خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائین سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہے سچ بتاؤ تمھارے آقا کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ

ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ
رکھکے رو دئے مالک کو اپنے مردہ پاؤ گے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو متھنگار گھبرایا
کہا ہان ملکہ صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے پڑھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہوکے نہین معلوم
کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منہ پیٹ لیا کہا لو غضب ہو عیار لگالے
لے گیا یا رہی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے
صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر چاہا تھا کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہے صرصر نے پکار کر کہا
کہ اری جلد جاکر ملکہ حیرت کو جگادے میری جانب سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر
سے لیگیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی
صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر
سوار ہوکر برو ہوا چلی چہار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند بلکہ
حیرت سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہے آج کو وہ نیرنگ پری پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُس نے
سامان عیش و جشن مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منہ کالا کرکے طرف باغ سیب کے چلا اس خیال سے
کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی یہ سوچتا ہوا برو ہوا
اڑا ہوا چلا آتا ہے سحر قریب ہے ستارۂ سحری چمک چکا ہے افراسیاب جلدی مین چلا آتا ہے کہ عمرو کے نعرے کی
آواز کانون مین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بیہوش ایک باغ ویران کے چبوترے پر پڑا ہے عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہے تین
عیار نیمچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع کر رہا ہے کہ خبردار قریب آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے
کوڑون کے کھال گرادونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او سارباں زادے کیا کرتا ہے منم
افراسیاب جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تو نظر آگئے نیمچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ افراسیاب قریب آچکا ہے سحر کیا چاہتا ہے بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز
دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دمامہ جادو و ساحرہ مشمشہ اس ترنج کے بیر مین بھلا اسکو
تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہے جب ترنج قریب پہونچا یا سامری
کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسمین سے قطرے پانی کے اُڑے منہ پر افراسیاب کے پڑے
عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے
چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو نے سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا

جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر
افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہے زمین تھراتی ہے ہاہو کی آواز آتی ہے پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین
بہرنوع اُسکے پیر اُسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے آکر ہوشیار بھی کر دیتے ہین ان خیالات سے عمرو نے افراسیاب
کی طرف سے منھ پھیر اچاہا صمصام کو قتل کیے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی
اُسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کر گئے گر اس
نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت
صمصام ناکام مثل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہے صرصر
یہ دیکھکر بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او سار بان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے
پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم
غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقہ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بیناہ خوبصورت

| | | |
|---|---|---|
| نیک سیرت **ابیات** | جبین مطلع صبح ایجاد حسن | بھوین دست و بازوی جلاد حسن |
| اجل کا مکان گوشۂ چشم مین | قیامت نہان گوشۂ چشم مین | پاتجون مین گرہ دیے ہوئے گاتی |

باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریاے نور کی یا دو گنبد بلور کے ہو حباب بیاب

| | | |
|---|---|---|
| ایسا نہین حور کا سراپا | وہ صبح جبین تھی صبح جنت | وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا |
| آنکھین اُستاد ساحری تھین | نشے مین شباب کے بھری تھین | ہر چین تھی موجۂ لطافت |
| بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا | بینی کے قریب کب تھے ابرو | دنبالہ کب انھین سرمے کا تھا |
| | | شہباز نے وا کیے تھے بازو |

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین تُری
طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہے آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر
بکنے لگی گالیان دینے بھڑوے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہے آئینہ تو کبھی میسر ہوا ہوگا چینی مین پیشاب کر کے تو نے
اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہے مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اُٹھواؤن اور
تو کیا نصیب ہوگا منھ تو نگوڑے پیٹے نے سونڈھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر
مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑ جائے بعد اُسکے نیمچہ پکڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا
بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کر لڑ لینا کوئی دیکھے گا تو ہنسے
دشمنون مین مشہور ہو جائیگی گھر بستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون کی گالیان کھائیگی عمرو واپس کیے جاتا ہے
لیکن صرصر نیمچہ پکڑ کے برس پڑی جھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سر پر یا کمر پر ہاتھ مار ابھی

پالٹ کبھی بھنڈارا بیباکی سے لڑ رہی ہے عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی نیمچہ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھو سر ابھی
ہاتھ چلا چاہتا ہے عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی لیکن دل بیقرار کہ اے عمرو
ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر بن پڑے تو صرصر کو
بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی گھائیون مین دیے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی تھمے تو حباب مارون مگر صرصر تو آندھی ہے
تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کہ کوند رہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روند رہی ہی صرصر
کی فکر مین تو عمرو تھا ہی چوٹین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد دردگوش مرصع پوش
پچکاری ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہی کہ ہی شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر
اُس پریزاد نے پچکاری منھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا
روکون عمرو نے بیٹک کے نیچہ کو دیوار باغ فرایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب ہوا پریزاد تو افراسیاب
کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیمچہ پکڑے دوڑی دوڑی پھر رہی ہے
افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا ہے اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا باش او سار با
زادے اب تبا با بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے
دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان سے کچھ نکلے افراسیاب نے پاسامری کھیلکے ایک دوہتڑ
زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی نکل گئی چوتڑون مین چوٹ آئی
پکاری ای شہنشاہ مین ہون واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست
کہ بد کردن بجاے نیک مردان ✽ دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھپر زور آزماتے ہین اگر مین نہ ہوتی تو
میان صمصام جہنم واصل ہو گئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون
دم بھر مین سو صورتین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہی صرصر نے
پانوں زمین پکڑے ہی شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر پکارتی ہی حضور
ٹھہرے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ جادوان افراسیاب
بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے آئی گھبرایا تو سوا تھا ہی ایک سنگریزہ
زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھوڑیے مین نے تجکو بھی پہچانا آج دونون کی قضا آئی ہی سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا
اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے
کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے کیسی بدحواسی ہی منم ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے

سحر کو روکیا تب افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت افراسیاب
نے حجاب سے سر جھکالیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی یا عمر وہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر
صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی
حیرت جادو نے شہنشاہ کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ
بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی چوٹ لگی ہی جس مقام پر
صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کرسکتی حیرت جادو نے پیار سے گلے لگالیا اور کہا سامری اس سالے ربان زادیکو
غارت کرین ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہی مگر اسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب
و حیرت و صرصر قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولھا بنے
ہوے مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی لباس سے بو آتی ہی
صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کرکے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید فقرے پر شادی کے یہان
آئے ہین اگر عمرو لنگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھسے لڑتا جاتا تھا اُسی خوف و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی
اُٹھائی اور تدر زنبیل کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منھ پر چھینٹا مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ
ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی مبہوت ہو رہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کرکے ملکہ حیرت سے
کہا آپ بغلیچے مین ہاتھ ڈالدو کھڑی کیون ہو میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہے تمھین نے
کہکر پلائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر منھ پھیر لیا افراسیاب نے کہا اے بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف
افراسیاب کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بُلا یا کوک سے باغی کرایا
بران کو قتل کروا کر چلتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی بی حیرت کی لونڈی ہی مجھ ایسے جلیل کی اُسکے ساتھ شادی
کردو مین کبھی اُسپر تھوکو نگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہی اور مین آپ سے
کچھ بابیہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون وہ گولے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار
اُڑجاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور جھولی سے گولہ نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا
صرصر سمجھی ابھی نشہ بیہوشی کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد منھ دُھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی
ہوش آیا مثل تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا اے صمصام خیر تو ہی یہان کہان آرہے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران کا راستہ بتایا خیر
لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا
شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح ز امید وشب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت بہ ردے

سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ؎ وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمر و تمہاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلاکر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرماکر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بیران کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پر روئین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے دو تخت تیار کیے افراسیاب اور بصیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر صمصام سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب ہمراہ جانب سے دوڑے افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک دنگل زرین بیٹھنے کو ملا اور سکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ؎ دل بھُن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ؎ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے دگرگون ہے جوش جرأت مین جگر خون ہے بیقراری ہین یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
اس ایک صبح کا دونونکو انتظار رہا
یہ چشم داشت تھی منھ پھیر کر گیا وہ کج
سرور دلمین رہا آنکھ مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اُسنے دیکھے دل ہم مرگئے

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا ہارا تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے ہین دوچار رہا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق تہ مزار رہا

کبھی سپند رہا ہین کبھی شرار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال نہین
گناہ بخشدے بیجر گناہگار رہا
وہ رنگیان نہ گئین نشہ محبت کی
تمہاری مستو مین ایک ایک ہوشیار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ ما بدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہے تو مین ابھی بھونری پھرا دون مگر چاہتا ہون تمہاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین نامحرم تمہاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہے تو یہ بالکل بیکار ہے یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہے ہمارے مرشدزادے مصور جادو تشریف رکھتے مین

اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی ہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کر کے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین
ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اُسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اُسکو جا کر ابھی ذلیل
کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کر لیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتے
ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار اسپ ایسونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہے
اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہے اسوقت کی حضور کے
فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہون
تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب فعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہے
کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائیں صبح کو ملکہ بران کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل
بران کے کل مسلمانون کو قتل کر ڈالونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور
عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقہ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین تھا اور
یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار
ہی مگر سردربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دمبدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہے کہ بھور یا کالیا
یا تا نتیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سُن رہے ہون صمصام نے کہا اے شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جا کر انکو مٹا دون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون
یا نہین ڈرتا ہون جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف ہوا ان
جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم
افراسیاب چارسو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو
صدائے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اُٹھا کہ نابدولت پردۂ ظلمات مین جاتے ہین
تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار
کمند انداز و عیار بچیون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج صمصام کی بارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا
گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچون عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام
کے خیمے کے قریب آسکین یا کوئی مدعا پا سکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف
رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب کباب کا شغل معطل
رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھیرا کرینگی کیا مجال ہی پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے
گذرے افراسیاب جادو نے کہا اے صمصام تیغزن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح

جا کر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر میں رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاوگی دیکھو پچھتاوگے صمصام چونکہ چوٹیاں عیاروں کے ہاتھ سے کھا چکا ہے صدمہ عظیم اُٹھا چکا ہے بہت خوب بہت خوب کہہ رہا ہے افراسیاب بخوبی سمجھا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا صمصام کو عیار پہچون نے لاکر بارگاہ میں پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھیں اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت میں صمصام کے مصروف ہیں جو سپیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی جنگ جو
نکر فیصلہ کو تو زیب کمر
خطا میں نے کیا کی ہے تیری بتا
تو اس میکدے میں نہ بدنام ہو
ہے ساقی مہروش مہ لقا
مرا خون ناحق بہائے گا تو

نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو
ارادہ نکر مجھسے پیکار کا
روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا
پلا جام صہبائے تسکین دل
بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا
یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا

نہو مستعد تو مرے قتل پر
ذرا دل میں کر خوف قہار کا
بس اب دور غصے کو کر رام ہو
کہ یہ رند ہے اب بہت مضمحل
نہ کیا مرے سے مجکو جھکائے گا تو
قمر کی بھی جان کا ہے حافظ خدا

یہاں دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہے تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار میں جمع ہیں سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدہ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پہ بعہدہ وزارت ملکہ سرخ مُوے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چاروں وزیر خوش تدبیر سحر میں طاق علم نیرنجات میں شہرہ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہیں ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر جس میں بے مثل سحر میں بے نظیر خیال تمکھہ امی صمصام میں سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہے اور فرمایا ای نور نظر پارہ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہے انشاءاللہ تعالیٰ اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا نکو امی کی سزا پائیگا اور چہ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہیں کہ سامنے چہ ندا اور پرندہ ہر کارے گرد میں آلودہ پسینے میں غرق اُفتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و ششدر آکر دعا و ثنای بادشاہی اس طرح بجالائی نظم مصنف

خدایا رہے شاد و خرم یہ شاہ
پھرے گرد سر صورت آسمان
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ
الٰہی یہ جبتک ہیں برق و سحاب
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

کہاں ہے ہمارے سعادت نشان
ہیں جبتک فروزان مہ و آفتاب
شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار

دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس! ع بیخزان میں ہمیشہ بہار رہے باغ خرمی

جنت نشان کا صدا خار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہی اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو
اسوقت صمصام بدانجام نے بقہر وغضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نمکحرام کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن سے معرکہ
آرائے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچیان در نکبت اثر
پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیحیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی
طرح پانون نہین رکھتا نیچون کے بل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہی مگر اے شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل
ہونیکا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسوے سیہ رو برہم ہی افراسیاب نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر
پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق
گذارش نہین ہین اور افراسیاب طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سنا ہماری راے کی
پابندی ہونا ہمارا دل از خرسند ہوا وہ راے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط رہنا انشاءاللہ
مین معرکۂ کارزار مین اگر اس بیحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک
ذلیل کے مقابلے مین جانا میری راے کے سراسر خلاف ہی ملکہ بران شمشیر زن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی الجزاے
مولی از ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری راے مین ہی اُسکو سماعت فرمایئے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپنے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کا یہ
طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے
ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نوزنگاہ ملکہ مہرنگار بارہ برس کے تھے فیروز عاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان
مغربی کا بڑے زور و شور سے براے مدد نوشیروان آیا نجختک نے اُسکو سمجھایا اُس بیحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا
کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہی تمام سردار بھی
اشکبار رہے مگر صبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بصد کر و فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بیحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکاریگا
یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو اثناے راہ مین روکا ہوتا
یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہے کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے
کلمات سخت و سست یہ نمکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیر زن
کی سنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران
مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین بہ مکر حریف کی پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی
کمند سحر مار کر گرفتار کر لیجاتے ہین اُسپر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑ لے گیا اور ہمارے

آقاے نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جاتے ہین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہے کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوتے مین نہ مارا جگا کر للکارا وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر اُنکی پابندی نہین کر سکتے ہین لیس بی بی تم یہانکے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بیحیا سے فیصلہ ہو جائیگا کسی کسی عیار کے فریب مین ضرور آئے گا ملکہ بہاران نے کہا اے عم نامدار صاحبقران عالیوقار کا داے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو اُنکی جرأت پر ناز ہے اُنسے مثال دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپنے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب سے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہے ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہے اگر مین نے اُسکے پکارنے پر مقابلہ کیا واللہ نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی بار اگر حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سُنکر سناٹا آگیا قلب بھر آیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا دیسا کرنا ملکہ بہار غیور نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس نمکحرام کو اگر تینگے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا برق لامع نے بڑھکر جواب یا یون کہ ڈک کر اس ملعون کے سر پر گردون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہوکر جوابدیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم ماں بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اُسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن
که درید میت ز ہیبت کفن
دہل زد دہل زن بہ تحسین او
ہمین دین او دین او دین او

صداے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح ساہری جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران ہر یع السیر جادو نے جو نامہ بیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیر خواہ قدیم ہے بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے بہت بست حاضر ہوا عرض کی اے آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہوگئے مگر جواب نامۂ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جاکے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصہ جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک نگنہ اڑ رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامۂ کوکب روشن ضمیر تحریر کیا

## نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

اے شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
اُسکے مضمون سے ہم ہوئے آگاہ
مین نے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجیے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداب او جب ہو عیان
رنج از حد ہوا پہ اے ذیجاہ
گھیر کر اُسکو لائی ہے تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہے صمصام کمند ذہن و ذلیل
ہے کمند اجل مین خود وہ اسیر
کچھ تردد نہ آپ کیجیے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ اے برادر طرف سے ملکہ بُران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہے کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہے اگر میری اجل قریب ہے تو مجبور ہون دعاء خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکہ مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپکو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسیکے کہنے سننے مین نہ آئیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجا لا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے کبعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب در بارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ کی باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی و ملکہ شعلہ آتشخو و ملکہ زنگین خو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمک رہا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو واے برحال ملکہ بُران جسکو اس رنج دائم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بُران کی بیرون بارگاہ جا کر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرماوینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام ایک بدنہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا آہینیا

بھی اک راز ہے موقع کہنے کا نہیں ہے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند: ملکہ مجلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست ہے اسوقت انکو تنہائی پسند ہے تفتیش حال میں دخل ندو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ میں آرام کرو جب مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسیکو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ ہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بران کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بران نے دوشالہ منھ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بدانجام کے روانہ ہوئے بورق فرنگی نے سنا کہ استاد جانب لشکر صمصام گئے ہیں یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام میں تمام ساحرہ مصروف سحرخوانی مگر مقدمہ بران میں ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک ملازمان کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدعت ظلمت شام صمصام بدانجام سے غروب ہو جائے ہر فرد بشر اس فکر میں بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے

## ابیات

وہ تاریک مثل دل کافران | ستاروں پہ خال سیہ کا گمان

کمر شب کی وحشت کردن کیا تھا | کہ مہر رخ کے دلبر ہجوم الم

وہ لشکر میں ہر سمت تھا شور و شر | تردد میں بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا | شب فرقت عاشقان سے سوا

صدائیں وہ یاہو کی ہر سو بلند | کوئی بیقرار اور کوئی دردمند

کہیں خیمے سے اٹھ رہا تھا دھواں | فسون سازیونکا ہر اک جانستان

کہیں شیر کے گونجنے کی صدا | کہیں لوٹتا تھا پڑا اژدہا

کسی کو تردد کہیں بے شمار | کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار

کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز | کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باتش و ناظر باتش کی صدائیں بلند کر رہے ہیں فقرا پھنکا رہے ہیں مگر بارگاہ بران کو اسطرح میں لیا ہے جیسے سینہ میں دل یا انگشتری میں نگینہ ہوتا ہے خود ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیرزادی در بارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہے کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا تو نیچہ ٹپک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر ماش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ ملکہ بران دیکھے

## نظم مصنف

کہیں گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی | صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی

ادھر فوج صمصام میں اک غلو | ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو

کہیں جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہیں | کہیں سحر سے ہل رہی تھی زمین

کہیں شور یا سامری کا بلند | جلاتا تھا مرچیں کوئی خودپسند

کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو | اندھیرا دھواں دھار تھا چار سو

کوئی بچہ خوک کو ذبح کر | نہاتا تھا اس خون سے بیخطر

کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہیں | بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہیں

| کسی خیمۂ نحس مین غل یہ ہے | دو ہائی ہے کلوا کی کالی کی جے | صمصام نمکحرام اپنی بارگاہ مین |
|---|---|---|

بیکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار بچیون کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیر زن وای صبا رفتار کمند انداز
بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزین حاضر ہین آپکی حفاظت مین کب قاصر ہین ابھی بھر ہوا بھوریا آیا تھا ساحر
کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر ملازم صمصام
موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بد ذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشہ باز ہے از حد جعلساز ہے جو جادوگر سامنے سے
نکلتا ہے اسکو پکارتا ہے بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اتر گیا ہے تمہارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہان نشے کا اُتار ہے
نہایت بیکلی ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین
بھائی ہمارے پاس نہین ہے دوکان بھی بند ہو گئی یہ مایوس ہو کر رہجاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا
تمباکو جلا رہا ہے کلنگ نظر سب کی بچا کر اسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاؤ ہم بھی ایک دم مارین سامنے ہمارا خیمہ ہے دروازے پر
میان کے ہمارا پہرا ہے روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اُڑتی ہے
اس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ دم لگا لو الچ کا ہمیکو دیتے ہو ہم تو میان سر بازار سالجہان کھینچنے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک
گنڈے کا گانجا بھی لیا ہے جوانون کو سب مباح ہے بموجب مثل جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ
چلم جمائی گنڈا اجھاڑ کر آگ رکھی کہا لو بھائی تمھین سر پر کل صبح سے تمہارے پاس یارون کا بھی جلسہ ہوگا بھائی ہم سے
تو درگاہی غلام حسین کے پل والی بھنگیڑان سے آشنائی ہے وہین دن بھر جمے رہتے ہین ہم کو بیڑہ کی پلاتی ہے آج کچھ نشے مین
کھٹ پٹ ہو گئی نہین تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے ہوتے وہ ساحر تو باتین کر رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم
اُٹھا کر کڑاکر دم مارا ڈیڑھ بالشت لو بلند ہوئی آنکھین غلیسی نکل آئین چوتڑون کے بھل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھی
جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ ہو گیا اُس جوان نے کہا اسمین دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم مرے کلنگ جادو
گھبرا کے اُٹھا اتنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اُس جوان نے کہا ذرا صبر کرو ایکدم مین یہ حال ہوا کیون مرے گیا
پسینا معلوم ہوتا ہے اس منحوس پر جوانون کو مہمان بلاتا ہے کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آچکا تھا دھم سے لڑکھڑا
کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی منم مہتر برق فرنگی سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیر و دار بلند ہوگی
اُٹھا کر بکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت
کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے صرصر و
صبا رفتار نے کہا کون کہا حضور ابھی تو آپکے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر سمجھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش اس سے منگائی
ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر

تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے ہوے کیوں ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشنضمیر مجھکو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کریگا ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی میں اپنے بھائی صمصام کے قدمونپر گر دونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا میں نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشاں میں سناٹا پڑ گیا ہی مجھسے خطا ہوئی کہ میں نے اُنکی خبر نلی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاؤنگا قصر جمشیدی میں بڑے دھوم سے شادی کرونگا یہ فقرے جو برق نے بحرب بانی کہے صمصام میاں نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہی سچ کہو ہماری سر کی قسم برق نے کہا لتاسامری اُٹھاکر کہدوں میں کبھی جھوٹ بولتا ہوں سال بھر سے کنٹھی پہنی ہے میں نے مکر رجا دوگردان یہ حال سنا ہی اب اسمیں شک لانا بیجا ہے صمصام نے منھ پھلاکر کہا میں تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان میں حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی میں بران کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ کو پھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھوں پر تاؤ پھیرنے کہا ہاں بھائی کلمنگ بیشک اگر وہ ایسا کرینگے تو میں اُنکا غلام ہوں فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا میں افراسیاب کے باپ کا غلام ہوں اپنے مزاج کا محکوم مختیار ہی میاں افراسیاب کی کوشش بیکار ہی سن کلمنگ ادھر اودھر دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اوس میں جو بھرے نشہ اتر گیا ایک جام شراب اس خبر فرحت اثر کے انعام میں دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپکے یہ بیتکلفی کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا میں ایسا نہیں ہوں تم شراب پیو گلابی موجود ہی کلمنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے لیکر جام بھرا چاہا منھ سے لگائے جھککر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہوں خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک کے سامنے یہ بے ادبی مجھکو مناسب نہیں ہے اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب اقبال کا لیجیے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُلش کیجیے اس خوشامد کی باتوں سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا جام لیکر لبوں سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلمنگ نے کہا واہ حضور غلام کا جلوٹھا میں کیا ہوگا ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا جو کی پر سے گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹوں نیمچہ اُٹھالوں کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی اوجلاد کیا کرتا ہے صمصام کے گلے پہ خنجر ملاتا ہی ارے یارو دوڑو اس نے دوسری اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر بھی برق نے چاہا خنجر مارے دون وہ پتلی برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیاں توڑ ڈالونگی برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہو گئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہی برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئیں دیکھا ایک حبشی سیہ فام سر پیٹ رہا ہی برق فرنگی قریب سراپچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ

دونوں قریب جاتیں برق سراچہ چاک کر کے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یارو لینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہے
برق یہ کہتا ہوا بھاگا ارے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہیں جادوگر طرف بارگاہ کے چلے برق بھاگ کر
نکل گیا اُدھر پتلی پاے میں چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا ملازمان صمصام بھی خیمے میں آگئے
تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا اے شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب و کباب کی نوبت
کیونکر آئی سامری و جمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اُس بھوربے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا
صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ صرصر ہمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام
دیتی ہو اگر میں ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے تاش منگواتیں ہمکو بدمعاش بناتیں واہ کیا کہنا خوب آپ نے
خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزوں کے کان ان باتوں کے آشنا نہیں ہیں ہماری دانائی اور
نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم
ہوگی یہ نگوڑا بھوربا تو کیا ہے ان سب کا اُستاد وہ تاشیا ہوا عمرو جسنے ملکہ ناہمہ جادو کو مارا ساحر حشمش کو دریاے
قلزم میں گھسکر للکار اعظلی آباد میں سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زردشت بلاے روزگار
سفاک غدار منتظم عاقل علم سحر کا فاضل ایک سال میں عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کر دیا صحراے عنظلی آباد لاشہ
ہاے ساحران سے بھر دیا جس ملک میں سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمیں جادوگر کا نام باقی تر ہا جو ایسا عیار طرار آفت
پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہے اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا میں
نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم میں بھی غدر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیاں کھاتا ہے ہزار جگہ میں نے اُسکی مشکیں باندھی ہیں
آخر ترس کھاکر تین روپیہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر چھوڑ دیتی ہوں جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑوں کے
کھال گرادونگی ساری عیاری بھلا دونگی صمصام طرار نے بات درازی صرصر کی اور احوال عیار بے بہا
عمرو سنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر کے دیکھ رہا ہے کہ ناگاہ ایک جادوگر دبلا سا بڈھا ہاتھ پانوں میں رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ
میں انھیں سرداران صمصام میں جو خیمے میں آگئے ہیں تو اُنہیں ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتیں صرصر کی سنکر آگے بڑھا کہا
بی بی صرصر واہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو روسے بھی ڈرتے ہیں مگر غیبت میں ایسے کلمات مہملات کہنا منا
نہیں ہیں وہ تمھیں گھوڑوں کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہے جسدن تک منھ پر روغن
ہے اُسکی سیکڑوں بیبیاں ہیں چرخا کات کر بسر کرتی ہیں دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت جوان ہے کہ سیکڑوں
اُسپر مرتی ہیں اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیاں اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور
سب کے سامنے اُسکی محبت کا الاپا گاتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر ذرا سنیے زیادہ عیاری نہ بگھارے یہ عیار جب آپکے

واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکر غصے مین ہنسی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو
زہر کھلاتی ہون بڈھے جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ
سنکے صرصر نے آنکھ بلائی، دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش اُڑ گئے
اتنا منھ سے نکلا تھا اے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہے لینا جانے ندینا عمرو نے کہا واہ جان جہان دھگڑے کو گرفتار
کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہوجاتی ہو ہوے جو تیری یہی خوشی ہے تو جاتے ہین عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادوگر
کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوے تھے لپٹ کر گوکھ مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے
پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مرکر زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہے
اُسی تاریکی مین جست و خیز کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر کبھی تمسے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحر بانام صمصام
کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فیلیا یونہین بکا رتا ہے اُسکے
کہنے کا کیا اعتبار ہے اور تو سب خاموش ہوگئے مگر صمصام نے کہا بی صرصر تمہاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو
تمہارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تمسے کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی
حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہے تم بیچارے کیا ہو
کیفیت صبح جب عیار صمصام زور نمائے فلک نے بارشاد افراسیاب بصد کر و فر نیمچہ دود مہ ضیاے سحر کو نیام مشرق سے
نکالا اور رگ و سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب بنیجہ قوطی و پرزور مین سنبھالا اور ملکہ پران شمشیر زن ظلمت پر حملہ
آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب مین طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب
نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفہ نماز سحری سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدہ تصویرات سامری و جمشید سے جبین
اُٹھائی نظم علی الصباح کہ سلطان صبح آئنہ فام ٭ زدود آئنہ آسمان زرنگ ظلام ٭ بدست خسرو خاور فتاد شاہ جہان
زشاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ٭ اُسوقت شمشیر سلطان مومی ٭ کافوری لہراتین طائران نغمہ سرا کی کانون مین آوازین
آئین صمصام ناکام بقہر و غضب تمام نیمچہ قتل ملکہ بران بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون
بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہان ملکہ حیرت جادو
خواب ناز سے بیدار ہوئی ہے وزیرزادیان شاہزادیان حاضر ہوکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں یکایک
سامنے سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعاے ترقی حسن و جمال بجا لائی ملکہ حیرت
نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کو بارگاہ صمصام مین ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی غیا... ون نے میان صمصام کو
دیوانہ کردیا رات کو بھروسے نے عیاری کی میان صمصام کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے

جام بادۂ نخوت سے مست ہے اپنی نگہبانی کی تدبیر کرچکا تھا فارغ گیا غنچہ مجھے اٹھا را ایک جادوگر کو مار کر عمرو قریب صبح نکل گیا صمصام
بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے میدان کارزار میں کیا ہوتا ہے حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری رائے یہ ہے
کہ حضور دخل نہ دیں حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ میں ٹیکرا ہے تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہے اگر بران کو اُسنے مارا
تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجھکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤں اور اگر کوئی اور صورت ہوئی
تو میں سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ حیرت
نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام
دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نہ پائیں خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا
ہاں ایسے واقعات تو اکثر گذرتے رہتے ہیں مرنے والے مرتے رہتے ہیں خداوند سامری نے عیاروں کو خون ساحران
معاف کردیا ہے خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہے بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہے صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا
میدان کارزار میں جاچکا ہے میں واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہوں مگر اُمیدوار ہوں کہ
جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری جمشید کے سپرد کیا
ملاحظہ کرنا کیسا میں اگر شریک جنگ ہوتی ہوں صمصام نے عرض کیا نہیں حضور دور ہی سے جرأت و جانبازی اس
نیازمند کی دیکھیے میں سب سحر کے جواب دونگا کسی کو نہ رکونگا حیرت تو جاکر اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ
فرما ہوئی گرد دنگل منبر و کرسیاں آراستہ ہوئیں اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیاں اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئیں
ہر چند کہ حیرت جادو نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار ہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھ کر
ٹھہرے ہوئے ہیں ملکہ حیرت نے سر اٹھاکر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار میں ٹھہرا ہے
آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہے اُدھر لشکر اسلام میں سویرے سے ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد
ہوئیں اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعدہٗ اُنکے ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال
سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے
آکر سلام کیا چہار طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جلوخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہے کہ دیکھا آمد آمد
لشکر ملکہ بران شمشیر زن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیاں
طاؤس ہائے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے ملکہ مہرخ
نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہ ہوئیں ملکہ بہار
وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپس میں ایک نے دوسری سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہے ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہے
اُنکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلہ شکوہ کرینگے غرض اس کروفر

لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت وحشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر کی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے دیکھ رہا ہے کہ لکہا ہاے ابر سرخ وسبز وزرد ظاہر ہوے زیر ابر قاب فوج مین تخت ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے لپٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدھیان پھولونکی گلے مین آڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہی شب تیرہ وتار مین عقد ثریا کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچۂ گلشن محبوبی پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان ذرد وگوش مرصع پوش دف ودائرہ ہاتھ مین سحر بات بات مین پچکاریان لیے ہوے مست مے حسن فرخ جمال انجمکھیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین کھائے اس شوکت وشان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان پر بہار ہو گیا درختون مین جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راستے سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے شانے مین ٹھہرے کبھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہو کہ مین بھی ساتھ ساتھ سواری کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر ۞ بر کاب تو دود گر بودش پاے دگر ۞ اور جملہ سردار اسی آن وبان سے شوکت وشان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور وشور سے نمایان ہوا ہی مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے خاص چہرۂ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہی بخوبی دیکھ بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی مگر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہنستی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منھ سے نہین نکلتا ہی چہرہ انتہا کا متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب مین یہ کیفیت ہوگئی کیسی صورت ہوگئی دوسرے یہ احتمال ہی بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہوا ہی سقدر آج بران شرمائی ہوئی ہی کسی نہین اٹھاتی اپنے ساتھ والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان مین بھیجا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم بھر کے رنج وملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی دیکھ جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری یہی صورت تھی دست وپا کی یہی کیفیت تھی ہواے بر حال بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہی آٹھ پہر عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہے تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے

خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر لعبہ گرد فراس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریای لشکر موج مارتے ہوئے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی سپہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جابجا باجے بجا کر ہی ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے پڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک ابر یا دل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ سر رکھو کر اڑائے کہ ابر پیدا ہوا ابر سنا ہوا نکلگیا سطح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہے دامہ جادو کہان ہے ساحر ششمش بد خو سامری و جمشید کیا ہوئے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوئے دنیا مقام غیرت ہے مثل طایر نقا معدوم عشرت ہے شعر۔ اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے : ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے :

نظم

ہان ڈالکر نظر بدیدۂ غور
نہین دنیا مقام آسایش
کہین جو تھی ہے اور چالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین افضال حق تعالی ہے
ہے یہ دنیائے دون کا سررشتہ

بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہو کہین شادی حنابندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

بیت سہ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا : مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا : بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریائے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجاتیگا الا نام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا ای مردان شیر دل و ای رستمان تہور شعار و ای دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہے یہ وقت نام و ننگ ہے ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوئے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہوئے نمونۂ ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا۔ ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہے طائر روح گویا جسم خاکی مثل قفس ہے مگر اولاً اول صمصام نیکنام نے کہ گردن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کہ گردن سے گوڈے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام کیا جلدی ہے ہمارے سب سردار آمادہ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی الجھی ہے اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہے غلام بیقرار ہے بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگرنے لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا اے سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہے سمجھکر پینا صمصام نے اسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا

ملکہ حیرت جادو نے کہا جاؤ خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بدانجام مثل غول صحرائی کرگدن کو اڑاتا ہوا
نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار میں آیا دل قوی رائے ناظرین ہو کہ خنجر بار جادو وصمصام بیجا کا رفیق قدیم ہے صلاح کار
وندیم ہے ساحر بھی زبردست ہے بادۂ کبر ونخوت سے مست ہے انتہا کا مکار وغدار ہے صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہے اسکو تعبدہ
سپہ سالاری لشکر میں چھوڑ آیا ہے سمجھا دیا ہے کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیائے سحر کی ضرورت ہو
تمھیں ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہہ دیا ہے کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر پائیے گا
لڑائی میں نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار میں پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور میں تو ملکہ
بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہوں ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے ہی تخت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم
نے جو یہ کیا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب جلد جائیں اس بیجا کو جواب دیں
مقابلہ کریں ملکہ مہرخ کے منہ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے
استادہ تھا فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی اے مادر مہربان اجازت میدان دیجیے ملکہ نے بہ تعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے
فوراً مرکب اڑا دیا وہاں ملکہ بہار سے تا جبار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور کہا حضور تامل فرمائیں ذرا دیکھیے شکیل جادو
مقابلے میں صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہیں مقابلہ کرتے ہیں ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئیں یہاں صرصر نے ملکہ حیرت
جادو سے کہا اری یہ معاملہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا اسنے نام بران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض میں اسکی شکیل
جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈا لیکا قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیر زن شعلۂ جوالہ ہو وہ اس امر کو کب گوارا رکھتی ہرگز شکیل
جادو کو مقابلۂ صمصام میں نہ جلنے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہے تیرے دماغ میں خلل
ہو گیا ہے آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہے سب کو ملکہ بران کی جان بچانے کی فکر ہے صرصر خاموش ہو گئی یہاں شکیل
جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اس ملعون نے اپنے کرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا یا ساحری کیکے مارا کہ گدن
کے منہ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر چمکا قریب تھا کہ خرمن ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ
کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گر اتش طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل
جادو کود پڑا آگے بڑھ کر ہاتھ ہلایا برق چمکی صمصام کے کرگدن کا سر اڑ گیا بقہر وغضب صمصام زمین پر آیا کارد
سحر جھولی سے نکال کے پھینک ماری ہرچند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا ملازمان شکیل جادو بہ اشارۂ ملکہ مہرخ
سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے
لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ صمصام کے پہلو میں دو نیمچے حمائل ہیں ایک خاص
قتل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر غصے میں آکر صمصام نے نیمچہ کمر سے کھینچا خورشید پر وار کہا چنکہ

خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر کٹی خود کو کاٹ کر نیمچہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے نیمچہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او خار صحرائے مذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھا نا سنم ملکہ بہار جادو یون تڑپ کر میدان مین آئی کہ برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھون مین صمصام کی چکا چوند آئی جبتک یہ بیچیاسنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی غنچے چٹک کر گل ہنسنے لگے درختون مین جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آوازین آنے لگین شعر اے جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار: اندنون چلنے کو ہے باد بہاری تیار: ایک بلبل خوش نغمہ نے پھول کر پر کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے

## غزل

ہے شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
شرمائی تڑپ سے برق خجل ہوگئی قمر

تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
زاہد سُنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین
ادنی نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین
اس آئینہ مین زنگ ہے میرے غبار کا

تب دیکھا کہ بہار جانب سے ابر تنک اٹھی موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار و مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے ٹکراتی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہائے رنگا رنگ سے دامن صحرا پر بہار رہوا عطر بار محبت بہار مین دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اُس گلشن بیخزان کی ثناخوان صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھا حیران و پریشان چاہتا ہے کہ پھول اُٹھا کر سونگھے بازو پر سنہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اٹھالے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمہارے واسطے خار مذلت ہے دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوئے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد درپے دل آزاری ہے سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہے یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینککر ہوش آیا قلب تھرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسمائے سحر پڑھکر اچھالا زمین پر ایک دو ٹھہر مارا ترنج آسمان پر جا کے غائب ہوا یکایک ایک ہوائے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہے چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمہلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل پتون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف

کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ہوا یہی موسم بہار تھا چشم زدن میں باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب ختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزان اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت کو دیکھا چہرہ گل سا کمھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا اے بہارہ ہشیار ہو تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھیں شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام میں مبتلا ہوئیں فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ میں جا کر ان سحر برساؤں ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤں ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نمک حرام کو گھیر کے مار لینگے **ابیات مصنف**

یہ دیکھا جو صمصام ذی شور و شر
ہوئی جنگ مغلوبہ تدلقہ
دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
کرو قتل میدان میں ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
سوے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی بہر پیکار با عظم و شان
وہ دریائے لشکر ہوئے موجزن
چھپا گرد سے روے چرخ کہن
لے صورت ابر با صد گرج
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کوئی خون منھ سے اگلنے لگا
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
لگا تنکے چھینٹے ہوا یہ جنون
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر
گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر
کوئی سحر آتش میں مسحور تھا
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا
ہزاروں تڑپتے تھے سر خاک پہ
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ بیروں کی مقتل میں آہ و فغان
وہ جلنا ترنج اور نارنج کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
کرو آ کے اسدم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آ ذولقا
مجھے دشمنوں سے بچا ذولقا
کوئی بہر پیکار ایستادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا
ہوا ایسا میدان میں کشت و خون
مفصل بیان اسے قلم کیا کرون

یہ دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین و مانند نور و ظلمت آپس میں مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگرچہ بہار گلعذار نے اپنے تئیں بچ چشم زدن میں سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ارسلانان صمصام جو غش میں آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کی نار سقر میں پہونچے لیکن ہمارے تاجدار افسر لشکر بُران نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش برجا رہیں ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز و وزیرزادی

ملکہ بُران نے بھی اپنا ہنس سب کے عقب میں بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج کسی نے گجھا بیکان کا کسی نے گولہ آہن کا سحر پڑھکر پھینکا
تب ملکہ بُران شمشیر زن نے بھی سب کے آخر میں کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نی
اُودھر اپنے افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جاکر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو میں بھی آتی ہوں یہ کہکر اشیاے سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی پر ہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی
جب ملکہ بُران شمشیر زن کو اسطرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی الیقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران
شمشیر زن نہیں ہی سارہ بان زادی نے کسی اور کو بُران بناکر بھیجا ہی بران کی لڑائی کا یہی طور ہے آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی
اکثر شہنشاہ افراسیاب سے جا پڑی ہی آج تو مرد کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے جواب دیا تجکو
بھی بڑی ہنسی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے دل میں بہجوم غم و ملال ہے اُسکے سردار اسکو بڑھنے نہیں دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے
چڑھنے نہیں دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ
اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم پر مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ
کیسا دنا تا ہوا کہ دل ساحروں کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے سلکہ ڈال دیا ہی جس غول پر گرتی ہی پراگندہ کر کے
ہٹتی ہی پس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو لو اہٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تو بادشاہ کی جورو ہی
خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہاں بھی کوئی موم کا نہیں ہی ملکہ حیرت نے جواب دیا ای بہار تیری قضا تجکو کہاں کھینچ لائی ہاتھ سے ہی
نا فقط پاس ہے کہ برادری والے کہینگے بہن کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ میں
پانوں پھیلاتے ہیں ایک ان کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑوں کے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے
سے آج میں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھاکر مارا کہ دس بارہ کنیزان بہار کے سر پھٹ گئے
لڑ کھڑا کر گریں سیار گلشن خزان ہو میں غصے سے رنگ روے ملکہ بہار شعر ہوا چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا
کر مارا اور کہا اے ہمشیر صاحبہ بجا الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو
شق ہوا ہوا سے سر دھلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کود دی جھولی سے شیشہ آب میدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے
لگے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت
نے غصے میں چاہا کہ ملکہ بہار کلمعدار پر جا پڑے بیچ میں ہلال سحر افگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت
سب کو جواب دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر سر ایک کا چل رہا ہی ہر غل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن صمصام
بدانجام غرق دریاے سحر جوش میں کھڑا ہوا لڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر ترنج مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی
کہ اگر کوئی جادوگر منہ پلا تا بجز نا صمصام نمکحرام پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزماے غور سر زرہ پوش پر ہاتھ تلوار

کو مارا اُس بہیلے نے کلائی پر اسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ جھٹکر چھین لیا کمر میں ہاتھ ڈالکر یا ساحری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے
سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہے خنجر بار جادو
اسکا رفیق دم بہ دم داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہے ہر غول میں بڑھکر لڑتا ہے جب صمصام آواز دیتا ہے اور رفیق میں دام صف شکن
ہے خنجر بار جادو نے کو مجھ تک پہونچا دو یہ سنکے ساحر غول سے نکلتا ہے قریب صمصام آجاتا ہے جو نہی صمصام مانگتا ہے یہ دیتا ہے
مثل ماش کے دانے پچ یا نارنج وغیرہ ہر شے اسباب سحر سے اپنے پاس ہو جو دہ رکھتا ہے صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہے ملکہ
مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہے بلوے میں ملکہ بُران کو جانے نہیں دیتی ہے ہر بلا کو اپنے سر پہ لیتی ہے
اب جو دو لشکروں میں قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت جادو بھی شریک ہے کئی لاکھ جادوگروں کا کھیت چاہ بین میں ہو چکا ہے
صمصام نے آگ برسائی ہے کیسی کہ رو کے نہیں رکتا ہے جیسے ٹو کا نمبر جا پڑا کہنی سے بہیا کی خون ٹپکتا ہے انتے خون کے تلوار رچھ میں
پہرہ سے کار رکا غصے سے سرخ ہے دیدہ خصال ہے مشال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا ہے کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی پانی برسا کے
ٹھنڈا کیا اس ہجوم و خروش میں بحمد اللہ یہی چاہتا ہے ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑوں دختر کوکب سے دل کھولکر لڑوں ہر سردار سنکے کی
اگر بات ہے دم محبت کا ملکہ بُران کی بھرتا ہے صمصام بد انجام فوج کو آوازے دے رہا ہے ہاں یارو جانبازی کرو ایک ایک کو خلعت دیکے سپر
سرفراز کرونگا تمہاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدردان ملا ہے جوہر شناس ہزار کے ساس خود صاحب شمشیر و سپر ہے
آفتاب اقبال انکا اوج پر ہے طلسم نور افشان ہے تباہ کرنے کی کوشش میں ہر کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں ہے ایسے کلمات معلات
جو اسکی زبان سے نکلے اور نکات نغاران ملکہ بُران نے سنے ایک بگولے غیظ آیا دریائے جرأت نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ
بُران شمشیر زن میں ایک ہزار صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تیغہ سحر کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا الشعر زبان
در کش و تیغ کش از غلاف : کہ جائے سخن نیست و شب مصاف :: یہ میدان کارزار ہے بیہودہ بکنا بیکار ہے افراسیاب
تیرا قدردان باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام تونے یہ کیا خوب
خیرخواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصے میں جل گیا
بہرام نے گولہ مارا یہ سر دو دل تو پلاے روز کا لہر اپنی جھنگلیا تراش کر گولے پر خون مارا کھا اپنا جو بچ لے دشمن کو نکستا ہے
وہ گولہ الٹا پاتا مثل شعلہ بھبھوکے گویا توپ کے منہ سے نکلا بہرام نے ہر چند دو سحر پڑھا مگر وہ گولہ نہ رکا سر پر اُس خیر خواہ کے
ایسا پڑا کہ وہ شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا نیمچہ کھلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے نیمچے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام کو اپنے تئیں بچاتا تھا جادوگر
صمصام کے قریب تھے کئی سو جلے بید اہیمیت رہبر راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے صمصام نے ایک ماش کا
دانہ سحر پڑھ کے نیمچہ ملکہ پر مجلس کے مارا نیمچہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ مجلس نے جھولی میں ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا نیمچہ نکالو
صمصام نے تعجیل تمام نیمچہ سحر یا سامری یا جمشید کہکے سر پہ ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر وہ سپر بھی جلتی گئی

گویا وصل کی شب تھی سر کو کاٹ کر نیمچہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دلیر ہاے خون میں نہا گئی غش آنے لگا دل ضعف سے تھرانے
لگا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لوں ہمارے تاجدار نیچ میں جا پڑی
للکارا او نمکحرام کیا کرتا ہے یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی میں ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا
صمصام نے اندھیرے کو مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے تلوار
چلی کہ گاو زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی ابر سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے
رعد کی گرج برق کی چمک کمانوں کی کڑک عقاب تیر اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیروں سے غربال ہوا
کوئی زیر سم اسپان پامال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بدانجام نے اُسوقت ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر
اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شب تیرہ و تار ہے شب فراق عاشق سے مثال دوں یا خال چہرہ
زنگی کہوں تاریکی پردہ ظلمات سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے میں صمصام نے جسکی تحریر کر چکا ہوں
کہ ملکہ بُران نقلی یا اصلی ایک نخل کھا ماننے سے ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہے کہ صمصام اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا
او دختر کوکب کہاں جاتی ہے بس بُران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا قصد کیا کہ بھاگ جاؤں مگر صمصام کب
جانے دیتا ہے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام میں
پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ بُران کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا
اتنے عرصے میں سرداران مہرخ و ملکہ بُران نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہے اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام کو
قریب ملکہ بُران پایا بدحواس ہوئے وہاں صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا سینے پر
صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا اُدھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ بُران
شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر بھی بُران نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگوں لیکن قدم
نہ اُٹھا جنبو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ میں مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری
شروع ہونے لگی لاشہ ملکہ بُران کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہے صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مارا میں نے چراغ طلسم نور افشاں گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان کوکب و ملکہ مہرخ نے
ایسا شور گریہ وزاری بلند کیا اور گولے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے کہ ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا آواز کسی نے نہ
سُنی کہ مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی دستور ہے کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہے پیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہیں
کہ مارا فلاں جادوگر کو اس ہنگامے میں کسکے ہوش بدست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ پیروں نے کیا کہا ہر جادوگر بدحواس
ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؛ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ؛
اے آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشن ضمیر اسوقت تو غروب ہوا طلسم نور افشاں میں اندھیرا ہو گیا جب اُس

سناٹا

شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا نخل نہ کاٹے کسی ماں باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ
پہونچے کیونکر وہ بیادر صبر کرے گا کیا کلیجے دلیر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک صمصام
جنگ آزما پر خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُنکی فوج بھی جانبازی مین مصروف ہوا اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار
دیا کہ اے صمصام بے خیر خواہ کو دشمنوں سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہے صمصام نمکحرام کے قتل کرنیکی
فکر ہے سر غول مین بہی ذکر ہے کہ یارو ملکہ بُران شمشیر زن قتل ہو گئی اس نمکحرام صمصام بد انجام کو بھی زندہ چھوڑو ہرگز
منھ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ
برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا
سب کے جواب دیا جاتا ہے مگر بدحواس عالم یاس قتل کرکے بُران کو پچھتاتا ہے کہ اب میری جان انسب سے کیونکر بچیگی دل مین
خیال کرتا ہے کدھر جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل سے آواز آئی اے
شہنشاہ اے شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہے مگر اس مقام پر سر ہتیلی پر رکھکر
آیا ہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق خنجر بار جادو
کو دیکھا کہ بیخ نخل سے لپٹا کھڑا ہے تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہین خون کے فوارے جسم سے نکل رہے
ہین آتش سحر سے آبلے منھ پر پڑے ہین صمصام نے کہا اے دوست جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار
جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو دیئے اور گھبرا کر کہا اے شہنشاہ آج آپکو سامری جمشید
بچائین دشمن سب مارے جائین جسم نیچے ہے ملکہ بُران کو قتل کیا ہے جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دون پھر
زیب کمر کیجیے صمصام نے اُس پریشانی مین نیمچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے گولہ مارا
بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا اے برادر خنجر بار جادو نیمچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی چہار جانب پریشان
ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیمچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا
ہوگا یہ تو بیچارا اس خیال مین ہے لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو کہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ
بحر عیاری دہر بردشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُران شمشیر زن
کو خیمے مین تنہا لیجا کر بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک غفلت آباد کی موسوم بہ
گلنار جادو مدت مدید عہد بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہے اُسکو نکالکہ بشکل ملکہ بران بنا دیا تھا اور
بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری جمشید نے
عطا فرمائی ہے اب روز تخت پر سوار ہوا کرنا لاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بُران شمشیر زن سمجھینگے
اور معرکۂ جنگ و جدال ہے جسپر ہونگے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے زبردست ہین

کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی لشت ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجھکو نہ لڑانے دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سر پر کھا
اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بران
شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے
ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ حیرت کو خیال نہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ
آزمائے خونریز زرہ پوش کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہے بدل و جان شفیق ہے اسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین
نیمچہ ہاتھ سے صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیمچہ لیکر
بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر ملکہ بران شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا اے عمر نامدار
یہ کونسا مقام ہے یہ آوازین ہاہو کی کسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی ہے کیون اس وقت زمین
تھراتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بران شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا
صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو بنکر یہ نیمچہ لایا ملکہ بران شمشیر زن یہ سنکے خوشی سے
باغ باغ ہوگئی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپنے میری جان بخشی کی
اگر آپکا قدم درمیان مین نہوتا تو بڑی مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپکے تصدق مین دو
تارہ پائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبح کو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ
فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی
صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لاکے حاضر کیا مین نے
پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے
عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل القدر ہے اے ملکہ عالم شہنشاہ اوج
عیاری کی زنبیل ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً
خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری دہر پر دشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر
پارہ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے انکے قہر و جلال کی کسکو تاب
لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے
اوصاف روبرو خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا اے عمر نامدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول
کیا ان سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہوکے باہر آئی نگاہ اٹھائی

دیکھا صد ہا قلعہ بنا ہوا ہی ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزار ہا
مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اسکے ہاتھ مین غصہ
بات بات مین مزدور ذرا رُکا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور ہلاک گیا مگر کیا مجال جو منھ سے اُف کر سکے بہت سے
جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے
اُدھر سے مین ہٹی قریب دریا کے پہونچی ایک بجرا طاؤس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُسپر زرنگار کرسیان قاعدے سے آراستہ
قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جاکر نواڑ کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ
کہتی ہوئی کہ ملکہ بُران شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین
معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار نہین
ہی تمہاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر صمصام کا چل رہا ہی صد ہا نخل جل رہا ہی دھوان زمین سے نکل
رہا ہی ایسا نہو ملکہ مجلس جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک
جنگ ہو اور ہان یہ نیمچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب بس سمجھے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کبھی
دشمن کے ہاتھ آجائے آپ کی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سُنکر نیمچہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے دستک
دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ بُران شمشیر زن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار
ہوئین آمادہ حرب و پیکار ہوئین ہنس اڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ
ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس وغیرہ بڑی
بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے
ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کر دی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُٹھ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بران
شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کہتے
کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمہ مرگ ملکہ بُران شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پڑاو تک ہٹ آئے ہین
ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ
بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف
ہین کہ اے بنانے والے طلسم عالم کی بدعت حیرت و صمصام کا ہم آئی ہمکو بچا لی اشعار

دعا کند من کنم مستجاب | چو عاجز رہا بندہ دائم ترا
تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب | درین عاجزی چون نخوانم ترا

اے خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سوائے تیرے کس سے عرض کرین سوائے تیرے کون معین
و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی

دعاان سب کی پوری نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق چمک کر
زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بیحیا و ای ساحران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ملکۂ بُران شمشیر زن
منم دختر کوکب صف شکن ؛ منم ملکہ بُران شمشیر زن ؛ یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک چھرا رانی کے دانون کا سحر پڑھکے
مارا ہر چند ساحرون نے آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بُران پر پڑی ہوش اڑ گئے کہ ای
صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اُسوقت عربدۂ لشکر کفار اور لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان
چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو یا توصدمۂ زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ
بُران شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے ہوئے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان
مادر مہربان کہتی ہوئی دوڑی ہر ایک ساحر لرزان ملکہ بُران شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے مثل
فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہوگئے ملکہ حیرت جادو بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیر زن
نگران اور اپنی وزیرزادیون سے کہتی ہے کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہے کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران
شمشیر زن لڑ رہی ہے سب عرض کرتے ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہے کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات
کچھ ذہن مین نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہے ملکہ بُران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہے میان بختیارک
صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے اُنھون نے ایسے فقرے سُنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو
مرتے نہین دیکھا اگر مرجاتے ہین تو فوراً کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہے وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ
زندون کو قتل کر رہا ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ اُسکا منھ سے نکالنا مناسب نہین صرصر
نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا قول کرسی نشین ہوا اور مردہ
تو اب بھی زمین پر پڑا ہے بڑی حیرت تو یہی ہے ایک بُران زندہ ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین
اس بھید کو سامری جمشید ہی جانتے ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہے تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہے یہ کہکر غصے مین جا پڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت سے خون خشک ہو گیا ہے
سحر تو کر رہا ہے مگر رنگ رو متغیر ہے قضائے کار خنجر بار جادو لڑتا ہوا سامنے صمصام نکو نام کے پہونچا صمصام
نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیمچہ جلدی لاؤ اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ رو چھا پڑا ملکہ بُران سے طرف
لڑ رہی ہے خنجر بار جادو لڑتا ہوا قریب صمصام بد انجام آیا جس نیمچے سے لڑ رہا تھا کہا نیمچہ لیجیے حاضر ہے صمصام
نے کہا اسوقت دل لگی نہ کرو نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہے ساری سحر و ساحری بھول گئی ہے
سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہے اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان دیتے ہین اُنپر مہربان ہین

دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی الٹی تقدیر ہے یہ بیہودہ انھین کی تدبیر ہے مگر اب میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی بموجب مثل زدہ رایتہان رد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا تھا آپ کا جلدی مین
روپہا پڑا ہوگا ابھی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ عجب ہے کیسا طلب فرماتے ہین حضور نے نیمچہ طلب فرمایا
جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو نہین ہوگیا ہی میرے ساتھ مسخراپن کرتا ہے
خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان اے شہریار ذرا زبان کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمہ سخت کی برداشت نہین ہے
مین نے اسوقت آپکے نمک کا پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہے
آپکے ساتھ بڑے زخم اٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اسکا انعام مل گیا جلیے دشمنون سے لڑیے
دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپکے لشکر کے دو ہزار ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ
ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے گلون پر
تلوارین رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گولے سے صدہا کے سر پھٹ گئے جلد باران
سحر برسایئے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لایئے ان باتون کو سنکر لڑتا ہوا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی
پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے نکل گیا ہی اسے معاف کرو اور مقدمے مین نیمچے کے انکار کرکے
میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو اے بھائی جو تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہے تم اسواسطے نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن
نہین دیتے ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت مین اپنے وقت
کے تہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے
وہ نیمچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو ہو جائے گا سوائے ذلت و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیر زن بجز بدات آتش
قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا
اور ضبط کرکے کہا حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیمچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام کیا کم مشہور ہے
اسوقت آپکو ناحق کا غرور ہی مین نے نیمچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا صمصام جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش
نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیمچہ مانگا کہ
لائیے مین خون پاک کر دون مین نے دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ یہ دشمن میری جان کا عدو ہوگا معلوم نہ تھا تیری
قضا در پیش ہی جلد نیمچہ دے ناحق مجھکو بھی پیش ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر طرف
خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گولے کو روک لیا
اور آواز دی کہ دیکھو اب بھی خیر ہے نیمچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب جاگیر مین اپنے تئین ضائع کر
میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا

آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید نوجوان جا کر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب جہانتاب نام روشن ہوتا اُسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر رو رہا ہی اُسکو سب منھ دھو رہا ہی اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری

اشعار

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اُسکی جفاؤن سے ہین دعائین مری سوا
کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

جتنی محبت اُسسے ہی ہمکو اُتنی نہین
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے
کبتک امید قتل یہ جی مین ہے لگے آج

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دلکو ڈال دے
لٹہ کوئی رہبر صحراے درد وغم
جلاد کی کمر مین قلق ہاتھ ڈال دے

صمصام نے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل او جاہل احمق مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نشتر نا نیچہ مجھے دیدے مین جا کر ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کرون اسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہی کیا تونے نیچہ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہی اب تو شیرانہ لڑ رہی ہی لڑائی بنکر بگڑ رہی ہی اگر تونے نیچہ بُران شمشیر زن کو دیدیا ہی تو مجھے صاف صاف کہدے مین ادھر کو نکل جاؤن اور تدبیر کرکے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انتشار مین ہون یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرون صمصام نے پیچھے ہٹکر وہین سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا ساحری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستانے ہی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے آواز آئی مارا مجھکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نمکحرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو نمکحرامی کریگا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس مین کہا لو اور غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اتنی سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہنچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے اُنکی آفت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہے جسکا جو نمک کھایا اُسی سے لین پھر گیا اب اس سے بھلے ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضاے کار آفت روزگاران سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی جوان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ لرزتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران

کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہاے سحر ہاتھہ مین لیے آپسمین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو
سب کے قریب آیا کہا اے بھائیو یہ وقت جنگ و جدال ہی لڑائی سے ہاتھہ کیون روکا ہی نہ دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل
غم سے بھر کے ہوے تھے ابل پڑے کہا اے افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سمجھو کے سحر و ساحری مین بھی زبردست ہو
کچھو آپ پہ جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھرا اس وقت خنجر بار جادو کو بھی ہنخطا
مار ڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر
لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گولہ فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے
وہ لاشہ تڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا امید رکھین انکا ساتھہ دیکر ہنخطا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو
نے کہا بھائیو مین تم سب کا افسر نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کو اہالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل
ہو رہے ہین کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھہ آئے اب جو کہو وہ کرین کیا اس بیباک
با یہ کمی کار کہتے ہین سب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر
شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزادہ بے مروت یہان یہ سب آپسمین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ
بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی
اے ملکہ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمایئے
اپنے سایہ دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا
مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمہاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ
ہوئین ادھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ اے بھائیو و اے نمکخوار ان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک
ہو ہم نے رفاقت صمصام نمک حرام سے منھہ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھہ چھوڑا یہ صدا سے خوشحال لشکر بارہ ہزار
ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہاے سحر لیکر فوج صمصام
و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے آگے آگے سب کے خوشحال نمک خو
عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ
صمصام کے ساتھہ دینے کا حجاب خیال نام و ننگ زیر ران مرکبہاے ابلق و سبز رنگ بعد کر و فر مصروف کارزار
صمصام نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہے
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمکحرام تو خود نابینا ہی اپنے ولی نعمت سے
دیدہ و دانستہ پھرا ہی او غول صحرائی اسقدر غرور ہوش مین آ اب خبر شہنشاہ کوکب کے قدمون پر گر خطا معاف کرا
ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہے ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی ہم تیرے دشمن ہین تجھہ ایسے گمراہ کی لیے راہزن ہین

صمصام ناکام کے یہ تقریر سُنکے ہوش اُڑ گئے مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤں جان
بچاکر ٹل جاؤں مگر سحر بُران سے آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسیطرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہوگئے ہین
طائران صحرا پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہے زمین سے دھنوان نکل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے
ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت برپا کی ہے زمین کانپ رہی ہے صمصام
مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہے کسی نہ کسی سردار مہرخ کو لڑتے ہوئے پاتا ہے وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ
حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے
خونریز زرہ پوش مثل صید خائف بھاگا ہوا آتا ہے ملکہ حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ
آج طبقے زمین کے ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ مین جواب دیا اے ملکہ عالم خدا آپکو
سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے بھر گئے دختر کوکب شریک ہوگئے ساری میری
فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا کسی طرح رُکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہے
ملکہ حیرت نے کہا از صدقہ باہوش مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سُن چکی ہون کہ تم نے نیمچہ کھویا ہے
اپنی آبرو کو ڈبویا ہے عمرو خنجر بار شکل تم سے نیمچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے
تو خنجر بار اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے بھر گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا تم نے
بہت بُرا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ اُنکا بار عیاری اُٹھاتے ہین
یہ تم نے خیال نہ کیا کہ جسکو تم نے بارادہ بُران نہ تھی عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے
پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین نہوا خیر نہ گھبراؤ آج بُران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مہرخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی چکر سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ بُران نے دیکھا کہ
حیرت کا سحر تھا اُسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون
نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد ساحری اپنا بھوگ لے کارد فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے
ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت مین ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئی ملکہ
حیرت نے گرما کر غصے مین نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلو اجیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے
سپر سحر بر رو کا سپر کو نیمچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُران شمشیر زن نے قہقہہ مارا کہا اے حیرت ابھی چندے
سحر سیکھو اپنے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا
قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اُٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر پر حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹکر
ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک پرزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے

کے

دیا اور ہاتھ سر پر حیرت کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہو گیا ایک چشم زدن میں یہ سب کام ہوا اب ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہے مثل صمصام کے مجھکو نہ سمجھنا یہ نیمچہ خونریز طلسمی ہے اسنے ہزاروں کا گلا کاٹا ہے خون دشمنوں کا چاٹا ہے دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہیں بھرتا بار ہا اسکی جادۂ راہ عدم ہے بہ نگاہ غور دیکھ لیا خم و خم ہے معشوق ہلو نشین گوشہ گیر ہے نظیر قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہیں ہوسکتی | ایک ایک جز کے برابر ہی ہوے حصے چار
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار | واہ رے کاٹ کہ چہ رنگ عناصر کو کیا

یہ کلمات کہکر مثل شعلہ جوالہ ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑی سنبھلنا دشوار کر دیا ہاتھ اٹھا کر نیمچہ مارا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر سحر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر بڑا زخم کاری آیا سحر کر کے بمشکل سر سے نیمچہ کو نکالا خون تلبلا کر چہرے پر آیا بران اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سائے میں نیمچے کے بران کو رکھ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر بران کا اُڑ جائے بران سحر سے پیچھے ہٹکر خالی دیتی تھی اسوقت وہاں اسقدر تلوار چلی اور سحر ہوئے کہ ہزاروں لاشے گر گئے کوئی جل گیا کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ بران شمشیر زن دس قدم تک پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بران کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی اے زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا کہنا لونڈی بروقت پہونچی شکر ہے سامری و جمشید کا یہ چھوکری اب نہ جانے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گولہ ہاتھ میں لیے پکار رہی ہے ملکہ عالم جلد نیمچہ مارے میں گولہ مارتی ہوں دیکھے نکلی جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منھ پھیرا ایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہاں جاتی ہے منم کوکب درخشان آسمان عیاری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ و زنگ طرار قاتل کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کرکے چودہ حلقے کمند کے اسکے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے پڑے ارے کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیوں سے حباب کو رہا کیا منھ پر حیرت کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ بران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز دی بیٹا لینا ملکہ بران جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہاں ہاں کہتا ہوا نکلا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن میں غائب ہوا اب ملکہ بران زخم سر باندھکر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا اسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ دیکھا

چاہا کہ پیچھے ہٹے نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیرزن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر
ملکہ بران شمشیرزن پر وار کیا ملکہ بران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پانون پر صمصام کے پڑا ایڑی کو توڑکر دور گرا صمصام
لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بران مثل شیر غضبناک نیمچہ کھینچکر قریب پہونچی تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ فولادی
مارا نیمچہ ملکہ بران شمشیرزن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بران شمشیرزن
کے گری جس مقام پر ہاتھ سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روی زیبا پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردہ شفق مین پنہان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھاکر
اُس شیرزن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ نیمچہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے
ہین کاکلین عارض نور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین نظم

گھر ڈبا دینے کو عشاق کی دریائی ہمک
ناگنی بیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی

زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ لٹکے تھین دل
کھیل جادو مین کالا جوڑے سے اُسکی لٹک

معبد وہ قہر کہ گنجینے مین ہو جسکی لہر
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک

اُس قہر و غضب مین اُس مہر
سپہر عز و جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہو جا کہ سارا
تیرا گردش مین آیا نیر اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا
ہر چند صمصام بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینہ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لڑکھڑا کر زمین پر
گرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہاہو بلند ہوئی تاریکی
چھا گئی برق چمکی برف باری ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر برپا رہا
آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا صمصام جنگ آرا اے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھا لے گیا ہی مثل مشہور ہی لشکر بے میر
تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پانون نہ تھم سکے
شکست فاش کھائی آخر فرار بر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر پناہ لی ہزارون ساحرون نے
میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو ملا
اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو قریب خزانے ملکہ حیرت جادو کے آکر بشکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو
منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہو کر تمھین کو بٹ جائیگا ایک نے
کہا یہ چوبدار کون ہے ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان
ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا
اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر تھرا گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے

کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا پڑیگا ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہے جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا۔ خواجہ عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر پھینکا اے جال جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی کھا گیا ہی اس خاک کو خاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لاتی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم کافرون کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہے۔ ملکہ نے فرمایا اے غازیان دیندار و اے ساحران تبہ و شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہے خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال عدوی نصیب غازی مشہور ہے لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے انھون نے عرض کیا کہ خزانہ پر کھڑا ہوا چوبدار منع کر رہا ہی آپکا مہری فرمان پاس ہے اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو ہین حضور کے لشکر کے فخر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چور زنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مُہری فرمان ہے عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی حعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہے اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہے بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہے یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے عرض کی حضور وہان تو خاک اڑ رہی ہی نہ خزانہ ہے نہ چوبدار ہے ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ لوگونے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہے وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہے چلکے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکر یہ پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا جسوقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سی نیچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے اے بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون کو تمسک لکھدینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کر کے خانہ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو خوشی و خرمی سب سرداران نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بران شمشیر زن اسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک تلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے پنجہ ہاتھ مین سپر پشت پر بصد کر و فر زمین پر اترا نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیر زن کے دیا ملکہ بلان شمشیر زن

نے کھول کر پڑھا کوکب روشن ضمیر نے لکھا تھا اے نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا صمصام بدانجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ
تم زخمی ہوا اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرواؤ اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا آپکی صفت
احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر ہے کیا شکریہ ادا کرین زبان قاصر ہے مختصر یہ کہ آپنے بُران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا
دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ کس ہجوم سے عیاری کر کے نتیجہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مار کے
خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہے اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک طفل
دبستان ہے علم عیاری نے آپکے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ بران شمشیر زن نے وہ نامہ
ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہے اسکی موت قریب
آگئی عیاری بن پڑی تمھارے نور نظر اس جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے
تو انتہا کا صدمہ اٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے
ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے مقدمۂ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہے اس مقدمہ مین
کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئی ملکہ بہار
گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقائے نامدار مدار
قدر شناس کے زار زار مثل ابر نوبہار روئے خواجہ عمرو نے ضبط کر کے کہا کہ بھائی صبر کرو اس رونے کے بدلے
دعا مین مصروف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے عرض کی اے عم نامدار کوئی سبب قوی ہے جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح
تحریر فرمایا ہے کہ چلی آؤ مجھکو نہ روکیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار
ہوئین سرداران جان نثار خدمتگزاران ذی وقار نے چہار جانب سے اس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے
گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہے پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان
ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک
اشتباہ ہو کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ زخمداری سے محفوظ ہو
جس روز سے طلسم ہوشربا مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ
در پیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہے اسمین صاف لکھا ہے کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب
و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اس زمین پر نہ جمے
گا مگر لالہ با دل داغدار دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے

پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر
احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے خواجہ مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو
جو عین گرمی جنگ مین شریک ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ
اسکے چالیس سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشنجو اپنے مقام سی اٹھا خواجہ
عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو وہ بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر
لشکر کے بخود از بیقرار اُتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن
ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے
سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیر خواہ دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ اے برادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود
لینے کو تمہارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سوائے ملکہ مہرخ سحر چشم برائے استقبال خوشحال روانہ ہوے یہان
کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھائیو زخمون کے ٹانکون کی فکر کرلو تو طرف
صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جا ئینگے امید ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے
نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سرخ موے کاکل کشا و
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا متحیر ہوکر پوچھا
سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے کہا اے سرداران نامی و اے
ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمہارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو
نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہوگیا خوشی سے بھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرہ بے مقدار کا
نام روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطا کار کیا خدمت بجالایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا اے خوشحال
جادو تمسے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمہاری خیر خواہی ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہے
عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا رد کی جہاد مین کسقدر رکد کی شکر ہے کہ وہ نمک حرام و اصل جہنم ہوا
جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا
سرداران سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے خوشحال جادو نے بڑھکر پایہ تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت
کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بہ نگاہے + ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال
جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی

حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہوا ب مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شے کی ضرورت ہو خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا مجھ کو بیکام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یار و خیرخواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی بہتری یہان ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمر ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریۂ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے

**نظم**

تو وہ خورشید ہر گردون یکتائی و وحدت کا
کہ دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے ہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

اگر دنگار روز پرسش عرض گستا خانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد اے صانع
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہو انگشت شہادت کا

ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہو مرے خوان قناعت کا

مجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہین جائے پناہ اسدم کہین جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہو
چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہے بے پردہ
خیال آتا ہے جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم
ادا اے شکر کیجیے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین یہ عنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہین مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت و مشیران ائبت سے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ زرہ ٔ خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول جلال ورود اقبال فرمایا ہی اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر و ساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ صمصام نے اسی بیچ سے ملکہ بُران شمشیرزن کو مارا مین گرمی جنگ

مین للکار اکل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیرخواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت
نہین معلوم یقین ہی کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کرلیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے
یہ سنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
ایک تیلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ
حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری و جمشید نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے
تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہائے کمند گلوے نازک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم
کو اُٹھا لایا یہ کہکر تیلہ تو غائب ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر پر زخم کاری ہو پٹا
سر پر بندا دکرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے
کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین
سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دو ہتڑ افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا
چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کرڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مفصل
حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیرزن کو قتل کیا خوب گوکب کو
داغ دیا ملکہ حیرت جادو ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان
صمصام لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے افراسیاب نے
پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا اس زور و شور سے لڑا تھا
کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ
بُران شمشیرزن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا ساتھ اسکے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہوگئے
ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے
قدردان صمصام کو کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا تھا ملکہ مجلس
وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیرزن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی مین نے زخمی کیا خواجہ عمر
نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معاملہ
تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھرائیے کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا
ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھرتھر کانپنے لگا گویا بخار چڑھ جاتا ہے کا چہرہ تمتما یا ملکہ
حیرت جادو نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا ای ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے

تو ناک مین دم کیا ہی مگر واہ رے عیار بلاے روزگار تمکو کیا معلوم ہی کہ ملکہ بران کہان تھی سار بان زادے کی
زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بران بناکر میدان کارزار مین بھیجدیا
تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل الّو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر پہچانتا بس اس فریب مین صمصام
جنگ آزماے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہی ہی کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام
ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین مگر ای حیرت عمرو کی قضا ابھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون
کان پکڑ کر ملکر لاتا ہون دیکھون تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کسی طرح مابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکے
افراسیاب اٹھنے لگا بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار نہنگ بلا کردار فیلان سوار بران
مارگیر باران سیاہ زود وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب
اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جائے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ
دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کرکے لائین اگر اجازت ہو بھسم کردین جلادین خاک مین ملا دین اور
ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا
عیار انسے لیاقت مین زیادہ ہین افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو
نگاہ حقارت سے دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اسکو عہدہ ملک الموت
کا خداوند لقا نے دیا ہی نام لقا کا سُنکے ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جسدن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کردیا دوست دشمن ہوگئے راہبر رہزن ہوگئے افراسیاب نے کہا
ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہی خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اسوقت انکو تمہارا یہ کلمہ ناشائست
دریافت ہوا ہوگا سنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے
مین ہین ہوانے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی
شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہے کہ
خود خطاوار ہون مقدمات سلطنت سے مجبور رہا کیا رہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے
ایکدن بھی براے قدمبوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا مگر سفاک
نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہے
عمرو کو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہی ہرچند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا پرواز کرکے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین متبر برق فرنگی و چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین
خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کوتوالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تاب ہ سُنکر ملکہ حیرت جادو

جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون ہاے اُس شیر کو کیونکر چھڑاؤن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاءاللہ تعالی اس شیر بیشہ جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کو کب روشن ضمیر ایسا عذر کرے کہ مین مقدمہ حامی اسد شیر دل مجبور ہونا چاہتا ہون پھر مین سوائے خدا کے کس کا بھروسا کرون سحر مین اور کیسی گیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے عمرو دیر چبوترہ کو توالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سی نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو مصاحب شہنشاہ افراسیاب اوساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو نے سر اُٹھا یا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کر کے نکل جاؤن اس ظالم سفاک سے جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گولہ مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے گرے خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کڑک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ ڈیکر ے اڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہے جب تک دو ٹرین وہ بلند ہوکر غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سنکر پلٹے آگے دیکھا کئی جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہی ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین ترنج و نارنج وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کرتے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہے خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہورہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والدنامدار کو سربازار قابو پاکر لیگیا مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا ہوجائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر بن نہ آئیگی یہ سنکر بہت سرداروں نے سر جھکا لیے کہا مرشد زادے ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہوجائین اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سرپرست آتے ہونگے رہا کرکے جائینگے ہاتھ سے دشمن کے بچائینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہے سبھونکے دلون پر اندوہ و تعب ہی الغرض چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو نیچے مین دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہرگز نہ مرپا سکا

احسان ہے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہے کہ مرغ نظر وہاں تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طے کر چکا
ہے دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چہار سمت اُس کوہ کے گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہای صاف
و شیرین جاری باغبان ازل کے قدرت کی چہار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن
کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان برسر کوہ ہزار ہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار
سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہے
یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہوکے نکل جاؤن
لیکا یک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت بھبھوت چہرے
پر ملے آنکھین سرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریاے جیحون صورت مہیب شکل عجیب
ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے
اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا ماران سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی
لکڑی کنڈون کا انبار ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا
سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہے ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد
پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہوجائے ایک جانب
لنبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہے ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہے کبھی یا جمشید کہکر کھڑا
ہو جاتا ہے جب نعرہ مارتا ہے پہاڑ تھرّاتا ہے کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہے ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہے
اس زور سے دم لگاتا ہے کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہے سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا
مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہے یہ بندگان خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہے سامری
و جمشید نے اپنی قدرت سے ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہے اے سفاک نیلی پوش اس
اس مقام پر ضرور سامری و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہے ہم بڑے خوش نصیب ہین
اکثر قریب سے اس پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا ہے آنکھین
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہے انھین ایسی بندگان خاص کی برکت سے
زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور سحر کرکے ایک تختہ سنگ پر ڈالدیا
خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت
نے بقہر و غضب آواز دی او بے ادب کہان آتا ہے یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین
کیا بھید ہے اگر ہمارے قریب آئیگا آتش قہر سے پونے دو سو خداوندون کی جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے

دانت نکال دیے اور کہا گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا
کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا ارے تونے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی
کار نیک ہوا کیا کسی ایلچی کو تونے قتل کیا ہے کسو سبب سے تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اٹھ گیا ہے ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین
طائران صحرا تک کی ہم پر نگاہ نہین پڑتی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نرالے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا اے مقبول بارگاہ سامری
آپ پر سب کچھ روشن ہے بیشک مین نے آج اُس شخص کو گرفتار کیا ہے کہ جسنے روح سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم پہنچایا ہے
ہزارون ساحر مارے تبکدے کھود ڈالے قاتل دامہ و شمشہ عیار سرکش مکار غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار
مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہے اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے
جمال باکمال کو دیکھا اواسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ رے سامری کیا کیا
قدرت دکھاتا ہے کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہے کبھی چھپاتا ہے یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے سے فراغت پائی ابرون
پر بل پڑ گئے غصے مین سونٹا اٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا
شرف پاتا جیتے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی اُس ساربان زادے کی برائیان لکھی ہین جا اس ساربان زادے
کو میرے سامنے لا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہونچاوین یہ سنتے ہی سفاک
نیلی پوش باغ باغ ہو گیا دست بستہ عرض کی اے مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو
مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی سبب سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہے اپنے نوکرون کے ہاتھ سے
جو بیان کہتا ہے شکست پر شکست اٹھاتا ہے بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر
و بیچارہ شمرد ٭ او نادان دشمن کو حقیر سمجھا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہے عقلمندون کا یہ کام
نہین ہے سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی
رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے یہ سنکر مہنت غصے مین ایسا جھنجھلا کہ
پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اٹھایا ایک چوتڑ دن پر سفاک کے مارا کہا او بیحیا مضمون کتاب نے صادق آیا کسی ساحر کے
ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہے قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہے ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے
مطیع آپ ہین دیکھ تو نے وہ سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ لیکر آپہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا
ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جلنے گا یہ کہہ مہنت
نے قہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر بلبلا کہ دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین
آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بندہ گرگ

نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری و ہنر بردشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ و در خنجر گزاری
منم مہتر قران شیر ژیانم
بہ میدان اژدر آتش فشانم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدہ کا دستور ہے اگر سید ہا پڑا تا نکلونسے گذر گیا اور اگر الٹا پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے اسوقت جلدی مین اُلٹے سیدہے کا کسکو خیال تہا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تہا اس زور سے ہر پہ سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہاے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے داخل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ سفاک جادو نام تہا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدہر خواجہ عمرو جو سلے مین نخل کے مسحور پڑے تہے آنکہین کہلی تہین ہاتھ پانون بیکار تہے زندگی سے بیزار تہے بالکل مجبور و ناچار تہے نعرۂ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکہون مین بصارت آئی آواز سنکر دوڑے آگے دیکہا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہے ضرب سے بغدے کی گرد برد ہوا ہے مہتر قران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہے تو حقیقت مین جان بخش عمرو ہے بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا اُستاد مجکو تو آپکے گرفتار ہونیکی خبر بہی نہتہی آپکو بارگاہ مین چہوڑ کر آیا تہا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ خراب کی آکے بیٹہا تہا عسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہے مصیبت پر اُس شیر بیشۂ جرأت کی ہر خرد و کلان روتا ہے دل مین یہ تہا کہ اگر وہ ملعون ادہر سے گذرے اور ہمارے دام مکر مین پہنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پہٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب نکرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بہرنا وہ طلسم بند ہے ہر کاہن و رمال و پنڈت ستارہ شناسان ہند بین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہے کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا نہ فتح ہوگا طلسم نہ ٹوٹیگا اُسوقت تک افراسیاب خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جہکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس نابکار کا برہنہ چہوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکہا ہنگامہ برپا ہے ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار سمندار و منذر آئین کر لشکر لیکر فوج کفار پر جاتے ہین کوئی کہتا ہے کہ خواجہ عمرو کو کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پہرتے ہین آنکہون سے اشک حسرت گر رہے ہین عمرو کو دیکہکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتہ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچہا خواجہ اُس ظالم کے ہاتہ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران کا ارادہ تہا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہے زمانہ قتل اسد بہت قریب ہے افسوس ہے کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی دیکہیے فلک کیا دکہلاتا ہے اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر سردار درد مند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوئے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
گئے وہ دن کہ پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے
کہ سیل اشک ہے اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو باتونکا تیری مزا نہیں بھولا

کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہے کوچ کی جا اور دہر منزل گاہ
پڑا ہے خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے

کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرونکے لیے ہے وطن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپکے ساتھ جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتھیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کریگا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوشربا کا فریاد کریگا اور خواجہ اصل یہ ہے کہ ہم سب مجبور ہو رہے ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شاہ مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہے قلب تھرّاتا ہے کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہے یار موافق ہے مینے سنا ہے کہ اکثر افراسیاب قید خانہ مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا توبہ کر مین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خجستہ خو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہے اُس شہریار کا دامن ہے میرا ہاتھ ہے اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مر جاؤن یہی لطف زندگی ہے افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہے مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہے مگر اب سنا ہے کہ حال اُسکا بہت ابتر ہے جان لبون پر ہے دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اسکو ہم سے ملاتا ہے یا نہین عمرو نے رو کر کہا اے ملکہ اگر خدانخواستہ اسد غازی قتل ہو گیا مین لشکر حمزہ مین منھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر مہر باتوقیر کا نور نظر ہے صاحبقران کا نواسا ہے سب نے اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہے بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہے نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہے اسکا بڑا پس و پیش ہے کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہو کے آیا ہے بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہے آج تک اُس خیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ شفاے صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا پس ہو سکتا ہے کہ یہ شیر دستیاب نہون اور مین بدنصیب جا کر اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہے کہ گلا کاٹ کر مر جاؤن ان باتون پر خواجہ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک شتاب اُسوقت صاف ماتم سرا تھی کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو یہ وقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی

و حال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ وہ عیب
مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہے ملکہ حیرت جادو
نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہے ساقیان پری چہرہ جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے
افراسیاب کے لاتی ہین ایک ایک حسین مہ جبین عابد کش زاہد فریب **نظم**

مہر پا بندی آزاد چند
ہر یک از گرمی انداز و ادا
مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس بر رو چو فتاد از حیرت
غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ردے آتش بفرات و جیحون

ہر یکے را فن دل بردن یاد
کرد سامان قیامت برپا
عکس رخسار چو افتاد در آب
آب چون آئنہ شد بے حرکت
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ
ہمہ غارت گر ہوش انسان

دیدہ ابیوہ پریزاد چند
ہمہ در صید دلہا استاد
طرہ چون بر رخ پر نور کشاد
شمع گردید فروزان تہ آب
زلف را پیشہ بود دل شکنی
ہمہ را برق درخشندہ نگاہ
ہر یکے از ہنر سحر و فسون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو
ایسی نازنین خوش رو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی
اُن کالی کالی آنکھون کا: شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین: شاہزادیان قریب ملکہ حیرت بصد صولت بناز و
ادا گرد اگرد اُس ماہ اوج حسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو
نے کہا اے شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہے
علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہی وہ ضرور سار بان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ
سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا افراسیاب
نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی
کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا بلائے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائے گا
افراسیاب نے کہا اے ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس قت الساسردار مارا گیا
کہ بادولت کو صدمہ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہوا طائرون
نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرہ کو افراسیاب کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور رہجاتے ہین
غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز سے قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا
ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے ہر نخل کو سخت مشکل ہے سرو بگل ہے روے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہے سوسن کی زبان بند
قفل غنچہ بول نہین سکتا مثل طفل شیر خوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار بدبیرے موجون سے

پا بہ زنجیر ہی چشموں نے حبابوں سے آنکھیں نکالیں مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہیں بینائی نہیں زمین کو جنبش ہوئی بوندیں اٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا ہرچند سرداروں نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ میں لیکر بارہ دری سے کود آتنا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہوگیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہاں تو باغ میں یہ رنگ ہے وہاں بارگاہ ملکہ مہرخ میں قید اسد غازی کا چرچا ہے ہر ایک سردار رو رہا ہے خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہے خالق کارساز ہے کوئی سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہے جب تک طلسم ہوشربا نہیں فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی نہیں قتل کرسکتا ہے ملکہ مہرخ جب دربار میں صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل میں طاق ہیں مثل اپنے والد نامدار کے شہرہ آفاق ہیں انھوں نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہے یہ ضرور جاکر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن صفدر فنون سپاہ گری میں یگانہ جرأت و شوکت میں یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائیں علاوہ بھائیوں کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزہ صاحبقران بچشم تیغ شمشیر زن ستارۂ چشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت و لیاقت ہے بہت سے طلسم فتح کیے ہیں وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو میں جاؤں مگر حکم سے خواجہ زادوں کے سب ناچار رہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُنکی محبت کا دم بھرتا تھا کیونکر کہوں کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہو جائیگا ان باتوں سے عمرو کی سرداروں کو کسی قدر تسکین ہوئی ہے اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہیں خواجہ کرسی پر سر جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان میں صورت آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر ہیں کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہیں ہے اس لڑائی میں بھی نہ تھیں نہیں معلوم کہاں گئیں ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ انسے دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہاں ہیں مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ ڈالی کہا مجھسے کیوں چھپاتی ہے یہاں کوئی اُنکا دشمن بیٹھا ہے تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اٹھیں کسی طرح اُنکے دل کو قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہے انکے شمع رخسار کا پروانہ ہے جب میں نے بمحبت پوچھا تو رو کر فرمایا کہ میں نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب میں دیکھا ہے دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہے

اے مدہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہے صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہے سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہے دل بہت اندوہگین ہے مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر اے مدہوش جہانتک ہو سکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اسیر ہی کوئی افتاد پڑے خدا انکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہے صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہین کم ظرف ابلتے ہین بنجون کے بل جلتے ہین مین کچھ بوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ تم چلو واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین ہو آئین مین نے انکار کیا انکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہے چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا ہر بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب شکل کوہ منھ سے شعلۂ آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پانون مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا نیمچہ ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے منھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ مو کاکل کشا گوہر و ترنج و نارنج و گچھے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سحر لشکر کے جاتا ہے خواجہ عمرو کو منھ مین دبائے ہوئے جس طرف دم مار دیتا ہے خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اسمین دب گئے اب سردارون نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بصد کر و فر کرنا شروع کیے یعنی ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا گولا آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سردارون نے کیے کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہے جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہے ہاتھ پانون مین رعشہ آجاتا ہے غضب تھرّاتا ہے لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سردارون نے پیچھا نہ چھوڑا کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر یہ یعنی زمین پر اٹھا کر دم ماری دونون بازوؤن پر پر پرواز پیدا ہوئے اڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سردارون نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھون سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان گیا حشر قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و منتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل منتر قران

عیار

عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہے سردار سر پیٹ رہے ہین پوچھا صاحبو خیر تو ہے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا عجب کی بات ہے ہم سبھون کے سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگون نے ہرچند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر جا کر غائب ہوگیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا کلیجہ نہین ہے کہ ہم لوگون پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو انکو بھی پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے اُس پر پنجہ کب قابض ہوسکتا ہے اگر جائین تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہان جائے باغی بھی نہ آسیب کے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو کے جہل جہنم ہوکے جھلایا ہوا ہے بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہے ایسا ہو کہ قتل کر ڈالے ابر چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہوگئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہے افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہے چالاک نے کہا آپ لوگ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین جا کر تلاش کرتے ہین اگر پتا پا جائینگے یا تو وہین گڈ بڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچا جائینگے مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچا جائینگے بلکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمایئے سرداران لشکر کو سمجھایئے کہ کیا مجال ہے ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو وہ اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین انکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے اُنکی جرأت و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہے یعنی زلزلۂ قاف ثانی سبحان حمزہ صاحبقران ہیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کر ڈالے تو اُنکے آقا آکر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن عمران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بقصد دفتر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو وہین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا و سواس عیارہ کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و نوکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و حالات امین ہے خمسہ

| | |
|---|---|
| دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن | اس چمن مین نخل دل نے پھیر ہرا دو چار دن |
| زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن | مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن |

صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر
بل کیٔ لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہ ہوتا تھا نہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جان
اس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا
گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
آنسوؤن سے ترکئی روز آستین قاتل نے کی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
وا رہے اس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن ہیرے گھبر آئے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

بیچلون گا آج اپنے گھر مجھے مین کھینچ کے
مین نہ مانون گا کبھی نقرے کسی نادان کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہوگئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
خاک اڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
دور ہے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زبان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
وہ پری کہتا ہے دیوانہ بناکر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جاکر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈبڈبائینگے دیدے کھاکے پیچ وتاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ انکی چتون چند روزہ ہے حجاب
اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
بادہ کش تو اک طرف مجھکو یقین ہے اسقدر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
زاہدونکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
ہیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
دام پیدا کیجیے ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
میکشون کے جھگڑے رہتے ہین دن بھر باغ مین
سرد ہے پیمانہ ہر پھول ساغر باغ مین
بادہ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

## ساقی نامہ مصنف قصہ

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
کہ جلنے کو تلوار ہے دشت مین
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
کہ دشت مضامین کرون دم مین صاف
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
الف نامین کہ ہین نیزۂ جانستان

پڑا میکدے مین ہے اب شور و شر
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
قلم پر ہے رحمت کا چھایا سحاب
زبان کی صفائی دکھا اے قلم
ارے ایک حملے مین سر چنگ ہو
کبھی نیزۂ جانستان ہے قلم
دوات و قلم مثل طبل و علم
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
دوائر ہین یا خنجر خونچکان

عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
وہ تیغ قلم ہے مری شرشگاف
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
صفین فوج کی ہین کہ ہین اسطور
کشش نون کی ہے کہ شمشیر تیز

| | | |
|---|---|---|
| جو کاٹے رگ جان میان ستیز<br>سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر<br>عدو کو نظر آئے گرز گران | کمان کیانی ہے نون بے نظیر<br>تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر<br>جو نعرہ کرے دن کھینچ کر بد آہ | الف صاف آیا نظر مثل تیر<br>اگر میم کا منقلب ہو نشان<br>ہوا اک دم مین زیر و زیر سپاہ |

چونکہ حقیر پرتقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہے اُسی تلازمے مین ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین

## غزل

ترے بسمل کو تیرے پاس اے سفاک ہونا تھا
انھین خود اپنے گرم اشکون سے جلکر خاک ہونا تھا
گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا
جو یہ مقصود تھا دھو تا نہ قاتل اپنے دامن سے
گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہے کچھ تم سے
اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری
خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین چار آنکھین
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی
نہین معلوم ہم بھولے ہین کس کو یاد آئے ہین
نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیر نا اے دل
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
رقیب آئے ہین انکے ساتھ کثرت ہے عذابون کی
جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا تبلا دیتا
نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہا تا کوئی تربت پر
نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی
خدا کی شاق کہتا ہو بتون کی ناک کا تنکا
بتون مین جلوہ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا
تڑپ دل کی دکھاتا تھا جلال ان شوخ چشمون کو
تڑپ کر رہ بچاتا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
جواب جادۂ صحرا اے دہشتناک ہونا تھا
لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا
کہ اسکو گدگداتا تھا تمھین بیباک ہونا تھا
تو پھر دشمن نہوتی دوست اے سفاک ہونا تھا
وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا
نہ برلاتا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا
لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا
یہین گذرا وہ مُردے پہ جو زیر خاک ہونا تھا
وہان خرنا کے جُھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا
ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا
مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا
برہمن کی بخت نے سُستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو دل مین تحریر ہوا ہے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے

ہے کہ یہ صحرا میں شکار کھیلنے گئے تھے وہیں خود شکار ہوئے اسکے عشق میں بیقرار ہوئے شاپور شیر دل قبل شعلہ
رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار میں ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے میں مصروف عیش ہیں
صرف سو دو سو سوار ساتھ ہیں فقط شاپور شیر دل خیمے میں انکے ساتھ ہے دن عید رات شب برات ہے اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرایا ہے وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہے یہ مفصل تحریر ہو چکا ہے اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں
کہ فولاد فولاد شکن دربار غ سلیمان عنبرین موے گو ہی پر شب بے آب و دانہ غصے میں بیٹھا ہے بختیارک مرچین لگا
رہا ہے کہ اے پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان اب طرح صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمہاری دختر بلند اختر قبضے
میں کسی فرزند حمزہ کے ہے تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہ ہو گئے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہے
ملک جی آپ اس مقدمے میں دخل نہ دیں وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہے جاہ و جلال خداوندگی یا تو اپنی جان
دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر ایسے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا بیان تو یہ ذکر ہے مگر حال وسواس عیار کا سنیے
کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہے کہ جاکر پتا لگاؤ بلکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا اگر آنکھوں سے
دیکھکر آنا وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر
آباد رعایا دلشاد ہر سمت کثورہ کھنک رہا ہے گرم بازاریاں ہو رہی ہیں جا بجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی
کے فروکش ہیں بارگاہ سلیمانی وسط لشکر میں استادہ ہے دست راست کے جانب بارگاہ دارلے سند رستم زمان
لندھور بن سعدان برپا ہے سمت دست چپ خیمہ زرنگاری مالک الٹے در صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جا کر حیدر پہلوانان
عرب جا بجا فروکش ہیں کہیں کشتی ہو رہی ہے کوئی لیزم و پٹا ہلا رہا ہے خیمے ستادہ ہیں عرب جا بجا ٹہل رہے ہیں خود ہاے آہنی
سروں پر زرہیں زیب جسم ہاتھوں پر عبادت کے گھٹے مثل ستارہ سحری چمک رہے ہیں قواعد جا بجا ہو رہی ہے اُدھر لشکر
لندھور میں جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلوں پر زخموں کے نشان ایک باغ بیخزاں معلوم
ہوتا ہے پلٹنیں رسالے کس تکلف سے آراستہ ہیں صبح کا وقت ہے وردی بج رہی ہے جوانان تماشا بین رنڈیوں کے خیموں سے
نکلے ہیں جھیل میں جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی اگر نماز چند فقرات میں ادا کی چونکہ نشے باز ہیں ڈیڑھ
ہتی بغل میں دبائے دکان پر بھنگیڑن کے پہونچے چونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے
رسالدار پہونچے ایک کھنکھارا ایک نے موچھوں پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میاں کیا موچھوں پر تاؤ پھیرا کرتے ہو آؤ
دو دو ہاتھ لڑ لو تلواریں کھنچ گئیں ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہے کہ بھئی واہ جوان کیا اسلکھے کا ہاتھ مارا ہے بھئی سپر
تو پھیکو مردان عالم کہیں گھونگھٹ میں رہتے ہیں غصے میں دونوں نے سپریں پھینک دیں اب دونوں کے سینے سپر
ہوئے دم بھر میں خون میں تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے تر ہی پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی
دونوں جوان ایک طرف ہو گئے تلواریں پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہے ہم بھائی بھائی ایک

بیٹرے کے دو والی بدہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ ڑے آپے کو توالی چبوترے کے بیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے
آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ
ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر
نگاہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے
رفقا ساتھ آکر ہنگامہ کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ لقا
پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی
عادی ہین جہان دو دن جنگ نہ ہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بیچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام
پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے
آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہے پہلے سب سے قریب بارگاہ
شہزادہ خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و تورج
ہین بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک بہرام و جمہور جہان سوز
و طرطوس بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی و منددیل اصفہانی
و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و سیف
ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی بصورت فقیرنی ہر ایک
طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد اسی طرح در باغ پر بیٹھا ہر گرد سردارون کا
جماؤ ہے کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان
نہ ملا فولاد فولاد شکن نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہے دیکھو تمہارا عیار کیا کہتا ہے
بختیارک نے کہا سوائے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہے اب مجھے بھی ضد ہے کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤن گا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے ورنہ ایک
ہاتھ آپکو مارون گا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین کہکر مجکو بڑے قلق دیے
ہین مرنے والے سے ڈر کر بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان باتون سے نہین ڈرتا ہون جب مصرع چشم من
بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است یہ کہکر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس
تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو
کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہے وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا
دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے

گیا ہی آجتک پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ اے وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنی کو شکارگاہ
مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اسنے
دور سے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اسنے
اسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ
اوپر دلائی اوڑھ بچھوے ہاتھ پانون مین کچھ کپڑے اجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و کرشمہ
دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہو چکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اٹھے ہین سائیس اپنے اپنے
گھوڑون کو مل رہے ہین یہ انہین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی برٹھن
ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جواب دیا ہمیشہ کلپتے رہو گے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے
ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہے
آتی ہو گی اسوجہ سے کچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لپٹے ہوے
سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ
ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ
کامل ہے بس الٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا نخلستان کی آڑ پکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی صورت اصلی ہو کر بھاگا
فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین : کسی کا اسے وصل بھاتا نہین : براے عاشق و معشوق ہر وقت درپے آزار ہی کسی کو صحرا نوردی مین
کیا کسی کو بتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم بتائی یہ ظالم اسی فکر مین رہتا ہے تفرقہ ان دونون شیدای یکدیگر مین
ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی
مفصل خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا بابا پانون چھونا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے
ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان
صحرا سے لشکر مین نہین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین
بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی ٹھمکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے
پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہے اب غصہ ناحق کا ہے کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے
دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ سے پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو
ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور
پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اسکا

دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اسنے پوچھ لیا قہر و غضب مین یکہ و تنہا چلا نخجیار گرنے دیکھا کہ شور و شور
مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا نخجیار کی تو یہان بیٹھا ہوا پاتین سنا رہا ہی وہان وہ
عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی پہرے پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑتا دیکھا کہ
ایک گرگدن سوار مثل آندھی کے آتا ہی گینڈا ابرا بر نیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی اُٹھے اور
ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے ایک سپر کی ادھر
ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچا الیسی تلوارون کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی
تلوار اُس مرد مومن کی چھین کے اسی تلوار سے اسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک وہ لوگ
ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک یہ دونون سو رہے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو چکا تھا فولاد
نے پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ بابدولت کا تجکو
خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب تھا روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے
آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم تن جھٹکے کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی
اے شہریار برائے خدا اُٹھیے اجل سر پر کھڑی ہے موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو پٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغ برہنہ کھینچے ہوئے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اٹھتے
اٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے
بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر بسر خود نہ کلاہ بیخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون
دونون ہاتھ تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر پار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُس بھی
یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آگئی
کلائیون پر صدمہ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہے کہ دانتون سے بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جادوانی کو بچاؤن فولاد
نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی
مین خطاوار ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر پورا پڑتا
تو سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا مگر دو انگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ہنگڑ مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی
دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر دریاے خون مین غوطے مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو
بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی کیا منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے
غل مچایا کہ اے یارو دوڑو دوڑو فولاد نے بڑھکر چاہا کہ اس بسمل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تنبیہ مارا
فولاد نے ایک ادھر سپر کی ماردی یہ بیچارہ بھی منھ کے بھل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مار کر

بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بدحواس
ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلواریں پڑنے لگیں یہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسے لوگوں کی حقیقت
کیا سمجھتا ہے ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا وہ ڈکڑے کسی کو قبضہ کسی کو اوجھڑ سپر کی کسی کی کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھ کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے اب یہ کہا اُسنے کہ باہر سے سپاہیوں کے آنے کا تانتا بندھگیا
دس پانچ کو مارکے ملکہ کو اُٹھایا ایک ہاتھ میں ملکہ ایک میں تیغۂ خون آلودہ یہ مرد دو لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے
پہونچا رکاب میں پاؤں دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود میں ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے بیہوش
ہوگئی ہے اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار
جلاد صاحب بیداد کون ہے کہاں سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا باہر خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ اے یارو تمہارے آقا کو قتل
کیے جاتا ہے ملکۂ عالم کو لیے جاتا ہے خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچاروں نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت
سے بھی ظاہر ہے کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ میں خون کی چھینٹیں تمام بدن پر پڑی ہوئی ہیں کف منھ سے جاری
صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہے چاہتا ہے کہ نکل جاؤں دو سو سوار دوڑکے
چہار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار میں کوئی سوار رہا کوئی پیدل دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ میں صرف سونٹا آگیا
کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہے کا نہیں قتل ارجی کی آواز آئی ہے ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا
مگر جان دینے پر آمادہ ہو کر لینا لینا کہکر گھیر کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر
کٹکر زمین پر گرا گینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھپٹے سے کوئی بیکار ہو کر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا کوئی مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہے دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو ایڑ لگائی بیچ میں
سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند اُن بیچاروں نے چاہا تعاقب کریں مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہاں تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے
جنگل میں غل مچاتے ہوئے دوڑتے پھرتے ہیں کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ
شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان ہوا ہائے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا
لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جا کے اطلاع کروں
شاپور شیر دل تو اُدھر جاتا ہے مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوئے اس جلدی میں سامنے باغ کے پہونچا کہ
بختیارک حیران ہو گیا اسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہوگئے ہیں پوچھ رہے ہیں کہ ملک جی آقا ہمارا کیہ
دفعتہ کہاں گیا بختیارک کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمہارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہیں اب چلکر لاشہ اُٹھانا
ارتھی بنانا مرگھٹ پر جلانا یہ باتیں تھیں وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو صاف نہیں بتاتا کیا خبر وحشتناک
سُناتا ہے اُن سبھوں نے دیکھا کہ فولاد دریائے خون میں نہایا ہوا آتا ہے اسی گینڈے سے کودا ملکہ سیمیں عذار صنوبر قد کو

کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے اے شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت
مین فرق آگیا مگر دشمن کو گھس کر اسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہون
اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے
کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین سات آٹھ سوا سکے سردار کمیدان رسالدار سرزرہ ان
اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا
کہا کیون او بدنصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی چنیا ڈکر تا
تھا سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نچھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی ہے اپنے بندون پر
مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے
کسی مردو سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی اے بابِ شیشہ ننگ و ناموس ہر اسالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون
فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپا ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب ملتا ہے
جھپٹ کر کوڑا اراوہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھوکے سے ہوا کے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک پر
بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھیٹین گلے کا ہار تھین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے
اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر خون ہوگیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی
شمشاد رنج و ملال سے پابہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم ہے کف افسوس
ملنے مین رنگ سے پھولونکے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین نہرون کو
جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر ہے آب چل رہے ہین حباب حواسی مین اُبل رہے ہین لب ساحل سے صدائے افسوس بلند
مچھلیان اس ماہیت سے باہر ہوکر دردمند باد صبا لوچل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھوکون سے ہوا کے
رونے کی آواز آتی ہے زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہے گلاب جوش غم سے عرق عرق ہے گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ
شق ہے طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس سمنبر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین باغ مین ہنگامہ
قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہے یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہے ہر مرتبہ غصے مین کلمات سخت کہکر بڑھتا ہے نخل ہار کمر
سے لپٹ لپٹ جاتا ہے تمام سردار گرد ہین عرض کرتے ہین بس اے رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہے ابکی کوڑی مین
تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کوڑا کھا کر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر مرے خون سے ہاتھ
تونے میرے وارث کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار رہتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسی
دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر
رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور بسنہ قدم تھی کہ جاتے ہی اس گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات

پر اور زیادہ جھلاتا ہے سبب سے کہتا ہے مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کرون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے پٹے ہوے وہ کشتہ حسرت دیاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف

اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام
اے شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہے ہمارا
بیچین کیے ہے بیقراری
جسم پہ چوٹ اٹھائے ہین ہم

طاقت بیتاب ہو گئی ہے
عاجز ہے شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہے
غم کرتا ہے آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین

کہتی تھی یہ بجبر رو کے ناکام
تسکین خراب ہو گئی ہے
اے طاقت رفتہ آ خدارا
راحت دل زار کو نہین ہے
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین

غزل ہو افق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہوتا ہے سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہے مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہے جانب شمشاد عبث
سنکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین اے دل ناشاد ہے تو شاد عبث
مجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا فیر

بولے وہ رہتا ہے تو مائل فریاد عبث
دیکھنا سنکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمہ اُف نہ کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہے تیر اُنکے صیاد عبث
اے دل زار جنون ہوگا یہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہے یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بنائے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہے تو صورت فرہاد عبث

وہ نہین مین ہون جو کر دو مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہے تو اے بانی بیداد عبث
یاد آ جائیگا پھر قامت موزون اسکا
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہے سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اڑاتی ہین پریزاد عبث
کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار رنج و

مصیبت منھ اٹھاکے عرض کرتی تھی کہ اے معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اس شہر یار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع گمگون سے امید نہین ہے مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہے جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہے بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہے ماں باپ سے زیادہ شتر در جہ مہربان ہے ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہے ہائے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اس شہر یار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جائے ناظرین خوش آئین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہے تمام جسم کوڑون کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد فولاد شکن کو سب سردار لپٹے ہوے ہین قریب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیر دل کا سنیے کہ خون زخمہاے ارچ تو جوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری چمک چکا ہے لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل

کو کے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ مین آ کے
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے دنگل آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے
ہین مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر باتوقیر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہے پوچھا ای جد عالی تبار
آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہے مزاج اقدس کیسا ہے صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود
بخود تردد ہے انتشار ہے دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہے سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہاے پریشان دیکھے
کچھ یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہے کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی
ظاہر ہے کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان بڑا مرد نقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہے اُسکو بڑا جرأت کا دعوی ہے یقین ہے
اسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہے انشاءاللہ فتح و ظفر عطا کرے گا صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان
جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے تسلیم کر کے طرف دست راست کے بیٹھے اسکے بعد فرد فرد سردار آنے لگے مالک اشتر رد
و بہرام گرد بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر باتوقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب ہے علمشاہ
نوجوان و شاہزادہ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا ہے اب اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین
حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے
ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو
کو بلا کر لائے جواہر نے آ کر قدمبوسی کی ہاتھ اُٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ ای جواہر تم اب
مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے ہین تم کو
ابھی کچھ دریافت ہوا کہ آنے کا کیا سبب ہے تمہاری عقلمندی سے عجب ہے کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہے
جواہر نے کہا ابھی غلام جاتا ہے خود اپنی آنکھ سے اُس شیر کو دیکھ آتا ہے اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہے بیٹے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا
تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہے مین خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کا لشکر مین نہونا بصدہا خرابیان در پیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوشربا مین میرے عیار
وفادار پر کیا گذری اسکو عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لمحہ لمحہ
کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد ہے کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز
خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جا کر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان
خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گورزاد ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و توس
بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے

ہوی چلاآتا ہی قیاس خان خاوری نے پلٹ کے دیکھا قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموبجان اسوقت خودبخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلاآتا ہی سبب نہین معلوم مگر
اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمۂ عظیم میرے نورنظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیاس خان نے جواب دیا کہ
ای شہریار وہ آپکے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملاسکتا ہی قاسم نے کہا ای ماموبجان خدا نکرے
وقت افتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے
سب مجبور و ناچار ہوی ہین اور وہ تو انتہا کا سخن ناشنو ہی آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیاس خان
دوڑکر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بدزبان سی نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سی ہین ابھی جاکر اُنکو ساتھ
لاتا ہون قیاس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو جھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکے
سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جد عالی تبار آگئے سب سردار جمع ہوچکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر
نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران واسطے آپکے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ
فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نورنظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے
جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب افتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان مؤید من اللہ ہین اُنکا
خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہی اسنے
دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایکطرف نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بھر اب انتظار
کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہی ہین
کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہای ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ
نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا اے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک و خون ملا ہوا
گریبان پھٹا ہوا اُفتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا بیت ای پیک بلاستان خبر یار
بگو ؎ احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو ؎ یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر
شاپور منھ کے بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سی کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولادشکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی درانداز نے فولاد
فولادشکن کو خبر پہونچائی فولاد منھ کا سبب کرتا ہی نامرد ازلی عابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا
عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ
مین پہلے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح و سالم نکل گیا

بس یہ سُنا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند نوجوان کہکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی
در آتش غم جگر کباب است
تیرے لیے بیقرار ہوں مین
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا
افسوس مٹی تری جوانی

بر یتیم نظر نہ کردی
دیگر
اے راحت جان و دل ہمارے
سر پیٹ کے اشکبار ہوئین
چلتا ہے جگر پہ غم کا خنجر
مجھسے مرا نونہال چھوٹا۔

چون زلف و لم بہ پیچ و تاب است
تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
اے شیر کہان تجھے ہین پاؤن
ای لال ہوئین تو ہوا تر
اے نور نظر پدر کے جانی

سرداروں کی گود مین اُٹھایا گیا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل نہ دکھائیے زخمی ہوئے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہے جلد چلیے چلکے زخم دوری کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشۂ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے بمشکل ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ بن عمرو آ پہونچا ہے بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا ای شہریار مین تا بہ خیمۂ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ کے اہلکاران فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہے باغ مین نخل سے باندھا ہے اور کوڑے مار رہا ہے حضور صداے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہے اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری ہے اور یہ کلمہ حسرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو خبر کر دو اتنا اُنکو سنا دو کہ آپکی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہے لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال پرملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرأت نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہے شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہے عورت پر غصہ اُتارتا ہے بخدا وہ میری بہو ہے مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا آپ لوگ جاکر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین براے خدا میرے ساتھ آنیکا قصد نہ کرین یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ براے خبر ایرج چلے جاتے تھے کہ قاسم نہایت آتشخو ہے ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و لازم ہے روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی تازیانہ نہ چھوایا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے وہ مثل باد صرصر اس رو مین جاتا ہے اگر نخل سامنے آیا فوراً گیا کنواں گڑھا سب اسکے روبرو برابر ہے مگر قضاے کار حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی

کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے صحرا مین نار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم الشہ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھون سے قتل ہونا
ایرج کا کانون سے سنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اس نے
تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہے مزاج سے بخوبی ماہر ہے آتشخوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہے سوچا اگر قاسم نوجوان کو
روکونگا میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے بہتر ہے مین جا کر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کرون یہ سوچکر طرف
بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن و پیلکن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ
سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و بالا گرد فرنگی و کیبی ارزال و کیبی زلزال و نہنگ بحر
دریائی و سافط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گرگڑ گر لگا رہا ہے پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین
جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اتار کر سلام کیا اسنر مالاکبود فرنگی کسا ہوا اسلحے میں کھڑا ہے
عیار رستم کا مہتر سمک پلطاقی قنطورۂ زرنقشی پیادہ سقرلاتی بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا
رستم نے گھبرا کر کہا اے سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہے لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی
آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہے شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھوں دو قدم نہ گیا تھا کہ
دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہے تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہے کیا
قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی اے شہریار آپکے باغ پر بہار پر خزان آئی ہے
شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا میرے منہ مین خاک دشمنون کو اونکے مار ڈالا لشکین انکی معشوقہ کو
گرفتار کر کے باغ سلیمان عنبر بن موی کو ہی مین سزا دینے کو لے گیا ہے قاسم یکہ و تنہا اس باغی سے لڑنے کو گئے ہین
کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی منہ پر ہوائیان اڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر
کہا یارو غضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہے اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہے اسپر بیٹا
اکیلا گیا ہے یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغۂ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر اندوہ
واہلم نے گھیرا ہے تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جواہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہے کہ یارو برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا طرف باغ سلیمان عنبر بن موی کو ہی کے گئے اب تو لشکر مین
ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ داراب کشورکشا برادر علمشاہ نوجوان رہبر و غضب ملے ایک سمت سے
ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ حمزہ شیر افگن
بن حمزہ یہ سب شاہزادے یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جا بجا سنا اسی طرف پلٹ پڑا
یہ تو سب فرداً فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بھی باجے بجے صاحبقران زمان نے

بارگاہ مین فرمایا اے لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن ہوا ہے فوج لقا آپڑی
لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہے ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو ڈالے ہوے طرف صحرا کے جاتا ہے ہر ایک
سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین تبلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے
کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران
کے عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر ہاتو قید سے خبر کرنے جاؤگے
اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہوگیا تو روے سیاہ کسے دکھاؤگے جلد روانہ ہونا چاہیے بہ تعجیل
اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوے اہالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا
ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو گجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خروی مگری پر جسکو اٹھارہ سو من کا کاندھے
پر رواروی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل سیر دل و فاضل شیر دل و پہلوان
اورنگ پہلوان گور ہنگ و گوجر ملک کھنی اور دونون بیٹے لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان بکفری
بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہوکے عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نولاکھ ہندیون کا لشکر بصد کروفر بجاہ
و حشم چلا یہان بارگاہ مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس
تردد مین تھے کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھاکر آیا مگر بچشم اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے مہتر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا اے شہریار غضب ہوا فولاد فولاد شکن
ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہے قاسم نوجوان اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین
رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا اے شہریار خدا کیواسطے
جلد جلد سردارون کو بھیجیے قاسم کی فکر کیجیے برآہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان
نوجوانون کے جوش و خروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے تیغہ عقرب سلیمانی کے
قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن
قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین
غصے مین نعرہ مارا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغہ قمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد
و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے ڈنگلے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین
دیکھا بادشاہ سوار ہوچکے نقارہ سلیمانی و نقار خانہ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چہار جانب سے کل سردار یعنی
کرتمس سیر گردان و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین و منودیل
اصفہانی و شہریار عراقی و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی و داروغہ بارگاہ سلیمان قبُد بن ستون اسلام

کرب پرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پورشمادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے
ساتھ ذوالخمار عادی دار حد عادی ودریا بار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ
گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار ساٹھ تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو
رئیسان نرکی سوار ہوگئے آمادۂ حرب وپیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سیاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہے
کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولادشکن کے نعرۂ کوہ شگاف کی
صدا سنی اور ایک صدا نحیف وضعیف آتی ہے کہ ای خالق یکتا ای رب سرا میرے وارث کو بچا نامرد ہندو کی صورت
مجکو دکھا نا اب قاسم نوجوان نے گھبراکر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہے
یقین ہے کہ یہ صدائے دردآمیز اس کشتۂ حسرت ویاس کے معشوقہ کی ہے وہی بال بال کے رورہی ہے آنکھون سے آنسو ٹپکے کلیجے پر
ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا اشقل طاؤس مرکب باد رفتار دیوار کو اڑ گیا ایک چمن مین آکر گرا اب
قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریائے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر
کوڑا ہاتھ مین لیے جھپٹتا ہے گرد سردار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہوگئے
اسکو بیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
به سطوت، به شوکت، به ہمت وحید
ز آب دم تیغ شستم زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سیاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

منم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ

آواز دی او نامرد عورت پر
کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کرکے ہم پر آکر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان کو بقہر وغضب آتے دیکھا
جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہرچند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے
کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا ادھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو کہ تمہارے
خسر صاحب آ پہونچے تمکو بچا لینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اٹھایا قاسم کو دیکھا
ہرچند کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو
کھا گئی میرا منہ دیکھنے کے لائق نہین ہے برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین ومذہب کا نکل جائیے
مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اٹھوائیے گا کافرون مین
مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا قسل خدا پرستون کے کنیز کا لاشہ اٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا
قاسم نوجوان نے نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اے برج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے

راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تمکو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جواب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک کو تو گالیاں دینے لگا کہ او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہی بختیارک نے کہا وہ تو میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی سینخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے اُنکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا گوہ کھاتا پھریگا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب آ پہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا کر کے قبضے مین کر دن پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے تیغہ کھینچی ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوا ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریاے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے کسکی سر اُڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر — یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
یلان را سر و سینہ و پا و دست — دریدو برید و شکست و بہ بست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار مثل برق کے چمک رہی ہے سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین جیسے لوگ اُسپر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہر چند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کر کے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نا دہا برد پہونچی ایک جوانے پہلو سے نیزہ مارا نشانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا گئے گرے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ اتنے والا نا مدار علمشاہ نوجوان جس طرح قاسم پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سُنی دیوار پر لپک کے گزر بارا دیوار پھر اگر گری اب دور سے دیکھا کہ صدہا لاشے پڑے ہین اور قاسم زخمہائے کاری کھاکر قریب اُس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے ہوش اُڑ گئے دہن سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہے نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ جو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور — علمشاہ رومی شہ فیل زور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم کے قریب آئے کہ فولاد بدنہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کھینچا نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صداے ضعیف و نحیف منھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچائیے لڑ بھڑ کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاہ نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون

کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاش کے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر اے نور نظر مطلق کیا ہو جب تک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی
میری بہو پر ہاتھ ڈالے بجز خدا کو اختیار ہو مصرع بعد از من گو فلک شہر شدہ باشد بندہ مجبور و ناچار ہو وہ مالک و مختار ہو آبرو اسکے ہاتھ ہے
اسکی تجرات و شوکت عطا کی ہے تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تمکو اس حال سے دریای خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ
آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے کبھی جھپٹ کے
چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کر دین اپنے مرکب پر لا دین پھر ساکھے سے لڑین مگر فولاد
بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا دہنے
ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اس حال پر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم
تیغ زن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر و صف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن + دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم زرین
مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم
نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرۂ داراب کشورکشا کا ہوا نعرۂ داراب + یل نامور
شیر دشت دغا + شہنشاہ داراب کشورکشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرۂ جمہور نام شدہ در ملک
جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر
خشم گین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے
نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ
ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام + منم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد زمین
مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے فرداً فرداً آئے آتے ہی جا بجا گھر گئے مگر شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نور الدہر ایک جانب انکا سردار
ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سطوت گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقو پیل دیو پردر یہ دونون جوان بصد شوکت
و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہے دو سو من کا
تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہے فوج اس بیحیا کی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہے مگر دل سے کہتا ہے فولاد
قوش بختیارک کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہے حقیقت مین یہی رنگ ہے
ہر ایک آمادۂ جنگ ہے حقیقت مین بلائے روزگار ہین مرنے پر تیار ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے
پہونچے تھے مین ایک غول مین ایک ایک سردار لڑ رہا ہے قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہے اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا لوغ

پڑا یا ساتھ لاکھ کوہی ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ اُن سب سے کہا یار و فرزندان حمزہ عرب بعد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ گئے ہین اگر تم یہان پرے جادو گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والی قتل ہو جائینگے تیغ بید ریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیانے فوج کو یون جما یا جیسے دیوارین لوہے کی ہوتی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی پڑی ہے آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہے لقا فوراً تخت پر سوار ہوا اب تو لشکر بیشمار تیار ہو فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایک طرف سے لشکر اسلام کے گرد اُڑی اہلیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوئے بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چہار طرف سے سنجانی و باختری و مشتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رُک جانے کا بڑا قلق ہوا نعرہ کر کے فوج لقا سے کرنے لگا نعرۂ لندھور

فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود جانشین حمزہ دہر گردان
بقہر نامم بود صد ہزار و ملک ہندستان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرا دی کہ یکا یک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
کجے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
کجے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور کی اور امیر با توقیر کی آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بسبب ہجوم غم و ملال کے غصے سے چہرہ لال ہے آنکھون مین آنسو بھر رہے گرد و غبار مین اٹے ہوئے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی اے جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا اے آقا خدا نہ کرے کہ آپ بلول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نصیب ہون وہ سب شاہزادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور رہکر لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہے وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہو اپنے کو اُن شیرون تک پہنچاتا ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ سعد

| سنم شاہ شاہان فریدون حشم<br>فروزندۂ تاج و تخت کیان | بہار گلستان کاؤس دجم<br>سنم سعد فرزند قباد شاہ | چراغ شبستان صاحبقران<br>شہنشاہ اسلام عالم پناہ |
|---|---|---|

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن میں لاشوں پر لاشیں سر پہ سر دھڑ پہ دھڑ گرا دیے
ہاتھیوں سامنے مسلمانوں کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اٹھاتے ہیں سات سو تاجداروں کی تلوار مثل برق کے
چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہے کل تاجداروں کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کفر جلتی ہے سات سو
سر اڑتے نعون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہیں سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہیں سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے
ہیں چار پانچ حملوں میں بادشاہ نے قیامت برپا کر دی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا
در باغ پر صفیں مثل سد سکندر جمی ہیں علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہیں اندر باغ کے نعرۂ فرزندان صاحبقران کی
آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہے بس لندھور بن سعدان نے آکر سامنے ان کافروں کے نعرہ کیا
او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ نعون کے دریا بہا دونگا پہلو سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی
اور صدا دی کہ اے جانشین من اپنے کو جلد لڑ بھڑ کر باغ میں پہونچاؤ میں بھی آ پہونچا لندھور نے جو لب پشت پناہ کو آتے
ہوئے دیکھا فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیوں نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش میں ہیں ایک فیل بے عدیل دوسرے قد و قامت
لندھور اسی ارنج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی بھی وجہ سے لندھور رکھا ہے لند بمعنے
مرد تنومند ھور بمعنی نیر اعظم یعنے آفتاب تیسرے مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان دگمہ ہشت پہلو
کاندھے پر اس جوان خوشرو کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیوں کے باختہ ہوگئے اور پہلو میں لندھور کے دست راست
پر نور نظر فرہاد خان یک ضربی گرگدن دست پر سوار چہ بدست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھوپیر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے
دوسری جانب شاہزادہ ارشیوں پریزاد مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ میں عقب میں
نو لاکھ ہندی کھما چی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یوں فوج کوہیان پر گرے جیسے شیر درندہ گو سفند
ان میں آجاتا ہے شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا کوہیوں نے پھاٹک
بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی میں بری جے ودھنت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر
ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ مع
فوج آگئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیواریں باغ کی پامال ہوگئیں میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام
اور لشکر کفار آپس میں مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا دہلوانان فولاد فولاد شکن فوجیں مثل مور و ملخ آپس میں مثل
آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئیں برق شمشیر چمکنے لگی

**نظم مصنف**

| تزلزل زمین کو ہوا سر بسر | پڑی چوب نقارہ رزم پر | دہ قرنا کی آواز ہیبت فزا |
|---|---|---|

وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
شجاعت مین رستم تو ہمت مین دیو
جلال انکو آئے دم جنگ اگر
سپر انکی یا پارہ ہائے جبال
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
ہوے طائر تیر اُڑکر ہوا
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر
کوئی گرز کھاکر ہوا نیم جان
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑگیا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
رہی پھر نہ اُسدم کسیکے حواس

چلی یون سپاہ گران کی بہیر
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی انکی زور آوری سربسر
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
بگیر و بزن کی صدا سربسر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کوئی سہم کر ہوگیا گوشہ گیر
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کسی کا لڑائی مین رُخ مڑ گیا
کوئی ہاتھ بالٹ کا کھاکر گرا
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
رسالون مین ایک ایک تھا خیل گیسو
جو اکدم مین اُٹھین زمین بلخ
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
شجاع و دلاور و جری و دلیر
گل زخم کھاکر ہوے باغ باغ
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے لگا نیزہ جانستان
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
طمانچے کی ضرب اک اٹھا کر گرا
مگر دارائے ہند لندھور بن سعدان

بصد شوکت ہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقہ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بمحبت ایک ہاتھ سے کافرونکو ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہے کہ قدم بڑھانا دشوار ہے فولاد فولاد تنکو مثل فیل مست دو دو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا ہے اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہے ہر چند کہ اس بہیمانے بھی زخم اچھے اچھے کھائے ہین لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہے کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ ای رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران بابا ہوشیار رہو یہ خدمتگار آپہونچا علمشاہ نوجوان نے بصدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا اندیشہ پروا ہے

تو کیا پروا اسب طرح اسکا فضل شریک حال ہے دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون مصرع ع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندی روا است * مگر انسان جو کچھ کرتا ہے برائے ننگ ناموس غیرت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول بڑھکہ معشوقہ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جا لیجیے اُس کشتہ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہے حقیقت میں مبتلا رلائے آسمانی ہے اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری طرف نہ آئیے ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہے کہ تینوں قبریں ایک ہی مقام پر بنائیے گا تا آئندہ وگوندہ دیکھیں کہ بیرزمین گیرنے ساتھ اپنے شیر دن کے جان دی اس غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہیں کہ روح جسم سے نہیں نکلتی حسرتیں لیکر پردہ دنیا سے جاتے ہیں اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑوں کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے کس سلیقے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو عالم سر و قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش منھ کھولکر رہگئے شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین * زہ زہ و میدید و میگفت آفرین صد آفرین *

لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہنچا یا کمندین کاٹ ملکہ کو گود میں لیا اُس مجسمہ عصمت و عفت نے آنکھیں کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہے میرے جسم میں ہاتھ لگاتا ہے شرم نہیں آتی اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان میں داخل کیا ہے علاوہ اسکے جسم میرا کوڑیکی ضرب سے پاش پاش ہے کنیز کو موت کی تلاش ہے اے شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمہارا خدمتگزار ہوں امیر باتوقیر کا پرانا سردار ہوں لندھور بن سعدان میرا نام ہے لڑ بھڑ کر تم تک آیا ہوں ذرا آنکھیں کھولکر دیکھو کس کس نے تمہارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہے علمشاہ پڑا ہے دریائے خون میں غوطہ زن رہا ہے میں نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤں ایرج کے جد نامدار علمشاہ عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کے روح قالب سے نکلا چاہتی ہے یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری بہو کو رہا کرو بی بی میں آپ کا بچا میری نور نظر ہو تمکو نامحرم سمجھا نوش شہزادہ ایرج اور انکے والد قاسم شیر دل کو گودیوں میں پالا ہے پرانا خیر خواہ ہوں کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہوں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھیں کھولکر روئی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خون کا بنا ہوا ہے بدن تیروں سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہے پوچھا کہ اے جد عالی تبار میرے وارث کی بھی کسی نے خبر لی اُس کشتہ حسرت و یاس پر کیا گذری ہائے ہیں اپنے وارث کو روئے بھی نپائی یہ کہکر دونوں کلائیاں کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے میں لندھور کے ڈالدیں بیہوش ہوگئی سنکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنوں کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون بریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جانکا

خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھادو خبردار عصہ نہو وہ شمشیر لڑتے ہوئے قریب آئے پیدل ہوئے ہاتھی کو بٹھایا پہلے ملکہ کو
ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اٹھایا اسی ہاتھی پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون
بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق پدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہی جبتک زندہ رہنا
کسی ہیجا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہیگا ہر بہادر کو جانبازی
اور سرفروشی کیے گا بنیا قبرون پر میلے ہونگے صاحبان مراد مراد لگنے آئینگے یقین کامل ہی کہ اپنی خواہش دلی سے مستفیض ہونگے
اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا
اپنے سردارون کو بھی یہی حکم دیا کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لیلو سب جوانان ہندی
تلوارین کھینچکر اس معرکہ قیامت خیز مین لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے ننگانہ ملنگانہ
رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جواہر بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتبانی
کرتا ہوا ساتھ ہی امیر باتوقیر فرما رہے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا اندھیر ہے کیا علمشاہ و قاسم کے دشمن مارے گئے اب اسوقت مجکو
آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون برای دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان
بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ مین لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہے
مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو یہ کیا معرکہ ہی جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی
قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار لندھور نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ و قاسم زخمی ہو کر قریب اس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکہ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو زخمداری مین اٹھایا آپ شبرنگ
تازی پر سوار ہو کر برای مقابلہ فولاد فولاد شکن گیا ہی ملاحظہ فرمایئے کہ ارشیون پر بہزاد و فرہاد خان یکضربی پیدل
جھول پر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا ای پروردگار لندھور نے میرے فرزندون
کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح و سالم پائے یہ فرما کر آگے بڑھے بادشاہ جمجاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہین
اب وہ وقت قیامت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار بلا زمان فولاد عذار جانبازی
اور سرفروشی کر رہے ہین اس ہنگامہ مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید
بیت ۔ روز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے
بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغزن ہو دیکھین اس معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہے کون آبرو کھوتا ہے
یارو دنیا ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماروش عمر بھر باد
نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوئے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا مضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہے آئینہ وقف حیرت ہے **مسدس**

ہمنے دیکھا ہے تواریخ میں اے اہل نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہے اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و دل بے خبریم

**شعر** تردد کیا تمھیں اے ساکنان خاک ہستی ہے : عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے : آوازیں نقیب کرڈکیت کی سنکر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہیں کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا کوہیوں کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولاد شکن پہونچ گیا اور للکارا کا نام مردمیں آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ فولاد فولاد شکن بھی لندھور کے مقابلہ میں پہونچا فولاد فولاد شکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ نپٹ جاؤں تلوار اس ملعون کی چھین لوں کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤں مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑکر پار نکل گئی لندھور نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ چل گیا سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کر تا ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو میں سنان نیزہ سر پہ زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کرکے اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لوں اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہے کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہے دریاے خون میں نہائے ہیں آنکھوں سے نہیں سوجھتا اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہے بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے نعرہ کوہ شگاف کیا **شعر مصنف** منم سرکن لشکر کافران : بہ پیشم نگون شد سر کافران : او نامرد ازلی کوئی زخمی پہ ہاتھ ڈالتا ہے خبردار ہاتھ کو روکے کہ میں آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پہ کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ میں آکر اترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چھپن تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہے جب تیغہ قریب سر پہونچا تھپکی ماری تیغہ فولاد کا پھٹ پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ بلی بڑھاکر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

| | | |
|---|---|---|
| کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکہ نعرہ کیا **نظم** | یکے نعرہ زد میر منزل مہان | کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف |

یکے نعرہ زد آن بخلقش بدر | کہ آہن دلی را دریدہ جگر

صاحبقران زمان نے زور جو کیا اس دیو خصال کوہ مثال کو فاش زمین سے اکبر اکبر ادست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُتر ون اس بیحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوئے **بیت** خروشی بر آمد بگیر و بگیر

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر

**نظم**

بہادران پہ دریاے خون اسقدر
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
کہ طائر اڑے خوف سے دشت کے

ہزارون کے لاشے زمین پر گرے
گھوڑون کے سم ہوگئے تربتر
روان خون کا دریا ہوا بیحساب
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک

ہزارون کے منھ جنگ سے تھے پھرے
تڑاق عمود ان سے رن ہل گیا
کہ سر کٹ کے پھرے بشکل حباب
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

اس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی بہی سپر بن گیا جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے منھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز و تبر پر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر ٹوٹ پڑے حبطرح بن پڑا اٹھالے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا داراے ہند لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے ایک شاخ نخل پر ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہا ہے مگر جوش جرأت سے قبضۂ شمشیر کو چوم رہے ہین صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اٹھا لیا ہوادار پر سوار کیا اب لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی اے راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اٹھالے گئے یقین تو ہے کہ وہ قابل جنگ نہو مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش مین آمادہ جنگ ہین بیشک یہ کوہی بحر جرأت کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہے فوج لقانی گھیرے ہے مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پاے پر ہوادار کے ہاتھ کھڑا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک سارے کو شکست دے کے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا اژدہون پر فراد و فرہاد خان یک ضرب جنگو لندھور نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا معمول تمام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہو گئے ہاتھی ایک مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیون نے شمشیر زنی کرکے

اپنی جان دی گرد ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہے لالہ زار کھلا ہوا ہے کفار کا قصد ہے کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین فرہاد خان یک ضربی وار شیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی اے فرزند و مرحبا صد مرحبا جرات ہمہ تن یہی ہے کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ بابا جان نے ناموس نور نگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وار شیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سرداروں نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہے کہ قریب ہاتھی کے آ سکے یا جرات دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلہ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ اے شہریار ماشاء اللہ **قطعہ**

چشم دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا ئین
نہ تہاشت رہے تیغ کی برش کا اثر

خون اتر آ رہے آنکھو نمین لہو کا ہو یہ جوش
کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر و دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہے کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارہ جگر لند حضور کے علاوہ انکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار برقرار نہ کیا تو یہی آ کر شریک جنگ ہو گئے امیر کو یہ قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جا بجا فوج لقا مین آمادہ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہے بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہے بڑے بڑے پہلوانو نکو مار نامی اہالیان لشکر لقا کو للکارا نبرد لے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرہ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہے کمند اندازون کو لیجا حیلے سے نور الدہر کو گرفتار کرو وسواس بموجب حکم بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک سانے کو اشارہ کیا فورا نور الدہر کو پیٹھ دکھائی ان بیحیاؤن نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ ہی

حلقے کمند کے گردن اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا چاہ سو بیک بچے شاہزادے
پر ٹوٹ پڑے نورالدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا چالیس پچاس عیار
مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے
باغ بینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے کسی مکان مین قید کردو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا
عیار شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے مگر سردار
نورالدہر بر بستہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عقفویل دیو پرور و صفدران
ماہ منظر و دیباج درد گوش دانشکاش کشیدہ رو و زرباب خان و بیجن خان کیوان انجم سیاہ و سہیل
ستارہ چشم وغیرہ سرداران نورالدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سب جنگ مین ایک مقام پر
مصروف ہین کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے
تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہے شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ
کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا
گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑنے مین کوئی گرفتار کرلے گیا ہے سرداران
نورالدہر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین اپنے وقت
کے صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست ہین
پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے سردار مجبور ہوکر خاموش ہوئے مگر ظل السعد بن قباد والا نژاد لڑتے بھڑتے
قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے زمین کے بیہوش ہوچکا کوہی اُسکو اٹھا کر
لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین حملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جاتا ہے ایسا نہو کہ لقا پر کوئی
افتاد پڑے سلیمان عنبر موی کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہوچکے ہین اسلئے سوچکر طبل بازگشت
بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوئے بادشاہ جمجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوئے سرداران زخمی کو تلاش کرکے ساتھ
لیتے ہوئے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی دار شیون
پریزاد و علاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروا دیا ہے زخم وزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو لاکر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین
آکے پینے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب
سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر فیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صیاد و عوجان دریاباری و سام بن عوجان
و میعاد عاد رشک دماد گردن وغیرہ سرداران آیرج نوجوان کو جا کر اُٹھا لائے پروردگار نے بہا فضل کیا

حال کیا وہ شیر زندہ ہے ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہیں کل تک انشاءاللہ محل میں بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم والم میں نام ایرج کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سجدہ کیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے

مانند شانہ ہے خلش نیر جو روزگار
حال ہے مثل زلف مجھے طول انتشار
امیدوار ہوں دل مشتاق کی طرح

یارب کھلا جمال تمنا پھر ایکبار
آغوش میں مراد ہو لب پر ہوں قہقہے
چھلکوں بسان ساغر لبریز بار بار

پھیر تار ہوں میں صورت تصحیف مدح میں
گھٹنے میں مثل عمر عدو پائوں اختصار
دیکھا کریں حسین جہاں جو فرط شوق میں

پیدا ہو مجھ میں صورت لالہ داغدار
لپٹوں بشکل پنجہ ساقی سبو سے رو نہ
چھوٹوں بسان دامن جاناں ہزار بار

گردن جھکاؤں مثل قلم التماس میں
چہرہ دکھاؤں صورت مضمون آبدار
الفاظ میں بصورت معنی چھپا رہوں

مطلب کی دوں خبر جو زبان سے ہو آشکار
غائب ہیں آگے قصد ہوں میں حجابات منہ
ہو نچوں جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیقرار

نگاہ بچا کر بی بیوں کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی اے خالق زمین و زمان واے رب دوجہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرین ایات
اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو را لم بہ ہر یک داستانے

نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن
تمام شاہزادیاں خدمت میں ملکہ

سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہیں جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی میں داخل ہے البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہے سطرح تسکین دل ہے

اُدھر جب صاحبقران زمان دربار میں آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ بفضل خدا سر صحیح وسالم ہیں ٹانکے لگا کر پٹیاں مرہم سلیمانی کی چڑھا دیں مگر ابھی بیہوش ہیں اسی اثنا میں شیر بنگ بن عمرو نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہے کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ میں گرفتار کرلے گئے امیر نے گھبرا کر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولاد شکن غصے میں قتل کرڈالے عیاران لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہیں کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ میں آیا فولاد فولاد شکن کو بھی ہوش آچکا دربار میں تو آکر بیٹھا مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہے ہونٹھ چبا رہا ہے بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران اب رنج وملال بیکار ہے جو ہونا تھا وہ ہوچکا آخر کہیں شادی کرتے لڑتے اپنا برآپ تلاش کرلیا صاحب حسب ونسب نور نگاہ امیر عرب جرات میں یکتا خداوند لقا کا نواسا اور اگر کچھ بدلا منظور ہے تو ہمنے جنگ میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرالیا ہے انکو قتل کیجیے فولاد غصے میں کانپنے لگا کہا ملک جل ایک تو خلاف جرات مجھسے یہ ہوا کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب میں جاکر زخمی کیا اب یہ کردوں حسبکو عیار مکر سے لائے ہوں اُسکے قتل کا حکم دوں آپ کا گناہگار ہے قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار رہی میں اپنی بابت کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہوں کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے میں آجائے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ

چھوڑون تو فولاد فولاد شکن نام نہ رکھے گا بختیارک نے کہا یہ اب دشوار ہے جو ماز نین قبضہ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا ممکن
نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کر لینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلایا کہ اے بادشاہ
کوہستان آپ کے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلا کر نورالدہر بن بدیع الزمان گرد شکر
شکن ہے سر دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت
غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولاد شکن بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ
حقیقت مین ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو گیا اگر مسلمان
ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے یا یہ کمی کار رکھتے ہین بس فوراً اُسنے حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے
سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا اے سلیمان خاص بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہے مسلمانون کو خبر ہوگی فوراً آ پہنچینگے
قیدی کو چھوڑا لیجائینگے اور دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی
تیغہ پکڑکے اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستادان سخنور نے کہ
بختیارک نے اشارہ کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آ کے یہ باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکہت سر پہ
رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جنگ مغلوبہ
بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہے ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل
ہوش نہین آیا دوسرے دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیردل خدمت مین حاضر ہے
سرداران کے جمع تھے انتہا کا حجاب ہے کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا میرے واسطے کیا کیا قیامت
برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار
اور شفاخانہ مین ہین ایرج نوجوان بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جب سے ہوشیار ہوے یکلمہ زبان پہ
جاری ہے جبتک مین فولاد فولاد شکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز قصد ہوتا ہے کہ
حضرت صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہے ابھی تک کسی دن بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی
سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضارا کہ
عیار نورالدہر کا شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا کیون
شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو حال گرفتاری نورالدہر
ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا مگر شبرنگ نے جو اس طرح پوچھا شبرنگ
بے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کہا کیون خیر تو ہے کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے

شبرنگ سے ضبط نہو سکا کہا ای شہریار وہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیاران کفار
گرفتار کر کے لے گئے ہین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے
لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ انکے دشمنون
پہ کوئی افتاد پڑے سارا لشکر یہی کہیگا کہ تعصب ہمچشمی مین نور الدہر کو مٹا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی
پیونگا پٹیان مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ مین جاکر انکو رہا
کردون یا انہیں شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا شاپور کانپ گیا موبد آگاہ ہے کہ آتش
شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور غلام ابھی جاتا ہے ایرج نے شبرنگ سے تاکید کی اگرچہ جاہے
تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ نے کہا کیا مجال جو اس بات کو
زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل
کرکے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے جا بجا سرداروں مین چپکے چپکے کچھ باتین
ہو رہی ہین اور دو دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی بنائی
ایک کمیدان جاتا تھا اسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری ہے اس کمیدان نے
کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری
ہے یہ مخفی اسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر نہونے پائے اسی وجہ سے دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے ہم لوگ
جاکر دروازے مین ٹھہرینگے کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی شاپور الٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا مین جاکر سرداران
دست راست کو خبر کردون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھر کر خوب
خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا
ہے فوجین دروازے پر بھیج گئی ہین دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہے
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کو بھی کو قتل نور الدہر
پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک
تو ایک چرب زبان ہے وہ سمجھا گیا اسکو بھی اندر باغ کے لے گیا ہے جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ نخوت
مست ہین سب اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دیدونگا یا
اپنے ہمچشم کو چھڑا لونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا دشوار ہے پیدل چلیے

مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی وخال سبز ورگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے
ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے کہ شاپور شیر دل مرد ہا بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا
ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے بہت کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ
فوج کو تیار رکھنا جب نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کردی کہ جد عالی تبار وجملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون اگر خدا فضل کرے
نورالدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان رکھون کہ پھر کبھی نام ذبگل ستم نہ لین
اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوئے سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا وجملہ سردار اپنے
اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین دروازون پر پہراہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانیکا قصد کرتا ہے انکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑہا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوئے سر جھکائے ہوئے جب شاپور شیر دل قریب
کھڑکی کے پہونچا اسطرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہے ایک گوہی نے آواز دی کون جاتا
ہے شاپور نے جواب نہ دیا گوہی نے پھر زور سے پکارا میان مرد ہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہے آسوقت
ممانعت ہے شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی
رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت پلائی ہین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون
سر کھائے جاتے ہو کاہکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر
شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بستی خوب گاتین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہے اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون غصہ
کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہے تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہے اسپر بھی نہین سمجھتے ہو سپاہی
نے دوڑ کر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے سنکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہے
رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تاتا بتھاری کرنے والے صرف میان کے شہدی
نہین ہین بموجب مثل کرگا چھوڑ تماشے کو جاے۔ ناحق کی چوٹ جولاہا کھائے۔ یہ فقرہ گرماگرم سنکر لوگ
اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگا کر کہا میان مرد ہے صاحب
اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہے جب تو مرد ہا بڑبڑایا منھ پھلا کر کہا میان جوان ہمکو منع
کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ
رمل کا رسالہ پڑھتے ہین انکو بھی سویرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک
و بد بھی بتانا یہ کہکے چوبدار پکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو

بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنیکے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو
خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردے کا ہاتھ پکڑا کہا ارے میان جاؤ غصہ نہ کرو تمکو کون روکتا ہے
بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے اتنے میان شاپور محل گئے کہین نہین جاؤ لگا اس پلٹن کی پلٹن کا
نام کٹوا دو ننگا لونڈے لاڑی ادہر اُدہر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان لبال
کا میانہ کنارے پر لشکر کے رد کا گیا یہانتک نوبت پیدل آئے یہان جہا ئین جہائین ہوتی ہو اب تو سب منت کرنے لگے
کہ میان مردے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہے ہمارا تمھارا چولی دامن کا
ساتھ ہے برتن سے برتن لڑجاتا ہے شاپور میوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جادوگر ہی
لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبر مو کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و ضیغم
خون آشام و رزنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو
زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہے کوئلے کا خط گردن پر دے چکا ہے آواز دے رہا ہے بیت سلطنت
سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہے
کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہے کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ بارڈھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول سے سمجھ بوجھ کر نیکی قتل کرنا میرا کام ہے جلانے مین خداوند کا نام ہے لقانے تو
کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا با شیدرے کفاران بیحیا ذنا بکاران بہر دغا ہر کہ داند زاند دہر کہ نداند بشناسد
منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ؛ کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر ؛ شاپور نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا
چلا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپڑا چشم زدن مین پانچ سات کو ہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہے
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہے یہ جو نورالدہر نے
دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش جرأت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از نیف خون من است
خانہ تاریک تنگ است نہ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانہ غوغاے من
لشکنم این بند را وقت جنون من است

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت

کے پھینکدیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک ہی مار میں اُستخوان اُسکے چور چور ہوگئے
دو ہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ؛ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایرج
نوجوان بھی لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہے نورالدہر کے جسم مین

صرف شب خوابی کا کرتا ہے نہ سر پر خود نہ جسم میں زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود نور الدہر کو دیا نور الدہر
نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہیں اب نعرۂ ایرج اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران
لشکر گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہاں شبرنگ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی
لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہے ایرج انتہا کا آتشخو شعلہ مزاج ہے نہایت
زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پر ملال میں لشکر کفار پر جا پڑا ہے خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ نہ ہوا فوراً
سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت
بیان کی مالک تو خاصہ ایرج نوجوان کے طرفدار ہیں فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر بیگانہ دست راستوں
پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا ہے اگر قدم قاسم و ایرج کا نہ ہوتا لشکر تھمنا دشوار تھا انہیں شیروں کی ہیبت
شمشیر سے لقا تھرّاتا ہے یہ کہکر بادپائے عربی پر سوار ہوے اب تو سرداروں کا تانتا بندھا ہا میان خیبری و نوشیروان
خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار نور الدہر کا
پتا اسوجہ سے نہ لگتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کر کے سامان قتل نور الدہر کیا شاپور
نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اُس زخمداری میں یکہ و تنہا عیاری کر کے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہے کہ
نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہیں بس صاحبقران آہ کا نعرہ کر کے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانوں
نے مجکو نہایت پریشان کیا ہے جو چاہتے ہیں کر بیٹھتے ہیں یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد
صاحبقران زمان کے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے
اسی طرح کہاروں نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیوں پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران اُبہت بصد
صولت و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جلتے ہیں ہم سے پیشتر سوار ہو چکے ہیں
کوئی ایسی بھی صورت ہے کہ پہلے ہم پہونچ جائیں اسسے مراد یہ ہے کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار
ہوا ہے انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے
فکر کرتے لہذا اسوقت غصے میں گئے ہیں ایسا نہو کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہیں اور ایرج نہایت آتش خو ہے
وہ اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کرے گا اگر میں پہلے پہونچ جاؤں تو ایرج کو لڑائی سے ہٹا دوں افسر لشکر کا یہی کام ہے
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہیں میری سلطنت کا مزہ انھیں کے دم سے ہے خدانخواستہ انمیں سے ایک
پر چشم زخم آئے لشکر میں سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو ترک کریں پشت مرکب پر سوار ہوں
میں جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درۂ کوہ کے راستہ ہے غلام دیکھ آیا ہے بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہوے
فوج کو اُدھر طرف سے شاہراہ کے روانہ کیا تاجداروں کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اُڑاتے ہوے چلے مگر یہاں۔

نورالدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بہ جرات لڑ رہے ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہے یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہے ای فولاد اب تک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہے اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے دم بھر مین منم منم کی صدا بلند ہو جائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہیون سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آ پہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو لڑ بھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستمانہ کرتے ہوے تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سماکھے کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا نیمچے کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سمٹ کے بازنے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہے کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہے پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسیکا ہاتھ کسی کا پاؤن اڑا دیا چشم زدن مین ہزار جوانون مین نصف کو مارا نصف کو بھگا دیا ایک سمت تبتیت صرف فرو نیان باندھے ہین سر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا لپٹ کے ہتکنی کا ہاتھ مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قروبی ماری شکم چاک کافر کا قصہ پاک ایک جانب سے تبتیت بانا ہلا رہی ہین پرے کے پرے ہٹا رہی ہین ایک سمت مرزا پہوما صاحب کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین مہندی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پا نوئین اسواسطے کہ قدم نہ پیچھے ہٹے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے اوئی کہکر ہاتھ مارتے ہین مگر نیمچے ان جوانون کے جب چمک کر گرتے ہین مع مرکب راکب چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا پٹو صاحب اس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزیدار ہے اشعار پڑھتے ہوے گویا انکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پر بہار زبان پر جاری ہین

**اشعار**

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے
گل رخسار تمھارا گل شب بو ہو جاے

کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل
تو کرن پھول برنگ گل شب بو ہو جاے

پھر زیبائش رخ گر وہ لگائے غازہ
عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے

دست رنگین سے جو تو بال بنائے اپنی ان
انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے

حال لکھکے اگر بھیجے مرا اس بت کو
یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے

یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین
جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے

عاشق چشم ہون پھنس جاؤن مین دھوکا کھاکر
دغت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جاے

ہے پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین
دانۂ تاک ہر اک پاؤن مین گھنگرو ہو جاے

| | |
|---|---|
| تل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ<br>ادپچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے | بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جاے<br>چینی رخت گل تازہ پہ اُلو ہو جاے |

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جانکی پروا نہین گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے
ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرات کے شمشاد لڑائی مین خوب
بھولے پھلے الندہور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب سردار اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار
بلند کوئی سرخرو کوئی درد مند اس اثنا مین بادشاہ جمجاہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل
لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کر کے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کرچکا ہون
کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہے بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرانی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہے پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بیجیا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا ادھر سے ایرج
بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا تجکو سوتے مین زخمی کر کے بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا
دکھاؤن خدا فضل کرے تو شل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہے ایرج نوجوان
ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا نورالدہر کا سامنا پڑا نورالدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بیجیا نے ایرج کو زخمی
کیا تھا جسطرح سے بنے اسکو مارو سر میدان للکارو ورنہ اس تاجر بچے نے آ کر قید سے چھڑایا ہے بارگاہ مین بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ
مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زہر فسیے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
فولاد نورالدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ بید ریغ کا مارا نورالدہر نے سپر بھی کیسکی اٹھالی تھی اُسی سپر کو چہرے کی پناہ
کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر بہ سر ہے ہر تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر
خون کی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارا فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گفتنی
زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی
قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ ستمانہ
کر کے بیچ مین آگیا فولاد نے ڈانٹا باش او نبیرہ حمزہ بڑا سخت جان ہے اُسدن میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر خداوند لقا نے
تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خون کا مزا چکھ چکی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون
لاف و گزاف کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گرد سپر کا اٹھایا مگر منظور ہے کہ لپیٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کر کے
مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہے کسی کا تیر شانے پر ایرج کے پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا
تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر مین اتر ا تھا کہ ایرج نے جیداری کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکل گیا مگر

قطرے خون کے رو سے زرہ با بر آئے زخم کھا کر جیسے شیر پھرتا ہے خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دودمہ
سکندری کل پایٹ کے مارا چمک کے تیغہ گر اسپر فولاد کی دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے بعد سپر خود کو
کاٹا سر اسر نکلی اور جبڑے کو تراشا سر ہو فرق نہوا سر اسکے گردن سے مانند قطرہ کا آب صندوق سینے سے مثل سیماب شیر نگاہ
کے پھاندک کر دیران کر کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد
و نفاق زمین پر آیا لاش ہیچیا کے گرنے سے ایک غریو بلند ہوا شاہ قریب تھا پکارا شہ یا سبحان اللہ نظم

| | | |
|---|---|---|
| دار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بروۓ آہ | برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی | تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے جا لگی آہن |
| داد دے کاٹ کہ جوڑ نہ کہ عناصر کو کیا | ایک ایک جز کے برابر ہوئے حصے چار | پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار |
| | | قتل ہونے سے فولاد کے کل |

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس ہوا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی
شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہے کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا ہے لندھور و مالک و بہرام وغیرہ
مع بادشاہ جمجاہ مصروف جنگ ہیں صرف ابھی صاحبقران نہیں پہونچے مگر نورالدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل
کے سائے میں گرے شدت زخم سے اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہیں دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے دو دو رقوت بازوے
نورالدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہنر برجستہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے
قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہوگیا لقا چیخا اے
بندۂ خوانی کہان آتا ہے ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کہا یکتا ہے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تیغہ تمام پر کاٹا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی الجہاد ایسے بادشاہ نے ہاتھ نکالا کر نعرہ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا
اس بیچیا نے سپر کو اٹھا دیا مگر اس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخا کر
بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوانی کو مار لو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اکھڑے
قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہوا اسوقت ایک ٹکڑا ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا
کے اٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سالق مین تحریر کیا ہے کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے
عقرب نیشزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بیچیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار عقرب
کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اترتے اترنے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی مین
خون کے دریا جاری کئی لاکھو کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جا بجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند سر برہنہ پابرہنہ
سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک کافرون کو قتل کر رہے ہین

عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحروں کی ایک گوشے میں اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہے قدرت پر یہ مصیبت ہے مجکو افراسیاب نے برائے قتل مسلمانان بھیجا ہے لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاتے ہیں تو دیکھو لے بھاگے جاتے ہیں مگر مسلمانوں سے ایسی محبت ہے تقدیر نہیں کرتے کہ وہ پتھر کے ہو جائیں مگر تو سوفت کیا پوچھتا ہے پھوٹی آنکھوں سے دیکھتا ہے اگر طرۂ پیغمبری کی خواہش ہے مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مارلے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا جادوگروں کو آواز دی ہاں دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحروں کے تیغ نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام نہنگانہ ملنگانہ جنگ میں مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہیں شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے ابر سیاہ کڑک کے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے اُنمیں سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بل زمین پر گرا اور کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہو کر رہ گیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم میں مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آ گئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب مسلمان اپنے ہوش میں نہیں ہیں فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کریں ملازمان لقا و ہمراہیان فولاد پُر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پُر ملال سے دیکھا کہ جا بجا گر پڑے ہیں تلواریں ہاتھ سے چھوٹ گئیں کمانوں میں مثل کمر ضعیف خم آ گیا مثل تیر خطا کار یا س سے سیدھے بھاگے جاتے ہیں تیر خاموش تھرا رہے ہیں گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہیں تلواریں بیدم جوہر برش کم کم خنجر دائرۂ خطا شکست کمندوں کو اُلجھن دست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی گرتا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہے کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہے اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے ان بیحیاؤں کے جوہر نامردی کھلے چشم زدن میں فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلواریں کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہے اسکے عیش و راحت کا کیا اعتبار ہے ہمراہ گنج رنج ہے مقام عبرت ہے رنج ہے ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
یار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم میں

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجوں کے نشیمن تھے مدام
کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدوں کے گذار
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سر دالان
ارغنون وار صدا گونجتی تھی ہو ستہ زار
واہ نیرنگ فلک آفریں سبحان اللہ

واہ ری تیری تنک ظرفی بلبل عزدقا
گھونسلے سقف مین ہین لکھون ابابیلون کے
ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج ہار کا ہے اور عالم تنہائی ہے

جنبیہ پڑتا تھا بہزاد و نے جو مرعکس
مسکن فاختہ ہو قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو دانکے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماتم دار

آج کل وہ لب جغد کا ہے آشیانہ وار
چیلین منڈلاتی ہین اٹھتے ہین بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و گو زن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے

یہ انقلاب اسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیرون کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مسلمانون کو بڑھ بڑھ کر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے طہماس بن عفقویل دیو پیکر قریب نور الدہر کھڑا ہے جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی کا دم نہین بھرتے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد ایک مقام پر دریائے خون بہا رہے تھے تاجداران جلیل آب شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک عقرب بلشسزن کا ادھر بھی ڈنک چلا بیحیانے ایک گولہ فولاد کا پھینکا یاراست تاجدار لڑنے سے معذور ہوئے تلوارین بیکار خود مجبور ناچار بادشاہ جمجاہ نے یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ اے خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندی تیرے بدلت رسوائی قتل ہوتے ہین نامرد ہنستے ہین بہادر روتے ہین قطعہ

اے آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی
وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی
دست من بیچارہ قوی البستہ شدہ

اے معبود لم یزل اے خالق عز و جل صفت تیری بتلاکے خاکی کیا اگر سکتا ہے قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہے تیری یکتائی پر ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار سے ظاہر صفت وحدت ہی نظم

تو می آری از لطف جوہر پدید
توبر روے جوہر کشی رنگ را
جہان را بدین خوبی آراستی
سرشتے باندازہ یک دگر

توئی کافریدے ز یک قطرہ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نیا رو ہوا تا نگوئی بیار
برون زانکہ یاری گری خواستی
چنان برکشیدی و بستی نگار

گہر ہاے روشن تر از آفتاب
جواہر تو بخشے دل سنگ را
زمین نا وردتا نگوئی بیار
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

اے ستار العیوب و دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچاے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرۂ شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا الیرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی مین راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو مشکل تمام رہبری کر کے لایا جب صاحبقران نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہے ہر سردار مجبور و ناچار ہے زمین کانپ رہی ہے شعلے نکل رہے ہین نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پاتیگل ایک جانب لندھور

و مالک و بہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین پس صاحبقران نے بغیظ و غضب

تمام نعرہ کیا نعرہ امیر | منم سرکن لشکر کافران | بہ پشیم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال | سمندون بہ پشیم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ | ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد | مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام

سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کو تل باغ مین جابجا سر ٹکرا رہے ہین امیر بھی پشت اخقر سے کود پڑا
باواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الہی پڑھتے ہوئے قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا
سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے مرنے سے چند کس کچھ ہوش درست ہوئے لڑنے مرنے
پر پھر چست ہوئے جسنے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام
باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہے کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچے پہونچا نود
شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی ہی کس کس کو
بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادہ جرأت سے مست غصے سے چہرہ گلنار غم

ہین اپنے سردارون کے مثل اللہ داد غدار لعظم | ٹھہر گیا دیکھکر یہ وہ ماہ | غیظ آیا کہ العیاذ باللہ
اک حملے مین پست ہوگئے سب | کافر بد مست ہوگئے سب | مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار

سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین
خود دوسرا ٹھہرے گر گیا ہی ساحر تو بسبب اسم اعظم بد حواس ہین بھاگتے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی بہت سے
بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا اثر نہین کرتا ایک جوان
خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال قہر بشرہ جرأت صاحب سطوت و صولت جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون
کو حضور کے قتل کیا ہے اُسپر اگر سحر کرتے ہین اُلٹا پلٹ آتا ہے اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہے سر اٹھا کر
دیکھیے ہزارہا مسلمان مثل مردے کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا
شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی طرح کا
ساحر نہین لڑ سکتا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ ناگہان ایک غل مچا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای
عقرب غضب ہوگیا اب تک تمہارا کوئی سر کوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی دیکھو تمہارے ساتھ والون کا
لبون پر دم ہی جلد اُسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا مگر جی اگر پہلے سے آگاہ کرتے ہین اسکی بھی فکر کرتا
عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہے ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے

اپنے سرداروں کو حکم دیجئے اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کریں چہار جانب سے گھیر لیں ہیں اوروں کی فکر میں ہوں حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دی کہ یا مردِ شل آج کے روز سعید نصیب نہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر عقرب بشر ن کے کچھ پھنسے ہیں چند کچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہے انکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اُس بیحیا نے ترغیب دی سلیمان عنبرین موی کوہی بعد قہر و غضب تیغۂ خون آلود کھینچ کر ٹہا کوہیوں کو للکارتا ہوا یاروں مقام عبرت ہے جسیدن د مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کر دو مسلمانوں کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسیدن بالائے فیطول پہونچونگا تقدیریات زنگار رنگ کرونگا جتنے ہماری محبت میں مرے ہیں زندہ کیے جاینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائیں تمھاری جرأت کے ذکر رہجائیں اتنے تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم ہو رہے ہیں ان بیحیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہیں مگر ان زخم سر اطہر پر آنے کے سبب خون جاری کفار للانتہا ساحروں کا انبوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہے زمین پاؤں تھام لیتی ہے اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موئے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہے کہ زمین کانپ رہی ہے ایسے وقت میں اُس بیحیا سے مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ لگا یا امیر با توقیر کی تو تلوار اور ایک کافر پر پڑی انکے دو ٹکڑے ہوئے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے میں نعرۂ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موئے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈال دیا اور چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلواریں پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیوں نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھاکر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران کا حال ابتر ہے اور زخمہائے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی اُدھر صاحبقران نے عالم یاس میں بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا اشعار

| | | | |
|---|---|---|---|
| تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب<br>درین عاجزی چون نخوانم ترا | دیگر | دعائے کنند من کنم مستجاب<br>ہر کس بہ کسے نالد و ما را تو بسے | چو از جز رہا نندہ دانم ترا<br>من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی |

اثر دعائے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا نخل ابر رحمت

بصد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صدہا ہلال ظاہر ہوکر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہائے ابرو نظر آتے تھے صدہا طائران نغمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں نظم

سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری
نکالنے نہیں دیتا یہ آرزو تیری
آج بیلاوٹ رہا ہے خوش ہے بلبل باغ میں
چلک گیا کہیں غنچہ تو آئی بو تیری
شاخہاے گل لہاتے ہیں اُڑ گیا زاغ غمین
فلک کو نالۂ سوزان سے پھونکدے اے دل

بختیارک نے تو خوش ہوکر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر تو کی افراسیاب نے کسی اوس جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یاقوتی اُٹھا ہے یا خون کا دریا جوش مار رہا ہے یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہے یا کوہ پُر شکوہ احمر ہے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ من کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ہمارے بندے خاص النحاص افراسیاب کی امداد ہے دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہے اُسکو قدرت کی مدد میں بڑی کد ہے آج خود برائے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندۂ خلص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپنے تو تقدیر کی مگر اینجانب نے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہے پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہے اشعار

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری
طلب اُنکی درِ تربت پہ ہمیں راحت ٹھہری
اُسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہے
چرخ کو کب ہے سلیقہ یہ جفا کاری میں
جان لیتا ہے ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیر سے دیر ادھر آنے میں کی ہے کسنے
مایوس میں نہیں ہوں مگر بیکلی تو ہے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن میں بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے
کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی
یقین ہے بے رُخی قاتل سے ہوگی
عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی
اگر ہے گا قتل مجھکو پھیر کر منھ

لقا نے کہا اے کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہے کس کسکا کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ میں عمدہ عمدہ شاعر ہیں علم شاعری سے بخوبی ماہر ہیں منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی میں بے مثل شاعر بے عدیل ہیں اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر یہ صاحب کامل و اکمل انسے ہمیں بھی صحبتیں رہتی ہیں انھیں کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہیں میری شاعری بھی چمکتی ہے دیکھیے اب ہوا لیا جاتا چاہتی ہے ابر قریب آیا تم تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانوں پر اب انتہائی مصیبت ہے اُنکے خدا نے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتیں کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی منشق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو

خدنگ مژہ

خنجر ابرو خونریز مشکین مو شعر زلف معنبر بر سر روییت تیرہ شب ست او وادی موسیٰ + جامۂ صبرم در کف عشقت دامن
یوسف دست زلیخا + دیگر اگر دہ کھولکر گیسوئے مشکبو نکلے + یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا اگر چہ باندھا ہوا
دریائے جواہر میں غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھوں کو گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار
آنکھوں سے گر جاتی ہے باغ میں چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو دیکھکر سنبل تو پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا
ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اُس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے لگا ریش نقش پر ہاتھ پھیر زبان پر جاری
ہوا من چہ تقدیر کردم اُس بادشاہ مالک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان میں صدائے یار باہ یا مستغیثا کچھ پہنچی
طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت بپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیر
گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول میں تحریر کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھیں اسوقت آکر پہونچیں عجب پریشانی و سرگردانی میں لشکر اسلام کو دیکھا
جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نورالدہر زخمی برابر انکے طہماس بن عنقویل دیو بپہ ور پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے
ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہیں ہزار ہا سردار سحر میں پھنسے ہیں ایک بیحیا ساحر
غدار سیاہ دل بد انجام مع بارہ ہزار ساحروں کے سحر کرتا پھرتا ہے مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہیں
ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملاتے ہیں مر رہے ہیں مگر دم جرأت کا بھر رہے ہیں یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ جانگزا
دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہیں سے نعرہ کیا یا شیدائے کفاران بیحیا و اے نابکاران بردغا منم صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم
کرتے ہی کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحروں کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہو کر جادوگروں کے سر پر پڑا کئی سو
جادوگروں کے سر پھٹ کر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکار لائے کیا
غضب ہوا یہاں مخمور کہاں آگئی نخچیار گرت تو اُچھلنے کودنے لگا کہا میاں عقرب صاحب بھاگئے اب دو سر کے
ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہیں ہے مسلمانوں کو نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو موجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است اور لقا کے دو تین بار کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہیں طبقے زمین کے ہلا دیے ہیں شیدائے جمال نورالدہر بن بدیع الزمان
صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہیں جوش عشق میں شریک مسلمانان ہوئیں دیکھو
تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم
نے جبین نگاہ تشیلی ڈالدی مست ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چہار طرف یہ صدا بلند ہوئی

**نظم**

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمھاری آنکھیں
سیکڑوں آنکھ ڈبوئیں تھیں ہی پیاری آنکھیں
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت میں
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اُس گل کو ہماری آنکھیں

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
بار آتا ہے جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
سنگریزے ہین شب ہجر سے مجھے اختر برج
وہ محاسنے مین کوئی حور لقا آتا ہے
جس جگہ جا ہو رہو آکے گھر اپنا کرلو
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہے جیسے اک خلق
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت

چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھیں
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھیں
خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھیں
دے وہ حق بین مجھے اے ایزد باری آنکھیں
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھیں
کیون نہ تجھ رائین دم نجم شماری آنکھیں
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھیں
دل ہی تم سے ہمین پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
ٹوٹ نہ آئینگی کسی روز ہماری آنکھیں
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھیں
آج دل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھیں

ایک قیامت لشکر عقرب نیشزن مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحرہ و غیر ساحر نے چشم مخمور کو دیکھکر گلے اپنے
اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نور الدہر بن بدیع الزمان و طہماس جو بہت ابتر پایا چھوڑا نہ گیا
مین سے ایک قیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف ان دونون کے پھینکا نور الدہر اور طہماس اُس قیشے مین بند ہو گئے
اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہے
کہ جھٹ پٹ عقرب نیشزن کو قتل کرون اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن
لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین ہے کہ شکست
فاش دینگے یہ سوچکر نور الدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گاتی ڈوپٹے
کی باندھے ہوئی پائنچون مین گردے ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھیں تیر
دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹھکیلی جوانی کا عالم ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دور باش کی صدا دیتے ہاہا
اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ملا کر اُسکو فرع
کیا شاہ بد اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی
دونون ٹانگین پکڑکر چیر اٹھا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکا یا برق گری گئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف
شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی ہے کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ
نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ سمجھے ہین صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے

ہاتھ پانوؤن مین طاقت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین
امیر نے بادشاہ کو گھوڑے پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانون
مین طاقت آتی جاتی ہے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب پہونچایا
ہے یہ شیر کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہے اُن نامردون پر بڑا غصہ ہے فولاد فولاد شکن کو پہلے ہی واصل
جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہے وہ سب بیحیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے
پر آمادہ ہوش مین سوار نہ بمادہ علمہ زنگاری کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھا کے گئے جس طرح سے بن پڑا لاش
کو فولاد فولاد شکن کی اُٹھایا ایک کھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہے بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے ہاری آمادہ گریز صدا ہے بریز بریز کبھی الامان
کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینہ پہ چھین
پر بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا کہ دیگر نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب
شاہزادہ داراب کشور کشا فرزند حمزہ عرب بقہر غضب ایک جانب صف در وصف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن مصروف
تیغ زنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب نقش صف دشمن کو پراگندہ کر رہا ہے لقا نے تو ادھر
شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن
پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گستاخ بے حیا تو نے شہنشاہ افراسیاب
بادشاہ طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا ایمان بھاگ کر آئی ہے تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہے اگر جان عزیز ہے
تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دون گا ملکہ مخمور سرخ چشم نے ڈانٹا او ملعون یہ میدان جنگ ہے
کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا دم نکلے سر بھاگا جاتا ہے
کیا خوب مذہب ہے مبتلا بلا دہ بے ادب ہے یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نیشزن نے گولہ فولاد کا
مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا مجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دانتون کی چمکی برق جہندہ
گری گولے کے ٹکڑے ہوگئے وہ ٹکڑے اُسکے ساتھ والون پر پڑے بس ساحر واصل جہنم ہوے نخل بغض و حسد سے
یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے تیغ نکالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار
ہوتا ہے وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون کو روتا ہے اُسنے تیغ مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت
احمر کی تھی تیغ کو اُسپر روکا تیغ بھی بیٹھ گئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے نیمچہ سحر کھینچا گویا
ڈنک بلا یا ہاتھ ملکہ مخمور پہ دارا ملکہ مخمور نے نیمچہ طلائی کمر سے کھینچکر بجائے سپر چھڑی کی پناہ کیا قبضہ تو تیغ پر ہو چکا
جوہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین نیمچہ اُسکا ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے

چہرہ دکھایا مثل سپہر چا ہار دگردان ہون مگر محمور سرخ چشم سے کب پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار
کہکے ملکہ محمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند کیا نیمچہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سر کٹی عقرب نیشزن کے
دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن
مین ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بھاگتے محمور سرخ چشم
نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو محمور پلٹی کہ جا کر نورالدہر اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ پھر شیشہ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے
ماش کے اور چند دانے رائی کے دہان پاے ہوش اُڑ گئے کہ لے محمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحر ان دونون کو
اُٹھا کر لے گیا بہ تعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ مین چھوڑو اسی جلسے کی
داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا حملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر
نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہا کی شکست کھائی تھی ہیجیان نے فوراً نامہ متضمن
قتل عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہے اور صاحبقران زمان جب لشکر
مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نورالدہر کو نہ پایا شبرنگ بن عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس
کا نشان نہین ہے شاید زخمداری مین عیاران لقا نے گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا محمور
سرخ چشم کا ملاحظہ کیا تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مارا لقا جسوقت تک
باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نورالدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا
ہوا غلام نے جو نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم
کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخمداری
کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوئی

**دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ محمور سرخ چشم کا تلاش مین نورالدہر کی جانا اور**
**برسرہ کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نورالدہر کو چھڑانا اور گلریزی**
**خامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ محمور**
**سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا برائے فتح طلسم جمشیدی**
**کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح**
**ہوتا ہے و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نظر ناظرین سے نہ**
**گذرے ہونگے یہ مقام عبرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو**
**ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہے اس حقیر کو بدعائے خیر**

یا دکرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے اُٹھا ئین حظ اس شر نایاب سے

## اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ذیوقار
شراب طلسمات کا دور ہے
لبالب پلا ساغر زر نگار
فقط عنصر مے کا ہے یہ طلسم
ہے جوبن پہ بنت العنب آجکل
ہر اک رند کرتا ہے لڑنے کا عزم
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود
کہ مستون کو ہے نشہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدارا وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہے اب جوش مین

پلا ساغر بادۂ لالہ زار
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
کہ ہر چشم مخمور کو انتظار
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ پھیلی ہر رند و نمین جنگ و جدل
ہر شمشیر بران کہ موج شراب
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہو نٹھون کو چاٹے مدام
زلال تو لاکی ہے جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نہین ہوشمین

عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
چٹکتا ہے جیسے طلسم سپند
نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہے باغ مینا دمے پر بہار
یہ میخانہ ہے یا کہ میدان رزم
سپر کاسہ ہاے مے لاجواب
ہے آواز قلقل کہ جنگی خروش
کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
مجھے چاہیے ہے وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہے تو اے ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

## غزل تصنیف شرر

خوش ہو نہین تم گالیان دو ور مجکو ہنسکے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
دس شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانیکے لیے
بس بوسے وصل کی شب لیکے مین گو یا ہٹا
کہ رہا صیاد ہے اُس دم گردن کا ذبح مین
دس برس کے بعد خنجر کا کرو پورا سوال

کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
ہنسکے بولے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
ہان خزان نے کر دیے ہین قعر خار و خس کے دس
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس
دس تو ہین ہان انکے دیکھو اور ہین بس دس کے دس
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب قفس کے دس
دید وا سکو آج بوسے ای صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک گوہر سبز فرار دیگر بصد کر و فر اس راہ پُرخطر طلسم کو یون طے کرتے ہین ببیت سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ کہ وہ فریفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشتر ن کو قتل کر چکی اور اپنے تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور الدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پُرخار و صحراہاے راہ ناہموار کو کس مصیبت سے طے کیا صرف اس امید پر کہ یک نظر ے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بد حواس نہو یہ بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نکر ڈالی بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بیمثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والا تبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خدا وندا اُس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز بد نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا ولولۂ جنون غم سی کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون جہان ڈالا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی

## غزل

وحشت الفت گیسوے رسا کیا کم تھی
کھینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی

چاندنی کی ہین خوب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی

بیچ مین آکے نسیم اور وراثنا زہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی

کسلیے ہجر مین ہین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی

کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
نشنے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی

تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین سیر کے ہوا یار بھی آکر جو شریک

رنگ بلبل کے اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون آپنے خنجر کھینچا

داغہاے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
ساقیا می کے جو دو جام پلائے مجکو

ورنہ عالم مین مرے رہنے کو جا کیا کم تھی
کیون پھری آکے مرے سر مین ہہ ہنگی

نشین وصل کی کیون یار سے کرتا جلکے
قید کر نیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی

بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوھزار
ایک قتال جہان اُنکی ادا کیا کم تھی

چشم فتانین جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی

وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع ہوا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی

سبت پہلے سے ہی ہین مری ہوس کیا ہمین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعار سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہو غرائب باختہ ہین عقل کے
ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اٹھا لائی ہو اس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہے
یہ سوچکر وہ ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مار دشکئے ہی بقہر و غضب نعرہ کیا ارے تم کس کا
سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلتر ناگ
جادوہ دونون بہنین ہو اپر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کرلے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے
لگی آنسو پونچھے انگلیون پر کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی فضاے کار گلرنگ و جلتر ناگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین ایک کوہ فلک شکوہ
پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلتر ناگ طہماس کے تیغ ابرو کی گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو
اس پہار پر اتارا فرش بچھایا زخمون کی پٹیان مرہم کی چڑھائین ان دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے
ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین پایا طہماس بن عنقویل دیوپردہ نے دیکھا ایک لونڈی بصورت مہیب میرے قریب
گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوئی ہی دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہی حیران حیران دیکھنے لگے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلتر ناگ تو بہت
خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہی مین کیا کسی بات مین تمسے باہر ہون
رات بھر تجھکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤن دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری
معشوقہ خوش اختلاط ہی ہمیان تو انکار صاف ہی طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے
اب وہ دونون تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منہ سے حرامزادیون
کے بوے بد آتی ہی دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب یاد ملعونہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہی
جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے خنجر پکڑ کے اٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی
منت کبھی خوشامد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل
کر ڈالین کشاکش سے نجات پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا دیکھو اگر ہماری خواہش دل پوری
نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او حرامزادی مین اس شیر کا
نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دونون واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نور الدہر
نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور اڑتی ہوئی آتی تھی اسنے جو نور الدہر اور طہماس کو دیکھا کہ
زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دم مین سے نعرہ کیا

خبردار مین آپہونچی جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا ہنسکر آواز دی بھیا طہماس خطا
معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر
دفع کردیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحب اپنی بہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جو یہان کھائیگی
آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہے
دیکھو اس لکاتہ کے سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار کلمے
راز و نیاز کے ہوئے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا گلرنگ کو
کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو گلرنگ جادو و جلترنگ جادو نام تھا
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے گھبراکر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر ہونچین
باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برائے نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت
مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اُسپر ہاتھ اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا
ہوگا شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا
سحر مین میرا کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھا لاتا تھا کچھ پہلے سے نامہ و پیام ہونگے
نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو بگڑنا نورالدہر کا اچھا
معلوم ہوتا ہے بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ
ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکراکر کہا
کیون میان لم قدے تمپر کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین
سنتی تھی تمھارا ہاتھ جوڑتا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھڑکیان جھڑکیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا کہنا بھی ہے
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلترنگ بجانا خود قبول کیا طہماس نے کہا بس بس
مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ اُسی مین
ہنستے ہوئے باتین کرتے ہوئے کوہ سے اُترے ایک درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نورالدہر نے کہا اے ملکہ عالم
لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ دن بہت کم باقی ہے اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت
پہونچنا ممکن نہین لیکن آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس
جاکے دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے روانہ ہوئی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقول دیو پرور مسلح و مکمل درۂ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے

ابھی ملکہ محمودہ پلٹ کر نہ آنے پائی تھیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم
نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمداروں کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے
آراستہ خود کلان سر پر زرہ زیب جسم النور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی ردا روی میں آتا ہے اُس کوہی کی بھی نگاہ
پڑی کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہیں اس کوہی کا مینخوار کوہی نام ہے برای
مدد لقا چلا ہے اُن جوانوں پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو اس صحرائے ہولخیز میں یہ دونوں جوان کیوں
حیران و پریشان کھڑے ہیں نام بھی دریافت کرنا مینخوار کوہی کا عیار قریب نورالدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر
حیران ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا مینخوار کوہی رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہیں
آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے ہیں نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیوپرور کسی وجہ سے یہاں
آئے ہیں تو کیا قاضی ہے کہ نام و نشان دریافت کرتا ہے جہاں جاتا ہے جا اور اگر کچھ ارادہ ہو تو آ عیار تھراتا ہوا
بھاگا مینخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہے اور دوسرا طہماس بن عنقویل
دیوپرور اُسکا رفیق قدیم نہیں معلوم اس مقام پر کیونکر آ گئے ہیں پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہیں مگر حضور آپ فرماتے
تھے میں پہلے پہل برائے قدمبوسی خداوند جاتا ہوں برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہیں ہے آپ کے بڑے صاحب اقبال
ہیں یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہے اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا بد قدرت میں ہتھکڑیاں
پاے خداوند میں بیڑیاں پہنائیں بڑی بڑی ستم ریان دکھائیں مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے
بندگان سرکش کو غارت نہیں کرتے ملکہ مشہور ہے کہ قدرت کے پیارے بندے ہیں مینخوار کوہی خوش ہوگیا کہا اے
شاطر حقیقت میں کارخانہ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہیں ہم لوگ بیوقوف ہیں راز و نیاز کب سمجھ میں آتا ہے
یارو گرفتار کر لو یا تم لوگ ٹھہرو میں جا کر دونوں کو اُٹھا لوں مشکیں باندھوں سب نے کہا حضور ہم بھی تو آ ہیں
تشریف نہ لے جائیے غلاموں کو ملتزم نہ رکھیے مینخوار کوہی منع کرتا رہا الینا الینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ گھٹا کفر کی
آتی ہے عرض کی حضور ملاحظہ کریں میں انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہوں ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان مینخوار
کوہی آ پڑے طہماس بن عنقویل دیوپرور نے ساطور سے کوہیوں کو جہنم داخل کرنا شروع کیا جسپر ساطور
مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ
پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت میں نورالدہر کے حاضر کیا نورالدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ کرتے ستمانہ
کرتے قریب مینخوار کوہی کے پہنچے طہماس نے اتنی دیر میں کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا
گھیر کر مارا اگر گردن دو سوار دونوں چور چور کسی کو ٹھوکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی ادھر ٹیسر کی چلتی ہیں تین

چار چار سوار تلے اوپر گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جو برابر
منیخوار کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر زنجیر مین
ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین منیخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی
اے شہریار الامان نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نورالدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا منیخوار بصدق دل
مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی
سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ حاضر ہوے اب منیخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کچھ مجملاً حال جنگ فولاد و فولاد شکن اور آنا جادوگرنی کا بیان کیا منیخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ ستادکرو
فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشمزدن مین سامان
عیش و نشاط مہیا کردیا شاہزادہ نورالدہر نے کان مین منیخوار کوہی کے کہا کہ ایک خیمہ بطور تخلیہ پہلوی بارگاہ مین
آراستہ کرادو منیخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شاہزادہ نورالدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے
قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم دو تین کوس پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہری ہین
کچھ تیلیان ماش کے آٹے کی تیار کررہی ہین منظور یہ ہے کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ کی ترتیب دون
کہ بعیش و راحت بسر کردن کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم اے
شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کردیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط
اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین مہیا کردیا ایک کوہی براے بدرنقا جاتا تھا وہ
مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہے مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو
بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہے مین غرق زمین ہوکر
چلی آؤنگی نورالدہر و طہماس بارگاہ منیخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین
سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول
مردنگ وغیرہ سے بہ تکلف تمام سجا ہوا منیخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہے
اُسنے عرض کی چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو اُنکو بھیجدون نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزون کو بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت نہ پائینگے
ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہینگے منیخوار کوہی نے کہا
بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت کے واسطے جب ہنگامۂ عیش و نشاط
گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا نورالدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون

کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریائے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بجائی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچہ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشکبو آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشمہ کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ یارے بر خورد از وصل یارے

دیگر

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیائے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارون کی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلائے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منہ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدۂ دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیدائے یکدیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم گلچینی گلشن حسن کی کر رہی ہے کبھی شرما کر سر جھکا لیتی ہے کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہے کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہے مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا بھیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تو تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہے سمن رخ نام ایک کنیز بھیجی ہوئی مینخوار کوہی کی نہایت طرار و فرار ہے خود بھی ماہ رخسار ہے حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہے کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھا کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہے اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکۂ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہے اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہے اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہے اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہے اب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام مے گلفام نوش فرمائیے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون بوا سمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچ عرض کی داری نوج در گور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی

ایک تنوسی بھی کہی مجہ بدصورت کا اُنمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہے وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا تمکو اُنسے ملائے دشمن رخ پروردگار کسی کے بھی سنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی خفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت سے کلیجہ پھٹتا ہے اُنکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہے اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہے وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھلے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے اُنکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ذرہ جہان ٹھور وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا **نظم**

| | | |
|---|---|---|
| الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا | کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا | شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل |
| کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا | | |

اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نور الدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے

| | | |
|---|---|---|
| زبان پر جاری کیے **غزل** | آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا | مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا |
| میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا | گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا | آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار |
| پتلا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا | طفلی سے تا بہ مرگ ہا دور جام ہے | عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا |
| ای بحر جوش آج تو چل موتی جھیل پر | الٰہی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا | پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار |
| ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا | دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر | دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشا شراب کا |

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے فلک کو یہ خیال خبر دل سے دور گزک بیچ مین سے اُٹھ گئی گزک لیان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہوگئے **اشعار**

| | | |
|---|---|---|
| وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال | اگر اُن پہ بوسے کا گذرے خیال | یہان تلک تو نزاکت مین یگانہ ہوا |
| جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا | | |

اگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہو مگر رات جلدی جلدی آنکھون مین کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہے ملکہ فرماتی ہین لو شہر یار وہ بجگئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف

احسان

آسمان کیطرف دیکھتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ابھی تو بہت رات ہے برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے خداوندا شب مثل گیسوے جاناں دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھوں بقول شاعر پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ؛ جی چھوٹ گیا البساقی کا جب تین پہر پر تین بجے ؛ یہاں تو یہ کیفیت ہے عاشق و معشوق کی صحبت ہے مگر وہاں میخوار کو ہی نے اپنی بارگاہ میں بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہے طہماسپ کو ناچ دکھا رہا ہے جام مے ارغوانی چل رہا ہے جوانوں کا حوصلہ نکل رہا ہے ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن المعرطنے کے دن اپنے فن میں کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہے اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم

## اشعار

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کر دی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تاباں پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہے اہالیان محفل کو لبھاتی ہے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

## غزل

نشان گوریوں غیروں کو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا

جو راہ عشق میں گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو میں ٹھوکریں کھاتے تو بہتر تھا

جو کچھ تھی دل میں میرے اُنسے تنہائی میں کہہ لیتا
اکیلے راہ میں مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا

مرا دم حسرت دیدار سے آنکھوں میں اٹکا ہے
جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا

خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی
کہیں ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا

نہایت تنگ ہوں دل سے قباے یار کی صورت
مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا

بتوں کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا
ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا

نہ لو راہ عدم بعد ہم بھی چلنے والے ہیں
ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا

عیاں ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسو اسطے کہوے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اترانے تو بہتر تھا

گریباں چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت میں
کہیں ہم تنگ ہو کر گھر نکل جاتے تو بہتر تھا

تڑپنا نزع میں میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے
مرے بالیں سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا

نہیں یوں ہجر میں کرنا تھی اپنے حال کی انکو
زمین و آسمان نالوں سے تھراتے تو بہتر تھا

نہ جاتے پاس انکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے
کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا

بلا کر مے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغاں زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا

اگر دو چار آنسو ہجر میں نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج انکا یہ ہے جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچہ خاطر

جو یہ ہوتا تو افشا راز دل ہوتا نہ غیرون مین
سحر تک شام سے کین وصل کی شب نشتین انکی

ندامت پر اگر اب پاس بخشش تھی گناہون کی
مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا

تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
مرے نالے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا

ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کوہی بھی عاشق مزاج ہے طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا اے ستم زمان اے طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ رہی ہے دل چاہتا ہے چند ساعت کیواسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین اس حور مثال کا گانا سنوائین رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہے تا بھیرون انکے سامنے اُڑے طہماس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہے آنا دشوار ہے مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جا کر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہے شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پہ عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رخ کو وازدی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہے سمن رخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جا کر باادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہے فقط حضور کے نہونے کی کمی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوئے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہے بس اب یہ ہے کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہے مسکرا کر کہا تم جا کر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کر بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا بھلا اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود زلہ مین سر پہ ڈھلکا ہوا زلفین جلیبی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے

جاتے گئے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوئے ہین لباس ہین بھینی بھینی بو انگڑائیان
لے رہے ہین حسن آرا نے اُف کہکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ
غزل عاشقانہ شروع کی غزل

دار فنا مین ایک بھی اپنا نہین رفیق
کیا کچھ خفا ہوئے مرے جان کیون کہان چلے
بلجہد وسنگا سر بن کا تکے قاتل کے پانو تیر
رگڑا ہے گل کی پانو مین بیڑیا چلے
جوبن پہ اندنون ہو گلستان حسن یار
ہم کیا چلے جہان سے ترے قدردان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہو دشنام عندلیب
تربت پہ آئے کہائے ہوے استخوان چلے
یون لکھدو ہا ہو کلک مری آہ کا الف

کی خوب سیر باغ کی ای باغبان چلے
سب دوستون کا خوب کیا امتحان چلے
جکو یہ اُنکی بدمزگی کا خیال ہے
مدنظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے
یار رہا پاس چمن مین نہ باغبان چلے
اے دوستو ہین مرے لاشے کو سونپ دینے
سچ ہے کسی کی ہاتھ کسی کی زبان چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال ای قلم
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے

سایے مین بیٹھے پھول مرے شادمان چلے
آتے ہی تیری بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوئے
جاتا ہین کہین وہ کہ نہین سکتا کہان چلے
ہے چمن بہار مین چھٹتا ہے بلبلو
اب فیصلہ ہی چھوڑکے تو نیمجان چلے
اے درد ہجر یار کھٹکتا ہے سب کو تو
کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
ہین کیا سگان کوچۂ دلدار خود غرض
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
اُس غزل کو گاتے گاتے نور

لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا جھٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس سو طرح سے بتانے لگی محفل رہی ہے دونون
سازنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کامل و اکمل ٹھیکے باندھ رہا ہے ادھر ساز کی کیفیت
اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہے سنبھالتی جاتی ہو کبھی سینے پر
ہاتھ رکھکر جوبن بیٹے جاؤ کہکر بتاتی ہو قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہو اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی
بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پہ پڑی ہے اسیر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم
ہوتا ہے انگلیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے
آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہوکر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
دلولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا آگ برمی پیکرنے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے
چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اسیر جو بیٹھے سایے مین دیوار

دل سے وارفتہ ہیں تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مر کر بنے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہوں تو نظارے ترے رخسار کے
تو سن افسانے سنے جو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اسعد تو قابل تری دیدار کے

قدر ہے تا حشر بالا زلف شبگوں ہو دراز
اک جہاں ہے آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقوں سے ہو چکے انداز ناز
نرگس گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں رفتار کے

ہمسری سنبل کو انکی زلف سے زیبا نہیں
یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہیں
نونہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں
سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزاں ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کار
ہمنشیں عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان و دل جگر ہیں تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمیں سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہیں اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوئے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار
خال لب جب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساروں ستاروں کو سپند
نور کے سانچے میں ڈھالا ہے خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہے دو چند
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طرے کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حسن کے مذہب میں فرض پنجگانہ عشق ہے
عارضی الفت نہیں یہ جاودانہ عشق ہے
اور لوگوں کو یہ انداز زمانہ عشق ہے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اٹھ گئے سائل جو ہوں دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہوں
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہوں

یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن ہنستے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کار و بار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بار ہا
متحفہ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بار ہا
باغ مین پی ہی شراب اُس کجکلہ نے بار ہا

چھیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

ادہر یہ شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے
شاہزادہ حسن آرا کا گانا سن رہا ہے مگر قضاے کار وہان ملکہ مخمور سرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی
کہ منیجہ اسکو ہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم بہت ناگوار ہوا
غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرماگئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے
ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ مخمور سرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اچھا صبح تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا
ناگوار ہوا مین انکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل
بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہرچند کنیزون نے روکا نہ رکین مگر دل مین تو انتہا کی محبت ہے خیال مین گئی
کہ دیکھو تو آؤن کہ یہ جوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر جلوہ فرما ہین
اور ایک کسی دامن پکڑے ہوئے بتا رہی ہے اور اُسوقت نور الدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے
موتیون کا مالا دیا ہے وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہے یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب منہ نہ دکھائینگے اب نا ہم
بیکار ہیں شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک کام کے آیا تھا یہ
ابکار شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوئے آگے بڑھے طہماسپ نے آواز دی ہان ہان ملکہ عالم
یہ خطا بسیری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا اولم قدرے تو تو ہمیشہ سے کتنا ہم جانتے تھے
سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آئندہ کس کو اچھا سمجھا جائے
یہ تمہارے ہی قصور برپا کیے ہوئے ستم کیا گر دیہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی ہم جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات

بیوفا ہوتی ہو آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے
وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہو بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہے ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ
بد نصیب کو ناحق بدنام کیا مگر موجب مثل خود کردہ را درمان نیست ۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردہ دنیا سے
اٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ عجب طرح کا جلسہ ہے یہ مقدمہ واقع ہو رہا ہے
کہ آگے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طہماس کے منھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہے کہ پانیچے ہاتھ مین چھوٹے
ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلگون پہ بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین انپر غصے مین اداسی
اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہو کہ صدف کا منھ کھلا ہے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطہ تقدیر نے
چہرے پر آراستہ کیا ہے دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار رہ گئے ہین غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ
سے نہین نکلتی ہو نور الدہر بن بدیع الزمان تعقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہو
میری خطا کیا ہے طہماس بن منجوار کوہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی
ہو مگر پنجہ نگارین اٹھا کر منع کرتی جاتی ہو کہ بس بس لبلی وہ باتین نہ بناؤ میرے قریب آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی
اب ہماری قبر پر آیئے گا فاتحہ پڑھ جایئے گا زندگی مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہے جسکو موتیون کا مالا اپنا یاد ہو
تو موجود ہے جا کر جلسے مین بیٹھیے دیکھیے وہ آپکی جیتی گھبراتی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہو آخر کی
چاندنی ہو فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہو ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے
ہین دن سے بہتر روشنی ہو اسی حال پر ملال مین ملکہ مخمور سرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہو سحر سے طاؤس
بیابانی پر سوار ہو چکی ہو قصد ہو کہ اڑ کر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن
تھام لون اور آواز دی کہ اے ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤ گی اور ہمارا کہنا نہ مانو گی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہ کہکر
نور الدہر نے تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھی اس وجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا اضطراب اے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی
نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان
آرام دل مشتاقان آج رات تمنے کہان گنوائی ہو ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آ کر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت
بیقرار ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہو شیشہ آلات سے
آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہو اسپر ایک جوان تاج شہریاری بسر جامہ قبا
شہنشاہی ببر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن اکے جواہر نگار کمر مین
دو سب ندو پر پڑے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اسپر جال مروارید بے بہا کا نشست
شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اسکے مگس رانی کر رہے ہین پائین مجلس ملکہ مخمور

کو آواز دے رہا ہے اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری اسطور سے کہتا ہے کہ سُننے والے کو صاف
ثابت ہوتا کہ یہ قدیم آشنا ہے آج کوئی بات ایسی ہوئی ہے جس سے غصہ کر رہا ہے یہ جو ملکہ محمور نے معرکہ جان گزا دیکھا
قلب تھرا گیا ایسے کلمات ناشایستہ کبھی کا ہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان
آواز دی وہ بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہے اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا غصہ ہے جلد آؤ آخر انتظار کی
بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سُنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان
تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ ماجرا کیا ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اسکا معلوم ہوتا ہے اہل طلسم
تمام بین بین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف
تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہے کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھرتھر کانپ رہا ہے
مگر محمور سرخ چشم جو باہر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا واضح ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختون پر جانورون
کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولا آہن سحر محمور سرخ چشم
کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور چاؤن چاؤن کر کے وہ محمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ مین یہ عنقا کی طرح
جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر محمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی
محمور پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین محمور سرخ چشم نے
کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منھ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین ان شعلون سے طائر جلتے
ہین وہ تاجدار پکارتا ہے اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک نہ کرنا مین آپ تنہائی مین
سزا دونگا میری خطاوار ہے اعدنہ زیادہ محمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر مین ایسی
کامل ہوتی تو وہ جانور پوستان کاٹ کر پھینکتے ہر چند کہ محمور سرخ چشم نے بتعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے
نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار دہ ہزار جانور ہے مگر محمور سلیمان وار اُن طائرون
کو تسخیر ہی کرتی جاتی ہے جلا ہی رہی ہے کبھی کارد سحر کبھی پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین
مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لمحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر جسکی دانہ یاقوت احمر کا
نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین موقوف کرتا محمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے
قصر پر برقین گرا رہی ہے قصر کے برج اور دیوارین گولے مار مار کر گرا دین کبھی کڑک کر کسی غلام پر گری طمانچہ سحر پڑھکر مارا
سر اُسکا اُڑ گیا نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر محمور سرخ چشم کی روتے ہین
کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا
ہوتا ہے جھونکا ہوا سے تند کا چلتا ہے لشکر والے [illegible] ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے

دوڑ اٹھتا ہے خبردار تم میں سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کردونگا لاشوں سے میدان بھردونگا نورالدہر و طہماسپ و منجوار کوہی
اور کل لشکر ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں بلکہ جھونکوں سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہیں گھوڑوں نے
اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑیں مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت میں پھر رہے ہیں کبھی نورالدہر منجوار کوہی سے
کہتے ہیں اے بہادر یہ تاجدار ملعون بیحیا کون ہے یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمھارے ساتھ اُترے تھے یہ کوئی علامت
نہ تھی یکایک کہاں سے آگئی منجوار کوہی کہتا ہے اے شہریار زمین میں نے کبھی ایسا شعبدہ نہیں دیکھا میں خود حیران ہوں خدا کرے
مخمور سرخ چشم کو بچالے نہیں معلوم یہ کیا طلسم ہے مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازموں سے
جنگ کر رہی ہے تماشہ گمر رہی ہے زمین ہلا ہلا دیتی ہے کسی پر دانہ یاقوت کا مارا کسی کو نیمچے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھکے
ہلاتی ہے چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہیں مگر اُس تاجدار پر کوئی زوال نہیں آتا جب ماش کے دانے پڑھکے پھینکتا ہے
ماہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش میں چھپ جاتی ہے مگر باران سحر برسا کر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہے
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہے مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ والوں کو اُسکے خاک میں
ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور منجوار کوہی و تمام اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کیواسطے بیقرار اور اضطراب
نورالدہر طہماسپ سے فرماتے ہیں اے طہماسپ شاید یہی افراسیاب جادو ہے جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی
اور مجھ سے کہا کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے معلوم
ہوتا ہے اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ
ہو گیا مجکو جلانے کو اُس بیحیا نے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماسپ کہتا ہے اے شہریار زمین نے بھی تو کبھی افراسیاب
کو نہیں دیکھا خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پنجۂ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے اپکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس
صحرا میں اُترنے کا بیانا ہوا ہر مرتبہ نورالدہر بن بدیع الزمان تیغہ خاراشگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہیں نعرہ پر نعرہ کر رہے ہیں مگر وہاں تک نہیں جا سکتے طہماسپ قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوئے
مثل دیو کے جھوم رہا ہے قبضۂ ساطور کو چوم رہا ہے کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہیں بڑھتا جھونکوں سے
ہوا کے لشکر میں تلاطم ہے فریاد و الغیاث کی صدائیں بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والوں کو اُس
تاجدار کے مار کر نیمچہ ہاتھ میں جیسے اچھا پھکیت لڑتا ہے دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے
تھے خون کے تمام لباس پر جمے ہوئے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر
اُس تاجدار کے پہونچی اُس بیحیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سر کو ہاتھ سے جھکا دیا کان سے
بجلی نکال کر پھینک ماری سی برق بنکر اُس بیحیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون میں
تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے محل نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم

زمین پر جم گیا اُس حال مین محمود نے بڑھکر نعرہ کیا اور بیجا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان گزان یہ کہکر تیغہ مارا اُس بیجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اس ہنر سے آگاہ نہ تھا سرو سر بہ حواس ہوا تیغہ محمود سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو تیغہ سر پر جھکا تھا یا ٹنگڑیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہے قہر تعجب و حسد گراد یا کس لطف سے لڑی ہو کیا تیغہ برق مثال ہو کیا جاہ جلال ہے

نظم

منھ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری　اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہے
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا　تو دو قاش زمین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہے
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے　بلکہ یہ تعریف تو برش کا اُسکے ننگ ہے
آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک　امتحان گر کیجیے اسکا تو اک چورنگ ہے

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ محمود سرخ چشم نے اُسکو قتل کرکے چاہا سنبھلون لاشہ اُس بیجیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو انی پر کیا صدمہ گذرا ہاے کا نعرہ کرکے تیغہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھیے اُلٹی دیکھا آندھی سیاہ چلی کوہ پر دھنوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ بنگئے وہ صدا ہاے ہاے ہوآئین بجلیان چمکین دھنوین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ ہا لیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ دراز کے وہ شور و غل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا جب آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک بعی کے صحرا مین سب نے اپنے کو پایا جیسے زمین پر پڑے ہین بارگاہ مین سرنگون طہماس و منیخوار کوہی شاہزادے کے قریب کھڑے ہیں ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب و غرائب دیکھا عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نور الدہر نے کہا سمجھائیو وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہوگئے ہاے محمود سرخ چشم کو کون لیگیا طہماس مع منیخوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمہ پیچ در پیچ مین کیا دخل دے اس صحراے ہولناک مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوے گریبان سحر غم مین شاہزادہ نور الدہر

بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چارجانب سناٹا رنگ صحرا دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات وافسوس بلند کر رہے ہین پر دن سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل حیران رنگ چہرۂ سحر فق ہر ذی حیات کو قلق

## اشعار مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیان — ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود — فلک ہو گیا سرخ روے کبود
اداسی سی ہر سمت کو چھا گئی — کہ صبح قیامت نظر آگئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم — چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی — تلاطم ہین سبزے کے دم پر بنی
ہوئے سرنگون سب نشان اختری — ہوئی آمد خسرو خاوری
لگے ہونے غازۂ خون مہر — کہ رنگت سے تھا سرخ جیسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار — تزلزل مین تھا جس سے لیل ونہار
سراپا تھی خورشید مین تھرتھری — طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج وغم — سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اڑاتے تھے ذرے سرون پر جو خاک — سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہو گئی — گریزان نسیم سحر ہو گئی
گلون نے گریبان کیے تار تار — کھٹکنے لگے دل مین غنچون کے خار
نہالون پہ تھی صاف پژمردگی — اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے — نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہاے چکور — سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان — کہین مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل — پریشان ہوئے دشت وحشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار مین — تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
غم کیا سحر کو مصیبت ہوئی — کہ معشوق و عاشق مین فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہین کہ دیکھا شیر ناگ بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ ہے کوئی کرتا ہے

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نور الدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہی شبرنگ دوڑکر قدمون سے
لپٹ گیا کہا اے شہریار خیر تو ہے آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوے تھے یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا
اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہے لشکر مین ہاے واے کا کیون غلغلہ ہے نور الدہر بن بدیع الزمان
نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا
بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا اللہ ضبط فرمائیے حال تو مفصل سنائیے نور الدہر نے ہاتھ کلیجے پر
رکھکر کہا اے برادر نگار باف و جلترنگ جادو مجکو اور طہماس کو اُٹھا کر لائین طالب وصل ہوئین عین وقت پیہم
آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچین دونون کو مار زیر کوہ آترے
اے بھائی بیان کو طول کیا دون منیجوار کوہی آیا مجھسے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے
ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا لوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اُسمین نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور
سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین
اُس تاجدار کو بھی قتل کیا اے شبرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے اندھیرا
چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آ گئے مین اپنے یوسف
گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہے گلا کاٹ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا اے شہریار
طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہے اپنے کو کیون ہلاک کیجیے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاء اللہ
غلام پتا لگائے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا اے برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکۂ قیامت خیز
کو دیکھتے ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے اے بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے
مخمور سرخ چشم مخفی ہو گئی مگر بقول تمھارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحراے ہولخیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر
مر جاؤنگا منیجوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو خود لشکر مین قرنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین
نور الدہر بن بدیع الزمان کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہونا انہین جاتا رکاب سے پاؤن
نکلا جاتا ہے طہماس نے آکر ہاتھ تھاما مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اُڑاتے طرف
صحرا کے چلے لیکن بموجب

## ابیات

| | |
|---|---|
| دشوار ہر اک قدم کا چلنا | آسان نہین یہان سنبھلنا |
| کہتا تھا بجبر رو کے ہر گام | اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام |
| طاقت بیتاب ہو گئی ہے | تسکین خراب ہو گئی ہے |

اے شوق کر اب تو دستگیری عاجز ہے شباب مثل پیری
ہے سر پہ وبال دوش اب تو کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
اے طاقت رفتہ آ خدارا دل توڑا ہے ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہے گردش فلک سے رنگ اُڑتا ہے درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہے گردون مجھکو پھرا رہا ہے
شادی سے جو ہے بگاڑ مجھسے غم کرتا ہے چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوزِ فرقت سے جل رہا ہون حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا وہ شے ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہے زور ناتوانی سر پر ہے سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسے غرض ہے تپ ڈرتی ہے جس سے وہ مرض ہے

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل مین مصروف ہو دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہونچے صرف اُس پر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہے آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گینڈے سے کود پڑا ساطور بکریٹے ٹہلنے لگا ہاتھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین جھکڑون سے بار اُتر رہے ہین کارگذاران عیخوار الوہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لب کوہ واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بدصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو نوبی تا قیامت زشت روئی پرد خشم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود آ آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہے جو یہان لشکر اُتارا ہے نمل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہے جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین جا کے اُترو ورنہ ایک ایک کو نذر اے معقول زنگی جس مقام پر طہماس کھڑے تھے یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی اے مرد سپاہی کیا واہی تباہی بکتا ہے زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف حاصل ہوا

نہیں آگاہ ہو یہ لشکر کس کا ہے نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
وہ سامنے جلوہ فرما ہیں یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو غصے سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بادشاہ
ہم انہیں زمین پر نہیں اُترنے دیتے جلد مشورہ تلوار کھینچتا ہوں طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ
ہو بلا تو شاید ڈریں مگر مکرر اگر عالم ایک طرف ہو جائے تو اپنی کریں یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس
نے ساطور پر روکا نیمچا معلوم ہوا وہ اژدہے آپس میں لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا اُچھل کے
سے ہاتھ نکالا سر کو بچا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کا مرنا قیامت
برپا ہوئی نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن و کمر میں ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے
گر کر کمر میں طہماس کی پڑا اُٹھا کر برو سے ہوا لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے
خون کے زنگی کے جسم سے دھواں نکلا سارے لشکر میں اندھیرا چھا گیا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھواں بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کوچ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ پہاڑ ہے
نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو سب اور زیادہ حیران و پریشان ہوئے واسطے طہماس کے نور الدہر
بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا لو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا قافلہ
پہلی منزل میں لُوٹا شبرنگ کے بھی ہوش و حواس درست نہیں مگر ضبط کر کے کہا اے شہریار صبر لازم ہے اور منجوار
کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ استادہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا حاصل ہو گا سمجھا کر نور الدہر
بن بدیع الزمان کو بارگاہ میں لایا مقام صدر پر بٹھایا سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا
کا جوش نور الدہر نے کہا اے منجوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ
معشوق کے طہماس کے غم نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری بہادر تیغ زن
صف شکن ہماری محبت میں طرماسب السیبے کو میدان قلعہ ذوالامان میں مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا
سر کھینچ لیا ہمارے قدموں پر لاکر ڈال دیا ایسے جان دینے والے کس کو ملتے ہیں اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش میں نکلتے
ہیں یا تو اُسکو تلاش کر کے لاتے ہیں یا اپنی جان دینگے یہ روئے سیاہ کسکو دکھاینگے منجوار کوہی بے اختیار
رونے لگا کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہیں مروت سے بعید ہے کہ اسوقت میں آپکا ساتھ چھوڑ دیں
اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہے اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدموں پر ڈال دیں جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال
شب بھر یہاں بسر کیجیے صبح جہاں سرکار چلیں گے غلام حضور کے ساتھ ہیں یہ سب غلامان باوفا ہیں ہرگز
کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام کو ہمیشہ سپاہیوں سے عشق رہا ان سب صاحبوں کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہے یہ بارہ ہزار
بارہ لاکھ سے نہ رکینگے بس نور الدہر بن بدیع الزمان نے [illegible] جبراً و قہراً سب نے کھانا کھایا شبرنگ

مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہے بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہے اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلاے سیاہ ہے کھا جائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہے آج ماہ تابان مثل ماہ آہن سیاہ ہے تارے ہین یا خال چہرۂ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہے ایسے زندگی سے دل تنگ ہے اُسی پریشانی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر

نظم

ہجر مین جان پر آجاتی ہے آفت دل کی
کرتی ہے روح کو بے چین اذیت دل کی

آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کبھون
ایک دفتر ہے مصیبت کا حقیقت دل کی

کیا کہین رات کو نکلا کوئی ارمان وصال
آج چہرے سے ہویدا ہے بشاشت دل کی

جب سے اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی
روح بیچین ہے جاتی رہی راحت دل کی

جلکے ان گیسوؤن والون سے الجھتا ہے عبث
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی

اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہے شاق بہت اے دلبر
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی

دونون عالم کو ڈبودین مری دونون آنکھین
فرقتِ یار مین پائین جو اجازت دل کی

مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا
جان بھی جائیگی کہتی ہے یہ خفت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا اے شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہے ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہے مکان تنگ و تاریک مین بند ہے گرد ساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید ہین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسی طرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین اے شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہو جائین تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا اے شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہین آپ مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عیش ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے شبرنگ یہ رؤیاے صادقہ ہے وہ ہی ہے جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہرچند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے ولولہ بڑھتا جاتا ہے بقول کسی شاعر کے

شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہو کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ
وہ کام بتاتا ہو جو آتا نہین مجکو
دیکھیو یہ تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھا ئینگے کیا

## دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین یہ شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی
فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یاد رخ صبیح مین پیری ہوئی نمود
جب دم لبون پہ آ گیا اسم سحر ہوئی
عین شباب فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہو نتھہ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشان و خروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہو کر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ نمو سرخ چشم کا غم دلمااس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہو چاہتا ہو ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمر دیو پہچان کر کہتا ہے اے شہریار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا بجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا البعد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا

## غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین
کیا کہین اُنسے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم پلا زلال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدہ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
لو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا
گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آنکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کر دیا ہے جھجری حلال ہمین
وصل مین رعب حسن کے باعث
اُٹھا ہوتا گیا زوال ہمین

نخون سے کردیا جلال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھسے کہتا ہے اُنکے شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلجاتین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین
وصل مین یار مجھسے کہتا ہے
اب ہو در کار اتصال ہمین
نہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو ہے عدیل پایا ہے

زلف جانان کا ہے خیال ہمین
تو نے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُرد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دلکی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی مسند یہی ہر شال ہمین
پا کے وحشی کسی کی آنکھون کا
ہجر کا کچھ سنا وُ حال ہمین
تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہو گیا کیا یہ اب کے سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین

بولا قاتل نگاہ کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

خوب آتی ہے دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھکتے ہوئے خم
اُٹھ کے اے ہمدم دل سنبھال ہمین

یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کرے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکا دی مگر خیال ہے کہ اے نور الدہر خواب تمہارا سچا ہے اگر ذرا بھی نشان ملجائے تو تلوار پکڑ کے جا پڑون اگر زندگی تمام ہو چکی ہے تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہے لڑ بھڑ کر پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اورے نور الدہر چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہے اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرارہے رہا کرلین گے اور ہم سے کیا ہوسکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحرکش بنایا ہے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس طلسم کو بھی چلکر فتح کرتے ہین الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحرای سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ قطعہ دار جابجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوڑیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہے طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان قضا و قدر کی مصروف ہین نظم

دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر گیا ہے کہ بر زمین روید
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

وحدہ لاشریک لہ گوید
چونکہ وقت آخر روز ہے دھوپ ساتھ

زردی کے معلوم ہوتی ہے عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہے سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہے جابجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا البسیر کی فکر مین عندلیب چمن پیرای ازل کے ذکر مین زیر نخل جابجا پھولون کے انبار ایک جا تب لالہ باد دل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمردگون
سبزۂ خط گلرخان کی بہار
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان

صاف مثل بطون پاک دون
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
یہ ہوائے خوش اُس سے آتی تھی
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز

تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سوئے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح بالیدگی سی پاتی تھی
دل شبنم یہ چاہتا ہے دہان
اک طرف کوزہ مین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یاد معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزہ خار بنکر قلب مین چبھی ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار

موجۂ آب نہر کھینچی ہوئی تلوار حباب آنکھیں نکالتے ہیں اشارے کرکے ٹالتے ہیں منیحوار کوہی نے کہا اے شہریار
اسی مقام پر فروکش ہوجیے زیادہ مشوش نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہنچائیگا
مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض
کی حضور غم غلط کریں ٹھنڈی سانسیں نہ بھریں ذرا بھی غلام نشان پا جائے ساحر ہوں یا غیر ساحر فدرالنے کو
وہان نہ پہونچاؤں تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر میں ہے کہ یہ کون
تھا جو تاجدار بنکر فیامتیں بپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب
ہوتا آپ کو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا ملا ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ
کیجیے دل کو تسکین دیجیے منیحوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اُترئیے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم
ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ
اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جاکر ٹھہرو کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے
دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہے آٹھ پہر اُسی کا
انتظار ہے اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز کہا میں نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصے سے لال
ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیوں اے شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزار ہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگوں کے
مقابلہ کو آئے اُن بیبیاؤں نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہیں دیکھا ماشاء اللہ کس
دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائروں کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم نازنین اُسکا نوچ ڈالتے تھے
اُنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والوں کو قتل کیا اُس تاجدار پر بھی تو جاپڑی مگر اس ملعون کے مرتے ہی
قیامت بپا ہوئی ملکہ کا پتا نہ ملا نہ قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے
کہا اب ان باتوں کو نہ یاد کیجیے اب ملنے والا ہے کہ شبرنگ پاس نورالدہر کے کھڑا ہے فہمائش کر رہا ہے
ابھی لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہیں پایا ہے بار لدے ہوئے ہمراہیان منیحوار کوہی ٹہل رہے ہیں کہ دیکھا
قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھوہے پھولے گال سر پر بڑے بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھیں
پتھرائی ہوئیں بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلو اجبروں کی نانی ہیچہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاردیکی
تہبند باندھے ہوئے نیلی کرتی دو مسکین سینہ پر لٹکتی ہوئیں یا ٹینڈوں کے تھیلے تھے کان میں جست کی بالیاں
ناک میں پیتل کی موٹی سی نتھ اُس پیاز کی گٹھیوں کا گندھا ہوا ہار جھنجھی کوڑیوں کا مالا گلے میں شعر بغی جلد بدکی
خرس کی کھال پر روئیں نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال بسرونہ روشن ہیں اگر کوئی دیکھے آنکھوں میں اندھیرا آئے
صورت ہیبتناک اُس ماچہ خرفی کی دیکھکر قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہے کہ الٹے توے کی مثال ناقص ہے

شب دیجور کہون رات سے مثال دون جھولی ہائمین ہاتھ ڈالکر اُسمین سے اسباب سحر رائی کے دانے مٹر کے دانے سرسون وکالے ہش
وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر اب شہزنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین
مگر اُسکی نگاہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر پڑرہی ہے شہزنگ جانتا ہے کہ آقا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ آگے
بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہے خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ آئی چاہا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور
نورالدہر سے آنکھ ملاکر آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ اور کہین جاکر اُترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے
ہین فوج سے پامال ہوجائینگے ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزا ہر ایک کسان ہوگا گوت ہوچکی ہے سبھی کھیت
بٹائی کے ہین غلتی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی کچی روٹی ہے شہزنگ نے پلٹ کر کہا
اے نیکبخت شب کی شب اُتر رہینگے مسافرانہ وارد ہین صبح ہوتے چلے جائینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نے اپنے
اڑھائی چانول کا ہم تیرے آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہے نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نورالدہر
نے جو یہ کلام واہیات سُنے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر کہا شہزنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو مین ابھی زبان تیغ سے
جواب دیتا ہون شہزنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت
لیے لیتا ہون یہ مرد سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑین شہزنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا بی بی تم ہم سے متوجہ ہو اُنسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہان سے لیے جاتے ہین مسافر کو کیا
مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان مین جا ٹھہرینگے ساحرہ نے ہاتھ جھٹک لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا
جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہے دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ
ڈالنے لگی شہزنگ سوچا غضب ہوا بس اُسنے کہا ملکہ عالم وہ دیکھیے گا نون سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین آپکو بلاتے
ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شہزنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہائے
ہائے کرکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا ہوئی ایک سر گردن مین شہزنگ کے دوسرا کمر مین نورالدہر
بن بدیع الزمان کی پیچیدہ ہوئی یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا
منجوار کوہی دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے کہ ہم پر
کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین آنکھون سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعاقب
کرین کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے
لگے مگر منجوار کوہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہے اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتہ ہے روح پر بنی ہے یقین ہے
اب شورش ہوا سے دم نکلجائے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہوکے جسکا جدھر منہ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچاکر
مل گیا ایک سمت منجوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلای ناگہانی

کے چلی آتی ہو سوار پیدل سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب ہین چھوٹا القصہ جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا الرزان و ترسان ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے
بعد عرصہ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے میخوار نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے
کچھ نہ بن پڑا شبرنگ بن عمرو اور آقاے نامور پر نہین معلوم کیا گذری وہ ساحرہ تھی بلاے ناگہانی آفت آسمانی
کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل
اول بن طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری منزل مین آقا سے چھوٹے مگر اے پہلوان دوران لشکر مین حضار صاحبقران
کے چلیے صاحبقران سے چلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر کرینگے
میخوار کوہی نے کہا یہ روے سیاہ اس قابل ہے کہ جاکر اُنکے بزرگون کو دکھائین کیا منھ لیکے جائین اپنے
موافق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشہ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار
کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو
و طہماس بن عنقویل دلیر روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز ایسا گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت قمری
سرو حدیقہ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور بلا کہ مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن
کو رشتہ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی نازنین
پلا جام صہباے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دورِ فلک دور پیمانہ ہے
پھنسا ہے مرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بیخبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور مین ہے صورت اُس یار کی
اسی جستجو مین اُڑاتا ہون خاک

پلا ساغر بادۂ دلحزین
یہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار
تو وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہان قید ہے رشک بنت العنب
کجا شیشہ مے کجا میکدا
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے مین غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشہ بیخودی
جہان تیرہ و تار ہوا ے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
تلاطم ہے میخانہ مین آشکار
ظلمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے ہمین بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور نے اُس یار کا سر گھڑی
کہ بے اُسکے بیکار ہے نا و نوش
اُسی گل کی ہے سر بسر جستجو تا کہ
وہ خورشید رو آے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین

## غزل

اے مرگ دیکھتی ہے انھین بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہین شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
اے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ ہے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہے فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
ہین طول مدعا ہین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف حجت پروردگار کیا

بیتابیون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہوئین
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سی لے دے اک کفنی وہ دیا آدمی
اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہے نصیب تو گردش مین آبرو
ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش نفس کی طرح
کم ہوسکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنون قمر
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

دیگر

جو ہین منشیان بلاغت نشان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج و الم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خواران شراب محنت انجام بجائے صہبائے مروق ساغر خون دل بکف و گزک کباب لخت جگر نوش کرکے بسر مغان خامہ دور کا مشتاق رہبری ہے استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے بر سر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد

چند حبشنیں ترکنیں گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہیں کہ زبان میں سوزن ہاتھ میں ہتھکڑیاں پانوں میں بیڑیاں طوق گلوگیر گردن میں تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی تھی سواے مخمور حضرت عشق سے سلسلۂ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن میں مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہیں قید محبت میں کسی کی دردمند ہیں آج نئے طور سے گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوے اُن عورتوں نے لاکر ایک مکان تنگ و تاریک میں بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ و تاریک میں ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے میں دل گھبرایا مطلع زیب النسا مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

| | |
|---|---|
| روز نو میدی چو آید آشنا دشمن شود | غم جدا آشنا دی جدا دولت جدا دشمن شود |
| ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ دردِ سر بود | گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود |

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہو گیا تا گوہر شبچراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا مارسیہ نے اپنا مہرہ اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک پردہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہے اندھیرے میں اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے ابیات

| | | |
|---|---|---|
| آہ مروز دلِ پر درد کشید | دامن و جیب ازین غم بدرید | بہ بغلگیری آن دشمن ہوش |
| ہمہ تن گشت بشکل آغوش | مقدمش بسکہ تمنا کردہ | دیدہ آغوش زہم وا کردہ |
| ہر زمان پیش نظر رویش بود | نگہ دیدۂ دل سویش بود | گفتگو کار نمودے بخیال |
| رفع نے کرد بدین طور ملال | گاہ قربان جمالش گشتے | ہمہ تن محو خیالش گشتے |
| گاہ نے بود بلا گرد انش | گہ گر فتے بہ ادب دامانش | گاہ بوسیدہ و چشمش بہ نیاز |
| سجدہ گہ کرد باندازِ نماز | گہ بہ تقریر چنین بست آئین | گہ بہ لب زمزمہ آورد چنین |
| کے رُخ خوب تو نجات دہ گل | ہست سودائی زلفت سنبل | اے بر خسارۂ تو زلفت پر خم |
| کرد بر حاشیہ تفسیر رقم | | |

کبھی نالاں کبھی اپنے بخت پر خنداں کبھی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہو زنجیر یا غل مچاتی ہو اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہو کبھی خود بخود دل آہیں کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو کیوں لے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا اسکو مار اکس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے لیے بیکار ہوے اگر کہوں کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرات پر دست انداز ہو تا ہیں

اسقدر سحر کاہے کو کر سکتی ایک اشارے میں پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہے اسکے سامنے میری حقیقت کیا ہے علاوہ اسکے جن عورتوں نے لاکر یہاں قید کیا کوئی انمیں شناسا نہ تھی انکے گھر میں کون ایسا ملازم ہے جسکو ہم نہیں پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیحیا نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق انکی سماعت کے تھے ہائے شرم و حجاب سے کہیں اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا ہائے ستم الگ الگ — ہمسے ہے دل الگ الگ دل سے ہیں ہم الگ الگ
رکھتے ہیں غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ — رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط میں نامہ بر — کرتا قلم ہے ایک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا — کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہائے غضب کہ جتنا میں اُس سے زیادہ لگ چلوں — اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال یوں آتا ہے کہ اے عمرو اُس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھوں سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہوں دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہے ہزارہا ساحر بھی قتل کیے خدا انکا معین و مددگار ہے اگر یہ طلسم ہے تو عمر کا اسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہوکر پکاری کنیز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو
بسر راہ مزارم دریاب
چند ز اندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خستہ و زارم دریاب
کہ شود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب

خون گشتم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہیں وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئیں بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جماؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منہ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہیں جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا

جلد مفصل بیان کرو انکو کسنے مارا انھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ ملنوش خونخوار موجود رہتا ہی
ہر طور سے آیندو روند کو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا گذر ہوا بموجب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت
مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اسکو ملکہ الا
شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مار ڈالے سیکڑوں کو
پھونک دیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا
سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کر سکتے آنکھوں کا سحر تو مشہور ہے اسکی بات بات مین فسونگری
رگ رگ مین سحر دساحری بھری ہی بمشکل تمام ملنوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرا کے اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کر کے
بھیجا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال
رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی کے گرفتار کرایا فلان مکان مین نظربند
کردیا ہی احتیاطاً رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا
جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزائے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لینگے چند حبشنین چلین یہان ملکہ محمود
سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر آمد ہوا تمام
عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا باری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے
دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہو گئین بلائین
لینے لگین اور انمین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین اے شہنشاہ معشوقان عالم اے سردار حسینان بنی آدم
آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند انھون نے پوچھا ملکہ
محمود سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ محمود سرخ چشم نے ملاحظہ کیا
دار الامارۂ شاہی قریب تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار یساول
حاجب دربان پہرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے روزگار خود آہنی سر پر زرہ
موٹی کڑیون کی جسم مین ڈنگل پر درگہ سالاری کے بکبر و نخوت تمکن ہی رعب و داب ملکہ محمود سرخ چشم کا دیکھکر
خودبخود اُٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا حبشنین لیکر ملکہ محمود سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئین
اب جو آنکھون سے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین
زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار و نگلہاے آہنی پر
بیٹھے ہیں بادشاہ تخت نخوت پر بکبر و غرور تمکن ہے حبشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ
روبرو ہی اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ محمود اُس مجمع کو

دیکھو شرم سے مری جاتی ہے حجاب سے گڑھی جاتی ہے سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم میں خم مثل تصویر خاموش دریاے
غیرت کا جوش، سامنے سے جو یہ لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت
زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان
آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا
پیرو سرو آزاد

اشعار

وہ زلفین کھڑے پر بکھری تھین یا گلستان مین
ذخت صندلی پر یا ہوا تھا مسکن مار
عدو گوش گوش گل کے سنے نہین ایسے
جو اسکی نرگس بیمار کار ہے بیمار
وہ بینی اسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہمرنگ لولوے شہوار
بہائے دیدہ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہے باریک بال سے اسکی
کہ زیر ناف ہے اک صفحہ اسکے آئنہ دار
عجب حنا سے کف پا تھے جسکو دیکھکے لعل

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اسکے چہرے پر
لیا تھا سایہ سنبل نے سرو سے گل یہ قرار
جبین وہ دیکھے ہوے جبین ماہ کو رشک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہوئے نرگس زار
نگہ وہ تیر کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اسکے عاشق زار
شکم وہ کر نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہے وصف کیا کرون اسکا
رکھے تھا آنکھو نہین رکھنے کی آرزو تیار

فرشتہ دیکھے تو ہو جاے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ اسکے وہ ناگر چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
نہ اسپہ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھ کے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہے سینہ پہ اسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہے تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے نازک تو
کیا ہے لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھا کر
تخت سے گرے سردارون نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تو دل کو
مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھر گئی ہوش و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہ ہونگا بیمار محبت ہون
تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پر ہاتھ نہین ڈالا ہے
بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہے ہماری جان پر بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے
متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار با حسرت و یاس پڑھنے لگا

بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا

ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اُتر جاؤنگا
دیکھ لینا یہیں گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

من اگر گشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر اے ظالم
کیوں مرے قتل پہ باندھی ہے کمر اے ظالم
یاد کرتا ہوں تجھے آٹھ پہر اے ظالم

اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
اُڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چہ من نشنوی و یار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اُس بیچارے نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں بیڑیاں جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریائے حجاب لفظوں کے بیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیرخواہ قدیم و اے مشیر و ندیم قریب جا کر اُس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجھکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کر دونگا سلطنت قبضہ میں دیدونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا اے سرو باغ حشمت و اقبال اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اِس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہیں بڑے بڑے ساحران نامی یہاں رہتے ہیں ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ آپ کی کمند زلف میں گرفتار ہو نشۂ بادۂ محبت سے آپکے مست و سرشار ہو اگر قبول فرمائیے ابھی ہزارہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت میں حاضر ہوں آپ کے جاہ و جلال سے تمام اہالیان طلسم جمشید ماہر ہوں اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب باقی رہی ہر چند کہ زبان میں بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہیں کیجاتی ہے مگر غصہ میں جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہیں آتی ہوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر مصرعہ وزیرے چنین شہر یارے چنان: بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک کردن کل اہالیان دربار کو بھی سناتا ہے آپس میں چشمکیں کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کو شرم نہیں آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال میں معشوقان عالم پر فائق ہے **بیت** ز عاقل کے روا باشد سخنہائے خطا گفتن ؛ بنزدیک مرد دانا راز اعلاے جہل گفتن

خود ملازمان جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت سے اسکا کیا
حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے
بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھا کر یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا
بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا
مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا
اے نازنین مابدولت بے اختیار نہین ہین مجبور و ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا
نمونہ دکھاؤن وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین جسپر نگاہ ڈالون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چہری پر وہ تسخیر
پڑھکر زمین پر ڈال دون طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی
بڑی بات ہے وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی
اے وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہے ہر چند کہ پھول
اسکے خشک ہو گئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہائے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے جو گل
پھولیگا سونگھنے والا گھر کا راستہ بھولیگا وزیر نے کلید اٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو
اس غنچہ دہن کا متغیر ہو گیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف
بہار پیرائے ازل کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پائے جلد
طائر ارواح قفس جسم سے نکلجائے اس ملعون کو نخل بدعت کا ثمرہ حاصل ہو صرصر کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جائے
موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جائے یا اس صیاد کی بدعت سے اس عندلیب کے بال و پر کو بچالے دام تزویر سے نجات دے
بقرار رہو کر اُس بلبل شاخسار محجوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ایکبارگی آسمان پر
برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو
سلام کیا بادشاہ نے کہا اے سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق
ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے اگلی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم
ہے ضرور طلسم کشا آئیگا نام اس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہے صاف صاف تقریر ہے
کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہو کر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہے کاہنان طلسم نے بالتصریح
لکھا ہے اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہے کوئی امر خلاف نکرنا سراسر قصور ہے کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین
مندرج ہین حاضر ہے ملاحظہ فرمائیے جا بجا یہی لکھا ہے کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست دشمن ہون
ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی فراموش ہو بد حواس ہو کہ کہا

اے

اے خیر خواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہے حقیقت مین اُسنے علامت برپا کی ہے
صد ہا ساحر مار گیا پینوش خونخوار نے بڑا کام کیا بمشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہے کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر
دیکھو وہ معشوقہ ساحر کُش یہ سامنے موجود ہے مگر اے سہیل اختر شناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی
ہے ہر چند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہے ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے
مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ
خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہے اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہے پہچانتا ہے کہ یہ کون ہے یہ معشوقہ رعنا منظور نظر
شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار
ہوگئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہے کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر مچا ہے افراسیاب جادو سے اور مسلمانون
سے مقابلہ ہورہا ہے بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمانان ہوگئے یہ بھی کسی جہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان
پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام با حتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوا لیگا
خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے
لیجاؤ با حتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچاتا خبر دار کچھ تکلیف نہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو
کنیزین لیگئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا

## نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم جمشید بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان
اختر برج حشمت و اجلال
ہو یہ مقبول عرض پردازی
یعنے مخمور قابل تکریم

وے مددگار افسران جہان
اے خدیو طلسم شاہنشاہ
اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی
قید ہے اس طلسم مین وہ اب

ماہ افلاک دولت و اقبال
دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
آپ کی ہے جو اک کنیز قدیم
کیجیے اُسکو طلب یہ ہے مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ واے خسرو عالیجاہ اس طرح کا معرکہ گذرا ملکہ مخمور سرخ چشم میرے طلسم کی علامت پر نہین معلوم
کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑی کہ گنتی سو ساحر مارے گئے چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے
حاکمان در بند لیکر آئے مین نے پہچانا یہ لوگ سُن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادہ بغاوت ہے مسلمانون سے محبت ہے باحتیاط نظر بند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا پتہ نشان دکھوبی سمجھا دیا
افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہے خدمت مین نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہین
سرہانے برف انداز جادو و ابرتیق کوہ شگاف گیسو کشا بن شہاب نارنجی اولوس جادو

و ملکہ گلگون نازک بدن جادو و ملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان در بند سے ذکر ہو رہا ہو کہ اب
زمانہ میعاد اسد بن کرب غازی بہت قریب آ پہونچا ہی ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمالے قوت بازو صاحب
جادو حشم شہنشاہ نیلیم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن مالک زندان طلسمی کے
پاس ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک دن میں اٹھارہ سو خراج گزاروں کو خبر ہو جائیگی
انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر در پیش ہو کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار
بادشاہ طلسم جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران و پریشان کہ
بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ میں مجھسے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو
جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے
وہ نامہ مشیر بد تدبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم میں مخمور سرخ چشم قید ہیں
اور تمام کیفیتیں علامت طلسم پر الٹنا ہنگامہ عظیم پڑنا بہ مشکل گرفتار ہونا لفظاً بہ لفظاً نامہ میں مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیروں سے کہا کیوں صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا مخمور سرخ چشم
یہ کیا بھید ہے سب نے عرض کی سو شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک باشندہ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہے
کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہو اسی سبب
میں اسطرف جاتا ہو طلسم میں گرفتار ہونے کا بہانہ ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار
کا خراجگزار ہے اور بادشاہ طلسم نور افشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل و جان سے حضور کا
خیر خواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشن ضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشن ضمیر کو
خراج دینا موقوف کر دیا موجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کریں مخمور سرخ چشم کو یہاں طلب
فرمائیں سزا و غیر سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ رائے پسند آئی فوراً مدہوش
دراز بینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید میں پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم
وہاں موجود ہے ہماری خدمت میں لے آؤ مدہوش دراز بینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو
اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لیکر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا انکو بھی راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان
برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
و شبرنگ بصد کر و فر تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ

| اب زردی رخ سد ھارتی ہے | | انجم تجلی سنت کی خبر ہے | | اے ساقی نا ہوش کدھر ہے |
|---|---|---|---|---|

رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہے
بھر بھر کے پیالہ شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہے

خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی یونہیں کب تلک میں بیٹھون
اک مست کا انتظار ہے آج

حالت تو بہت ہے خیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہے
یان آمد بادہ خوار ہے آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے احبا اُنکو سمجھا لینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہے ٹھہرا لینگے کیا

وائے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر
کسلیئے تکلیف کی ہے آپ فرمائینگے کیا

دیکھیئے تاثیر اُنکی بھی فراق یار مین
تا لے خود شرمندہ ہین منہ تک مرے آئینگے کیا

غیر ممکن ہے کبھی آرام ہو سوئین حریص
ہاتھ تو کھنچتا نہین ہے پانوں پھیلائینگے کیا

اُنکی بیرخی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہے لحاظ
منہ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

ہمکو فرصت ملے رسوائیون سے کیا محال
اور میری طرح سے عاشق نہو جائینگے کیا

کب توقع ہے وہ آئین نعش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہیں یہ نہیں پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان دیکھی مجکو بھلا بھائینگے کیا

رہ گئے ہین لوٹ کر شانہ مین گیسو کے بال
افعی مردہ ہین یہ ای دوست لہرائینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلا ہے میرے سر کی قسم کھائینگے کیا

کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا

گھورتا ہے آنکھین وہ میل کرتا ہے ادھر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

سیہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ ای نسیم
عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون تا دم کجا
بدیدار نیکان نکو آمدم

عنان سخن بشد زچنگم رہا
بہ شست آورم بار دیگر کہ خوت

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ بہ سخن را اینچنین آغاز کردہ کہ استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرہ سیاہ فام کو قتل کیا اک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور میخوار کوہی بھاگ کر اک درّہ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی کپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین

اسی حال پُرملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو
نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہی گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس
مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے قسل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا
کیا جوان ہی ایک کہتی ہی صاحب شوکت و شان ہی مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او نگوڑے
موئے مونڈی کاٹے دیکھے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہونچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونو
سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ جمشید جادو سے بہی سفارش کرون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور ای
جوان کاہنان طلسم جمشید نے سو برس سے بیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی بھلا متین
بہی ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ سب صورتین معلوم
ہوتی ہین طلسم مین بہی غلغلہ ہی ایک عورت بہی طرف سے علامت کے آئی گئی سو ملازم ہیلوش خونخوار کے
قتل ہوے اب سنا ہی کہ اُسکو سہیل اختر شناس نے بچایا ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور
خوشخو ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا اے برادر
تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم حبس طلسم مین قید ہو کر آئی ہین شکر خدا ہم بھی ایسی
حوالی مین آئے مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہو کر بہی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو
نے کہا کیون ملکۂ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے کیا مطلب ہے ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے
اُسکی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت
نے کیا کیا جو نام ابھی آپنے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی بردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہے ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا خراج گزار ہی پہلے
مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب بانی سہیل اختر شناس کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب
جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا
مخمور سرخ چشم کو قید کر کے لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہو کر آیا ہی تصویر
طلسم کشا سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہے کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو بس تم دونون
کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین
میل کر کے عیاری کرون اُس ملعونہ کو دھوکا دے کر مارون مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا قلب پر چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ

کیا کہتی ہے سامری و جمشید کون مردود ہیں جنکو ہم سجدہ کریں ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور اُنکے پوجنے والون پر لعنت ہے اب شبرنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے ہان ہان کیے جائیے میں ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سپاہیانہ جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جس نے ملکشا کو قتل کیا کُل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلاد جلاد کو بلاؤ ادہر آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ میں آئی کرسی پر بیٹھی کنیزیں کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائیں نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلہائے زنگار رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون تمام اشجار بار اشارہ سے سربسجود سب طرح کے پھول جابجا ہر چمن میں موجود

اشعار

لڑ کھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر طرف ۔ نکہت گل نے ہر اک جانب ہیں کھولی عطردان
وجد کے عالم میں صف باندھے کھڑے ہیں بوٹے ۔ اک طرف کیلے بہ شکل حلہ پوشان جنان
داربستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار ۔ تاک کے خوشون پہ ہے عقد ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی ۔ ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

اگر اسوقت وہ گل گلدستۂ حدیقۂ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہے ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش

بیت
روکے قمری نے جب کیا نالہ ۔ سر گلشن کا بھر گیا تھالہ

اس عرصہ میں جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑ بند دار چار انگل کا بچہ چڑھا ہو صورت اسکی خونخوار آنے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا کھینچا اسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبرا کر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ نگوڑے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہیں اسطرح کا سردار اور اسطرح کا عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہے اور حکم دیا اس ملعونہ نے کہ اے جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ میں دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہے چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے پلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلیٰ پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین ما

مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدائے دل عاشق زار یا نافہ آہوے تاتار ہونٹون سے
مسیحائی ظاہر ہر دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہے سینہ تختۂ نورستان حباب بحر
سرو قد نمونۂ قیامت مکھڑا آفتاب آسمان شوکت

**نظم**

پائچے ہاتھون مین اُٹھائے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مسی ملے کہ وصل کی رات
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
اب ہے لازم یہی کمر کا حال
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر
کیا خداداد حسن پایا تھا

سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابروے خمدار
تھی مژہ تیر قلب مونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ ہے یہ بات محال
حسن بانون کا کس طرح ہو رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پر ضو
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
وہ قاتل عالم تخت سے اُتر کر مثل ہلال

تسلیم بجا لائی اور آداب بڑے تسلیم ہوشنگ جادو کو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری
برخوردار عمر دراز مگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت اُسکی دیکھکر بیچین ہوگئے ہوشنگ جادو نے
سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو اسوقت یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی
امان مین نے سنا کسی مسلمان کو آپنے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہین ہمارا خداے
نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیون نانی اماں
یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پہتے دو سو خداوندونکو چھوڑ ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو
نے کہا ای نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہے اُنکی کتابون کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہے مگر صاحبان علم و فضل جری
بہادر دلیر ہین سطوت صولت انکا حصہ ہی بہت طول طویل ان مسلمانون کا قصہ ہی بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ
دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پونے دو سو خداوند
رضامند ہون اسکے بزرگ در دمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہے کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ سنکر ملکہ شگوفہ

جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن میں بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ ڈھلکا ہوا زلفین چلیپا تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک جشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیرین مسلسل لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہوئے ہاتھ پائوں تھرانے لگے اشعار

بسکہ شد شیفتۂ ہر مویش
دامن و جیب ازین غم بدرید
دیکھی تھی نگہ یاکہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

بدنش خون جنون جوشیدہ
حیرتے آئنہ ستد از رویش
از رخش رنگ پریدن میخواست
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
چاک گئے پھیلے پائوں داماں تک
سوزش دل نے جی میں جا کی

دود سودا بسرش پیچیدہ
آہ سردانہ دل پر درد کشید
پر پرواز دمیدن میخواست
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے گر گیا پرواز
طبع نے ایک جنون کیا پیدا
داغ نے آبلہ کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہو ہو واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بن بدیع الزمان کے دیکھنے لگی شعر مصنف ؏ تھوڑی تصویر کی صورت تصویر لگی ؛ جسم بیحس ہو مرا پیکر بیجان کیطرح ؛ ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنیکا کیا باعث ہوا اٹھو پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون معلوم ہی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی ہے وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند تھین انھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو تمنے جب دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہے چھوکری کا لو کورا بنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل و مطوق اپنی جان کا قلق صورت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت مین اسنے کبھی کا ہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بچی ہے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہوا اسکے ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی اماں حقیقت مین بین ٹھہر گئی مگر دل سے کہتی ہے او دل خانہ خراب کس پہ مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے جا کر اپنی کھیلو کودو اسکا ڈر نا کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین ہمکو شل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ جادو کو ڈر تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے

گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہمنے جو کہا سد ھارو سپر روتی ہو حقیقت مین تم وُرو گی اس جوان کو قتل کرکے سر خدمت مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو دلمین آئے بیخوف کہو ملکہ شگوفہ جادو نے کہا آپنے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین انہون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے سراسر دور ہے زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہے اور مرے کو کون زندہ کر سکتا ہے اگر یہ جوان طلسم کشا نہوا اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو تو پوچھیگا کیون قتل کیا ہمسے حکم نہ لیا نانی امان یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہے بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید و لات اعلی و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زہرہ جدہ شاہ و خداوند فرعون شاہ و خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمعصر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر دو پہر مین جواب آ جائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہے حقیقت مین یہ میرے خیال مین نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سمجھ موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے چار آنکھین ہو جاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہے لئیق متین ہے صاحبو دعا کرو ویسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے چہرے پر سہرہ دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری زندگی کا اب یہی سہارا ہے ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین پہولے پہلے دیکھون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح تک جواب آجاے تیگا اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمائیے جادوگرنی جب روانہ ہو چکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لا کر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی سے نکالا سحر پڑھکر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دو دمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے

خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقرار رہی اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہے ہاے
اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اُٹھائیگا یقین ہے رات ہی کو تڑپ تڑپ
کے مر جائیگا مگر مجبور رونا چار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پہ سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ
کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بہ تراز خارستان سُنسان ویران معلوم ہوتا ہے دل اُداس
عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے جاؤن جاؤن نہ کرو تمھارے
بیٹھنے سے میرا سر پھرا جاتا ہے دل خود بخود گھبراتا ہے کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر
دلپذیر پھر رہی ہے دل سے کہتی ہے ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنون کے سر پر آئی اُس اندھیرے
مکان مین وہ ماہتاب کیسا گھبراتا ہوگا ہتھکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اُسکی گرمی جسم
نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لا کر سنائے بیت
نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ؎ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ؎ کبھی بیقرار ہو کر کہتی ہے ہاے نہین
معلوم اُس شہریار پہ کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اُس کے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پہ آب و دانہ بند ہونا
تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منھ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اُٹھا کہ آواز دیتی ہے اور یہ ابیات

| پڑھتی ہے ابیات | اے بادِ صبا سوے دلِ آرام | لے جا تو یہ غم زدون کے پیغام |
| --- | --- | --- |
| جسدن سے ہوئی تیری جدائی | دیوانے پہ تیرے آفت آئی | آوارہ ہون تیری جستجو مین |
| سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھربار تمام مجھ سے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا |
| کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہے اشعار | جی مین ہے جاؤن نجد کے بن مین | قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہین |
| اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک | اے فلک تو نے کیا کیا مجھے |
| میرا دلبر چھوڑا لیا مجھسے | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے | ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہے |
| چار پاے پلنگ کے مجکو | چار پاے درندہ ہین اسبو | ہم ہین یا غم سے اہی کیا کیجیے |
| کون ہے کس سے حال دل کہیے | | |

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہو گئین شمشاد قد نامے وزیر زادی اپنے
قصر مین تھی اُسنے دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری مستانیو ملکہ شگوفہ
جادو بارہ دری مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور و کھاتی ہین ہم اُنسے
کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہے ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد
بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اُٹھا کر دیکھے ملکہ شگوفہ جادو پانون لٹکائے ہوئے پلنگ پر
بیٹھی ہے ساق بلورین کھلی ہوئین پائیچے چڑھے ہوے سر کھلے ہوے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ

کھلایا ہوا آنکھیں لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جا کر قدموں سے لپٹ گئی سر سے
پا تک بلائیں لیں ترقی حسن کی دعائیں دیں پوچھا واری خیر تو ہے ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہے اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل جلتا ہے اور مجھے کچھ کام نہیں ہے ذرا جانا چاہتی ہوں
کہ اک نظر دیکھ لوں سمجھاؤں ایسی جرأت کو آگ لگے سحر و ساحری میں خاک ڈالو نہیں جادوگروں سے بھڑ پڑی ہے
آخر کیا کر سکے اے شمشاد میں اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدوں شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہے
لونڈی نے دریافت کیا ہے سارے طلسم میں غلغلہ پڑا ہے یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہے نام اسکا نورالدہر بن
بدیع الزمان ہے کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہے اس جوان کا بچنا دشوار ہے سارا طلسم دشمن
عالم اسکا رہزن ہے اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام برا ہے شمشاد نے جو یوں سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو
بلک کر روئی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ انتظام نہوا جب صبح کو نانی اماں اسکو قتل کرنے لگیں گی
جا کر لپٹونگی ہر چند کہ میں نانی اماں کے سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤنگی میرا اسکا لاشہ
ایک مقام پر ہوگا خیر بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہے اٹھالے جاؤ یہ جو لباس جسم
میں ہے واسطے کفن کے کافی ہے یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمیں آپ کی جان کا
خیال ہے مال کیا مال ہے اور شمشاد یہ بھی دل میں سوچی کہ یہ آتش عشق اب کلام نصیحت سے نہ بجھیگی مبادا
شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ
خرابی ہے ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دیں گے یہ جو سامنے کمرا ہے ابھی یہاں سے نقب لگاتے ہیں شاہزادے
کو زندان سے نکالے لاتے ہیں مگر حضور بھی ساتھ چلیں قید کے گرد باران سحر و آتش پر قہر ہے آپکی نانی جان نے
اپنے دست نجس سے یہ سامان کر دیا ہے ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اگلیں گے وہ سحر سوائے آپ کے ہمسے دفع نہوگا ملکہ شگوفہ
خوش ہو گئی پائینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہے اب میں
سحر سے نقب لگاتی ہوں یہ کہکر ڈوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے دانے ہاتھ میں لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر میں
طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزوں کو بھی بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتے ہوئی عقب میں
سب کنیزیں مٹی وغیرہ نکال رہی ہیں چند عرصہ میں دہانہ نقب کا اسی کوٹھری میں جا کر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر
دیکھا شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہیں گرد ماران
سیاہ بیٹھے ہوئے زبانیں منہ سے نکال رہے ہیں ملکہ شگوفہ نے نتیجۂ سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران
زلف پر پیچ و تاب کا اثر عکس ڈالا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی میں شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ کو
اٹھایا کنیزیں لپٹ گئیں ہاتھوں ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب میں پھاند کر بیک چشم زدن

بارہ دری مین پہونچ گئین ملکہ ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے آپس مین چشمک زنی
ہو رہی ہے لونڈیان کھسر پھسر کرتی ہین ایک کہتی ہے کہ پیٹر و کی آگ بھڑکی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائین
اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو لوا ہے سے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی
شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اُتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب پُر شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منھ چھپائے ہوے
بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھولکر جب گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب
پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے پاس آؤ ہم تمھارے
عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا اٹرے مرے سے ہو بچا اینگے شمشاد
نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھو شامت آئی ہے اپنی اما بھینا کو روٹی کپڑا ہو بچا نخرے کی خوبی یا تو مثل مردے کے
دہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی چہکنے لگے ہے ہمارے عاشق ہین اپنا منھ تو بنوا لو آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا
جینے مین موت کر اپنا چہرہ دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دو ہتڑ مارا اور
ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین
مین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہے نہین معلوم کیا ہو شمشاد نے
کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر آب و دانہ بند تھا
نوش فرمائیے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال لائین ہم سب نے انتہا کی مشقت
کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی
بول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہے آپ کچھ نوش فرمائین مگر جب مجھ سے لیجیے بہ تعجیل یہان سے
نکل جائیے صبح ہوتے ہی نانی اماں قیامت برپا کرینگی آپکی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر و عافیت سے
اپنے لشکر مین پہونچ جائیے اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمائیے گا شائد کبھی ملاقات بھی ہو اسمین
کیا اختیار ہے یہ کہکر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکۂ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہے
اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آوارہ بدعنت فلک
پیر ہے اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کر لات و منات پر لعنت
کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دور دو
جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے حجاب برج سحر مین منھ چھپایا اور سپیدی

زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہائے شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر ٹھہرا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رو درکشیدند
خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روی خود شست
عنادل لحن دلکش برکشیدند
بنفشہ جعد عنبربوی خود شست

رنگ اڑ گئے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا کہ صبح ہو گئی یہ دونون عاشق و معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کر کے سوئی تھی خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنہ خوابیدہ جاگا حوض پر آ کر منھ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کرسی پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر آئی بلائے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھون سے لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل کر کے سر ہمارے پاس روانہ کر وہ حقیقت مین طلسم کشا ہی کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بد سیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزین دوڑ کر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی پڑا ہے یاران سحر جلے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود پیٹتی ہوئین سامنے ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قید خانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی بس ہوشنگ جادو وائے کہکر اُٹھی اور اُس مکان مین آئی معرکہ ندکو دیکھکر غصہ مین تھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین مہرہ نقب نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کر کے باغ مین ملکہ کے آ کر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شہزنگ بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہین شہزنگ تانین مار رہا ہی ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہی دیکھتے ہی ہوشنگ جل گئی وہین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ارے جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اُس جوان کو مجھے دے مین سرکاٹ کر روانہ کردون پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہو گئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی امان میری خطا معاف کیجیے آپکے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہی کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار ہی بس اُس سے دشمنی کرنا بیکار ہی اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے پونے دو سو خداوند پر لعنت کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے حال پر رحم فرمایئے یہ سنکر ہوشنگ جادو مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین یہ کہکر گولہ اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی دوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادۂ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین

تو ہم بھی موجود ہیں سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہیں کیا خوب آپکے خدا ہیں پتھر کے پتلے بنائے انکو سجدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا مسخر القائنین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہے الیسون کا جہنم میں گھر ہی میں تو مطیع اسلام
ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہو وہی شیر ملقب بہ برہم زنندۂ زمرد نابہنجار ہی یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گویا دشمن کی
جادو کا پھٹا زمین پر گر گئی کنیزیں ہلاک ہوئیں ملکہ شگوفہ بھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف
سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر و دیگر
حملے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی :: کہ شاہانش ہمہ باگیر و فلک گیتی ستان خوانده :: پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ ہمہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده :: شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیوں کو مارا
کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگا یا جادوگرنیوں کو اسطرح ہلاک کرتا ہے اپنے کو بھی بچانا ضرور ہے
لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور سے نور الدہر بن بدیع الزمان کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک
طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا اتنے میں باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہروں کا
پانی کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی پتے آگ کی چنگاریاں بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا سامان عیان ہنگامہ
سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب مصیبت ہے کہ نور الدہر کو بچاتی ہے ہوشنگ جادو کا سحر بھی ہٹاتی ہے نور الدہر
بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہے آپ آگے نہ بڑھیں سینہ سپر کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہے مگر ہوشنگ جادو
بدمست ساحرہ زبردست ہے زمین باغ کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہے کہتی ہے اے نگوڑے تو عیار ہے کود پھاند کر
بھاگ جائیگا جان بچا میں بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو کہتا ہے اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ
نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائیں رنڈی کو لیکر نکل جائیں ہم سے یہ نہوگا شمشاد محبت میں اسکی رونے لگتی ہے
گانے پر شبرنگ بن عمرو کے عاشق ہوئی ہے کبھی دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کس مصیبت میں پھنسایا عشق زلف مسلسل
محبوب میں صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہائے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہیں دیتی ایک مقام پر شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچہ سے قتل کیا صدائیں مرنے کی جادوگرنیوں کی بلند سنگ باری برف ریزی
ہوئی ہے دو بدو کیسے ہوشنگ جادو نے جو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا وہیں سے ایک دوہتڑ زمین پر مارا
شاہزادہ نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
جھپٹی کہ شبرنگ و نور الدہر کو قتل کروں ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ہوشنگ
کے سر پہ برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر
برساتی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اُس جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی

قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہے
نہ روے رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نور الدہر اُسکے سحر مین مسحور ہوچکا انکا بچانا دشوار ہی کد وکاوش بیکار ہی اسوقت یہ کہ
اپنی مہمات ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھائیے اپنی جان کو غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ
بھی گرفتار ہوجائینگے جمشید جادو عذاب الیم سے قتل کریگا آپکے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اے شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہے معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین شاہزادے کو تنہا چھوڑدون مین اُنکے
پہلے جان دونگی مگر دقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک
تو مجھکو گمان تھا کہ جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکل جائینگی بہرنوع اب جان پر آبنی ایک بات مجھکو یاد آئی ہی ایکدن آپ نے مجھکو نانی
جان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی سبز کا غلاف ہی جب آپکے نانی صاحبہ نے اسکو کھولا
اُسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی آپکی نانی صاحبہ نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین یہ لوح
محفوظ ہی جمشید جادو نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہوگی کسی کا سحر اثر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجھکو یاد آیا وہ تختی نکالکر
شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین
شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا اے مونس ہمدم کیا بات بتائی ہی جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ
شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کرکے قریب نور الدہر بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہی ملکہ شگوفہ جھٹ کر
سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہی مگر ہٹتی نہین ہوشنگ جادو آواز دیتی ہی
اری او شگوفہ تیرے دنبے سے ڈرنا چاہیے دھکڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجھکو کچھ
نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پہ لیے کھڑی ہی کہتی ہی او نکانہ کیا جھک مارتی ہی پہلے میرا سر کاٹ لے
پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہی جمشید حرامزدہ کیا نا بنجار ہے
اب تو ہوشنگ نیمچہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہی کہ رو کر روٹی مانگتی تھی آج
دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہی سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہی شگوفہ نے کہا مین ان بیہیادون پر لعنت کرچکی
بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیمچہ ماردون شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے
ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھٹ سے لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈالدی شاہزادے پر سے سحر
اُتر گیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہی شگوفہ کو روکے
شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینہ ملکہ پہ سپر کر دیا اُسکا نیمچہ سحر شاہزادہ نورالدہر پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پہ سے

اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچالیا ہے یہ غیر ساحر میرا کیا کرسکتا ہے جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرونکا نام لیکر خود اپنا سر آگے کردیا نیمچۂ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہے کنیزون مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپکی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچائیے نورالدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اُس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادہ کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخمہ دری ہوئی پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد دنیہ زادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بہ تعجیل تمام صحبت عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا گھوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد نے ایک دوہتھڑ مارا کہ مسخرے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھسے کبھی بات نکرونگی اب خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہے کہ مین کہون کدھر کی
ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا
اللہ رہی کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ بتا دی اپنے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تصویر کھنچی ہے اُس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہو لو کدھر کی
اے چرخ تھمی نہ گردش بخت

باتین نہین یان ادھر اُدھر کی
کچھ کہتی ہے چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجھکو
آجائے بلا ادھر اُدھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
ہے یاد کچھ اپنے ہمسفر کی

دیکھے گا مرے جگر کو کیا غیر
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
کیا لی ہے خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تمنے
یون موت نہیں تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اُنسے
اپنی انکھین آپ ہی خبر کی

او چھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس تعمد سے چاہو مجھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہے چشم تر کی
رکھتی ہے جو کچھ بھی غیرت اے آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہے وہ خیر کی یہ شر کی
نبجا کہین بند ہوگئی اپنی آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہے جلال کی تپش مین

شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
اے درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا انکو دی جان
لونڈی ہے بلاکشون کے گھر کی
کیا کھچتی ہے یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیرزادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و ملال اور دوچند ہوگیا براے خدا ذرا سمجھایئے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہے شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہے ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہے اے شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگایئے جلدی تخت پر سوار ہو جیسے ہم آپ سب ملکہ یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہے ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلاے روزگار ہزار دن ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہے معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپکو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہوگئی ہے صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب واثق وہان قید ہے اسکی واسطے دل تڑپ رہا ہے اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلاے بلا ہونا مجھپر چھُریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق انپر شاق ہے دیدۂ دل اُسکے جمال کا مشتاق ہے بےاختیار سر جھکا کر دل کے کہتی ہے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوا یہ جوان خیر صولت رستم ہیبت

ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین مبتلا ہی فی الحقیقت وہ حسن و جمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے انکھون کو من سے پاک کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہی اس مقدمہ مین تمکو ناحق ہراس ہی ہم لوگ پابند وضع ہین حسنے جو عہد کیا تا عمر نباہ دیکھیگے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اسکا رتبہ اسکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی کی ہی زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضا و قدر پھر غنچہ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران دلیر فادجہ ہین سب تمکو آنکھون پر بٹھائینگے ملکہ تمھارے جانے سے اور بھی فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ ہیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپکی محبت مین گھر بار تج دیا نانی کو قتل کیا اسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو یہان سے نجانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑ کر پھر آپکو اختیار ہے یا اپنے دست زبردست ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا واہ ملکہ یہ روسیاہ جا کر بھائی بھتیجون کو دکھادن علاوہ مخمور سرخ چشم کے قوت بازو میرے ملکہ عاشق صادق صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دلیر پر پرلی بالیقین ہی کہ آپکی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کر آیا منہہ کو نہ دیکھینگے نظرون سے گرادینگے اسی دربار مین ایک میر اہتشم سے جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سپر و شمشیر سرگروہ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان و طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بخدا طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کے یہ غزل زبان پہ جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق
اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق

اس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤن گا
دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق

عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین
اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق

سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی
ابھی سر کاٹ کے دکھلادین تماشا عاشق

روکے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ یہ سے
اٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی
اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل میں شب ہجر سحر ہو کیونکر — تیرہ روزی پہ مری ہے شب یلدا عاشق
جام ساں جو رہا کرتی ہے مستی میں مدام — جام ساقی پہ ہے کیا نشہ صہبا عاشق
حال موسیٰ کا نہیں آنکھ سے دیکھا شائد — سکتے دیدار کا کرتے ہیں تقاضا عاشق
جان پا جاتا ہے دو باتوں میں ہر دل مردہ — اس تکلم پہ ہے اعجاز مسیحا عاشق
تیری بازار محبت کا نرالا ہے چلن — مول یاں لیتے ہیں سر بیچ کے سودا عاشق
ہم سے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائیں مزا — مالداروں پہ عبث ہے زر دنیا عاشق
طوطی گلشن اعجاز ہے تیرا خط لب — ہم تو کیا دیکھیں جو ہوں خضر و مسیحا عاشق

شبرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو شاہزادے کو سمجھاؤ شبرنگ نے کہا ملکہ میں انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایہ دامن دولت میں پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہوں کیا سمجھ کہوں اسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے میں آئی شمشاد نے کہا آپ کیوں انسے زبان لڑاتی ہیں میں نے تدبیر کر لی ہے نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کرائیے کچھ حیلہ کر کے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروالیجیے رومال میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کر کے سردار و عیار دونوں کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہیں مارتا چیخیں گے غل مچائیں گے آخر اپنے لشکر میں چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونوں ہنستی ہوئیں آکر مسند پر بیٹھیں کہا گانیوں کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہیں گے وہی کرینگے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ میں رہینگے جب آپ طلسم فتح کر کے آئیے گا آپ کے ساتھ ہو لینگے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار ڈالیے لائیے رومال میں لپیٹ کر رکھ لیں نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختوں پر کنیزوں کو سوار کیا جو اسباب لائق اٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہیں چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیوں کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ میں چھوڑیے

## دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارکان کوہی برادر فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر بچانا ملکہ ایران شمشیر زن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

| | | |
|---|---|---|
| لا جلد پلا کہ دیر ہے ساقی | جو کچھ ہو تو اب باقی ساقی | سونا ترا کیون یہ میکدہ ہے |
| نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہے | کیون جام و سبو الگ پڑے ہین | کیون رند ادھر ادھر کھڑے ہین |
| آرائش میکدہ ذرا کر | رکھو شیشہ مین مے تو بھر بھر | آ داد دے میفروش آئین |
| ساغر بھر بھر کے اب پلائین | وہ بادہ پلا خمار ہو اب | یان خون کا آبشار ہو اب |
| گلشن مین نئی بہار آئے | غنچہ ہر ایک مسکرائے | اب تو بھی ادائین او صبا کر |
| خندان ہون گل بھی کھل کھلا کر | آگے ہے وہ داستان رنگین | ہین جسمین شگفتہ تر مضامین |
| احوال طلسم اب نیا ہے | خامہ مرا جنگ کر رہا ہے | ہو کوئی رہا تو قید کوئی |
| صیاد کوئی ہو صید کوئی | ہر طبع قمر کو آج جودت | ہو اوج پہ آفتاب شوکت |

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین بیت مورخ جو ہین دہر مین باہنر * وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر * جبکہ فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات نورج نامہ مین تحریر ہوگا [illegible] ثانی سلیمان برائے نورالدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری بلاکر خواجہ زادون سے پوچھا عرض کی لے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانہ حیات تو معمور ہے [illegible] فرخ لقا ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لقا مین آیا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان طبل سکندر پر چوب پڑی سرداران نامی پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری گروہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور بصد کروفر با فوج و حشم ضیائے شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلۂ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہے

ی

فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے نہیب شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اسطرح قتل ہو گیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے ازروی بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہے کہ رکن اعظم کوہستان گر گیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہے کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ سے مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ارکان تو سارا حال سن چکا ہے کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہے میرے بھائی کے قاتل کا نام بتا دیجے پھر تماشہ دیکھیے آج میدان مین اسکو قتل کرونگا پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاونگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا لاونگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہے سمجھانا ہمارا کام ہے انکا ایرج نوجوان نام ہے اور شوم دست لقب ہے اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہے وہ پروردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گذار ہی کا ہے ارکان نے کہا اب مجکو آپ نہ ڈرائیے مین اس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہے مگر ملک جی تیغ خونخوار اسکے خون کا پیاسا ہے بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا انکی قضا آچکی موت سر پر کھیل رہی ہے لقا نے کہا اے پہلوان دوران تجکو اپنے بد قدرت کے سپرد کیا ارکان گوہی گینڈے کو اڑا کر چلا بختیارک کہہ رہا ہے یا خداوند یہ ابھی لقمۂ شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت اُنھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہے مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہے سنگ عدالت جشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہے فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہے محل راحت نہین ہے کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوے

**نظم**

عجب نادان ہین جنکو ہے عجب تاج سلطانی — فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی

نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا — کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیرانہ نرائے تو یا قسمت — دگر نہ دیکھ آئینہ کو تیتھر ہوگئے پانی

تری زلفون سے اپنی رو سیاہی کہہ نہین سکتا — کہ ہے جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی

زمانے مین نہین کھلتا ہے کارستہ حیران ہون — گرہ غنچہ کی کھولے ہے صبا کیونکر بآسانی

جنون کے ہاتھ سے سر تا قدم کاہیدہ رہتا ہون — کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی

نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے — مگر زانو سے اب تک ہی رہا ہے ربط پیشانی

خدا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے — نہین ہے اُنسے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غدر وار کان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈے کو چمکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آواز دی کہان ہے قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج

نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلہ عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب گرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین کوہ کفل تھوتھنی غنچۂ گل سنبل پیچان کاکل دور ود خوبیان سو سو

## نظم

زیر ران ہے جو مرکب رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اُسکی بتاؤن کہ جسے شوخی ہو
دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل

اُسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق کے دیکھے سے نکلجاوے بل

نرخۂ وگام سے ماہر ہے کچھ اسکی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل

جست وخیز اُسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل

اُسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اُسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اُس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت وشوکت آتے ہوے دیکھا نائرۂ شعلہ خسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اُسنے میرے بھائی کو مارا بھتیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے تنگا ور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا گرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور تھا کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لون مگر اتفاق قضا وقدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری لگا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغۂ دودمۂ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھانبا لپیٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبۂ سپر پہ چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اُڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوا اسکی دختر نے گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے ہو جنگ مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمہارا ایک تھا اب دو ہو گئے مگر اُنھون نے نہ مانا ایرج نوجوان کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر صاحبقران وسرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے آگرے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط ہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے لے نکلا بختیارک نے طبل آرام بجوا دیا صاحبقران جب پلٹکر قریب بارگاہ پہونچے جوان بن عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شہریار ایرج کو زخم کاری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران کو نہایت ملال ہوا ستر سوار سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا

مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش
دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے بروے زمین گرا مرکب بفرط محبت گرد پھر رہا ہے کبھی باگ سے زخم چاٹتا ہے
کہ آقا میرا اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہین قضائے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا اُسکے ملازمون
نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا ہے افلاک کوہی سے کہا وہ نگینہ بڑھا کر
زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون روپے کا جواہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو
نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی تاجر ہے قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اُٹھا کر
لیچلو جب اسکو ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اُٹھوایا مرکب کو ساتھ لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ اسمین لا کر ایرج کو چھپر کھٹ
مین لٹایا جراح بلایا زخم دھو کر پٹیان مرہم کی چڑھا دین بعد دوپہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے
اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام ہے افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح
بھی حاضر ہے مین نے جنگل مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اُٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ مین
قزاقون نے گھیر لیا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا لیاقت تھی کہ جو مجھ سے آنکھ ملاتے
لشکر ارکان کوہی بھائی فولاد فولادشکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا
اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا نہ خبر ادھر مین گھوڑا اسطرف نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی
سب آپسمین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد فولادشکن و سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز دار ہے
حیران ہے کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار کرون تو جرأت مین فرق آتا ہے اگر رہنے دون تو باعث بدنامی اہل برادری کے
خلاف ہوگا مگر چونکہ بہادر ہے خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہے مگر جب صحت پا جائیگا
اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہے اُس بیشۂ شیران مین نابدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچکر
کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی مین یہی ہوتا ہے چند خدمتگار خدمت شاہزادے کیلئے چھوڑے آپ دربار مین
آ کر بیٹھا رفقا سے کہہ رہا ہے یارو تم سمجھے یہ جوان نبیرہ صاحبقران قاتل فولاد فولادشکن و ارکان کوہی
یہی شیر ہے ایرج نوجوان نام اُسکا دلیر ہے بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر
راضی ہوگا نیچہ وغیرہ مین امتحان کر کے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہے کہ اسکو مطیع کر کے بادشاہ کرون
خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضور بہت مناسب ہے اسصورت مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا
کہ خدمتگار نے بڑھ کر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا
شوخ چشم جادو کو بلایا عرصہ سے ملکہ شوخ چشم جادو نے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہے ہمیشہ آتی جاتی ہے

آگر پہلو مین افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیئے مگر افلاک کوہی کو جرأت پر
ایرج کی ایک محبت ہو گئی تھی دل سے کہتا ہے کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا حال بتادیا ایسے شیر
کسکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہے یہ کہکر چلا جاتا ہے ملکہ مین آتا ہون وہان جاکر
ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہے شوخ چشم نے پوچھا ملے افلاک آج تو متوحش کیون ہے بدحواس جاتا ہے
پھر آتا ہے افلاک نے کہا اے جان جہان کیا کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرہ صاحبقران ایرج
نوجوان زخمی ہو کر میرے حوالی مین آیا مین اسکو سوداگر جان کر اٹھا لایا زخم دوزی کی قصر عالی مین جگہ دی
جب وہ ہوشیار ہوا مینے نام پوچھا ایسا بہادر ہے کہ اُسنے صاف نام اپنا بتلادیا کئی بھائی میرے اسکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرہ مردان عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ خدمت کرون سلیمان
عنبر موے کوہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا
کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوا دونگا یہ سنکر شوخ چشم کو غصہ آیا کہنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تونے
اپنے گھر مین جگہ دی ہے علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہے واسطے ساحرون کے رہزن ہے طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جس روز اسنے طلسم آئینہ فتح کر کے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہے طلسم آئینہ کی قلعی کھل گئی ہے ساحرہ
کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر و دارا ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت
میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ
کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد ہون سلطنت ملے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبر گیا
اور کہا اے ملکہ عالم ایسا کلمہ زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہو گئی ہے بے دیکھے اُسکے
چین نہین پڑتا جوان خوش رو صاف گو صاحب سطوت و صولت ہے اُسکے آنے سے میرا گھر روشن ہو گیا کچھ کچھ
اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے مین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف مزاج ہے اگر زیر ہوگا
تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش
ہونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس اسی مین بہتری ہے کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا اور
جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہے کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک
کوہی نے کہا اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہے جاؤ لشکر پر جاکے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب کے یہان سے
آئے پشیم کندہ ہوئی کتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی افلاک نے کہا کیون کہان چلین
شوخ چشم نے کہا مردوے تو تو دیوانہ ہوا ہے سودائی ہے بیہودہ بکتا ہے مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا

کیا اعتبار ہی مین جلکے ابھی اُسکی مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھسے فریاد کرے
کہنا تمنے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہی مین کیا کرون افلاک نے کہا کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کر لے
تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اُٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا نیمچہ کھینچکے ہاتھ مارا
شوخ چشم کے سر پہ پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے حسبت نہ کرے کو دوہی پرکالے ہوتے شوخ چشم غلاک نار کے
الگ جا گری اُٹھنے لگتے آواز دی او موئے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلادون
مارہی ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پانٔون بیکار ہوئے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار رکھکے اب وہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان
جس قصر مین ہین افلاک انہیر رفقا کو برائے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوئے
باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی فولاد فولاد شکن کے ذکر کر رہا ہی یکایک بلڑ اُٹھا سامنے سے دیکھا
ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جا بجا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم
نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھکے پھینکدیے ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے انتو شوخ
چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدہا کو سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہی امان مانگی
اس نے مہلت دی آنکھ ملا کر ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا مسلسل و مطوق کروایا آپ لباس سرخ
پہنکر تخت پہ بیٹھی ارکین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوئے شوخ چشم
نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہی اس جوان سے ہاتھ اُٹھا
تجکو رہا کرون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے دل و جان سے
اُسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کر مین اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس بہادر کی محبت سے منھ نہ
موڑونگا شوخ چشم نے انکو قید خانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر
گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اپنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اُسکا لیکر خدمت مین
افراسیاب جادو کے جاؤن سبنے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہی کوکب روشن ضمیر
مسلمانون کا طرفدار ہی اور یہ جوان ایک مرتبہ طلسم نور افشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا
ایسا نہو کہ کوکب کو خبر ہو جاے آپکا ستارہ گردش مین آئے کس برج مین مخفی ہو بیٹھے گا بہتر یہ ہی کہ اس
حال کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہ بھی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان
بھیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانینگے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح
شوخ چشم کو نہبت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین

## افراسیاب کے پہونچانے شعلہ جادو نام اس کی کنیز بھڑک کر اُٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

## دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بہران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بہران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عرصہ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہے بہران کو ہمیشہ ہی خیال آتا قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری ہین ملکہ بہران شمشیر زن کی ایک مقام ہے ہزار درہ اسکا نام ہے برائے انتظام وہان آئین برج جہان نما پہ جلوہ فرما ہوئین سامنے صحراہاے سبزہ زار نواح دلکشا صحراے پرفضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دہوم گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل ہین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہے قطعہ

نکلے دن مین قوت نشو و نما کی کیا تاثیر — کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دیدۂ گل نا امیدہ کرتی ہے — مزے اُڑاتی ہے کہ کیا چشم دو دربین ہزار
ہزار شکر کہ پہولون سے آشیان چھایا — بہت دنون مین برآئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی — پنہا دیا ہے گلون کو لباس آتش کار
یہ فیض باد بہار اندنون ہے عالم مین — درخت آگ کا پیدا ہو گر بچے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن — زمین باغ پہ رکھدو جو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن — نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
چٹک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو — تو نکلے مہر کی پستان سے شیر صبح بہار
بہار گلشن عالم ہے اسقدر دلکش — برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہے سیار
کرن کے تار پہ یون آفتاب اُمڈ آئے — کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے یہ تار
بنے ہین پہول کرن پہول پتے برگ درخت — نہال قامت خوبان ہے صورت اشجار
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین — صدف مین دانہ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بہران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحراے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آ بیٹھی یاد مین ایرج نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے نظم

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہے

سونا بہلو بھی ہو گیا ہے
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہے جان عاشق زار
اک جان کو کھوئیے کہانتک
وابستہ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تعین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہے
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
مبتلا تو کہ مین کہان ہون اے شوق

رغبت کسی چیز پر نہین ہے
ہو خواہش دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہانتک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جس طرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہے
اب ضبط فراق کا ہے دشوار
اس درد کی ہے کمین نہ ابھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
اندیشہ جور بخت بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون اے شوق

آخر بیقراری نے اسپر قرار کیا کہ اے بر ان شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اُس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہے

## بند مسدس

ہے وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسی یاس نہین
سب سے نفرت ہے کوئی آس نہین پاس نہین
نکلتے نقتے ہین لیکن تری بو باس نہین
طاقت اُٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
کیا تعجب ہے کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہے دریاے محبت کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہے بناہ پانی مشکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش وخروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اُسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی صحبت سے منھ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشن ضمیر کے دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہے ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشن ضمیر اُس واقعہ مین نہ دیکھ لے تو ساری قلعی کھلجائے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہے موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہے مگر اس گوہر فلک م حرأت کی جان پر نہ بنجائے وہ خیال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجائے نہ ارادہ پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہے بیتابی دل ہوش کھوتی ہے آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہے سرحد کوہ عقیق مین

چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہے پھر رک جاتی ہے اسی بہانے سے بختی عشق
کاٹ رہی ہے سنگ صبر دل پر رکھتی ہے مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دیکر بخدمت
افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگرنی صحرا کی اٹھائے ہوے
بدحواس دیکھتی چلی آتی ہے کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اس بہانے سے
جو نگاہ ٹھہری چشمہ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر اُتری پانی پیا ٹھنڈی ہونے لگی
ملکہ بران تیغ شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو دیکھا دامن
تو چلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا نام کیا ہے کہان سے آتی ہے اس صحرا مین کیا ضرورت ہے شعلہ تھرانے
لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بے وجہ آنا کہین نہین کیسا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہے اپنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی افراسیاب
کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شبہہ ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہے صاف صاف بتا نہین
تباہی دیکھو تیری جھولی مین کیا ہے کیا کسی کی تو نامہ دار ہے اسقدر کیون بیقرار ہے یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو
کھولا نامہ سر بمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہے نامہ ہذا در طلسم ہوشربا بخدمت افراسیاب
پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی
ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان
ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدنسان نیزہ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہے غصہ مین
آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہو گئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری
محبوب کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شائد والد نامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین تو جاے کلام ہے کہ آپکے طرفدار کی فرزند کو
چھوڑانیکے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر مثل باد صرصر بلند ہوکر طرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان
شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے
ساحرون کے خون کا بدلہ لیجیے جب ایرج قتل ہو جائیگا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہے اُسی طرح خدمتگذاری کریگا
ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہے یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ
ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان و افلاک کوہی
کو مع سرداران افلاک ارابے پر سوار کرکے سامنے شوخ چشم کے لائے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا افلاک کو
سمجھاؤ کہ مین تیرے حمایتی کو قتل کرتی ہون تو اسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی
نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کر چکا

اس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اسے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر چشم ہی نہین معلوم آپکے آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہے مرنے سے نہین ڈرتا ہے جب وہ قتل ہو جائیگا تب فلاک کو بھی اسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر عیش کرینگے یہ سُنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنا یا **شعر** نطع بہ افگند و بر در آیک تخت با دیو زدیو انگیش مگر بخت * تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی اے ملک الاعالم حکم اول ہے سمجھ بوجھ کر دیجیے گا **صاحبقران اعظم** کا پروردہ قتل ہوتا ہے ہزارون اسکے خون کے دعویدار ہین اس بزرگ بڑے نامدار ہین **شوخ چشم** نے کہا جھٹ سے تجکو ڈرا تا ہے جلد قتل کر جلاد قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلا یا کہا اے نوجوان وقت مرگ ہے جو ہوس ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ بران **شمشیر زن** مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا اے صبح آفتاب عمر کو زوال ہوا بر وقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پیشتر نہ پائیگی سوزش قلب کفن کو جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آنا ہوگا عدم مین آنکھین ڈھونڈھینگی اس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد قریب سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہے اس بیقراری مین دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا اے مالک بے نیاز اے رب کار ساز ارحم الراحمین مالک یوم الدین **نظم**

شبے دارم سیہ چون بخت ابدا
خداوندا شبم را روز گردان
درین شب روسپیدم کن چو خورشید
چو روزی اندر جہان فیروز گردان
ہنوز ہے علے **ایرج نوجوان**

تمام نہوئی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے **شوخ چشم** گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی یکایک گرد بھی اُڑی **نظم**

ازدامن دشت آن غبارے
ازدامن دشت و کوہ او رنگ
رخسارہ نمود شہریارے
گردے برخاست تو تیا رنگ

**شوخ چشم** نے دیکھا کہ مرکب بادرفتار پر بصد کر و فر بفر فریدونی و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن **کوکب** سوار تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین سحر بات بات مین جب نیمچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے دہنہ سے نعرہ کیا او ملعونہ اب تجھ نے یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشہ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شہرے نیچے پیدا ہوئے **ایرج نوجوان** کی قید کو اُن نیچون نے توڑ کر پھینک دیا ایک نیچہ گرد پھر اجیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے اُس نیچے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر **شوخ چشم** جادو کا دفع ہوا **ایرج نوجوان** بھی غصہ مین آکر اٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا **ایرج نوجوان** نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب ہی کھینچ لیا جب یہ گرا

اسی مرکب پر سوار ہوئے نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر * کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
افلاک کوہی نے بھی قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج نوجوان سب کے آگے
بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا ہے ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوبا گیا جمشید
کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا
ہاتھ پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اترتے اترتے ہاتھ مارا چور نمک ہوائی کیا جمشید نعرۂ تحسین کرتے
ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرات ہے کیا صولت و جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما
گرما لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر
سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی جٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا
ایک ہی تھپڑ مین زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان
افلاک نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر خدمت
افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم نہ تھے ڈر خوف جان سے شوخ چشم کے شریک ہوئے تھے
افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب
آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکر ٹھہر گیا
افلاک سے ایرج نے اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو جگہ دی محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا
شاپور شیر دل بھی یہان آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ
گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے
تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی
نے اُٹھ کر سمجھایا کہ اے شوخ چشم جادو بدین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجھکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا گیا طلسم نور افشان کہا جمشید
بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہے خداوند لقا لائق لعنت ہے شوخ چشم جادو کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے
دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع اسلام ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آ کر بیٹھی ایرج نوجوان
نے شاپور سے کہا الگ ایک بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ
استادہ کی مثل عروس شب اول آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہو جیسے جمشید بن کوکب
ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہو کر ایرج نوجوان نے معشوق کا بھائی جان کر

بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپنے ہماری جان بچائی گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے
ضبط نہو سکا چیخ مارکر رو دیا بیت وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ؛
ملک کر جمشید کا کہنا کہ اے شاہزادۂ والا قدر بس بس الیسا نہو روح قالب سے نکل جائے اب ایرج نوجوان
نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جادوانی باعث تسکین دل یعنی ملکہ بران
شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھا کر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے زانون پر اُٹھا کر رکھا اشک حسرت
آنکھون سے ٹپکنے لگے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے
لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روے کئی مرتبہ بیہوش
ہو ہو گئے شاپور سر بالین حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ دونون وہ
ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش افلاک دور از معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار بمشکل شاپور نے دونون کو
ہوشیار کیا لا کر مسند پر بٹھایا اُسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہو کے کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہے
آج ہمارے گھر مین عید ہے جلد سامان عیش و نشاط لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہے مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی
ترقی پر ناز کیا ہے ملکہ بران کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے
کہا کیون اے جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے باہر کرو بران نے ضبط کر کے
جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی تھی راہ مین مین نے اُسکو گرفتار کیا
آنے کا تو یہ اتفاق ہوا اسکو شہریار رفتا تو ہمارے واسطے غم بھرا ہے اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے
عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کو گروہ شمشیر وہ بادشاہ
جابر و قاہر ہے جس زمانے مین آپ کو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجھکو حکم تھا کہ جبتک یہ ہمارے یہان
مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر سے لڑے صاحبقران
بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام بد ہے یہ کلام ہمارا مستند ہے صید و
شکار سے دل بہلایا کیجیے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد کرنا بالکل بیکار ہے ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے
مقرر کیا ہے اپنے آپ کو دل نہین دیا اپنی جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اُٹھانیکی
اب طاقت نہین رہی یہ کنیز لب گور ہے ضعف و نقاہت کا زور ہے امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے
کب تک مصیبت فراق اُٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہے علم کہانت مین بھی بے نظیر ہے اگر اسوقت
مرات واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپکے دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آدے
نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو قتل کرے آپکے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو دو مہر خبر بر میداد

کریگا پس کیون کر خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون شہر یار مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم وچراغ سمجھنا صرف مجکو آپکی بربادی کا دھیان ہے یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو نجلنے دینگے بران نے کہا اے شہر یار براے خدا نہ روکیے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنیکا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین اے شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جراٰت ہو کہ چھری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین خمون مین ٹانکے دے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لاعلاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین وشائقین اس جلسۂ عاشق ومعشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم نغز بطور مسدس

بہ سنانِ نگہ یار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند
بہ سر طرۂ دلدار قسم
بسر نرگس جادو سوگند
کہ شدم گشتۂ چشم نگہت
خاک رو گشتۂ طرز ستمت

بہ صفائے گل روئے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند
بسوادِ شب موے تو قسم
بدل آویزے الفت سوگند
خاک رہ گردم اے حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشم سیاہ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند
بغضب گیر نگاہِ تو قسم
بلب لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے در گوشِ تو قسم
بادلِ فہمی ہوشِ تو قسم

بسر ناوکِ مژگان سوگند
بخم زلف پریشان سوگند

چون من نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعل شکر خندۂ تو

بشکر ریزے گفتار قسم
بتحقیق لبِ شکر سوگند

بخرام قدِ دلدار قسم
بزلال سرِ کوثر سوگند

شب ہجران خبر از خویشم نیست
جز خیال تو کسے پیشم نیست

باز گفتیم بدہان تو قسم
بہ بر و دوش تو زیبا سوگند

بسر موے میان تو قسم
بہ بنا گوش مصفا سوگند

مہر و مہ را نبود پیش تو قدر
پیش تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفاے بدنِ یار قسم
بہ لباسِ گل سوری سوگند

بسر چہ ذقنِ یار قسم
بہ عرق غم دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار دلفگار نے قلب ملکہ بران شمشیر زن کا بیچین کر دیا خانہ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہر یار بس ان حالات کی سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ واسطے تو دہ دل کے تیر دل دوز ہے اگلی خاطر اس شب کو نچاؤ نگی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلائیے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکہ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمائیے **نظم**

خوشتر ز عیش صحبتِ باغ و بہار نیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام میار و قدح کی نوش فرمایا اپنے پنجۂ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا **نظم**

فصل گل رفت و حریفانہ شرابی نزدم — برلب شیشۂ دل قطرۂ آبی نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مے مستی و ہنوز — بزم مے گرم نشد سیخ کبابی نزدم

ای شہریار ایرج نامدار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند؛ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند؛ شاہزادی نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ واران اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — چھینا ہی مجھ سے بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا — مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال تب سے پیر مغان پر چڑھاتے ہیں — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے — صدقے میں میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران نے کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشیدیہ میں نورالدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جا کر قید ہوئی نورالدہر بھی اُسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر پھرتے رہیں گے میں بحول قوت الہی و لعنایت فیوض نا متناہی اُسکو فتح کروں اگر میں نہ پہونچا اور اسنے فتح کرلیا لشکر میں جا کر بلبلائیں گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو سُنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہمچشم ہیں دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکے چلیے میں جا کر والد بزرگوار سے کہکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمھارے طلسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کردو اور تم اطاعت کرو قیدیان طلسم بھی انکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی ضرورت نہیں لعنایت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہے کہ آتش خو شعلہ مزاج ہیں مردان عالم کے سرتاج ہیں دل میں خیال کیا ہم یہ سب تدبیریں جا کر کرینگے اُنسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہے انھیں باتوں میں گذر گئی صداے مرغ سحر بلند ہوئی چہروں پر عاشق و معشوق کے ہوائیاں اُڑنے لگیں اُسوقت محفل کی اُداسی رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوے لگن میں پڑے ہیں فرش میں جا بجا شکن صاف معلوم ہوتا ہے کہ خیال عاشق و معشوق میں فرش بھی چین بہ جبیں ہے پردہ ہوا سے تھیں اڑتا حسرت یہ عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہے لپٹ لپٹ کر دونوں کا رونا اشکوں سے منہ دھونا صداے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دم بند زلفونکی

انجمن سے پریشانی ظاہر چہروں سے حیرانی ہویدا ہر ایک کا یہ کہنا کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ایرج کا جواب ہیں
یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اِدھر ہوئے ہم یقین ہے :: ملکہ جاؤ اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھوں میں آنسو
بھر کے جواب یا وعدۂ فردائے قیامت وہاں بھی ملاقات کی امید نہیں شعر حشر پر وعدۂ دیدار ہے میں ڈرتا ہوں
بھیڑ ہونے گی رخ یار اِدھر ہو کہ نہو :: ملکہ نے کہا اے شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو بانیٔ آئینہ دیکھا ہو
غضب ہے جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہے ایرج نے کہا ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہے ورنہ طلسم نور افشاں کو
شاد دینا کیا محال ہے ملکہ یا تو روتی تھیں یا ہنس پڑی کہا صاحب آپ ایسے ہی ہیں میرا خیال ضرور ہے
کبھی ایسا قصد نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ میں کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشاں کا ملنا مشکل ہے مگر آپکے واسطے
کیا دشوار ہے ایسی باتیں عاشق و معشوق میں ہوئیں شمع سحری نے بھی اشک حسرت انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا
چہرہ زرد بلبلوں کے دل میں درد الغرض ملکہ بمشکل تمام ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین میں غرق ہوئیں
کئی کوس پر جا کر نکلیں راہ کو طے کر کے قصر جمشیدی میں آئیں کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران
واسطے تسلیم کے خم ہوئیں کوکب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کہاں گئی تھیں ملکہ
بران نے دست بستہ عرض کی ہزار درے کے انتظام کو گئی وہاں جا کر خبر سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان و
شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان کا طلسم جمشیدیہ میں داخلہ ہوا ہے مگر جمشید جادو بر سر پرخاش ہے
ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑ جائے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور
افراسیاب سے فساد ہوا اس نے خراج بھی نہیں بھیجا جو پیام جائے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند
صاحبقران کا جمشید کو مطیع کراوے کوکب نے اسیوقت خورشید روشن رائے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو
چار سو ساٹھے چار سو جادوگر ساتھ کر کے حکم دیا جیسا ملکہ نے فرمایا ہے جلد جا کر انتظام کرو خواہ نورالدہر خواہ ایرج
نوجوان پہنچ گئے ہوں فوراً لوح دلوا دینا خبردار انکا کوئی موے جسم میلا نہونے پائے خورشید روشن
رائے اسی وقت طرف طلسم جمشید کے بتعجیل روانہ ہوا انکو راہ میں چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے
ملکہ بران شمشیر زن کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار ہوا آخر مجبور و ناچار دربار میں آن کر بیٹھے افلاک
کوہی کو حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیوں کو حکم دو ہمیں طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہے شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید میں بڑے بڑے ساحران غدار
رہتے ہیں وہاں کا قصد نہ کیجیے اسکا فتح ہونا دشوار ہے ایرج نے فرمایا ہمارا بھائی تیغ چشم اس طلسم میں پہونچ چکا
آفت میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ اسکی مدد کو نہ جاؤں تم جلدی تیاری اور رہبری کر کے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب ہے
تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا شوخ چشم قدموں سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہیں

ہے مگر مقام پر آشوب ہے ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کی ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعدہ صاحبقرانی کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے اس جاہ و حشم کر و فر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے حال خیریت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

## دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ جوش محبت مین شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر لیچلی ہے کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامہ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اے ساقی مہروش گل اندام — دے بھر کے مئے سرور کا جام — بیٹھے رہے گی نہ ابتلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر — منظور نظر سفر ہے ساقی — اور لطف اُتار پر ہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب — دوڑے کے لیے ہے قلب بیتاب — شیشے مین پری اتار دے ساقی
کھو دیگا مرا غبار ساقی — طاقت مجھے یان سے آکے لیجائے — منزل پہ ہوا اُڑا کے لیجائے
صرصر مری گرد پا نہ پائے — عنقا بھی مرا پتا نہ پائے — دشت نوردان وادی محنت

و گرفتاران دام حسرت انجام صعوبت مس داستان سحر بیانکو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نور الدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کر کے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اُڑائے ہوئے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت تھا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہے ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین ہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین اُتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہے اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے مع کل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین اُتری لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنا دی شاہزادے پر سے سحر بھی اُتار اسرار دار عیار ہوشیار ہے نور الدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس کوہستان کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار جو کچھ مین نے سمجھا آپنے قبول کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کر کے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو کیجیے رنگ روئے نور الدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اُس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ تہمینہ سرخ چشم پر کیا اندوہ ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدانخواستہ بادشاہ طلسم جمشید نے اُس گل باغ خوبی و سرو نوخاستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو تمکو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا شہزادہ بھی گھبرا گیا

چپکے سے کہا ملکہ غضب کیا یہ شیر جس بیشہ میں جائیں بدون شکار واپس آتے نہیں دوسرے مقدمہ ناموس حال اس عشق کا طشت
از بام افتادہ ہے یہ ملق سب سے زیادہ ہے نور الدہر نے کہا شبرنگ تم کیوں گھبرا گئے ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہیں اپنے کو
جسطرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائیں گے ملکہ عالم اپنی جان بچائیں جہاں چاہیں جائیں مجھے اُنسے کچھ کام نہیں میری
آبرو کی درپے ہوئیں واہ کیا خوب احسان کیا ہے ہمنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ ذکر کر دیا
تھا مخمور نے تمہارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع رکھتا ہے اُس سلطنت پر لات ماری
شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہے افراسیاب نے بہیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان کی پرواہ
کو تج دیا ان باتوں کا بالکل خیال نہ کیا اسطرح جو غصہ میں نور الدہر نے کہا شگوفہ شکل گل مرجھا گئی کانپنے لگی
عرض کی اے شہریار میں خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے نور الدہر نے کہا ملکہ
میں تمسے کچھ نہیں کہتا مگر میں بیشک جا تا ہوں شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہے اُسنے فوراً مرکب تیار کیا در کوہ
کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی اے شہریار مرکب تیار ہے شگوفہ نے کہا بھیا شبرنگ اسقدر جلدی نکرو برائے خدا شاہزادے کو
سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کا راز دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہیں میں کیا نادان ہوں جو سمجھاؤں
میں تو بیچارہ کیا ہوں اگر انکے بزرگ بھی آئیں یہ اپنی کریں نور الدہر فوراً اسلاح سے آراستہ ہو کر مرکب سوار
ہونے چلے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ میں غصہ سے کف منھ میں بھرا ہوا چہرہ سرخ آنکھیں اُبلی ہوئیں
اب تو شگوفہ اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ چلیے لونڈی ساتھ چلیگی میں یہاں رہکر کیا پہاڑ سے
سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب چلونگی مگر اتنا عرض کرتی ہوں تا بہ قلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہے کنیز سراسر خطاوار ہے
نور الدہر نے کہا رہبر کامل ساتھ ہے خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچا دیگا واضح ہو کہ یہاں در کوہ میں
یہ ہنگامہ ہے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہے شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہے کہ ایک لمحہ تامل فرمائیے اسباب سحر جسم
پر آراستہ کرلوں جادوگرنیوں کو آواز دے رہی ہے جلد تیار ہو سب آراستہ ہو کر باہر آئیں شاہزادے نے قصد کیا
توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے مگر دو کلمے داستان مدہوش دراز بینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان
دیگر مضمون طلب قید ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو
نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگروں کے طلب کیا ملکہ مخمور کو
قید خانے سے بلاکر اراثے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دراز بینی مع تین ہزار ساحران غدار قید مخمور لیکر
بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروفر سے جاتے ہیں
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتا ہے ناگاہ ادھر
طرف سے صحرا کے گرد عظیم بلند ہوئی نور الدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر آتا ہے

شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ دمن گرد کا شگفتہ ہوا علمہائے زنگاری پھریرے کھلے ہوئے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ میں ایک اژدہے پر ایک مہ جبین شل قیدیوں کے مسلسل و مطوق چہرہ اداس عالم یاس جب نورالدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادو دانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا بس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا او ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑ کر ساحر لیے جاتے ہیں ملکہ شگوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

| | |
|---|---|
| ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی<br>پناہ لشکر اسلام نورالدہر گز ہمیشہ | کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستا خوانده<br>عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده |

| | | |
|---|---|---|
| دیگر منم سرکوب لشکر کافران<br>نقارا بہ یک دست بردستم | بہ پیشم نگون شد سر کافران<br>ظفر بر یلان عرب یافتم | ز طفلی بہ جرات ہنر داشتم<br>شہ نوجوانان لقب یافتم |

لوح محفوظ تو عنایت پروردگار سے گلے میں تھی تلوار کھینچ کر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوجاتے ہیں کہ ملکہ مخمور کو رہا کریوں ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر نہیں کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق نورالدہر کی ہوا اسنے بھی کاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیوں کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی گویا ترنج و نارنج رائی کے دانے سر کے دالے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صداہائے عجائب و غرائب آتی تھی اژدرہائے آتش فشان دوڑنے لگے باران سیاہ برستی تھی ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش دراز بینی ہوشیار ہوا خود بینی بھولا ملکہ بمبا کو کان ہوئے بسبب شمشیر نورالدہر سے ناک میں دم ہی کان پکڑتا ہی سنگی ہی کہ بھاگ جاؤں لیکن تعلیم کردہ افراسیاب ہے زمین کو ہلا ہلا دیتا ہے ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی میں کدکرا ہی نورالدہر پر کیسے کیسے سحر کیے مگر کارگر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار میں دھنسی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ میں جمال ہمشال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن میں ہمشال ابرو رشک ہلال چہرہ چودھویں رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین مشک آگین کاکل پرپیچ کی لہر یا مار سیاہ پر قہر پریشانی ظاہر ہے رنگ رخ متغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی منور پیشانی نیر اکبر بند مسدس

| | |
|---|---|
| ہی وہ جبین بیاض و یا صبح عید کی<br>سو جان سے جہان کو خواہش ہی دید کی | عالم ہے جسنے ظلمت غم ناپدید کی<br>کانوں کو آرزو ہے صفت کے شنید کی |
| | سجدہ کروں جھکا کے جبین نیاز کو |

محراب نور پاؤ اگر مین نماز کو

در یا کھون مین نور کا یا عکس آفتاب
یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
افشان سے یا کھونین مطلا سر کتاب
القصہ کیا کہون کہ وہ ماتھا ہے لاجواب

اہل نجوم کو یہ تحیر تمام ہے
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان
یا ہے خدنگ عشوۂ قاتل کو یہ گمان
یا بہر قتل عاشق بے صبر و ناتوان
کھینچی ہے یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

در سورۂ قمر پہ ہے رونق فزا ہوا
یا ہے سفینہ نوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے
بادام انکو دیکھ کے پژمردہ ہوگئے
نرگس کے پھول باغین افسردہ ہوگئے
آہو انکھین سے دشت مین رم خوردہ ہوگئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہین
آنکھین ہین دونون یا ید قدرت کے صاد ہین

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتی تھی حقیقت مین کیا حسن و جمال ہے کیا خط و خال ہے صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر زیبا کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال ہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق مثال ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادۂ نورالدہر جو تیغہ پکڑے بڑھا صدہا ساحر دم بھر مین مار ڈالے دل باغ باغ ہوگیا قید کے رنج والم سے فراغ ہوگیا غنچہ خاطر شگفتہ پھول سے گال جو تمتمائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی مگر ایک نازنین کو مع چار سو جادوگرنیون کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوکر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہے یہ شاہزادے پر عاشق ہوکر یہانتک آئی ہے یقین ہے کوئی شاہزادی ہے اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہے کہ نورالدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہے اے اس جوان کو مار لو چارون طرف سے یہی دھوم ہے شاہزادۂ نورالدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب بدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہین کیسے کیسے گولے نورالدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئی ایک موئے جسم بھی اس شاہزادیکا میلا نہوا دل سے کہتا ہے سحر کیون جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغہ سحر مارا نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے بر تین چمکین مگر بہ عنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر ہاتھ تیغہ خاراشگاف کا مارا مدہوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا

سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا تڑپ کے نکلے اُون اجل نے مہلت نہ دی چمک تلوار گری مدہوش دراز بینی
کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا مدہوش دراز بینی تھا شاہ پور کے ہوش اُڑ گئے
ارابے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پانون اُٹھے نور الدہر قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑون نخل قد ساحرون
سحر سے قلم کئے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہین شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نور الدہر چاہتے ہین مخمور
کو چھڑا لین کئی کوس لڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسم معلوم ہونے لگا شاہ پور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آ گیا اُسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جا چکا جلد آئیے ورنہ قید
مخمور چھن جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا
مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوئے اُسوقت آکر پہونچا کہ نور الدہر نے تمام فوج
کو تہ و بالا کر دیا ہے شاہ پور بھاگتا پھرتا ہے اور شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہن سے نعرہ کیا باش او
طلسم کشا اور خبردار او شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر بادولت کے گر ہر چند کہ شگوفہ تھرا گئی مگر سحر
کرنے مین کمی نکی جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگر بنیان شگوفہ
کی بیہوش ہو کر گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نور الدہر پر سحر اُسکا تاثیر نہین کرتا قریب ہے کہ شگوفہ کو گرفتار
کرے کہ اندر سے قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ ہمیشہ سے مطیع الاسلام
ہے چونکہ کاہن زبردست ہے کتاب مین دیکھے تھا کہ یہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدائے نادیدہ برحق ہے سامری پرستی
کرنا ناحق ہے ناظرین کو یاد ہوگا اسلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحر ہمراہ
مطیع الاسلام کر کے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہے مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے ارابے کے پہونچا ٹہوکا
اکر کے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے
کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے سہیل نے نعرہ کیا ہم غلام شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج
سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا
ملکہ مخمور نے پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہے شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار وطن سے دور موت سے
قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون سے کیون لڑتی ہو ظاہر اتم اسی طلسم کی
رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر دلکو تاب نہ آئی شکر ہے آپ رہا ہوئین ٹرا نام بتانا یہ ہے کہ
ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آ گیا ہے قلب
کانپ رہا ہے بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہے کد و کاوش بیکار ہے ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادے
پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی شگوفہ ایک سمت سحر مین مصروف ہوئی

اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نور الدہر نے
بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید گھبرایا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک
کنارے پر آکر ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے اس سے پوچھا
ای کنیز سامری اس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی ای شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح
محفوظ موجود ہے پیر آپکے قریب نہین جا سکتے اُس پتلی سے یہ سنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اُٹھاکر ایک گولہ مارا
سہیل و شگوفہ دونون بیہوش ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کرلیا یہ بعجیل
قلعہ مین بھیجدیا اب جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نور الدہر
سے دور ہوگئی نور الدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو بچائیے نور الدہر
نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے پڑے ہوے نور الدہر نے کہا ملکہ کیا ہوا
ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام ہڈیان جل رہی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون
نور الدہر نے گھبراکر لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اسکو اُٹھاکر رومال مین لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منہ شہنشاہ جمشید اب نور الدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے ملعون نے
صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دو ہتڑ مارا نور الدہر زمین پر گرے شبرنگ کو ڈھونڈھکر
پکڑ لیا سردارون کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش
ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا ساتھ والونکے
منظور ہین اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو اندرون قلعہ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی
مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قید نور الدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شبرنگ کو
اُسی بارگاہ مین بٹھایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رای
وزیر کوکب روشنضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید جادو کو سلام کیا
پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید
مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا
کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رای نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو
پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے نور الدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ
مین لیجائینگے سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم یہ
میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب روشنضمیر شریک سلطان ہوگئی

ہین :- تو خراج بھیجنا موقوف کیا ہین تو افراسیاب کا ملازم ہون اسیوقت شبرنگ و نورالدہر کو قتل کرونگا
ہر چند کہ خورشید روشن رائے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار ہین ابھی موجود ہین چارسو ساحر ہمراہ
آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام فساد کرنیکا نہین ہی ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہی ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے اٹھا اور کمال
یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر پر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بصورت نورالدہر و شکل
شبرنگ مجسم قید مین چھوڑا نورالدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کر لیا جب اپنا کام کر چکا کہا تو جمشید
ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر
بہ تعجیل تمام روانہ ہو گیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نورالدہر و شبرنگ کو
دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی سر پر نام من
سر پر جادو وزیر جادو بود جمشید حیران ہو گیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مُردون کی صورتین
بھی بدل گئین اُسکے عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان
ہوا اور واقعی مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب و شفقت ضمیر کیا
ہر سرداروں کو قید کرایا نورالدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر قلعہ طلسمی کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ
شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانے مین بھیجدیا اور اس جملہ حالات کی عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب
حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانیکی فکر کیجیے وزیر کوکب
طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا
مین لوح طلسم جمشید ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا
اسکا مضمون یہ تھا کہ اے خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہی
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہی وہ جو قلعہ ہی جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہی محیط تمہارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار لکھ دینا فرمان
مابدولت کا اور نامہ تمہارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو سمجھا دیا ہی وہ قلعہ دخانیہ سے
لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین رکھین گے جب لوح دستیاب نہو گی طلسم
نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید
روشن رائے اپنے سحر سے نورالدہر و شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی
شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر

حیران یا تو مین قید مین جمشید کی تھا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان
وزیر وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا مقام ہے
آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کا وزیر ہون آپ کی
طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجھکو نامہ دیکر روانہ کیا کہ جاکر جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادہ کو شکست و عدم
شکست کا اختیار ہے مین نے جاکر حضور کو قید مین پایا اُس بھیجا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع
عیار نکال لایا اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلیے یا اسی مقام پر
تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑکر پاس کوکب کے جاؤن جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم
ہے اب منزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح منگوا کر آپکی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر سنکر خاموش
ہو رہے پر نہایت شاق ہوا کہ مدد سے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوا دی
تب فتح طلسم نصیب ہوئی اے نور الدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے بزرگون کا
طریقہ ہے اسپر کار بند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہے وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا
ظاہر مین فرمایا اے خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے
تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش
بیانی پر تسکین دل ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے جہرمت پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے اُٹھے پشت مرکب
پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر ڈال دیا کہ اے وزیر اعظم تم
متردد نہونا ہم توکلت علی اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب
نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر
و ناظر جانتے ہین پیدا کرنے والے کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہے تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی
جان دینگے یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید روشن رائے
نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا صاحبو فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے
بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ حیران نے بھی
بمقد ایرج نوجوان سفارش کی دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج
نوجوان نے بھی طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہے اور یقین ہے کہ قریب طلسم جمشید پہنچگئے ہون گے
کوکب روشن ضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا اے ابرق آسمان سیر تم جاکر شاہزادے

ایرج نوجوان کا ساتھ دو لڑ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست کریگا اُس بیچیا باغی خار صحرای غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان سیر کہ تنہا طاؤس پر سوار ہو کر بتلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

## اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید رو فلسن راے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہر گئے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغربین رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے سحر سے ایک آہو شکار کر کے لائیں کباب لگا کر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار میں آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پرے آگے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نور الدہر مرکب سے کود ے آہو کو اُس خوشخو نے بقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھا کرلے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نور الدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین چوکنا گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کہا کیون اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف بادولت کا نہو انور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا مین کیا اجارہ ہی صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہی کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ آیا فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہی بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیمچہ کا بلاتکلف مارا نور الدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کر تھپکی ماری نیمچہ ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا تکان جو ہوئی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین بہر تمکین پر نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن و جمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھو عتاب کہتا علاج کرو

شربت وصال پلاؤ بنفشہ گیسو کی بو سنگھاؤ جسطرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ حکما کا قول تھا شرم مناسب ہی صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہی عشق تاکید کرتا تھا اسر ہی عقل کا قصور ہی اسی کشمکش و پیچ مین حیران حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندا اسکو آکر گزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنون کو کہا جائے بسوجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہی آنکھون سے اشک گرم ٹپکے قطرہاے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا ہٹون نور الدہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا یا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھ اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اُس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہے

بند مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند
یا ہین وہ مار شانہ ضحاک خود پسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے
دل خون و خشک مشک کا نافہ ختن مین ہے

ہی زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ بلا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجہ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہوجاے بے زبان
جادو ہو انکے نام سے دنیا مین بے نشان
آشوب دہر فتنہ آفاق ہین عیان
ہوپنچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون

دم سورۂ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا

چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی پھرا کے مرا دل چُرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلوے گل کے خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ

رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہین جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑو نورالدہر نے بدحواسی مین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکلجائیگا نورالدہر نے جلدی مین زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا ملکہ سے جا زور کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون دل کھول کر ملون مگر پھر شرما کر رک جاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران حیران نورالدہر منت کر رہا ہی وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی شبرنگ بھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہی نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ عالم یار وفادار ہی شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہی شبرنگ تو عیار ہی اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے بہ تعجیل کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن و ناز کو اک جام پلائیے نورالدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہے ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہے مگر یہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہی نورالدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہوگی وہان چلینگے یہ جو نورالدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نورالدہر کو دیا نورالدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت اس صحراے پرہول مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی بتلایا مگر نورالدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے

یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے نورالدہر نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے
ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر ہے اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب
ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دل شاد دیگر باپ ہمارا موسوم بمہران شاہ جمشید جادو بادشاہ
جمشیدیہ کا خراج گذار ہے نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہے کسی وجہ سے اُسکا اس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ
ہمارے مطیع و منقاد تھے استقبال کر کے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بدنصیب کے
حسن و جمال کی تعریف کی یا شاید مجکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا
محل مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جاے گی نہین معلوم کیا رنج و ملال
اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپکی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے
سامان شادی ہوگا اے شہریار وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر
ہمارے دباؤ ہے جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہے وزرا امرا پر عتاب ہے اس غم سے آب و دانہ
ترک رہتا ہے ہر وقت یہ خیال ہے کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا عورتون سے کیا ہو سکیگا جان دونگی نورالدہر
نے کہا اے ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون انشاءاللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید
جادو کے یہان قید ہین ابھی چوتھا دن ہے ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے نزدیک تھا ہوا
قریب قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب کھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ لے لی ایک ہفتہ عشرہ
کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیحیا کی کیا مجال جو تمھارا نام لے سکے مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر
جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریاے مصیبت کی شناور ملکہ ماہ پرور ہے مگر آپکی باتون نے کلیجہ فگار کیا
وہ بیحیا ساحر زبردست بادۂ سحر و ساحری سے مست اسکا قتل ہونا دشوار ہے نورالدہر نے کہا ملکہ اپنی
آنکھون سے دیکھ لینا بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران نہ کہنا ان دونون
عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس قدم پر چھپا ہے پانی لینے گیا ہے کہ آسمان
سے نعرہ ہوا باش اے برباد کن ساحران عالم کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اس
صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ سے عیش مین مصروف ہے قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہے اور اے ملکہ ماہ پرور
غضب کیا اس باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جبتک نورالدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین پڑا ہر دے
آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت
مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئی چونکہ جمشید جادو اُسپر عاشق ہے اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ
کو بٹھا لیا سحر کر کے ہوا ہوگیا پلٹ کے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نہ

بیابان

نشان دستیاب ہوا ایک جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر پتلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھوں مین سامری وجمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت اسفندیار صفت صاحب عب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ ساحر تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحر نکادو راہی سرداروں کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام دربند طلسم جمشید ہی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم نے نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اُسکے ساتھ عیار رہے تصویرین دونوں کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک ساتھ جنگل مین ملکہ باہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف عیش تھا وہ ملکہ کو اُٹھالے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کرو وہ اس کا ہمراز ہی بڑا جلاد ہی سیاح نے کہا غلام پھر جاتا ہے ملتا ہی تو ڈھونڈ ھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال بلند ہوکر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بہ شکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر جھکا کوسون منزلون پیک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لیچلو سامنے بادشاہ کے پیش کردینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکے پہونچا شبرنگ بن عمرو کو کھڑا کردیا کہا ای شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نملا یہ حاضر ہے شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل ومطوق بیٹھا ہی جلسہ ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری وجمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن رہی گیسیان کی جے جے کارگرو کی دیا رہے آج جمشید وسامری نے اپنی قدرت کا ظہور دکھایا اس ظالم جلاد کو قید مین پایا جو ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے باپ دادا خدمت مین جمشید سامری کی جایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے بانٹے تھے ہمارے پاس بھی تصویر خداوند ہی بروقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہوجاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤن گا ٹھاکرجی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤن گا یہ کہکہ نیمچہ کھینچ کر نورالدہر کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے کوجوان بھائی جودھو کو قتل کرتے تجھے افسوس نہ آیا دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب

سب بھائی برادری والے سامری پرست پونے دو سو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے
ہان ہان کہکر ہاتھو تھام لیا بشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز جادو ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ
یہ بندۂ خاص سامری ہی رگ و ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا
کیا نام ہی اب کس وجہ یہ ہین مقام ہی کہا حضور مجگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہی
اس مسلمان ملیچھ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا نور مین
رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے غلام کے پاس ایک تپلی ہی اشارے کرتی ہی مجھے گاتی ہی شوالے سے
ملی تھی سامری کے گھر کی لچھمی ہی حسبدن سے مجھے ملی نہال کردیا ہر چھ ماہی مین مہنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے
سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین ننھی پھڑ کادتی ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہ ہمنے دو دو لاکھ روپے
کے بت خریدے ہین انکے منھ پر کبھی مکھی بھی نہین اُڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی
کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین تجھ بیٹھا ہی کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز
جادو اشتیاق مین اُٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک تپلی نکالکے
ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی انسے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منھ سے منھ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے تپلی کے منھ سے
منھ ملاکر پیٹ پر تپلی کے ہاتھ رکھا تپلی نے منھ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے تپلی کے
پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا تپلی کے منھ سے دھوان نکلا شبرنگ نے تپلی مین کل لگاکے بیہوشی
بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے تپلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن
دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اسکا لیکر اپنے
سر پہ رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ کرکے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہتکڑیان
بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی مین سزا دینگے نور الدہر کے جسم سے قید سمجھو نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر
شاہزادے کا اندر لایا دروازہ مکان کا بند کرلیا نور الدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہنچا فیروز
جادو کو مینے گرفتار کرلیا نور الدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نور الدہر سلاح سے آراستہ قید جسم بر ندارد اور
ایک عیار خونخوار تیغۂ برہنہ ہاتھ مین یے نعرے کر رہا ہے کہ ای فیروز جادو قدرت پروردگار کو ملاحظہ
کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے بلازم بیرون قصر بالکل بیکار ہین اگر تجھکو

قتل کرون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو پونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بناے آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے فیروز کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر قدمون پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھیگا تو تاثیر سحر کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نور الدہر نے سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمر و دربار مین آیا اہالیان دربار حیران ہوے شاہزادے کو دنگل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے کہ ہم پر کیا گذری ہم گرفتار ہوگئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر بھی نہوتی ہمنے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام با اخلاص ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی

**غزل**

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے بھی
کر دلیر نہین زور چلتا کسی کا

نہ ہے تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سنے وہ نہ مین ناصح کی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جاے اُس بیوفا سے جو جانون
نہین میری جان شکوا بجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھون سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پُر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہے یان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزوے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اُڑے زمین کے ہوش
فتنۂ محشر آخرین افغان

بجز اشک آب بار گلشن صبر
کف افسوس پنجۂ مژگان
خاک مین جی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھون سے متصل جاری

جوش خمیازہ ریزش انظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیون شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہی چہرۂ صاف وشفاف سے بیقراری پائی جاتی ہی نورالدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ہی برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے ؎

درس عشقت را بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگر ست
از شراب عشق مے سوز د جگر
طالب حق را مکان دیگر ست
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را
ہر کسے را کاروان دیگر است
در نیاید ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگر ست

این مدرس را زبان دیگر است
تا بہ کے سر گرم کار اینجہان
نقل این مے از مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با غمت راز نہان دیگر است
در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگر ست
در میان خلق مے جوئید و نیست
ہمرہی با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر دمیدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان نے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہی آپکا معشوق کہان ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپکے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشیدیہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہی دوسری نازنین مہجبین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش وعشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردۂ مہد ناز و نعم صاحب شوکت وحشم اسیر رنج والم ہی اب تمھاری مہربانی یہ ہی کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گذاری سے منھ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا سب سامان وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلین طے کی تھین ایک دن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پاؤن رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا

کمر مین نور الدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب جا سکا ساحرون مین ہلڑ ہوا
کوئی شاہزادے کو اُٹھائے گیا فیروزہ جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو
سے کہا کیون ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہے کل جا کمان: رسند کو حکم پہونچا ہی جس
طرف سے طلسم کشا نکلے گرفتار کر لو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین ای شبرنگ
کیا عجب ہے شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت ساحر زبردست ہی مشہور ہے کہ
اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کے ساحر لیگئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے مین شبرنگ
نے کہا بسم اللہ فیروزہ مع لشکر سمت دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا
وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای جوان
چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ کے مار ڈالے گئے مگر
میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر و غضب سے بچنا دشوار ہے یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ
ہے وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے یہ ملحوظ رہے کہ نور الدہر کو
قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ بیٹھا ہوا زنجیر بلا سے ہاہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون
مشیرون سے صلاح مین مصروف ہے کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون اپنی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دے رہے ہین

## دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا نامہ اس
مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا نمبردار مع فرمان و مع نامہ بادولت
تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کر کے
با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت
شبرنگ آتش خوار نور الدہر کو قید کر کے اپنے سرداروں سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و
نخوت تمام دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اترا السبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نکیا شبرنگ نے ذنگل زمین
دیا پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا محیط نے نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا
اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا ارشاد ہی کہ جلد جا کر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری
خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہے شہنشاہ نے مجکو نشان بتا دیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسیر
تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا وہی مسکن ہے شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج مین یہ گرمی

ذرا تامل فرمائیے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا اور دماغ مین نشۂ غرور بھر اُلٹ کر
کہا صفا مجکو بہت تعجیل ہے زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہے اب
لوح لیجانیکی ضرورت کیا ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا زیادہ بیانے قصر ہے حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے سب
نقشہ مجکو تبلا دیا ہی مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب
اسقدر سر نہ اُٹھائیے نشہ مین نہ بلبلائیے ہرگز لوح نہ لیجانے دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا کہ لوح
طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر جان کے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا
پاؤن مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جائیے گرفتاری طلسم کشا کا حال کہئیے ہم اس عرصہ
مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب
قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا دیکھو یون لوح لیجاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے
ایک گولہ سحر کا بڑھکر مارا تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی
بے آب تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش حیرت کا جوش
تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے آیا حوض پر سے تختہ آہن اُٹھایا حوض
مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین
ایک مختصر سا دروازہ لگا ہے اسنے لات ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے پھر ایک صندوقچہ رکھا تھا
کلید اُسمین لگی ہوئی تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا پٹ اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی تھی ریشم مین گندھی ہوئی گپھا مقیش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے خوشی مین آکر
ہاتھ مین اُٹھا لیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہی یہ تو ایک سلطنت کا مول ہی اے محیط اسکو شہنشاہ
کو ندے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا دلوائیگی عجب شے نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے
یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل کے ٹکڑے اُڑائیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر
دلمین گڑیگا ہاتھ مین لوح چمکتا ہوا حیرت مین مبہوت محیط جادو جوش مین جو پلٹا شاہزادہ نورالدہر قید سحر
مین مبتلا بیٹھا ہی محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لی سر بھی کاٹ کر
لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤنگا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ
رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا
پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈالدیا محیط چاہتا ہی کہ سحر پڑھون
بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہی قلب پر حیرت کا جوش ہی شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی

شبرنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر میں محیط جادو کے مبتلا ہیں جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہیں کہ یہ کیا قیامت ہے ارے ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہے تخت سے اُٹھتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہیں اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا سے اور محیط جادو سے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بیچارے کو یاد نہیں آتا زور کر رہا ہے نورالدہر نے کمر میں ہاتھ ڈالکر اُکھیڑ کر مار الوح جبین کے گلے میں ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ زانو سے دباکر فرمایا او بیحیا حالا دعو شناختن پروردگار چہ میگوئی اس مغرور نے سامری جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دیکر ایک بارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر داخل جہنم ہوا تمام دربار میں اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی بیر غل کرتے تھے کچھ تدبیر بن آئی بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادم و بمطلب خود نرسیدیم سحر محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھوں سے دیکھے دیکھا سامنے سے طلسم کشا لوح گلے میں خون میں محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اُٹھکر دوڑا پکارا ای شیر بیشہ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہے خدا ے نادیدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہو گیا روح کو شاد کیا ماشاءاللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدموں سے لپٹ گیا نورالدہر نے سر اُٹھاکر سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے چشم زدن میں کیا کا کیا ہوا تمہارے پاس قید ہوکر آئے تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سرداروں کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا میں تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو ہمراہ رہے ورنہ نکلجائے سب نے عرض کی اے شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جانبخشی کی ہے دل و جان سے حاضر ہیں شبرنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے شبرنگ آتش خوار کو تخت پہ بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ فوراً سب کا سے سامنے آکر ہو نیچے ہاتھ اُٹھاکر دعا اور ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والاتبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپکا عیار خوشخبری مع فوج ظفر موج قریب قلعہ دخانیہ آکر اُترے ہیں مائل جنگ و جدل ہیں سب جوان جان نثار بے بدل ہیں آپکی قیدکی خبر سنکر آئے ہیں قریب قلعہ پہونچ چکے ہیں نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ لمے شہریار یہ کب مشیع ہوا آپ کی غلامی میرا اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہاں بھی قید ہوکر آئے تھے

یہ بھی فقرہ پکا ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی برائے استقبال اُٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ بن عمرو بصد کر و فر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار مین حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خم زلف تو پریشان دلِ عاشق
در پیش گل روی تو حیران دلِ عاشق

آبے کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر
دیداست دران چاہ زنخدان دلِ عاشق

تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان ست
ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق

تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم
خونِ دلِ من خورد بہ داماں دلِ عاشق

مخفی لبد دار بر تو خواہ آ ونہ
از کردۂ خود نیست پشیمان دل عاشق

محفل مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دو چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار ای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو یعنی قلعہ چلو مین برائے فتاحی طلسم جاؤن شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلجات تشریف لیجائیے ہم لشکر لیکر آتے ہین اسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا ای فتاح طلسم والے سیاح این عجائبات حب ورد گار اپنا نفس شریک حال کرے لوح طلسمی حال ہو کسی قدر تسکین دل ہوہم حاشیہ لوح پڑھا ایک طائر خوش رنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اُس سے کہنا اے احمر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جاکر مرحلے فتح کرونگا تجھکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب پیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑے

## دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلدستۂ صاحبقران لقد روح وروان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی
دے جام مجھے شتاب ساقی
ہو جاؤن سبک پلادے وہ گھول

تھوڑی سی بات کو نہ دے طول
اے ساقی نوجوان کرم کر
سستی مری کھو کے تازہ دم کر

ای کلک سنبھل کے پانون دھرنا
لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا
ہشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ

یہ وہ نہین جس سے تو ہے آگاہ
بہکون تو مجھے سنبھال لینا
تقریر کو دیکھ بھال لینا

اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
پی نون مین شراب لے تو دم
ہو نبت عنب کی تاک مجکو

کرتا ہی یہ غم ہلاک مجکو
اُس سمت تو مین ہون بیخود خواب
وان دختر رز کمال بیتاب

اے پیر مغان کا دم سلامت
دکھلاوے چاند سی وہ صورت
لو ہوگیا دل کباب اپنا

دیکھہ آے ہم آفتاب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین شعبدہ

واقفانے کہ در سخن فردانند؛ شرح این داستان چنین کردند؛ سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو وافلاک کو ہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل ونایاب طرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرأت سے مست اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مع فوج کو ہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب گرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھہ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا ابہر بھر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر فرد کش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے روکنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھہ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھہ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اُتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفظ جرأت کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادۂ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان

نقارۂ رزمی بجا **نظم**
بر طبل را آنچنان طبل زن
کہ در ید میت زہیبت کفن

دہل زن دہل زن کہ تحسین او
بہ بن دین اودین اودین او
اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور

ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر وفر پشت گرۂ بن اشقر پر سوار ہوکر بصد صولت وشوکت وارد میدان کارزار ہوئے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقباے بلند آواز

حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگرہ اشعار عبرت آمیز سنائین نامرد بزدلون کو لڑوادین ہزارون کو کٹوادین خرامان خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بھیرون کے شعرون مین اول یہ چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو نشۂ بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے **نظم**

حیات ابد ہی جو اسدم مرو
جو باقی رہی پھر تو غازی ہو تم
نعیم جنان ہی تمھارے لیے

تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آئے
سزاوار گردن فرازی ہو تم
سعادت ہی جو جانفشانی کرے

عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
پس مرگ تربت مین آرام آئے
یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت واکرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا **نظم**

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جائے غور ہے
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو

مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہے
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کامل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو رو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز بہ نظر ستیز دیکھا ہر بہادر از تیغ میل نا مبوزہ غرق دریائے آہن **بیت**
چنان مرد خود را در آہن گرفت ❊ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ❊ پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میری سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرکب پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا اے برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود پڑا عرض کی اے شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت بڑا صاحب طاقت ہے شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہی فرمایا اے خیر خواہ مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ❊ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہے یقین ہے کہ نور الدہر طلسم مین پہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کرون تماشہ چشم کی آنکھ جھکاؤن افلاک نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کر کرۂ بن اشقر پر سوار ہوے مرکب لاجواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی **نظم**

زیر ران ہی جو تہسنا رخش فلک سیر تھا
ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اسکی بتاؤں کہ جسے شوخی سے — دائرے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اسکی سر جوئی کا ہین حسن کہوں کیا جسکے — زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاے بل
بزغہ و گام سے باہر ہے کچھ اسکی رفتار — ہر چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
یہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاے — پڑسکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل
جست و خیز اسکی بیان کیجیے اگر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
فاش سے زین کے ذرا بھی جدا چاہے عنان — مارے جون روے زمین پشت فلک کو کھندل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہو سبحان اللہ — نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل
توسن وہم کو دوڑاے ساتھ اسکے تو ہو — بازگشت اسکی تمام اسکی لگام ادق

ظلمات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھکر نکاور زن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو رعب و دبدبہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوکر کہا اے شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون ایرج نے جواب دیا اے ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ پر وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوے چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا گانٹھا جھٹکا مارا صاف ہاتھ سے ظلمات کے نیزہ نکلگیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا دو دستی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہے جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر تیغہ کی بلدی تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی اے شیرو یہ بے زبان ہلاک ہو جاینگے اُتر کر مقابلہ کرو ایرج و ظلمات کود کے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوے دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہورہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شاہزادے کے ڈنگ زندگی سے تنگ دوپہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا دونون مونڈھے تھام کر یکہ مارا گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے

زورین تا بہ سینہ تیسرے زور زین سر سے بلند کیا قصد ہے زمین پر مارون اہالیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا
اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کرلیگا تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کردیا چار
طرف سے نیزے اور تلوارین پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھوں ہاتھ
سردارون نے بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگانہ دریاے خون مین غوطہ مارا
نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم آفاق گیر ٭ تیغہ دودمہ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر
سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے
پانون اُٹھ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج
نوجوان اتری ہے سرکوہ سے دیکھ رہی ہے کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین اگر
لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کردے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم آپ مین
تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہے کہ غیر ساحر سے ساحرہ کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم
جرأت ایرج کی تعریفین کررہی ہے قصہ کوتاہ طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہے جمشید نے کل دربندون پر
ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدمست جادو اُڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہے دربند آہن تاب
پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُترا آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا اے پہلوان یہ کیا معرکہ ہے ظلمات نے دانت
نکال کر کہا بیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہے اے برادر بدمست جادو یہ مسلمان جانے
نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدمست جادو ماش کے دانے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے
لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہوگئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کر کے
سوارونکو گرادیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا اے
ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مار لین مگر یہ شوخ چشم نے جو سرکوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی
کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اُڑا کر آگے بڑھی دیکھا ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہے بے بسی مین ملازمان
ایرج قتل ہورہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہے رفقا اُسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین
نعرہ کر کے آپڑی آواز دی کہ اے شہریار آپ نے دیکھا کیا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر
ساحر کے لڑ رہا ہے مکار و بیحیا ہے شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو
بچایا بدمست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہے کہ ذرا غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہے یہ لوگ
بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہے ایک ایک کو
بچاتی پھرتی ہے اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہے ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا کہ

دھوین سے کنیزان شوخ چشم وسرداران ایرج وافلاک نابینا ہوگئے جابجا ٹٹولتے پھرتے تھے منھ کے بھل زمین
پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہرچند سحر پڑھا مگر دھوان دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہوگئی
تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین بدمست کے مسحور ہوگئی اتنے بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے
بیرحمی سے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان وشاپور شیر دل سحر سے بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے عرض کی
اے خالق بے نیاز ومعبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے بچالے آفت سماوی سے نجات دے
فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہے کہ کوکب روشنضمیر نے ابرلق آسمان سیر اپنے
وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ
ایرج نوجوان کو لوح دلوا دینا مثل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابرلق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین دیکھا خداداد
بیقرار مرکب کے پائون زمین نے تھام لیے ہین ہرچند وہ شیر قصد کرتا ہے مرکب اپنے مقام سے نہین ہلتا ابرلق
آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا منم ابرلق آسمان سیر مشیر خوش تدبیر
شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان
صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش آتا ہے اُس تیغزن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہے یہ کہکر ابرلق آسمان
سیر نے ایک دو ستاٹ سی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف ہوا اب شاہزادی
کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابرلق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ
شوخ چشم مثل شعلۂ جوالہ اُٹھی آتش غیظ وغضب بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ
وخراب ہونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا اے ملکہ اب سحر نہ کرو بدمست
جادو سے لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ وجلال کی دعائین دین کہ اے شہریار
والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہے یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی طرف ظلمات
آہن تاب کے چلی ابرلق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او بدمست شراب نخوت وادۂ پرمغان
میکدۂ ذلت غیر ساحرون پر کہان جاتا ہے ہمسے نہین آنکھ ملاتا ہے بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گولے
نارنج ترنج ابرلق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو نے کیا ابرلق آسمان سیر نے دفع کردیا بدمست نے گھبراکر
تیغۂ سحر مارا ابرلق آسمان سیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا

چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا آتش ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من بد مست جادو بود شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماریں ظلمات آہن تاب کا اب دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائیے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی سب بہادروں نے تلواریں نیام مین کین ابرلیق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشنضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کر سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا شاہزادۂ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوے داخل قلعہ آہن تاب ہوے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینوں سے معمور ہوا ہر رئیس اور امیر قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابرلیق ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھوں مین محبت ایرج نوجوان بات بات مین اہتمام سواری کرتا ہوا دونوں ہاتھوں سے زر سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال بیمثال ایرج نوجوان دیکھے کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اُسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمہ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار مین پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نوجوان نے فرمایا ای ظلمات آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہین ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمہارا تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابرلیق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابرلیق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہوکر جمشید سے لوح لوں طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤں اور راز روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا ہے نہین معلوم لوح پائی یا نہین مین فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابرلیق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

## دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان

## دسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اب تحریر ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا اب بعید کرو فر
قمر کو پلا ساغر آفتاب
لگا دے مرے منھ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہی ملک طلسم
چھا چاقی خنجر سے ہو تھرتھری
کہ قبضہ ہو اب قاف سی تا بہ قاف
دکھاؤن سر معرکہ رستمی
اُمنگ اور ہو وے وہ مے وقت جنگ
وہ بیشک ہی شیر نیستان حرب
وہ ہی گوہر بحر صاحبقران
وہ لکھ چہرۂ داستان ای قمر

وہ مے جسمین ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب نشۂ سحر ہو جس سے گم
پڑے فوج مضمون سی وہ چرب ضرب
ہلے قصر جمشیدی و سامری
چھکا جلد ہون اب مین خنجر بکف
تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی
ہی آج اُس بہادر سے جنگ و جدل
ہلاتی ہی دل کوہ کا جسکی ضرب
ٹپکتی ہی جرأت ہر اک بات مین
کہ حاسد کا منھ فق ہو مثل سحر

نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
جھپون کیون نہ ساقی محشر کا اہم
کہ ہو خون روان شرق سی تا بہ غرب
معطر پلا ساقی خوش غلاف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
ہین جو رنگ وہ اُسکے اک ہاتھ مین
ستانا وران دریائے بیکنار

جرأت وہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلاخیز جنگ طلسم مین یون روان کرتے ہین نظم

دارد دو زبان حکایتے کن
از دین سخنوران ستوفی
معجزہ کند این قلم چو بنیاد
از مادر دہر زادہ توام

اے خامہ سحر سنج بہرام
زاں ارکھن شکایتے کن
گوئی کہ قلم عصائے موسی است
زان گشت رسول آیدم یاد
این خامہ کہ ہست در سیاہی

در راہ سخنوری بہ کام
اے خامہ نہ عاجز و زبونی
گزدی ہمہ معجزہ است ہیدست
این خامہ نقد نخل مریم
در بحر معانی ہست ماہی

یہان تک اس داستان دلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بہ شکل طائر بنایا نورالدہر نے اُسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بہ شکل انسان بناؤنگا اس مژدہ روح افزا کو سُنکے شاہزادے کو لیکے ایک صحرائے پُر بہار مین لاکر اُتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً برائے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر برائے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحرائے پُر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب کو چل نکلا خیال مین ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو

ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہرے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اسکی شاہزادہ نور الدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نور الدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی اے شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ دربند دخانیہ پر لوح آپکو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا بیرون باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادہر سے نور الدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے باغ کی آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم ہوا بڑھ کر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپ کی چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب خیال تھا اب نور الدہر کو ایک حجاب ہے کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا دربند دخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے ہوے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پربہار جوانان چمن اکڑے ہوے ہین تمام نخل بار اثمار سے سر بہ سجود چمن ہاے طولانی کلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری جاروب کشی مین مصروف باد بہاری

نظم

دکھا رہی ہی یہ وحدت مین کثرت آج بہار ۔ ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

ہزار نخل گل اُس سے چمن میں پیدا ہوں
ہوا کے فیض سے بنجائے وہ قدم کا درخت
ہر ایک شاخ پہ افشاں ہی پھلجھڑی کی طرح
نگہ ہے پرورش طفل ذرہ مدِ نظر
بنا ہر ایک ذرہ گوشِ بیضۂ سنبل
ہوا اسمیں فائدہ جسکو ضرر ہوا روزوں
ہی ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہیں مزدور

گرے زمین پہ اگر تخم اشکِ بلبل زار
اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ریاضِ دہر میں گل ریز ہے نسیم بہار
کرا آفتاب ہے پستان کرن ہی دودھ کی دھار
وہ کون ہے جو نہیں عاشقِ گلِ رخسار
چراغ گل ہو وہیں گل جو ہو چراغ شرار
ہم آپ آئینہ بے کراُٹھائیں گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونوں معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب میں خراماں خراماں سیر کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محجوب دو محبوب ساتھ ہیں بارہ دری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیا تم یہاں کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و جشن بھی ہی سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب تعین حضور کو لیکر یہاں آیا یہ کہکے سہیل نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھیں مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شاہزادے کے چلی جاتی ہی کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا ای ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نور الدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہیں مخمور کی بات کا جواب نہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو میں دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے پنجہ نگارین میں جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو سوقت یہ خیال نہیں ہے کہ میں برائے طلسم کشائی آیا ہوں لوح ملاحظہ کروں ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کر کے جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے او مسکرا کے کہا ای شہریار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نہ خواہد ماند شاہزادے نے جوش محبت مخمور میں چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر مخمور کے ہاتھ سے جام شراب لیوں کہ آسمان پر ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکے ایک جادو گر بر منظر کو دیکھا وہی طائر خوش رنگ کلاں جسپر نور الدہر سوار ہو کر آئے تھے یعنے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا ہی کہ ای شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہیں ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا ارے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے آتا ہی عقب میں ماران جادو نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پہ نگاہ ڈالی اسمیں لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم احمر جنی خیر خواہ ہی یہ مخمور نہیں

مرجان روسیاہ ہے یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے اسی پر پھینک مارد پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بچے قطرۂ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا سہیل اور شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلائے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی سے دونون بیحیاؤن کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت پر آکر شاہزادی کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کھاتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑ لے نورالدہر نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ماران جادو سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہوگیا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو قمر کے سحر کے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجھکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے پہونچے اور اُسکے دام تزویر مین پھنسے مین بیقرار ہوکر اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس بیحیا ماران سیہ رو نے گھیرا پروردگار نے بر وقت حضور تک پہونچایا ہو جب مصرع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت ۂ آب حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین مین نے سنا ہے کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہے آپ کا لشکر کہان ہے شہزادے نے کہا ہو احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے ہین مرحلۂ طلسم رہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہے کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہونگے احمر جنی نے عرض کی مین جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیزروی پر مطمئن ہون نورالدہر نے کہا مجھکو تمھارے جانیکی ضرورت نہین ہے خدا میرا مالک ہے یہ حقیر راہ خوفناک طلسم کا سما لگتے ہیں ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے کہان تک ان ہم مددگارون کو بلائینگے پروردگار ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہے اور ہمارا ہاتھ ہے احمر جنی سے ابھی نورالدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اُڑی دیوار باغ تو گر چکی ہے دور تک صحرا معلوم ہوتا ہے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیلو رو بدخو باز و بط و شتر مرغ ہائے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہین سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو دیر اور مرجان جادو وائے طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہے مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضہ خون مین تجھکو کیا چھوڑتا ہون

یہ کہکر ساحروں سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریاے فوج ساحران میں غوطہ زن ہوے ساحروں کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے نخل ہاے آتش مثل شمع کافوری چلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسروں کو مارا ہنگامہ گرم ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحروں کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہے سحر نہ کرو تیر و تلوار و نیزہ سے مار لو اب ساحروں نے حربہ ہاے سحر موقوف کر کے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیچاؤں سے لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلیں طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادہ کو تردد ہے کس کس سے لڑے اس بیقراری مین دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

اے مرہم ریش دلفگاران
از راہ کرم برآر کارم
در وادیِ معصیت اسیرم
وز شرم سرے فگندہ در پیش
بر دار ز مطرح ہلاکم

وے چارۂ کار خام کاران
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
مگذار کہ تشنہ لب نمیرم
چون آمدہ ام بہ عذر خواہی
مگذار میان خون و خاکم

مگذار چنین ذلیل و خوارم
بنماے ز رہم بجانب خویش
خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
نومید مکن مرا اے

ابھی دعا شاہزادے کی تمام ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب مین شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی کھیلا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں یہ سنتے ہی فیروز وغیرہ حربہ ہاے سحر سنبھال کر آتے ہی شریک جنگ ہوے ایکدم ہی حملہ مین صحرا چوڑ گیا مدعی اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اسی پر سوار ہوے شیرانہ مصروف کارزار ہوے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگادی ہزاروں ناریوں کو جلا دیا جنکے دلمین غبار رکھا تھا انکو خاک مین ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوے قریب یاقوت جادو کے پہونچے اُس نے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے پھٹکر اسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی بیگانہ ٹھا انجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغۂ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس نے سامری و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے نئی بات ہے کہ شب ہجر کٹی یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا

یاقوت کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری برف باری
ہوائی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج شکست کھاکر کچھ بھاگے کچھ
مارے گئے شاہزادہ فتح و ظفر پلٹا فیروز وغیرہ نے آکر شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور
شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہی
ہین اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابرلیق آسمان سیر دربند آہن تاب پر آکے شریک
ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی
غصہ مین آکر نین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر اوّل لشکر ایرج پر آکے گرا یہ بھیجا بادشاہ طلسم ہی
سواے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا بس ابرلیق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران
نابکار کو مارا مگر جب جمشید جادو سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابرلیق پر غالب آیا اور
گرفتار کر کے زبان مین سوزن دیا شیخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب بیہوش ہوے
سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو خبر ملی مرحلہ مرجان جادو
فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا
تا بدربند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر
وحشت اثر سنکے جمشید مثل ابر کے گرگڑایا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی
قیدیون کو اژدہے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید با فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار ہین فیروز و
شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے
بڑھکر عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہونچا اور شاہزادہ ایرج
نوجوان کو گرفتار کر لایا ہی نور الدہر یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر
سوار ہوے جبتک شبرنگ وغیرہ سوار ہون آمادہ حرب و پیکار ہون جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش
بھڑکنے لگے لکہاے ابر تیرہ و تار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہگیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا
کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہوکر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین حملون مین جمشید نے زمین کو ہلادیا ایک
جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ نور الدہر پر چونکہ لوح طلسمی
گلے مین ہے سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا بلوہ ہے نیزہ و تیر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین
زخمی ہو چکے ہین اب روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہے مگر شیر بیشہ صاحبقرانی ہین کھائے زخم جسم پر

کھلے ہیں بیڑیاں پڑی ہیں چہرہ گلنار زخموں سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ میں جم گیا ہی یکہ و تنہا کس کس سے جنگ کریں ایک کو قتل کیا اُسی مقام پر دس بیس آجاتے ہیں دم لینے کی مہلت نہیں پاتے ہیں ہر طرف سے یہی صدائیں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو مہلت مت دو اور زیادہ بیقراری کا نور الدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے ہوئے سرنگوں غم سے کلیجہ خون طرف اُنکے دیکھتا ہی تیوری پر بل ہو یہ ہوا ہی کہ یہ جوان ہمچشم اسی حال زار سے ہمکو قید میں نہ دیکھا زنجیر میں ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہو دینیکے نہیں باقی ہی کہ قید توڑے مجبور و ناچار اُسکے جملہ سردار بھی مبتلائے مصیبت مثل آئینہ حیرت میں ہر مرتبہ نور الدہر آمادہ مرگ ہوکر چاہتے ہیں کہ جان دوں اور اپنے برادر بجان برابر کو قید سے چھڑاؤں مگر فوج کے ریلے یہ اکیلے کدھر کدھر خیال کریں کہاں تک جرأت دکھائیں اور جمشید بادشاہ طلسم شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہیں اسکو غصہ میں دیکھکر فرار کے عازم ہیں ہزارہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامردنہ کہے اسکا ملال ہی وہ جانبازی میں مصروف سر بعض کہتے ہیں ہم اپنے شہنشاہ سے لڑیں کیا ہیوقوف ہیں آخر قریب شام جمشید بدانجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالاروں کو گرفتار کرلیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ ہیں شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس شبرنگ بن عمرو نامدار اپنے سر اشندہ کفار نے جانبانہ ہی گھر کے ایک حقہ آتشبازی کا ساحروں پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان بھنکا ذرا جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درہ کوہ میں اُتر کر مخفی ہوا اُسی بیہوشی میں اپنے آقا کی زخم دوزی کی یہاں جمشید جادو رات بھر اُسی جنگل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صد ہا لاشے پڑے ہیں دور تک رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والوں نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحروں کا کھیت ہوا غلغلی سب مارے گئے کشت حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزاروں تلواریں سحر کی اُسپر پڑیں تھیں زخم تیر دن کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیوں کو ساتھ لیکے لیکر دفعہ آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قید خانہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُرمحن میں شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ میں مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے

نظم

قلزم اشک نے طغیانی کی | دست مژگاں نے درافشانی کی
شوق نے سلسلہ جنبانی کی

بیقراری نے بھی طغیانی کی
کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے
ہم بہرے خلق ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہو گئے اور ہم زندہ ہین

**نظم**

ملک الموت بھی کیا ہے بیدرد
آہ سچ ہی کہ بڑا ہے بیدرد
تھا ہون ہون دکھوین بھر کر آہ

کیسی یان آن بنی دلبر آہ
جان ہمہ رنج و سراپا غم ہے
رنج سا رنج ہی غم سا غم ہے

دیکھتی ہون عجب احوال اپنا
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کردن

قصہ زندگانی کا پاک کردن ای مخمور مہجورہ کس ساعت سے اس قید خانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی تو یہ روی سیاہ
خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُس وقت ایک شنقل کے بارے مین بسر اعضا
کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بعجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم مین ہی کاہے کو آتا ہائی
موت سر پہ کھیلتی تھی مین سحر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق بسجاؤنگی روے زیبا دیکھکر جلی آؤنگی

**نظم**

چون ماتمیان بحالت زار
راضی شدہ ام بمردن خویش
عمرے کہ چنین رود حرام است
درزا داجل بیاد دادی
مے بود زہجر یار دلتنگ

مے گفت زدرد آن دل افگار
اے جان چہ بود زتن برآئی
مرگیست کہ زندگیش نام است
من لذت زندگی نہ دانم
بر سینہ زدے زدست دل تنگ

بے تو من و دل فگار و جان ریش
مے عمر خوش است گر سرائی
ای کاش کہ مادرم نزادے
مرگ دگر است بے تو زیستنم

شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان
ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس کہ ہمارے
ہاتھوں سے طلسم فتح ہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوہ فلکی کر رہا ہی حجاب سے
سر نہین اُٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو نوخاستہ
مجبوبی صبر کرو دل پہ جبر کرو تمھارا تو مقدمہ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی اول تو خیال کرو کہ
خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرفرازی مارا جاتا تو یہ بھیالاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے
دوسری طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا
لڑتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بھیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خلص
دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہے اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے
مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہے شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

## دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ تبر تاگ بن عمرو عیار نامدار درہ کوہ مین اٹھاکر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو

درہ کوہ میں پایا شبرنگ ابن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا اے برادر یہ کیا ماجرا ہے شبرنگ رونے لگا کہ حضور
فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپکے قید ہوگئے لشکر منتشر ہوا زخموں سے آپکا عجب حال تھا جان بچنا محال تھا میں عالم غشی میں
شب کو یہاں اٹھا لایا شکر ہے کہ لوح موجود ہے سر پر دہ معبود ہے انشاء اللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نورالدہر
نے مجبور ہو کر کہا اے برادر جو منظور خدا ہے اپنے کو اب قلعہ طلسمی میں پہونچا دو نگا میں نے ایرج کو بھی تو
قید میں دیکھا نہیں معلوم وہ کیونکر یہاں پہونچے سردار بڑے بڑے انکے بھی ساتھ تھے خدانخواستہ اگر ایک موئے جسم
ایرج کم ہوا میں لشکر میں منھ دکھانے کے لائق نہ رہوں گا اس سے بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر مر جاؤں شبرنگ نے کہا جو
حضور فرماتے ہیں یہی مناسب ہے غلام اتنا طالب ہے کہ ایک روز تو یہاں توقف فرمائیے کہ زخم خشک ہو جائیں نورالدہر
نے مرہم اول پر زخم ہر کس کس کا علاج کردیگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہیں سے تلاش کر کے لاؤ شبرنگ چھاگل ہاتھ میں
لیکر بیرون درہ کوہ آیا جستجو میں پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آگر دوسرے دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت
سے کہا یار و طلسم کشا مارا نہیں گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب ہوا طلسم کشا کہیں چھپ گیا تلاش اسکی ضروری ہے
اسکا وزیر ہے کہ اسکا سفاک شعلہ زن نام ہے مکاری وفریب اسکا کام ہے کہا حضور آپ کی رائے سالم ہے طلسم کشا
بڑا ظالم ہے بیشک لڑتے لڑتے کہیں مخفی ہوا بیٹا عمرو سے عیار کا اسکے ساتھ ہے اسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی
مگر اس جا سے کہیں دور نہیں جا سکتا اتنا کار زخمی تھا اسی دو کوس کے گردے میں ہوگا غلام ابھی جاتا ہے
اگر ساحری دہ جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہے یہ کہکر سفاک شعلہ زن بھڑک کر چلا جہاں
رن پڑا تھا لاشے جا بجا ساحروں کے موجود تھے عجب مقام خوفناک تھے خون کے جمے ہوئے نخل صحرا کے
جلے ہوئے یہ سب دیکھتا بھالتا چلا دور سے اسنے دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ میں لیے ہوئے اندر سے
درہ کوہ کے نکلا اس بیحیا کو یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اسی درہ کوہ میں مخفی ہے اپنے آقا کے لیے پانی لینے
جاتا ہے خوشی سے منھ میں پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہریں گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم شبرنگ
بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر پھینکے شبرنگ بے حس وحرکت
ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیوں اد نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درہ کوہ میں لاکر
چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہوں لوح چھین کر انکو بھی گرفتار کر کے لاتا ہوں شبرنگ مجبور و ناچار
رونے لگا اشکوں سے منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے میں ڈال دیا آپ سحر سے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درہ کوہ آیا آواز دی اے شہریار پانی حاضر ہے نورالدہر باہر نکل آئے
کہا اے برادر پانی لائے اسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہے مگر لوح پر خون جم گیا ہے لائیے پہلے اسکو پاک کردوں چشمہ
میں غوطہ دے کر لادوں نورالدہر تو جانتے ہیں کہ میرا یار وفادار ہے کیا خبر ہے کہ یہ جعلساز مکار ہے گردش فلکی

ہر شخص مجبور و ناچار ہے دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ دکھاتا ہے رہروان کوئے جرات کو مثل نقش پا مٹاتا ہے نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھکے آواز دی یا شاہ او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن وزیر اعظم جمشید صف شکن دیکھو یون لوح لیتے ہین مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و ساحری کی قدرت کا نمونہ ہے خاص بندگان خداوند اس طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُس نے چند دانے ماش کے مارے ہاتھ پانون بیحس و حرکت ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید جادو تخت پر بیٹھا ہے سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج وغیرہ قیدخانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و مطوق قیدخانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اُٹھ کھڑے ہوے ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سُنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑگئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا کوئی ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے کے دیکھتی ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے کیون ای شہریار یہ رات ہے یا دن ہے آنکھون سے نہین سوجھتا دل قالبہ مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون پیچھا کیا قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فلک بھر فتار کو رشک آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہوگئے مرگ انبوہ جشنے دارد دیکھ بخدا واسطے ایرج نوجوان یکدل ہوتا ہے ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہے جب تک یہ لشکر مین آئے یہ ہمپر فدا ہم انپر نثار رہے اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین کے مگر ای ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہے یقین ہے جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب کے بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے دربند خانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہے ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روسیاہ افراسیاب خانہ خراب کو خدا نہ دکھائے اُسکی بدعت سے بچائے اسوقت قیدخانہ مین شور گریہ و زاری بلند ایک ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو بڑا بھاری خلعت دیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا

کو مع کل قیدیان بلا با بدولت قتل کرینگے ایک ایک نمک حرام کو سزائے معقول دینگے تمام کو دبرزن میں قلعہ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہے کہ کل صبح کو طلسم کشا و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروزہ جادو و شبرنگ آتش خوار و ابرلق آسمان سیر مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیردل و شبرنگ بن عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز کان مین قیدیون کے پہونچی علاوہ اور سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر آئے ہین ایکسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا نورالدہر نے بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین نہین یاد کرتے ہو جو ستر درجہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے رحم کرنا اسکی شان ہے اگر اسکی عنایت شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلائے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی سے امان پاؤ گے رباعی

نہ دیر مین کچھ ہے نہ حرم مین کچھ ہے　　دنیا مین نہ کچھ ہے نہ عدم مین کچھ ہے
دنیا ہے عجب سرائے فانی جرأت　　دم مین کچھ ہے اور اک دم مین کچھ ہے

ان سب نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہے آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہے یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد ہوا کانپتا تھراتا کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان تبلاش خبر آرزو بقصد جستجو محمل اندوہ و الم مین سوار ہوئی نظم

شب غم یکایک ہوئی جلوہ گر

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر　　وہ اس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار　　فلک پر کواکب کو بھی انتشار
کھلے موے لیلائے شب سربسر　　لباس سیہ بر مین پہنے قمر　　وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک　　ستارونکی دہشت سے تھین آنکھین بند　　زمین بیقرار و فلک دردمند
تو دل ہے اس ذکر سے بیقرار　　دکھائے نہ گردش یہ لیل و نہار

عجب اس شب کو سناٹا اہالیان زندان خائف و ترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا یہ سب سرداران نامی شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم انپر یہ مصیبت و اندوہ و الم اندھیرے سے قیدخانے کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہوکر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب کے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی مین مصروف ہو کر نظم

سازندۂ آدم از کف خاک　　بینا کن چشم اہل بینش　　دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش

نقاش نگار خانۂ غیب
لطف زمۂ خجستۂ عید
دادار پے ضبط اہل مشتش

منشی صحیفہ ہائے لاریب
خلخال بساق عشرتش پیچید
از قوس قزح گجک بدستش

زینت گر آسمان ز انجم
برکوہ بہل چرخ خود راہی

تشریف دہ زمین بہ مردم
او دادہ ہندوئے زحل جائے

اے رحیم و کریم فضل بنا تیرا کر اپنے بندون کو قتل سے بچالے

زندان مصیبت سے نجات دے یہ بیچیا مصیبت سے قتل کرینگے کفن تیرے بندون کو ند ملیگے شب بھر تو یونہی دھڑک دھڑک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھون مین کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے نقاب الٹ گئی عمل ظلمت کا اٹھا توج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فکر بند و بست ہوئی نظم مصنف

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
ملے خاک منھ پہ مہر فلک

عجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز تھی نظم دیگر

نجم سب مائل مصیبت ہین
گلشن دہر ہے اداس اداس
ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
کف افسوس برگ ملتے ہین

ہوا صبح شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
رخ افلاک پر کدورت ہین
عالم حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین

صبا خاک اڑاتی ہے ہر شجر سے سر ٹکراتی ہے نوجوانان چمن کو گلعذاران صاحبقران کا غم ہے ہر نخل گلزار نخل ماتم ہے عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اس گلشن مین ہوائے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سنائی ای ساکنان باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے بعد خزان کے بہار ہے ای غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہے قافلۂ آمد آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہے گل مراد ملا چاہتا ہے غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہے الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھولا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید روسیاہ تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحرائے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوے آج اسقدر جماؤ ہے دربار مین جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ہے ذنگل و کرسیان معمور اسپر بدمستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیچیا آئے ہین سحر دسلطہ کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہے کہ یارو مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشید مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا کبھی گھبراکر جمشید جادو سے کہتا ہے اے شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے جمشید نے حکم دیا مقیدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمکحرامون کو سمجھائینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغۂ جیل خانے کا دوڑا قید خانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکال لا آگے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ

تھمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمر و نامدار ایک
طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم دابرلق آسمان سیران سب کے عقب میں بلند
ہزار ساحر زنجیر و رسن سحر سے بندھے ہوئے دربار میں جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ
نورالدہر والا مقام کے جسم پر قید سحر لینے بجائے ہتکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہے طوق کی بجائے آہن سحر کا گلے شاہزادہ
نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس نہ درین ہادی بر کسی باد کہ بد اغر و بشناسد کہ خدا
یکے است و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب پایا کافروں کے سینہ پر تیر سا لگا مثل موے آتش دیدہ کے
بل کھایا ہاں ہاں کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع کیا کہ یارو کیوں رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیوں کی بات
کا برا ماننا بیجا ہے بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ
و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ اے نمک حراموں تمنے طلسم کے شکست
کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نبیرہ سامری ہوں شیر بیشہ ساحری ہوں اب بھی قدموں پر گرو ورنہ اب جانبری
غیر ممکن بڑے افسوس کی بات ہے خدا تمہارا لات و منات ہے لونے دو سو کو چھوڑتے ہو تمہاری عقل پر پتھر
پڑیں مجھ ایسے بادشاہ سے منھ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے کر
نہ کر پہلے شاہزادے کے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہو شاہزادہ نورالدہر کو جمشید جادو نے
قریب تخت کے طلب کر لیا ہے دس پانچ قدم کا فاصلہ ہے جمشید جادو بہ عتاب اپنے سرداروں سے خطاب
کر رہا ہے کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا
مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم میں
رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین
کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہے سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہے
کہتا ہے اب اسکو خدمت میں شہنشاہ افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے
رکھیں گے اسوجہ سے لوح تخت پر رکھی ہے اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور
دختر مہران شاہ ہے میں اسکو پہلوے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سمجھاتے گذرا محبت میں طلسم کشا
کی مدہوش ہے دریائے عشق کا جوش ہے اس دربار عام میں جمشید تمکین کرنے لگا اے باعث تسکین دل زار لو
اے معشوقہ گلعذار جسے تو نے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہے ملک الموت سے اسکا سامنا ہے قتل ہوا چاہتا
ہے یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اٹھایا اس حال میں شاہزادہ نورالدہر سے آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید سحر
میں مبتلا مثل گنہگاروں کے بیٹھا ہے آپس میں آنکھیں چار ہوئیں برچھیاں عاشق و معشوق دونوں کے کلیجہ کے

یار ہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنایہ ؎ کو کون سمجھے شعر میان عاشق و معشوق رمزیست ؛ کرام کاتبین راہم خبر نیست ؛ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے رخ لاجواب پر ؛ دیکھو پڑی ہے اوس گل آفتاب پر ؛ بند مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین
لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین
رکھے ہین یا چنگیر مین کٹھارے یا سمین
پیستی صفائے صبح کی صادق کبھی نہین
سینہ ہے آئینہ قد آدم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول
ہوتے ہین فرقدین یہان صاف محتمل
دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہین مشتعل
کرنا گمان انار کا ہے سخت مبتذل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ نور الدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوؤن کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ اے شہریار والاتبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہے اور جمشید کو جواب دیا کہ اے بادشاہ اس ساحر نے میرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جس کا مجکو عاشق بتاتا ہے مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے مان باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہے معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ سادہ جو سامنے کھڑا ہے باغ مین سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان لیکر آیا ہے عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہے اگر حضور کا طلسم کشا نام ہے تو ہمارا نیک انجام ہے مان باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہے اور اگر کسی اور کو یہ بیچارہ کہتا ہے تو اسکو اپنی ایڑی چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا اے ملکۂ عالم اس بیچارے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا تو اس سے پوچھئے آٹھ دن کہان لیے لیے پھرا مین تو دھگڑے کے پہلو مین تھی مجکو لایا دھگڑے کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا جلدی مین اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک جھنگی (?) خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپس مین کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس خود کام نے غضب کیا منسوبہ شہنشاہ

پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے
ملکہ عالم میں عرصہ دراز سے اسیر طرۂ گیسوئے پیچ خنجر ابرو ہوں آپکے یُمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس سلمان نے
تمام طلسم کو درہم برہم کیا دوست دشمن ہوے اپنے بیگانے ہوے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کر کے لایا ہوں
یہ تمھارے قدم کی برکت ہے یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہے اسی کی وجہ سے ہزاروں ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم کہتے ہیں اسکو دیکھکر
ہم لوگ جنائیں سمجھے ہیں سحر بھولتے ہیں جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پر ہمارا پنجہ نہیں قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور
نے کہا میں دیکھوں اسمیں کیا لکھا ہے جمشید جادو نے کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہمپر عکس پڑتا ہے سحر بھولے جاتے ہیں
سامنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر اسکے جسم سے مس ہو جائے قید سحر دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو اور اے ملکہ یہ جوان
یکہ تاز میدان جرأت شہسوار عرصہ جلالت ہے لاکھوں سے اکیلا لڑتا ہے طلسم میں کیا کیا معرکہ پڑا ہے اسکے مددگار بڑے بڑے جادوگر
ہیں کیسے کیسے باہنر ہیں مقام خوف ہے ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمپر کھل گیا
ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہے
ہم باغی کو بچائیں گے اپنے وارث کو قتل کرائیں گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا
کون ہے تمسے ہم کو یوں نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لیکر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کرونگی میں تو دشمن ہوں طلسم کشا کو دیدونگی جمشید جادو نے کہا
ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبوری تمھاری خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ میں لی
جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے دوڑے جمشید جادو طرف
وزیروں کے متوجہ ہوا کہا کیوں صاحب لوح اپنے پاس رکھوں یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدوں
کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے دل میں کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہے کر گذرو
اپنی جان جائیگی صدقہ پاپوش ہے یہ شیر صولت بچ جاے عاشقوں میں نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو
کا تو منھ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیمچہ ہاتھ میں لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہاں ماہ پرور
نے کہا یہ نگوڑا موذی کا نام مجکو گھور گھور کر دیکھتا ہے آنکھ میں پیلا اسکے گھسیڑ دوں جمشید نے ہاں ہاں کہا ملکہ نے
پہلے لوح اسکے منھ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نے ارے کہکر منھ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے
میں شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے میں شاہزادہ نورالدہر
کے آئی ماران سحر جل کر گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ
ماہ پرور نے ملکہ مخمورہ کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بو اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ اُدھر شاہزادہ نورالدہر نے

نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وقعر ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر بہادر ادھر مخمور سرخ چشم بھی ایک
اٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلیں برسنے لگیں سنگ لوں کے سر پھٹے بہت حیران ہوگئیں تب شہنشاہ ملکہ مخمور
نے اور ساحرنوں کی زبان سے سوزن نکالا نورالدہر نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا ایرج
نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقران ہشتم
و آفاق گیر ابرق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھتے اٹھتے
زمین کو ہلادیا شہنشاہ جمشید جادو نے ہائے کا نعرہ کر کے تخت سے اٹھا کہا ہاے یارو یہ مار آستین گرگ بغل کہاں سے
پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیوں شیدا ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا ماروا اب تو ہیں بارگاہ میں تلوار
چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ فیروز
نہ تھی تاب اس شیر کے وار کی
کٹے ایک حملہ میں کتنوں کے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانیں کلیجوں میں گڑنے لگیں
کسی سمت ابرق فیروز بخت
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے
ہوئے خاک جل جل کے اہل حسد
جری ڈر سے منھ کو چھپانے لگے
مدد کیجیے آن کر اب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام
لڑے یوں کہ ساحر ہوئے دردمند

کہ ساحر ہوئے خوف سے پابہ گل
ہر اک ساحر بے حیا سنگدل
سیہ رو ہوئے خون میں تر بتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
ہوئے سحر چشمی سے ساحر تنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نہنگانہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسوں برسنے لگے
لڑائی وہاں تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی پونے دو سو کے لیتا تھا نام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

چمکنے لگی برق تلوار کی
ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
وہاں خون کا بحر جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہیں نشیلی جو پڑنے لگیں
لگے بہانے جو کہ تھے خانہ جنگ
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بے مثال
کیا سحر جم کر جو باشدہ مد
کہ ان ساحروں کو پڑی جان کی
زباں پر تھا ہر اک کی یا سامری
جھکا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادۂ ارجمند

اس طرح کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرائے خوف سے نامردوں کے
غش آگئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان
خاص نے مرکب بادرفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیزگام آیا ملکہ مخمور نے قیامت
برپا کردی لاشوں سے زمین بھردی کوچہ و برزن میں دریاے خون بہہ رہا ہے جن شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہیں

اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابرلیق
آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین
ملادیے شیر جنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور سر بغرور
کو راہ دار البوار دکھاتا ہی اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہی شاہزادہ والا شان نورالدہر بن بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کر اے مغرور کہان
جاتا ہی جمشید جادو نے جو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا سحر سے
آگ برسادی زمین ہلادی اور ہزار جادوگر جلا کر مرگیا مگر شاہزادہ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوے پاس آگئے
اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغہ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابرو کا وار
اُسکا روک کر الجھا پڑے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے
کلوا بھیرون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھایا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے دو ٹکڑے تاج کاٹ کر تا دوابرو پہونچی
ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا شاہزادہ نورالدہر نے چاہا گرفتار کرلون یا قتل کر ڈالون جمشید نے
پر پرواز پیدا کیے مثل طائر خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب ہے کئی لاکھ ساحر
اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے آخر ملکہ خمور سرخ چشم وغیرہ نے چاہا کہ روکین یہ نہ رُکا ابرلیق آسمان سیر
نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا خستہ ہوگا سب سردار رُکے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلودہ ہاتھ مین نقیب و فیروزی بجتے آکر داخل بارگاہ
جمشید ہوے ملکہ ماہ پرور کو بہ تکلف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈلوادیا نورالدہر نے
ایرج نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی اُنکے ساتھ والون کو دنگلہائے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہر نگار پر ملکہ
خمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہی اُسپر شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوے زخم دو زبان ہونے نگین برائے ملکہ شگوفہ زیر دست ملکہ
خمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا ابھی باغ باغ ہی آج غم و الم سے فراغ ہی ملکہ خمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی
اے ساحران نامی و اے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم شکست کھا کر نکل گیا مقام تردد کا ہی ہرکارے روانہ
کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت
کے سامان کرو ایسا نہو کوئی درانداز آئے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے فوج کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جس طرح ارشاد فرمائیے حاضر ہین

ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ نجموے سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ آتش خوار کو میر طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاوس قبہ بارگاہ پہ بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا

یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

## دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سُہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی یہ اپنے مقام پر ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اسی پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی قلعہ جمشید یہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اُٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری مین لیے ہوے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری سہیل جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشید یہ مین فروکش ہون زیادہ میشوس ہون مقام افسوس ہے کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس گنبد کا گنبد جمشید ہی اسمین ایک بڑا بھید ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصرہاے عالی بنے ہوے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخم دوزی کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار زمانہ اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکلجاے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے مار دون مگر نام ہی طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی سہیل مکار نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہی یا نہین جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی باخبر ہے اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ہاتھ سے طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست ابرق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابرق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرا یا بدمست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کشا کے آتا تھا مین نے جا کر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابرق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہی اس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سنکر سہیل مکار ہنسا کہا اے شہریار ایرج کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان

کے رہا ہون اُسکے سرداروں کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان ور کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہے اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہے جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہے باقی سرداروں کو جاکر قتل کر ڈالیےگا یہ کہکر اس بیحیا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشن ضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشن ضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بر وقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

## دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

اے ساقی لالہ فام مے نوش
اُجھ رند کو کیون کیا فراموش
سرمست مئے ازل کو بھولا
کیون بھول کا جام پیکے بھولا
محفل کی تھی زیب و زین مجھسے
رندون کو بڑا تھا چین مجھسے
کاوش جو خمار نے کی ہے
ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہے
اب دل کی لگی بجھادے ساقی
مرتا ہون دوا پلادے ساقی
اس درجہ ہون ہجر مے سے سرشار
ڈھونڈھ آیا کہان کہان ناچار
دے بنت عنب شتاب مجکو
دکھلا رخ آفتاب مجکو
دل ہجر سے ہے کباب ساقی
باقی نہین ضبط و تاب ساقی
اچھی سی پلادہ بادۂ تند
کچھ دیر نہ جسمین ذہن ہو کند
بند آنکھ کو کرکے جب مین جھومون
منھ شاہد مدعا کا چومون
کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن
مشتاق ہوئی جو طبع عالی
ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی
حضار سنین نئی کہانی

شاہد عروس بیان کو براے نظارہ مشتاقان نرگس دار چشم براہ انتظار کے مشاطۂ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خردمند و داناے فرخ نشان رقم کرتے ہین اس طرح داستان کہ یہان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیردل عیار ارج عالی قمار و شیرزنگ بن عمرو شاطر نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسیسان تیزرو گئے تھے خبر لیکر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشیدیہ جاکر اترا ہے فوج جمع کر رہا ہے قصد ہے کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہے صحت پاتے ہی آئیگا بڑا کروفر دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نور الدہر بن بدیع الزمان نے

فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو
مہلت نہ دیتے جبتک کہ اُس بھیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ پہنچونگا آرام نہ کرونگا
اگر سب صاحب مانع نہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شیر نگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت
دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اُس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ
اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب حال کی خبر پہونچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی
عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوشربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نور الدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شیر نگ
آتش خوار والد نامدار طلسم ہوشربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکلتے ہین میرے برابر کوئی بد نصیب
ہوگا عرصہ دراز سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہو سکتا اسد غازی
والد نامدار کا بھانجہ ہے وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اُٹھائے اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے اگر خدا
اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوشربا پہونچین یا طلسم ہوشربا کو لڑ بھڑ کر
فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا
اے شہریار طلسم ہوشربا عجب مقام ہے وہان جانا دشوار ہے راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتین ہو رہی تھین
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے
امیدوار باریابی ہے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سرداروں کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ شیر نگ
آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج نوجوان و نور الدہر
بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا
شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میر منشی نے باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ ای شاہزادگان
والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہے اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہوکر
آستان عالی پر جبہ سائی کرون فتح طلسم کرادون اور ابرق آسمان سیر کو بھی روانہ کر چکا ہون اب تک
کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت
نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے
نور الدہر و ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم خدمتگار
اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی ای ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے تب مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نور الدہر نے
جلسہ آراستہ کیا آفتاب جادو و ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہے شاہزادہ ایرج نے

آنکھیں فرش کردیں اس خیال سے کہ کوئے محبوب سے آیا ہے پیام والا دلدار لایا ہے اپنے قریب جگہ دی چپکے چپکے پوچھ رہے ہیں کہ ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ چپکا باتیں بنا رہا ہے کہاں خفیہ مزاج بہت اچھا ہے آپ کا ذکر اکثر دربار میں آتا ہے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوئے دور جام گردش میں آیا ہنگامہ ہا و ہو شاہوش و نوشانوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہو کر غزل گائی ہاتھی ہزار جوں سر پر آفت آئی غزل

کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت
کھلتا نہیں کیوں بند ہے بازار محبت

جو اہاں نہیں عزت کے خریدار محبت
دلال ہے ہمراہ خریدار محبت
پیدا ہیں ہر اک عضو سے آثار محبت
بت پوجتے ہیں کوئے خریدار محبت

تو تیر ہے رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوئے فاش جو اسرار محبت
آنکھیں ہیں مری روزن دیوار محبت
شوریدہ سر حسن جلیچان ہیں ازل سے

دل بیکے چلا ہے سوئے بازار محبت
داخل کریں پروانہ گنہگار محبت
یاں عشق مجازی ہیں حقیقت پہ نظر ہے
ہم لوگ قدیمی ہیں نمک خوار محبت

سے کہ زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد میں ملکہ پری تمثال شمشیر زن کے آنسوؤں کا تار بندھا ہے تصویر خیالی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ میں آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی در بارگاہ پر شیر نگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہیں صدائے دور باش دے رہے ہیں کیا مجال پرندہ پر مار سکے ادھر دو دندے کی تو کیا لیاقت ہے جو ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آیا ہے بارگاہ میں اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا ہے چپکا کو نیند کب آتی ہے انتظار میں ہے کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کروں مقام تو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہے جب اس نے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہے کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہے قبہ بارگاہ میں منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادہ کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہے کہ کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہے وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی سہیل مکار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادۂ نورالدہر میں سر نکالا دیکھا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہیں چار خدمتگار پاؤں دبا رہے ہیں نفیر خواب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہے سہیل مکار نے سحر کیا چاروں خدمتگار بیہوش ہوئے اب یہ بیچیار تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہے کہ مخمور سرخ چشم بالائے بارگاہ بیٹھی ہے تلب خوف سے تھرا رہا ہے جانتا ہے کہ مخمور سرخ چشم بلائے روز گار ہے اس سے بچنا دشوار ہے افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دو شالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہے

لوح طلسمی گلے مین ہی خیال مین گذرا اگر جاگ اُٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے مقراض جھولی سی
نکال کر ڈورا ریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لیکر اس سیچیا نے جھولی مین ڈالی اب اسنے قصد کیا
کہ مین نورالدہر کو بھی کون پھر خیال مین آیا کہ گرفتار کرکے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے
دو ٹکڑے ہون اس جلاد صاحب بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا
ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہی نعرہ کیا باش او سیچیا ہر چند کہ لوح چھین چکا
ہو مگر نام مردبہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے کے ملکہ مخمور سرخ چشم
کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے
سہیل جادو کدا اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم
جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ حیران کھڑا ہے کہا ای شہریار خیر تو ہی کہا ملکہ ایک جادوگر لوح لیکر اس غار مین پھاند پڑا
پھر تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اُسنے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے کہا ای شہریار یہ
غار نہین نقب سحر ہی شبرنگ وغیرہ نے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو کو لگی ہی ای ملکہ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب
روشنضمیر نہ تھا کیا عجب ہی سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ ہووے وہ بڑا جعلساز دغاباز ہی ملکہ مخمور سرخ چشم
نے کہا کہان جائیگا تم سب صاحب تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر برائے خدا اب لوح پاس
نہین ہی اپنے آقائے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر
و شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیکر ہزبر آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار
نقب سحر کاٹتا ہوا تین کوس پر صحرا مین جا کر نکلا چاہتا تھا پر پرواز بید اکر کے اُڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا منم ملکہ
مخمور سرخ چشم او سیچیا کہان جاتا ہی مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی دوپٹہ
کی باندھی ہوئی چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے چند دانے
ماش کے مارے شعلہ ہاے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اُسنے گھبرا کر لوح کو چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گرگئے لوح کو جلدی
رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا
ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی یعنے گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہی مثل برق جہندہ چمکی اور للکارا کہ او
ملعون خیر اسی مین ہی کہ لوح پھینک دے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
مثل برق چمک کر گری سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچکر جا پڑی وہ سحر کرکے بھاگتا ہے

ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہو قریب ہی کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح جبین نے کہ طرف سے گنبد جمشیدیہ کے گرد عظیم اُٹھی شعلے بھڑک گئے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکارنے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج کے اژدر سحر پر سوار مع فوج ساحران ہزار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے جلدی آئیے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچا لیجیے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہو اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی او بیحیا مین افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا پاس سنکر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چہار طرف سے گولے ترنج و نارنج کے اُس ماہ اوج کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اُس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہی صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر بار انگرکس کس کے وار کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم اُٹھاتی ہی مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہی ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار تختے خون کے جسم پر جمے ہوئے نیمچہ سحر ہاتھ مین گنگنی سی خون ٹپک رہا ہی جمشید جادو نے آواز دی اری ظالم کو کمندہاے سحر مین گرفتار کر لو چہار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ مخمور سرخ چشم گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی اے سامع الدعوات دافع رفیع الدرجات اس بلا سے بچالے دریاے مصیبت سے نجات دے نظم

اے کارکشاے بستہ کاران
زان پیش کہ گوے او شنیدہ
در داکہ بہ آب سے نہ بردیم
نکشودہ درسے بہیچ بابے

امید ہمہ امیدواران
اہم و ندامت دگیر
لب تشنہ درین سراب مردیم

بر خیز ترا بدل رسیدہ
سرگشتہ بہ دادے تفکر
زین پردہ ندادکس جوابی

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام نہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار دفیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ رنگریز متغیر انگشت تفکر بزیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو گھر کے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی ماشاء اللہ کیا کہنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ مجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار لوح لیے جاتا ہی اسکو جا کر روک لے سحر کر کے ٹوک اے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ پہلو سے نعرۂ شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کنہ ہمیش
ہمالے اوج رفعت شاہیانہ بمردی
عدو در زیر مگاہش صد ہزاران الامان خواندہ
کہ شاہانش جہانگیر و فلک پیش ستان خوانند
ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گر پڑے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے۔

ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا
ہوا سر سے پا تک زخمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوئے ہین جمشید
جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار ناہنجار
کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی
السشہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہے جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سہیل جادو
بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہے
ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا
اسوقت شبرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک
طلسم نورافشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پیدا تھا
فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو بھولا مگر باعث انتشار طبیعان نور الدہر
و ایرج نوجوان کو یہ ہے کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان دریاے فوج ساحران
مین غوطہ مار رہے ہین ساحران بیحیا کو للکار رہے ہین جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پانون بیکار
مجبور و ناچار ہوکر ٹھہر جاتے ہین شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہین بڑھ بڑھ کے دونون
شیر دن کو بچاتے ہین ہرچند کہ قصد کرتے ہین کہ سہیل جادو تک پہونچین نہین ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے
بھی جان لڑا دی صفین باندھے لڑ رہی ہین قیامت کے معرکے برپا ہو رہے ہین وہان سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان مین ڈوبی کڑک کر جو گری سہیل مکار کا سر
اڑ گیا یہ بیحیا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری کے چمک رہی ہے جمشید
سیہ بخت چاہتا ہے مین اٹھالون ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دیدون یہ بیحیا لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان
نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ مین
پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزار ہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ
کرکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے لوح کو دیکھکر جسم مین طاقت آگئی سینہ سے نیزون کو
ریلتے ہوئے جان پہ کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ ہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہے جسنے شاہزادہ والاقدر نور الدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا
سر تن سے اتارا ایک سمت فیروز جادو بھی آگیا ہے ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولا آہن کا اپنے خون مین
تر کیا گولا آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر شکم جمشید سیہ بخت پہ مارا اُس پھول کے ٹوٹنے سے اُس مقام

پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب ٹھہر گیا اُس تاریکی مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اپنے کو لوح پر گرادیا رستمانہ لوح کو اُٹھایا اب جو لٹکے تو لوح کو گلے مین ڈالے ہوے ایک سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان بر ہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان عالیشان نظم

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم
لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عسکر یافتم

جمشید جادوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئی دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو سامری و جمشید نے اپنے پرستارون پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یارو جی داری کرو گھیر کر مسلمانون کو مار لو تم زیادہ ہو وہ کم ہین مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہین اس ہنگامہ مین ملکہ محمود سرخ چشم بھی نہتا کی زخمی ہوئی ہو مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا درد زخمون سے موقوف ہوا اشعار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار
دلیرانِ جنگی یہ ہے وقت جنگ
کہ ہو کشتِ جرأت تمہاری ہری
اب ان باغیون کو کرو پائمال

نقیبانِ لشکر صدا دیتے تھے
کہ ہو بحر جرأت کے تم سب نہنگ
گل زخم کھا کھا کے خون مین بھرو
زمین خون سے ہو دو رنگ لال لال

یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
کرو جنگ مین اب وہ نام آوری
لڑائی مین لڑ بھڑ کے سر سبز ہو

اے دلیران نامی دای پہلوانان گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت زمانہ زندگی کا کم ہے حسرتین بہت یہی غم ہے بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسرتین لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوے مال دنیا کا بد مآل ہے اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہے مثل از حکیمے پرسید نیک بخت کیست و بد بخت چیست گفت ای برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ؎ بادشاہونکا عدالت سے نام ہے بہادرون کا لڑ بھڑ کر مرنا کام ہے اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھاؤ باغ جہان مین سرخرو ہو کر عالم مین آبرو ہو صدائین نقیبون کی سن سن کے جو نامرد اور بزدلے تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلادے لوح طلسمی مثل ستارۂ سحری گلے مین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دیا نظم

ایکے را بہ پشت و یکے بر کمر
دریدہ بریدہ شکست و بہ بست
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلان را سر و سینہ و پا و دست
یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را دو کرد و دو را چار کرد

اس جوش و خروش مین نہنگ

بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہو گیا عجب ہے زہان تیر و گلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو کمانون نے
اپنے تئین انکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے خوف سے منہ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین انگلیان سنان کی
اٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہی ہین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم
گرز سرکشی بھولے دشمنون کے ہاتھ پاؤن پھولے جرات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر دشمن بھی
تعریفین کر رہے ہین شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین : رزم آدمی دید دمی گفت آفرین صد آفرین :
مختصر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا ساحری پرستون پر علم مصیبت گرا نامردون
نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ ہی فوج
جمشید بیحساب لشکر اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ عالیشان
نور الدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی سحر سے دریاے خون بہا دیے
ہین شاہزادہ نور الدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نارنج گولے آہن کے گچھے پیکان آتش کے دانے سب نور الدہر پھینک
مارے ایک برج آتشین شاہزادے پر گرنے لگا نور الدہر نے لوح کو چمکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس کے
لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نور الدہر برابر جمشید کے پہونچے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان پر تاثیر
نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطک مار کر کچھ سحر کیا بازؤن پر اس صید خائف کے پر پیدا ہوے اڑکر چاہا قصد ہوا
کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن سردارون نے شاہزادہ نور الدہر کو آواز دی
اے شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا حقیقت مین اگی جست مین قندیل
فلک ہو جائیگا پھر اسکو عقاب تصور بھی نہ پائیگا بتعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سہ پہلو نخچیر
کمان مین پیوست کیا تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اس بیحیا کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرہ پشت کو
توڑ کر پار گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجاے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جہلتا ہوا زمین پر گرا تمام
زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازین مہیب آئین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من
جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام ساحران طلسم جمشید یہ گھبرا گئے صدہا
مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز لڑائی کو گذر بھی چکے تھے چہار طرف سے آواز
الامان بلند ہوئی ذرہ امرا ساکنان گنبد جمشیدی رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے
مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان
بصد عظم وشان داخل گنبد جمشیدی ہوے دیکھا ایک قصر عالی کہ بیچ مین تخت جواہر نگار گرد مسند زرنگار و
کرسیان وشیشہ آلات سے قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایکستا برق آسمان سیر

شمشیر خونی تدبیر شہنشاہ کوکب و شمشیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار وغیرہ نامداران سب
زخمدار بیشمار جراحان چابکدست حاضر ہوئے دو دن کامل مین زخم دوزی سے سب سردارون نے مہلت پائی
تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و یراق و مرکبان صندوقچہ ہائے
جواہر اعلیٰ یہ سب اسباب نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے خلعت و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف ہے
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہے کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک مرد پیر سفید پوش
حاضر ہے شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پہ
قبائے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر پیش کیا عرض کی کہ اے شگوفہ گلزار صاحبقرانی
و اے نوباوہ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد کے متعلق کہ اُسکو قصر حکما
کہتے ہین اُس قصر مین جناب حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے
شکر ہے کہ آج مذہب یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون برائے چند ساعت سرفراز فرمائیے
ہرچند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہے روح کو راحت دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری
عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و
دولت ہے اُنکی ملاقات کرنا ہماری سعادت ہے شاہزادہ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا مجھو اسمین
نکر نہو کنیز بھی ساتھ چلیگی شاہزادہ نورالدہر نے مسکراکر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد
و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ مین ضرور چلون گی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا اے شہریار خود حکیم صاحب
نے فرمایا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند بہادر سپاہ اُنکو بھی ساتھ لیجیے
نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ چالیس سردار و دونون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چلے کوس بھر راستہ طی کر کے
قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمتگزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین
شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردۂ زنبوری کھنچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا
دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرداگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک
گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گٹھا عبادت کا
مثل ستارہ سحری چمک رہا ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکراکر

فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای خورشید فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نماد فرود آکہ خانہ خانۂ تست نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان ما سم عالیشان قمی ای شاہزادۂ ایرج نوجوان

رباعی
تنگ آمدہ ام چنان از تنہا رکشیم
نگذ اشتیے کہ پاے برخاک نہی
ازرا ندمت اگر خبر داشتیے
خاک قدمت ز دیدہ بر داشتیے

شعر
بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشیم
در رہگذرت گل و سمن کاشتیے

دست راست مین کرسی جواہر نگار پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا مقام ہوا طرف شاہزادۂ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور رہتی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایئے میعاد شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کسقدر باقی ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھونسے دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپنے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے ساحران طلسم ہوش ربا کا صید ہی نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحبنے فرمایا ای نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا گھر افراسیاب کا لوٹیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ سراسر جاہل ہی بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہے مگر ای ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہے مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی ہزبر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض کرنا القبراط ثانی آپکی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ بحول و قوت آلہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سوای خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اسکو ملاحظہ فرمائیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپکے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال دوست دل شاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز پروردگار آپ کے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کھولنے کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشتعل جادو ضرور آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ تاریک صورت کش ہے اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی

کہ دکوشش لاحاصل ہے ای مخموران فقرات کو خدمت مین خواجہ کی باادب گزارش کرنا ہمارے لیئے دعاے
خیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو شاہزادے کو
بلانے گئے تھے انکا پیر عبادت گذار نام ہے فرمایا کہ شاہزادے کے واسطے سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گزار
ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود
یاقوت احمر بصد کروفر اس فرق کے سر پر رکھا زرہ الماس نگار و استانے موزے رانین زیب جسم شاہزادۂ
والاقدر کیے چار آئینے کو دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہے آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہے یہ تمام اشیاے نادرہ دیکر
تیغہ برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کی لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقام پایا ثابت ہوا
ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیر دن کا ترکش مثل دم طاؤس بائین جانب ایک سلاح نیلہ نگار خدمت
مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ شاہزادۂ عالی وقار کے آئے تھے
جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا ای شاہزادۂ والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے
ہمارا آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور رفرا شاء اللہ دین اسلام مین اب غلام سمت خانہ کعبہ جائیگا بعد
فراغ حج طلسم ہوشربا مین بھی آئیگا یہ کہکر اُٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے مع بندگان
خاص وملازمان بااختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر
جناب حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ کو
نیسان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو در بندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی مین کہ اسی قلعہ
جمشیدیہ مین واقع ہے ہزار ہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اُسکا نشان بتایا نور الدہر خود
در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران
صف شکن وصفدر طہماس بن عنقوتیل دیو پردر کو پایا شاہزادۂ نور الدہر نے جوش محبت مین گلے
سے لگا لیا کئی سو سلیمان جلیل القدر تھے سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوگئے
بعد ایک ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا خیال فراق
مین ہلاک ہونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا کہ ای شہریار دمن اژدر مین جاتے ہین
پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے ای شہریار وہ زمانہ قریب ہے ہم زنگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب
خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھائے نور الدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار تا طلسم ہو غرض

ہمکو پہونچنا دشوار ہے راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان قسخار ستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر لیجائین ان اشیا کو لیجاکر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین اُسے آپ کو ملا دیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجئے گا ان کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آواز الفراق والوداع کہتی ہوئی عنقاے ہجر ستہی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادہ نور الدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیوپیکر بعہدہ سپہ سالاری برائے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان لقدروح ردان قاسم ذیشان بعد شوکت دشان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائے گا

و دکلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہے پہونچنا اسکا کوہ مرداریدپر اور ملکہ شبنم گوہرپوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیاروان کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدہر ہے تو اے ساقی ماہرو
کروں ذکر حالِ عمرو جوش مین
ترے دور مین جام عشرت ہیون
ارادہ ہے اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
جسے دیکھکر ہونٹھ چاٹین ظریف
چھکا دے مرے ساقیِ مہربان

پلا ساغرِ بادۂ جستجو
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
طلسمات جمشیدیہ سے جلون
دکھا جلوۂ روے بنت العنب
بدہ ساغر بادۂ پرضیا
عبث جام صہبا پہ مغرور ہے
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کہ ہے درپئے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہے کیا دیکھین دورِ شراب
رہائی عمرو کی ہے منظور اب
نہ ہو دورو دسبوہ زلال لطیف
مری فکر سے طبع مخمور ہے

گلہاے مضامین کو گلدستہ تحریر و تقریر مین آراستہ کرکے غنچہ محفلِ سامعین مین رنگ بود کہاتے ہین داستان رنگین و سحر آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبانِ جلالت شعار یون رقم کرتے ہین با دل ہشیار کہ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بعد پیچ و تاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا سردارون نے ہر چند سمجھایا کہ تجھے ہوا حال کہ غیر نے سرداردن تمکو روکا اور پانچون عیار فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب

نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ میں دبایا عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت میں اُس جلاد کے پایا منسکر
کہا ای شہنشاہ آپ کو تکلیف ہوتی ہی غلاموں کو اسقدر سر نہیں چڑھاتے ہیں آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ میں
لیے جاتے ہیں مجھکو چھوڑ دیجیے میں حضور کے ساتھ چلوں افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے ایسے ایسے
صدمے پہونچائے ہیں کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے ظلم سے دل فگار ہی آج تجھکو ضرور قتل کرونگا یا ایسا کسی
بیابان طلسم خوفناک میں چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ میں
فرماتے ہیں مگر اپنے خیر خواہ پر ضرور رحم آئیگا اب میں آج اقرار کرتا ہوں حضور مجھکو چھوڑ دیں میں ملکہ مہرخ و مہار جادو
کو سمجھا کر لے آؤں اور نہ مانیں تو عیاری کر کے گرفتار کر دوں اب میں بہت ناچار ہو چکا ہوں فاقوں سے
مرتا ہوں بی مہرخ تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہیں اپنے کو وحید عصر جانتی ہیں شہروں سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
میں جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہیں اُسمیں بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہیں دو دو دن حضور
مجھ پر بے آب و دانہ گذرتے ہیں وہاں کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہیں نہ یہاں کسی کو ہمارا خیال ہے نہ وہاں حمزہ کو
ہمارے عیال کا ملال ای شہنشاہ ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے بموجب شعر خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر
کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ؛ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے ؛ بس اب ای
شہنشاہ توبہ کرتا ہوں آپ کی خدمتگذاری میں بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہاں پاؤنگا عیاروں بچیوں کو دیکھتا ہوں
لاکھوں روپے صرف کرتی ہیں روز سرکار سے خلعت ملتے ہیں اور پھر اُنسے کیا ہو سکتا ہی میں نے گھس گھس کے
آپکے ہزاروں جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اسکا عوض
یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہیں خواجہ نہ گھبراؤ بوقت رہائی اسد غازی سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت
آپکو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لیں گے آپ یقین مانیے گا قسم ہی خداوند تعالیٰ کی جھوٹ نہ جانیے گا جب رات
فاقہ سے گذر جاتی ہی تب جنگل میں جاکر لگ رہتا ہوں اُسوقت حضور مجھکو اپنا بیگانہ نہیں سوجھتا جو سامنے آگیا
اُسکی خبر منائی کملی کتھری کر لی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظم ہو انصاف سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت
غالب ہے دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت میں ہاتھ دنیا سے اُٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جانکر
بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو کو بھی یہ حال سنکر افسوس
ہوا کہا کہ اے عمرو یہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات میں تجھکو دخل نہیں ہی عمرو نے کہا نہیں حضور میرا ہی اختیار
ہی بے میرے حکم پتا نہیں ہلتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہیں صبح کو اُٹھکر سلام کرتی ہیں مرنے جینے کی باتیں پوچھی
جاتی ہیں روپے پیسے میں مجکو دخل نہیں ہی بموجب مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتیں
حضور یوں کہتی ہیں گھر بار تمہارا کوٹھری کُٹھلے کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ میں صادق آتی ہے

ان باتون مین افراسیاب کو ایسا مزا ملا کہا ای عمرو ہین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے آتے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر چہلبانی پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شے پنجہ مین دبائے اڑتے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدے سے پشت پر جمایا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا ای شہنشاہ تشریف لائیے افراسیاب کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے سامنے خجالت سی گلہاے چمن پر اوس پڑی ہی آب صاف و شفاف گوہر سے منھ دھویا ہی اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم سحری برگ گلہاے یاسمین سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے یہ اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار سی گلنار حسن سے معمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یا دو قبۂ بلور

**نظم**

| | | |
|---|---|---|
| حیرت ہی مجکو سرو مین کیونکر لگے ثمر | طوبا بہشت سے اتر آیا ہی بارور | احول کی یا نگاہ غلط بین ہین دو قمر |
| یا نیرین چرخ ہین یکجا بہم گر | انسان کی مجال نہین ہی جو نام لے | دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے |
| بھٹنی شکل ریزہ ہیلیم نظر پڑی | پھولون سے رس ہی یا مگس شہد سے رہی | ہم رنگ گوز حل ہی نہ لکھون مگر کبھی |
| یہ مردمک ہے دیدۂ عشاق کی تھی | پیدا ترنج پر گل سوسن نگر ہوے | سر بستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے |

سر سے پانک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اتر آیا ملکہ کے بڑھ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہی ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لائے ایک کہتی ہی بو اس شان سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا ہر جائی جن ہی ایک نے کہا ناحق کا غریو ہی مین پہچان گئی مٹھیا دیو ہے افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ پڑ رہی ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا

**ابیات**

| | | |
|---|---|---|
| سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل پر ثمر | | حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان |
| نشۂ عشرت مین سنبل ہے کھلے بالون کھڑی | | کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی با صد زبان |

آبشاروں سے خجل ہیں چشمہ ہائے سلسبیل ۔ حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گماں
ہے تماشا گاہ حوران ارم ہر کنج میں ۔ جوش گل سے ہر چمن ہے رشک گلزار جناں
نغمہ پیرایان گلشن ہیں بہم مرغولہ سنج ۔ دیتے ہیں گلبانگ عشرت طائران خوش بیاں
چہچہے کرتے ہیں گل پر عندلیبان چمن ۔ زمزمہ پرواز کو کو سرو پر ہیں قمریاں
قہقہہ زن کبک ہے شمشاد کے سایہ تلے ۔ کرتے پھرتے ہیں تدرو ان چمن اٹکھیلیاں
ہے نکلتا موج آب جو سے نغمہ ساز کا ۔ لحن داودی سے پانی بھر رہے ہیں باغباں
نخل کے پتوں سے آتی ہے جلاجل کی صدا ۔ ہر روش پر کر رہے طاؤس ہیں رقاصیاں
ہر طرف ہے بزم عیش اور نغمہ چنگ و رباب ۔ ہے کمند آہو سے دل کو تار ساز مطرباں
تھاپ سے طبلوں کی ہے پیر فلک کے دل پہ چوٹ ۔ پہونچی بائیں کی گمک بھی تا بہ گوش عرشیاں
شیشہ و ساغر بکف ہیں ساقیان حور چشم ۔ دور میں ہے دور جام شراب ارغواں

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہے پہلو میں ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے دم عشق و محبت کا بھر رہا ہے خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہیں پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری نظر معاف کر چکے ہیں اب میں بھی کچھ گاؤں ملکہ عالم کو غزلیں اور ٹھمریاں سناؤں حضور جیسے شہنشاہ ہیں ویسا ہی معشوق بھی ملا ہے چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیا اچھا جوڑا ہے پٹھے بھی عمدہ ہو نگے حسن ماں کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا بکتا ہے شہنشاہ اسکو منع کیجیے میں اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہوں خوف سے مری جاتی ہوں افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہیں ہو اسکا لقب ہے یکہ تاز میدان طراری و شہسوار اشہب عیاری سر بریدہ جادوگران باج ستانندہ ریش کافران قاتل ملکہ دمامہ بر باد کن ملک عنظلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش اسنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوشربا میں آیا ہے ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہے سوائے میرے کسی سے نہیں دبا ہے ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائیں یہ کہکے کنیزوں کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہے ادھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہے کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہاں جاتی ہو یہاں جنگل میں ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہیں ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہاں حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہے یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا میاں نوکری سے ناچار ہیں سامنے گانوں میں سوسن ڈومنی کے مکان میں جاینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہے کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوشربا

آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہوا کہا بی بی چلو ہم تم کو پہونچا دین چار پانچ قدم پر جاکر حلقہ کمند کا مارا حباب مار کر بیہوش کردیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا لباس و زیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے پہونچا مگر دلمین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکارا بی شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اُسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہے یہ جلدی سے اُٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس و زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑ کر اندر پہونچی گھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کمرے کا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تمہاری خو نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ سرخ رو ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو اٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو اس سے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا اے ہی امّی جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہے ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہے شمشاد کنیز بیٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہوکر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلیے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے اے شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہے کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار رہے ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجھکو جھوٹا جانئے گا یہ باتین تھین کہ سوسن آگے پہونچی ڈولی اُتری برق جو سامنے آیا تنتا ہوا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق پڑاق دیکھکر بیچین ہو گیا متوجہ ہوکر باتین کرنے لگا پوچھا کیون اے سوسن اچھی رہین مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی پہونچین برق فرنگی کنکھیون سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہے ابھی سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہے افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی — کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہو گئی

بزم جاناں مین جو آمد شد ہماری ہو گئی — غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہاں ہوے — مجھکو بھی اُس دن سے اپنی جان پیاری ہو گئی

گریہ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے
آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی
مجھ سے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اسے
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے
وصل مین دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا
آ نہین سکتا مین بیخود ہو گئے پھر دل آپ مین
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمو پر گرے
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح

بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی
سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہوگئی
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرائی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہے مگر عمرو منھ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس گمبڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ گنوار کیا گا یگا کچھ مسخرا پن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ چھٹیان کہتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو سناؤ گے انکو یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہے مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین شعر ہم غزل کیا کہین رونے ہین ؛ حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سنا دیتا کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آئیے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلا کے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سحر اُتار لیا تو عمرو کے ہاتھ پانون بیکار تھے اٹھنے کی طاقت ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہے شبنم سے آنکھین ملائے ہوئے گا رہا ہے یہ کیا معلوم کہ اوس پڑنے کو ہے خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پٹ پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر بچکے برق کمند مین پھنس کے گرا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او سار بان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہے تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہے شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منھ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سبنے دیکھا کہ ایک انگریز

سلینے کھڑا ہے شبو سر پیٹنے لگی ہے ہے میری بہی کو کیا کیا خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مار کر کہا بتا سوسن
کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد وہین کمرے مین صندوق مین بند کر آیا ہون شبو تو پیٹ رہی ہے مگر ملکہ نے کنیزونکو
بھیجا سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین اتنے مین شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ عمرو بڑا خیر خواہ ہے خواجہ عمرو
یہ بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق کو مارے کہا بتلا شمشاد کہان ہے برق
تڑپ گیا کہا استاد وہان جنگل مین پڑی ہے عمرو نے اور دو طمانچہ مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہے مین تیرا قاتل ہون بی
مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ کے لاؤنگا ہمپر دو دو فاقہ گذرین سب قورمہ پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر
شمشاد کو بھی لائین اتنے مین شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا
لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدمون پر گر دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ مین تمہاری خدمت مین رہونگا مہرخ وغیرہ نے
مجکو پیٹ کی بڑی مار دی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو چیزین میری سنیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہے ملکہ مجکو
عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی ناانصافی ہے اگر دل سے
نہ شرکت کرنا منظور رہتا اپنے شاگرد کی گرفتاری مین قصور ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزین
سننے کے بعد آپکو اختیار رہے اگر آپ کو اعتبار نہین ہے بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب مین لیجائیے گا
خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک مین چھوڑوا دیجیے گا کہ جہان سے آنا ممکن نہو افراسیاب جادو
کے بھی خیال مین آیا کہ ہان سچ کہتی ہے طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا
خواجہ عمرو نے کہا اب مین کچھ نہ عرض کرونگا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا بڑا لطف اٹھائیے گا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتین ہو چکین گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہوکر
سامنے بیٹھا سازندونکو اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی

## غزل

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلاے تھا
دم رکے تھا سینے مین کمبخت جی گھبرائے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا
تھے غلط پیغام سارے کون یاں تک آئے تھا

ہل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن
وعدہ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرماے تھا

سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا
کیا برا لگتا تھا جبدم سامنے آجاے تھا

یار و دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے
وہ ادھر کو جاے تھا اور یہ ادھر کو آے تھا

بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی
ہمتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھاے تھا

کوئی دن تو اسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجاے تھا

سوے صحرا لیچلے اس کو سے میری لاش ہاے
تھا یہی ڈر ان دنون تلوا مرا کھجلاے تھا

ناز و شوخی دیکھنا وقت تظلم دمبدم — مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلاتا تھا
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی — مومن وحشی کو دیکھا اسطرف سے جاتے تھا

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑ گئی عمرو کے پانوں چھو چھو کر گرد پھرتی ہیں بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہیں صاحبان مذاق تو قتل ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بن کر رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے لائق ہے کل کاملوں پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے دامن مراد تمہارا گوہر ہاے بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو براے خدا خاموش نہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سفینہ نئے طور سے بجاؤنگا گنبد مینا کے سننے والے دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کمال میں طاق ہیں کشتی میں جوڑیاں نے کی رکھی تھیں عمرو نے بہ تعجیل ہات پھیری کر کے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھکے دھر یہو کا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

ناز آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است — بوالہوس بنشین کہ آن بد خو سراپا آتش است
تا نہ سوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے — مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است و گر بود ماہی مزاج — در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسی تاب دیدار آورد — گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
میزند بس شعلہ در دل آتش و سوداے عشق — بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش او دیدہ لبریز را — معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است
شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز — بسکہ آن را در جگر از عشق موسی آتش است
زد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا — کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اب تو محفل میں تانیں اڑنے لگیں سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر دو لد ہی وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہیں

اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہوجائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا انبین بیہوشی بھر بھر
اُڑانا شروع کی گاتا ابھی جاتا ہی بجاتا ابھی جاتا ہی بجلنے کے چھلے بین شمع ہائے مومی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے
پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ بین دود بیہوشی ساری محفل بین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے
بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اُٹھین دھما دھم گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہیں
کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد تاثیر کی اپنے مقام سے اُٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر بین تو بیہوش تھا جیسے
ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو
جگادون عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز
بن قران ایک طرف سے حبشن بنا ہوا ضرغام شیردل درمیخانہ پر داروغہ بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا
استاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے
داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملادی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی
تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیردل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اول بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا
کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو
لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران بغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ
کے بغدا مارون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا ابھرے زمین کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑا سمجھے کہ شاید پانون میرا پھسل گیا
تین مرتبہ زینہ پر چڑھے عمرو نے جو دیکھا آواز دی اے قران خبردار کیا کرتا ہی اس بیحیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار
سکتا ہی مہتر قران نے کہا اُستاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا گلہ گوپھن مین پتھر رکھا
چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہوجائے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ
زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پانون پر
مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے جری کے منھ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز
و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار
زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا
سنگباری برف باری ہو رہی ہے مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانون پر پڑے پانون مہتر قران کا غربال ہوا اب تو غصہ سے چہرہ لال ہوا
توڑے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک تیلہ نکالا دور سے افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے

دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو
کے پھینکا ایک سرا بمقام کرہ مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی استاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے جلے گا آخر تم کف افسوس ملیگا
مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے
فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے آواز آئی ہاش اونا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اُٹھا کر
دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش نانی افراسیاب جادو کی نعرۂ مہیب کرتی ہوئی آتی ہے
عیار تو جیون پہاڑ سے کود کے بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا چاہتا ہے
باران سحر برساتی ہوئی گری نیچہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اُٹھا لیا لیکے بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا شہزادہ جادو گر بیہوش
کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر
سامعین ہے کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منہ اُٹھ گیا
شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے
کہ راہ بھول جائینگے لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گذار یعنی ثابت و سیارگان عبادت رب اکبر مین مستعد
ہوئے عیار طرار خنجر گذار آفتاب عالمتاب بانہائے عیاری سے آراستہ ہوا یعنے کمندہائے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر
میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہروی ہوا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا پانچون عیارون نے
نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو نے چہار جانب سر اُٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران
سے کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہیں معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتین بدل لینا مناسب ہے
طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوئے خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم ہے بغل مین بانچہ
اور اسمین اسباب سحریہ پانچون ملازم و رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے انسردن کی ورت بنا ئی ایک جانب کو چلے
اب نیر اعظم بلند ہوتا جاتا ہے تابش و حرارت بڑھنے لگی پہر سوا پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے
تپش و حرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑ گیا
آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے درختون کے
مثل چہرۂ مدقوق زرد جھونکون سے ہوا کے شاخین گرد برد یک نگاہ جلتا تھا طائر دم بھی خوف حدت سے باہر
نہ نکلتا تھا پتھر چٹک رہے تھے جانوران درندشدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت ہو گئی

حدت خواجہ عمرو اُس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہی
پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوشِ تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی بناہ پانی مشکل ہے ترقی پر طپش دل ہے **نظم**

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان ::: انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پہ ::: ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا ::: اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہے تو دانہ بھن جاتا ہے دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ ماہ دالہ مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نظر آیا نہ تک ممکن ہوا جب دن تلملا رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طایر بھی اُس پر آشیان گزین ہین سامنے چشمہ آبِ صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی کو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قِران نے کہا اُستاد ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل مین سے نکالکہ دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین چالاک نے کہا کلیجہ حضرت خضر کا آپکے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار کے راز دار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کاہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قِران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھتے ہین یہ نخل اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحراے ہول خیز سے نکلینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا وہی صحراے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو جب تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُس درے سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آبِ صاف و شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت بنکر تیار ہوے کبیر سن رنگت سرخ و سفید ریش تا بناف قباے اطلس بر جسم گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سطر مکاری ہی کمر کا خم خم کمان ہے

کر تیر تدبیر جو وہ مطلب پر لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پر رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام شیر دل عیار و جانسوز
بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کمبختو
تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک
درہ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جائیے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہر چہ
رود بر سرم الخیہ پسندی رواست ؛ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ
اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیر زن کی قطع بنو ان چارون عیارون نے
جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سانولا شیر و شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے
ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان بصورت بکتر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار
کی زیب کمر ولایتی ڈاب مین سپر پشت پہ مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرات و جلالت ناصیہ سے ہویدا
و باہر اس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوے چار گماشتے پشت پر مہتر قران
نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بازارگان سب کے آگے آگے قلعہ مین آکر دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹورا
کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش ؛ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار ؛
صرافہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری بچے حسین سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان سرون پر حسن مین
رشک قمر جواہرات اعلی و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے بہی کھاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے
ہاتھ مین بیع و شرے برتتے ہوے سامنے انکی دکانون کے کنجڑنون کی دکانین عجب تکلف سے لنگے عمدہ عمدہ چندریا
اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے
عاشق پہ یون نعرہ زن ؛ کہ اے نارپستان تو سیب ذقن ؛ دیگر نار پستانی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہے
باغ رضوان کا ؛ کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار و صد از حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیل و نہار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر بمثال چشم ادا آمد مثالش ؛ کہ چشم
دگر باشد مثالش ؛ دیگر بہر خندہ کہ لب بر انگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛ دیگر
زلف معنبر برمہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا ؛ جامہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا
سازندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بے مثال کے ناظر نظم

| | |
|---|---|
| پردہ ناموس کا دریدہ تھی | ایک اک نین شوخ دیدہ تھی |
| ایسی بچین ایسی گرہ با گرم ؛ | برق و سیماب کو بھی آوے شرم |

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر

کھڑا ہوگیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہے جو خرید و فروخت منظور ہو سب
کچھ ممکن ہے خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چار دن گماشتے دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قران نیمچہ کاندھے پر رکھے ٹہل
رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب
اسکی قیمت لگاؤ ہرچند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہے میری آنکھوں میں بصارت نہیں ہے مگر کارندے پیچھے رہگیا کل آجائیگا
آج سرا میں ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے تم جانتے ہو بھٹیاری
سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہے بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ اُنکو دیا جائے کہ ہمسے کلام بھی
نہ کریں دم خدمتگزاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اُٹھا کر بنگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب
پایا منھ میں پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے گا نٹھ لگا فرن بعاملہ دون آپنے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت
وغیرہ جانتا ہے جو تمھارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہے قیمت کی
تکرار ہو رہی ہے کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اُڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا اُستاد
اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید و دوسرا سے
جاکے گماشتے کو بھیجونگا جوہری جی میں کہتا ہے کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہے اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع
ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل اس کے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اُٹھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ
جلیل کی آتی ہے سنکر بجو کا ہلکہ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر یہ تو ایک جانب
بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھیں سواری کے آگے چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ بااارکان
ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا نکلجا ئے
مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ میں چلدیے خواجہ عمرو چوبدار
سے کہتے تھے کہ ہاتھ چھوڑدو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہیں کیا تھا اس مجمع میں سے ایک
نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم النور اُسنے پکار کے آواز دی مردہ ہے خبردار اس ساحر بانتراد
کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک میں آیا تھا اُسی وقت بیرون نے خبر پہونچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے
حواس خمسہ وہ پانچوں بھی بڑے پاجی ہیں کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آتی ہے مردہا ہاتھ نہیں چھوڑتا
خواجہ عمرو نے کہا مردے ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہیں مردہا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ
پہچان گئی بلا میں پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردہے کی کوکھ پر پڑا یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے
گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی مرا نام من تا مدار جادو بود بازار میں ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانیں
بند ہونے لگیں تسہیل نارنجی پوش دہان پر آن کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعہ عجائب

نشاین

کہتے ہین یہ نگوڑے مکار و غدار اپنے پانؤن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی ان سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تا بدارہ جا ذد کا خون بالا بالا نجائے گا ساربان زادے نے گیا مجکو افراسیاب سمجھا ہو اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی اُسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسور بن قران صاحب شوکت و شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا وہ پھاٹک ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک اگھوری کی صورت بنکر تیار ہوا الصبور تہامے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہو ہڑا ہراس ہو خواجہ عمرو بھی گلیم اُوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون کی شامت آئی ہو میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی مین ہاتھ ڈال کر سرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کتر کے زمین پر ڈال دیے چند دانے ماش کے مارے چھوؤن بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہو وہ اُسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا یعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہے یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہو کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہو سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہے گر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن کی ہلڑ کر رہا ہے یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین لے لی ہو اُسمین کھلی بھری ہوئی لوگون پر پھینک رہا ہو لوگ جانتے ہین گوہ ہے بھاگتے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا ہے لوگون پر دوڑتا ہو آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہے لوگون نے دیکھا ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہے وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پانؤن مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ بازاریون مین بلڑ ہوا مبادا انگریز بنگلے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوؤن پر تو بڑہ کسوت عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہو جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر سے کود ون ممکن نہوا تب مہتر برق فرنگی نے بھی پٹری جاتی ہو دھے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا ہٹو بچو کہتا ہوا جاتا ہے ہزارون آدمی شہر کے

ہنستے ہوئے پشت وپہلو پر تھوڑی دور برق چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے ہوتے ہر ایک نے طرف آسمان کے اشارے کرکے کہا دیکھین بچائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آ کر پھنسے مگر حال مہتر قران کا سنیے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اُتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے خیال کیا اسی جانب آتا ہو کیا عجب ہے کہ میری تلاش مین ہوا ی مہتر قران دروازہ بھی شہر کا نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار کہکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اُسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہوا تب تو مہتر قران اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین کے دل گھبراتا ہی نفس در نفس پیچیدہ مگر قہر درویش بر جان درویش اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے در بارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرد انکے خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک ہنگامہ ہوا دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان کہکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو عہدہ بدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین ایک اب تک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہی سہیل نارنجی پوش غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے ملازمون کے گرد پھرتا ہی جا کر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون لنگوڑو میرے قلعہ مین آ کر کچھ مزا اُٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اُتار دو شکین بند ہوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپنے ہمکو یہ مرتبہ پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہی مین جو خدمت مین رہونگا دل و جان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا ہمتو حضور کا نام سنکر آئے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو اپنی کہے جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا لیے مشعل

آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے
گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین
ریش سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہو کبھی سرخ کبھی زرد کبھی کبود
ہوجاتا ہو اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و منات اے سہیل نارنجی پوش تیرا
نیر اقبال اوج پر ہے کیا کار نمایان کیا ان مکارون کو پکڑ لیا مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہے تجھکو بتردد پا کر قدرت
تم کو بھیجا لنگر عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کر کے پاس ہماری بندی کے بس ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اسکی پر بٹھاؤ سہیل نارنجی پوش گھبرا کر
تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ
بدل رہا ہے پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا اے سہیل ہے یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہے اب
ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہے دربار مین یا خداوند لات
و منات کا بلا ہوا تب واسطے سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے
سر چھاتی سے لگایا کہا اے ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہے زبان قدرت
پر بڑی توصیف ہے جلد ان پانچون کو قتل کر خبردار اس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق تو حیران کر خداوند ا
یہ کیا معرکہ ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ لو بھائی قبلہ و کعبہ آگئے نائب لات نے کہا اے سہیل رات بھر لات و منات
و سامری و جمشید مین جوتی پیزار رہی ہے لات و منات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش
کے قتل کرائینگے سامری و جمشید کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت
جاے اسکی روح قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ لے پابوس بزرگوار تم جاؤ اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید سر پٹکتے رہجائینگے کچھ بھی نہ کر سکینگے جلد شراب
منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اسکے دوڑے مینا قرابے شراب کے لا کر دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر
القاب لات و منات پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہے کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک
ایک جام سب ملکہ پی بین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یار رو ملک الموت چل چکا ہے آیا ہی
چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا اے بندی خاص الخاص جلد پیجا
دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب
پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے اُسی شعلہ مین سے آواز آئی اے ملکہ سہیل ہوشیار
ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش اے مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا چاہا سحر کرون خواجہ عمرو
تخت سے کود کے سرہنگ جادو اسکا وزیر سامنے کھڑا تھا اُس نے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ کرا لا جھٹکا دیا

عمرو منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپٹ کر
خنجر مارا سر منہگ جادو کے پہلو کو توڑکر خنجر باہر نکلا سر منہگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ یہیں نکلجاؤن
جادوگرون نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ پھنکا کوئی ہاے ہاے کرکے گرا
اب بارگاہ میں عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہے دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا گھبرا کر عمرو نے نیمچہ بھی کھینچا
کسی پر حباب بادہ بیہوشی ہوکر گرا کسی پر کمند ماری کسی کو خنجر کھو بہ مارا کفچہ میں رکھکر کسی کو تیر مارا ملکہ سہیل
دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے
کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلوخانہ تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہے سہیل
نارنجی پوش نے چند دانے ماش کے ہاتھ میں لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی
پوش نے ایک دو تہتڑ زمین پر مارا آواز گیری دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر برق
فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو یہ تو بند مے بیٹھے ہین عمرو کے پانون
زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان اسکے سر کاٹ لو جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے
اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر آواز دی اے رب بے نیاز و اے خالق
کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز و ضرغام و چالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین
اے معبود لم یزل و اے عزیز بے بدل ہلاکت سے بچانے ظلم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو
اس حال میں دیکھکر چالاک نے سر دے مارا پکارا کہ اے رحیم و کریم اگر قبلہ و کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام
از طلسم ہوش ربا تا بہ کوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن میں گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب
کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پائے گی نظم

درخیل کواکبش سپاہی
او کرد بنا سراچۂ تن
بر منظر دیدہ طاق ابرو
این مشعل مہ کہ بر فروزد
بنمود دو روزن از مہ و خور
امواج دہ بحار جود است

او بافتہ عجوزۂ خاک
بکشاد درِ دو دیدہ روزن
او ساختہ این ہمہ عجائب
بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در پنبۂ ابر آن یگانہ
بخشندۂ خلعت وجود است

او داد بہ آفتاب شاہی
زرین پنبۂ صبح چرخ افلاک
بستہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنائے این غرائب
در بیضہ سرنگون اخضر
بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ

شکر بے نیاز ایسے مقام پر قتل
ہوتے ہین کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا تہ دل سے جوان سبھون نے
دعا کی تیر بہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوے اندر سے زمین کے

آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ میں آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت میں گرفتار انگلیوں سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان میں آواز گیر و دار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کر کے ایک لغدا مارا قلیل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوئے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ و زاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی نیمچہ پکڑے ہوئے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردین اٹھا ہو العباس پڑھتا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او تعجبہ کیا کرتی ہی مین آن پہونچا نعرۂ مہتر قران ذیشان ؏

| | |
|---|---|
| جہان سرہنگ در خنجر گزاری | بمیدان اژدر آتش فشانم |
| سریع السیر چون بادِ بہاری | منم مہتر قران شیر ژیانم |

ملکہ سہیل نارنجی پوش بیٹی کہ یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے لغدا پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے پانون زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے مکان گرنے لگے صدائے ہاہو بلند تمام ساحر در دمند بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی گشتی مرا نام من سہیل نارنجی پوش بود ابد روشنی ہوئی ساحران شہر نے علادہ کو گھیر اعیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آگئے ہین مہتر قران کا لغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جا بجا مار مار کے صدہا نامردون کو مارا برق کرچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہائے آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہے کہ لڑ بھڑ کر نکل آئین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہائے زنگار رنگ سے چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کوہ و برزن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اے نا عیارو میری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر غدار بلائے روزگار ہژبر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب سحر دسون انگلیان مثل پنجشاخے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین چہار جانب مجمع ساحران مقابلے سے ان سپاہیون کے حیران پریشان ذرا پلک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار زمین پر اترا ہژبر آتشین سے کود کے ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ چھون کے پانون زمین نے تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جو اپنی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آواز دی ہائے اے نور نظر پارۂ جگر ان ظالمون کو رحم نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او ساربان زادے تم چھون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی اگر اس خون کے معاوضہ مین جاکر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریاد رس درماندگان و خلاق زمین و آسمان تو نے

بطن مادر میں جگہ دی تو ہی نے نو مہینے محافظت کی چالیس روز قبل از تولد شیر پستان مرحمت فرمایا ایک کلمۂ کُن میں تمام عالم کو بنایا **نظم**

قصب باف عروسان بہاری
پستی افگنِ ہر خود پسندے
انیس خلوتِ شب زندہ داران
کند خار و سمن را آبیاری

قیام آموز سرو جویباری
گناہ آمرز رندانِ قدح خوار
رفیق روز در محنت گزاران
ز شکر نعمتش پُر شکر کام شکر خوان

بلندی بخش ہر ہمت بلندے
بطاعت گیر پیران ریاکار
ز ابر لطف او ابر بہاری
تو قہرش زہر عیشِ تلخ حرفان

سب سے زیادہ مہتر قِران بیقرار ہیں اپنے آقا کو پکار رہے ہیں **نظم**

کس نئی جز ذاتِ تو مشکل کشا
کن نظر بر بے نوائی یا شہا
آسمان پست است پیشِ بام تو

یا علی در ماندہ ام دستم بگیر
تو امیری تو وزیری من گدا
وصفِ ذاتت در کلام اللہ ہست

مشکلم در پیش یا حاجت روا
در گناہ خود گرفتارم اسیر
یا علی سلطانِ عالم نامِ تو
تو اما مے تو ید اللہ کہ ہست

اے کریم کارساز واسطہ ان بزرگان دین کا رحم کر اس بیحیا کے ظلم سے بچالے بالک کر جوان سبھوں نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان میں ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز کان میں پہونچی دیکھا ایک شہر کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہیں قصرہائے پختہ جابجا جل رہے ہیں ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں اپنے چھوٹوں عیاروں کو دیکھا کہ مجمع ساحران میں پابگل ہیں لانے سیکڑون گرد پڑے ہیں ایک ساحر غدار آتش کا پتلہ بنا ہوا ہاتھ میں گولے کو چرخ دے رہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیاروں کے زبان پر جاری گولہ مارا چاہتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا اگر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہیں سے سحر کیا کہ وہ گولہ اُلٹا پلٹا مجمع ساحران میں آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلایا چاہا کہ پنجہ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم بہن نے بہچانا اترتے اُترتے سحر کیا زمین پھٹنے لگی کئی سو بیحیا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور میں نے پہچانا یہ کہکر اُسنے ماش کے دانے مارے صدہا شعلوں نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیر الملکہ مخمور سرخ چشم نے دونوں ہاتھ جھٹکائے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بیحیا کی بجھایا اور پلٹ کر موتیوں کا مالا توڑ کر پھینکا عمرو وغیرہ دیدہ موتی گرے ہاتھ پانوں سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمندیں پکڑ کر ساحرون سے لڑنے لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی اُسکے ہیبت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکے للکار اسینہ پرکینہ پر شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچون نہ

بیچ سکا سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر نکلگیا شعلہ خوار چرخ کھاکر زمین پر گرا صدائین ہاہو کی آئین زمین کانپی کھنگ باری
برف باری ہوئی خواجہ عمرو نے اس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار
جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار کا لاشہ سہیل مارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا کے اڑاکر طرف آسمان کے
لیکئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی اے خواجہ عمرو دام طمع مین نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکلچلو مین
لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہوگا جلد نکلچلیئے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین
افراسیاب کو خبر ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت بپا کر یگا یہ کہکر مخمور سحر کرکے بلند ہوئی چھپون عیار نیمچہ ٹیک
ٹیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ نشان لشکر اسلام
معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ
خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہے بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے ملکہ مہرخ کہہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو
پر کیا گذری ایک سر ہزار سودا خدا اسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک کے ہاتھ سے نہ دکھائے یہ کہکر ملکہ
مہرخ نے کہا کیون اے ملکہ بہار ہم تو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بیخود خواب ہین عہدۂ وزارت تمہارے سپرد ہے
مناسب یہ ہے کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا زمانہ گزرا کبھی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ
رونق لشکر اسلام کی راز دار صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کرکے
طلسم مین نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہے اسپر بھوت عشق کا سوار ہے
کوہ عقیق پر ہونگی ضرب اثر نہ رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت دلمین جوش محبت
حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہے جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہے کلیجہ آتش عشق سے جلے منہ سے
دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہاے واے نہ کرے کبھی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی
کیا ہے آئینگی کوئی قید ہے تو انہین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار ہین انہین
کون بدنام کریگا کئی مہینے گزرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے
قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ بہار جادو
ہم تمہارے ربط ضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہے شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہے نام
سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اس شہریار کو سلامت رکھے انکی ذات والا صفات
سے ہمین محبت ہے مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہے ہرچند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا
کام ہے عاشقان صادق کا نیک انجام ہے نظم

| عشق سر دفتر دیوان قضا ست | عشق سر حلقۂ ارباب بلاست | عشق وا فتنہ گری پیش بود |
| --- | --- | --- |

عشق لبس سانحہ اندیش بود
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب
عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق را رحم نباشد فریاد
بستۂ ہند گہ از روے وفاق

عشق آشوب پسند است مدام
عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق راہست در شادی بند
عشق را نیست روش جز بیداد

عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق را راحت کس نیست پسند
حسن و عشق اندرٔ روز پیشاق

یہ اشعار آبدار پڑھکر ملکہ بہار کے عارض رنگین پر اشک غونی بہنے قریب تھا کہ ہچکی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے بہار ای گلعذار اے سرو باغ رعنائی اے غنچۂ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ضبط و ضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہے نہ ضبط ہے کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہے ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہوسکیگا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہو اُنکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادۂ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لوٹتے بھرتے یہان پہونچین اُسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خبر سنانے مین ہمارا عشق یہی ہو جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جہندہ بارگاہ مین آکر اُترین پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا معشوق کے پہلو مین دل مسرور رہتا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال آٹھ پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ حال بھی معلوم ہو آتے ہی طعن و تشنیع شروع کر دی بہار نے کہا بوا اخفا کاہے کو ہوتی ہو حقیقت مین اسد غازی کو چھوڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے اتنے ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی کا پتا لگا لینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا اُنپر احسان ہے ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجھیرا تاری دونون مین چالون چالون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا معرکہ گذرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور ہمین بیشک

کوہ عقیق پر گئی تھی کسی کی چہری نہیں ہے ہین کسی کی لونڈی باندی نہیں جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جا دوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جا کر اُسکو مارا سیر میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت کیا عرض کرون کسی وقت
مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشیدیہ مین پھنسی خدا سلامت رکھے اُس شیر بیشۂ جرأت ہنر بردشت بہت
گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اس روز شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرا تی تھی جمشید جادو کو گھسک
مارا وہان سے مہلت پاکر آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر بتلائے بلا ہوئے تھے وہان پہونچکر
شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ رنگ مین مصروف تھی
یہ خبر خداوہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش غیبت مین یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ
مہرخ نے پوچھا اے ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا
مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا شعلہ خوار جادو کو جب مار الاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر
اُڑکر چلا مین گھبرا کر بہ تعجیل تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلیے ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی
نکلگئے یقین ہے تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہر کارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے ہین سرخ مو
وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے
تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ
شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ مجھے افسوس کیونکر پڑی اپنے کو مردار بدبرگانا سُن رہی تھی اس بارگاہ
مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی اے ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ
فلک اشتباہ ملکہ مہرخ مین گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمہارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری شفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی سامری و جمشید پر
لعنت کر دان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف تحریر ہے کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی
قاتل افراسیاب جادو ہے جہاد کرنا دین اسلام مین بڑا ثواب ہے ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم
گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہر چند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہے تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہے گرفتار
ہوکے اپنا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکار مین خرابی ہے
دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہے مین ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت
مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پر ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بروقت
رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح بتاؤنگی مینے دل و جان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی

ملکہ مہرخ نے منگواکر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ مو کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ
سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین
خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو
تو پیچ و تاب ہے کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کر کے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی ہزار دون
مگر بہ شکل کنیز شمیمہ نقب زن عیارہ بھی دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ
حیرت کی آئی عرض کی ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پہ جاکر ٹھہرے تھے
عیاروں نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل
نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ محمود سرخ چشم
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا
وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی لوح طلسم ہوشربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح
کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے یہ سنکر حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہے لوح کا عذر دیتا
لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ و ناز
نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر شکل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا اے صبا رفتار مین تجکو نہال کردونگی
دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی ہے مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے
گرفتار کر کے لا اسے کوڑون کے حرامزادی کی کھال اترادونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار
سر شام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنا کر لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش
بصد جوش و خروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ او شبنم تیری
دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑے گی یعنی خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پاؤنگی سر کاٹ کر
لیجاؤنگی نکٹے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے
دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک بارگاہ استادہ کرادی کنیزین برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئین
سب سردار اپنے اپنے خیمے مین گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہے
کہ سناٹا ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کہ آرام ہے بعد جانے خیمے کے کنیزون کو اپنے
پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہے کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو
ہوسکے آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اس نے یہ خیال کیا کہ پہر رات
باقی رہی ہے اپنے چھپر کھٹ سے اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھاکے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈالی تھی

اگو شے سے صبار فتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہو کہ کیا سبب ہو کہ اسوقت ملکہ شبنم
اپنی بارگاہ سے نکلی مگر اے صبار فتار یہی وقت عیاری ہو جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر متبرق فرنگی
کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی
کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہو پہلے اسکو لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبار فتار تو خود چلی ہی
ہے کہ یہ مجکو بلائے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آدھ گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال مین ہو
اگر شبنم پہلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبار فتار نے کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش
برق کو لے کر اندر آئی صبار فتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہو اسوقت بہت جی چاہتا ہو ملکہ شبنم
نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے کی صبار فتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کر کے ہاتھ بڑھا کر کہا
کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبار فتار
اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبار فتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ہاتھ کا
دانہ مارون کہ یہ باہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑ کھڑا کر گری صبار فتار نے فوراً زبان مین سوزن
دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سراچہ چاک کر کے نکلگئی طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری
چمک چکا ہو خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہو کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہو دو گھڑی رات رہی سے عمرو
اسکی بارگاہ پر آیا اندر آ کر دیکھا پھیرا صبار فتار کا معلوم ہوتا ہو سراچہ چاک ہے بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی
آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبار فتار چرا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے مین جاتا ہون
دیکھون تو معرکہ کیا ہے آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے
بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہو شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور صورت نگار ملکہ
یاقوت جادو و ملکہ شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہہ رہی ہو کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبار فتار کو روانہ کیا ہے صبح ہوگئی تو شبنم
کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ ابھی گرا آئیگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا
صبار فتار کمند انداز ستارہ بدوش آ پہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبار فتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم
گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبار فتار نے بالین فرش بٹھا کر
نتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شغل او کمبخت اپنے
یار عمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتانی تھین اب کہ تیرے حامی کہان

ہین ملکہ شبنم شرم سے عرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مہملا ابھی کانون سے کاہیکو سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہے یہ بیان کیونکر آئی
عیارہ بچی نے کہا مین برق نہ تمھاری مشکین باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی
کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن یہ آپنے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او صاحبجو اور
مزا سنو مجھکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہے وہان گئین تو اُنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی جعلسازی ارے
دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تونے اپنے مقام پہ شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی
شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھب تختی دکھاکے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکالیا دشمن کو چھٹوادیا ہمارے
دشمنون مین بیٹھکر فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو
قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چونچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپسے باہر ہو دوست کو دشمن بناتے
ابھی شرم نہین آتی ہے اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب
جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد
بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجب حال
قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ زرد ہے ملکہ
شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہے اے شبنم تیرے مکرنے نے ہلاک
کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہے کجا ملکہ مہرخ و بہار کجا مقابلہ افراسیاب ناہنجار قوت و قدرت
خدائے نادیدہ صاف ظاہر ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جواد صاف خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد منزل وہ معبود برحق ہے اے خدائے
عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلائے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے
لڑون شاہزادہ اسد غازی کی رہائی مین جان و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر
کہا اے جلاد ہمنے حکم اول دیا اس بدانجام نمک حرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار
حکم اول تیرے قتل کا ہو چکا جو کھانا ہو کھائے جو وصیت کرنا ہو کرے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے سر پہ
سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بھیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی
خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہے اے حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا پیغام
پہونچادے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس و بے بس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی
کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف نہوئی مگر جہانتک ہو سکے اس کنیز کا لاشہ لیجائیے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے بین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہے وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر دی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری بین پکاری نظم

اے عمرو کے خدائے نادیدہ
بدعت و جور سے بچا جلدی
شان قدرت کی اب دکھا یا رب
جانبری جلد ہو حصول مجھے
وقت امداد دستگیری ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے
تیرے در کے گدا ہیں شاہ و فقیر
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ہے یہ تیری کنیز زنجیلا
ہو نجی اپنی سزا کو ای معبود
اس بلا سے مجھے بچا یا رب
اے سمیع و علیم اے ستار
شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہے
سُن چکی ہوں کہ بے نیاز ہے تو
پھیر دے اس کنیز کی تقدیر

مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
سنتی ہوں ہر جگہ تو ہے موجود
دین اسلام ہے قبول مجھے
خالق بے نیاز اے غفار
تیری قدرت تو آشکارا ہے
اپنے بندوں کا چارہ ساز ہے تو
مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا اے ملکہ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کر تی ہو دم دم کی وحدت کا بھرتی ہو حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ پکڑکر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو اے صبار فتار یہ کس نے پتھر مارا صبار فتار چہار طرف نگاہ اُٹھاکے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا استون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہے صبار فتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہاں جاتا ہے یکایک عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر میں پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقوں سے نکلا اور صف سے نکل گیا منجم شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقوں سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیر کی دی زمین نے پانون عمرو کے پکڑ لیے اُس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو میں چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی اوبیان ساحر دیکھو ملکہ منع کر تی ہیں اُسنے منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب لبغدہ گران قاتل ساحران مہتر قران اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانون چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون بارگاہ آئی دیکھا چھون عیار پیچھے ہاتھ میں پکڑے موجود ہیں حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہائے آتشبازی مارکر کئی سو جادوگروں کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ میں

دوڑی باہر بارگاہ کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہے سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی لڑ رہے
ہیں مثل برق کے نیچہ مارا اور غائب ہوئے خوف سے ساحروں کے زرغہ نخلستان میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں
پھاند پڑتے ہیں بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے ہیں ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار اے شبنم کہاں
جاتی ہے منم ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادو گر کو مار کر جھولی
اُٹھالی ہے اُسمیں سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اگر گئی ساحروں کو شعلہ
آتش نے جلا دیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر بلوہ کرکے
چلے ملکہ شبنم گوہر پوش نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پائے تھے کہ لیٹے میں
پھولوں کی آئیں طائروں نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا اے شبنم گوہر پوش نہ گھبرانا منم
ملکہ بہار جادو گرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول شبنم پر پھینکے شبنم
بھی اُٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گلہائے سرخ نے شعلہ آتش کی تاثیر
پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جلگیا جسپر نگاہ سحر آگیں ڈالی وہ جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچکر اپنی گردن پر
رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ میں ماری آپسمیں بھی تلوار چلی کئی سو جادو گر سحر بہار سے جہنم میں پہونچے بہار نے
آتے ہی شبنم کو بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن آتشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت
پائی پھر اُٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زریر جادو پانچ سو جادوگر اسکی پشت پر کھڑا
ہوا مدد کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اس کے سر پر گرے جلدی سے اُٹھا کر سونگھے بھول گیا اپنے کو بھول گیا
جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوائے عشق کا چلا پکار اُٹھا اے
سرو باغ محبوبی واے غنچہ نودمیدہ حدیقہ محبوبی آپکے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہوں آرزوے وصل میں تباہ ہوں
یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل از دست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مرتے ہیں تو محبت میں یہ انجام ہوا
میں بھی مجنون کیطرح خلق میں بدنام ہوا
زندگی میں نہوا چین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ہمیں
آکے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا

آپ کہتے ہیں کہ میں مفت میں بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر میں سوئے تو حاصل ہمیں آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتاروں کی
انگلیاں اُٹھنے لگیں خلق میں بدنام ہوا
ایک ہو جاتے ہیں یوں جکو محبت کیسی ذوق

آپسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم میں رہی بیخبری تا بہ سحر
مرگئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا

دل جو خوش چشمان الفت میں جلا مثل چراغ
آکے دامن میں وہ عطر گل کا دام ہوا
اب وہ کیوں چھپ کے پھر آئیں عیادت کے لیے
رات ادھر آئی تو روشن سر شام ہوا
رات بھر جنکے مکانوں میں چھپ لائے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آنسو آنکھوں کا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ نہیں بزم میں سنتے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ انکے مزار ذنکا سر شام ہوا

انکی آنکھوں سے جو گرمی میں پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت کبھی حسینوں کا ہو گیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودا نے عجب نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب تار ہے
پھولوں کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک
زلف دوتا ے نازنین کالی بلا سے کم نہیں
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر بچا
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ روش ہوں پائمال
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر
باہیں گلے میں ڈالدو حسرت دل نکالدو
شب کو گئے ہوا ہی قمر کوچہ میں اُسکے بیخطر

تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
غنچوں کی یک بیک چٹک باغ میں کیا بہار ہے
جب ہوئی یار آستین سینے میں دل فگار ہے
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہے عذار ہے
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے
اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہے
ماہ نہ وہ پڑا نظر فکر ہی انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیوں میاں کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا پھر مرتے ہو یا فاقوں کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہیں حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیوں کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحروں نے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائیں برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو اُنکے جلادیا آہ کر کے پانچ سو نے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن میں اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے داد و گیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھی نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر میں میدان کو لاشوں سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ میرے قتل کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھُری پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچوں ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمہلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مار ڈالے یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکار بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانوں پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو اختر خرش کیا ہے کہ ماں بیٹے ساتھ رہتے ہیں ملکہ برق ماں رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہے اپنے فرزند کی آواز کی

مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی
ہوا اگرچہ زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولہ مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں پانون مار کر غرق ہو گئی مانند برق تڑپ
تڑپ کے لڑنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سرخ حشم بصد قہر و حشم مع چار سو ساحران نامی و دلیران یکتا
گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھولے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے آپڑے ملکہ شبنم
گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آگئے دونوں لشکر آپس میں گتھ گئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم
اپنی جان لڑائیں مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بچائیں مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت میں ہمراہیان خواجہ عمرو
بڑے قدر شناس ہیں اپنے ملازم کے یہ پاس ہے ایک کے واسطے ہزاروں نے جان دی سب سرداروں نے جان لڑا کر ملکہ
شبنم گوہر پوش کو بیچ میں لے لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی اے نامداران دیندار و اے مجاہدان
تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی شبنم کو باغیوں سے بچا لیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار
سمٹ کر ایک مقام پر ہوئے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیے ملکہ حیرت جادو ہر چند کدو کاوش
کرتی ہے جنگ میں کوشش کرتی ہے مگر ممکن نہیں ہوتا ہے یہ بھی بلائے روزگار ہے زہے افراسیاب نا منجا ہے ہزاروں کو مارا
بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی اے حیرت کیوں کھینچی ہٹتی ہے ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے
تجکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے افراسیاب کو بلا اس سے مدد طلب کر جا پلٹ جا کیوں جان دیتی ہے اپنا خون
بہا سکو اپنی گردن پر لیتی ہے ہماری خبر یک ہو جا تجکو بادشاہ بنائیں طلسم ہوش ربا ڈھا کر مٹائیں غصہ میں حیرت جادو
ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہے کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے
ہوئے کنارے لشکر کے پہونچ چکے ہیں وزیرزادیاں ملکہ حیرت جادو سے عرض کر رہی ہیں کہ حضور اب کدو کاوش
بیکار ہے شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ چھڑا لے گئے تھے لیے جاتے ہیں اب پلٹ آئیے میدان کارزار میں دیکھا جائیگا لوگ
اسکو میدان کارزار میں قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو ادھر گئی سو ملازمان ملکہ مہرخ ملکہ شبنم گوہر پوش کے
ہوادار کے گرد ہیں شبنم بھی انتہا کی زخمداری میں بھی سحر کرتی جاتی ہے یہ تو عرض کر چکا ہوں کہ صدق دل سے مطیع اہل اسلام
ہو چکی ہے اب جو حملہ سردار آکر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو فرحت ہوئی کہ یکایک
آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ میں منہ سے شعلہ ہائے آتشیں نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ اے ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی میں سلح شور جادو فرستادہ ملکہ سمنکال جادو تمہاری خالہ صاحبہ
کو خبر معلوم ہوئی ہے حکم دیا ہے کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور سے گرا آتش کے دانے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد
ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو
ہوادار پر سے اٹھا لیا قفس آہنی میں بہ تعجیل تمام بند کیا مثل شعلہ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو

کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم تردد نفرمائیے گا مین انکو انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑکر دو طمانچے
مارینگی راہ پر آجائیگی اتنا کہہ جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کرسکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہوگیا حیرت اپنے
لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر و بیقرار پلٹ کر بارگاہ مین آئین
عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم
ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال ہے برق و چالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین
ملکہ مخمور نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک بڑا امر بزرگ عرض
کرنا ہے اسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپسے پردہ
کیا ہے مین نے ایک شب کو خواب پریشان دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی تھی لشکر سے
پروردگار کا ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادہ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا جاتے ہی اسکو مارا
اور دو جادوگرنیان تھین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نور الدہر و طہماس کو اٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جاکر
انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ اسمین کیا بھید تھا مختصر یہ ہے کہ مین طلسم جمشید مین قید ہوئی
شاہزادہ نور الدہر نے لوح حاصل کی طلسم کو فتح کیا جمشید جادو کو جا کر گنبد جمشید یہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم
بقراط ثانی جلوہ فرما تھے مجکو اور نور الدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہے ہزاروں دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی
کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا الشید و مدطرف سے بقراط ثانی کے
مرقوم تھا کہ اے سرپرست مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتہ
عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین مقدمۂ اول یہ ہے کہ سمنکال جادو
کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زرین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب و لازم ہے راستہ گنبد نور کا سرحد
باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی
کی کوشش پر موقوف ہے مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی خیر بیشۂ صاحبقرانی
کی ناممکن ہے اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانۂ کعبہ یہ نیاز مند بقراط ثانی بھی بروقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون
پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران زرین کن و اسرار جادو
یہ سب کہان ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے پانچ چار منزل پر ایک
قصر ہے اسمین رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہے اُس نے اُسکو پالا ہے
مگر ماران زرین کن و اسرار جادو کے آج تک ہم نے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم

یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہے افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہے کیا ہر ایک
کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ یاران زمین کن وا سرا یہ جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین
جا کے آنا نہایت دشوار ہے جسطرح پر دریاے خون رواں و پل پر نیا دان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی
اُس پار نہ جا سکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہے جو اس سرحد مین ہونچا گویا تہ تیغ آسیب
ہے نام سُنا ہے مگر بخوبی آگاہی نہین ہے خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد غازی ہین کسقدر زمانہ باقی ہے
مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر پائی ہے کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے
بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستہ سے سفر کرکے
اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی
ہوا چاہتا ہے خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے مین ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک
و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سبنے عرض کی کہ استاد
ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر کرنا واجب ولازم ہے یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہے مگر ملکہ حیرت جادو نے
ملکہ صرصر کو روانہ کیا کہ اے صرصر جا دیکھو تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن تو ادھر چلین

## اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مرواریدسے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھا کر پردہ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہشیار ہوا
ملکہ ماہیان نے کہا اے افراسیاب یہ کیا شامت ہے تو ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہے افراسیاب جادو
نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہے کہ ساربان زادہ اُسکو گرفتار کرکے لیگیا ہے نہین معلوم اُسپر
کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکہ باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین
خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو
نے سر اُٹھا کر دیکھا الاشتہ شعلہ خونخوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا بردن نے فریاد کی افراسیاب
جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو مہتر قران نے ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا
افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ ہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتاب اُٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرا یا
ایک کوٹھا کھولکر فولادی پتلا نکالا کہا جاکر صرصر کو تو بلا لا ادھر صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہے چاہتی ہے
طرف بارگاہ مہرخ کے جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی پتلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ
کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہے صرصر واسطے تسلیم کے
خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر اس ساربان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہے کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے

جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا ملکہ سہیل نارنجی پوش وشعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہے کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشیدیہ سے مٹا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر نے کہا حضور فرزندان حمزہ کا قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہو گیا ہو گا مخمور وہان سے پلٹتی ہوئی آتی ہوگی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہے آج کا حال تو حضور نے سنا شبنم جاکر مطیع الاسلام ہوئین بموجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلح شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سمنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سمنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہے ایسا نہو اُسکو عیار گرفتار کرلین ورنہ وہ بھی عمرو کی شریک ہو جاے تو مقدمہ ربانی اسد بن کرب غازی مین راے معقول دیگی مین چاہتا ہون اُسکو بلوا لون سرحد باغ سیب مین اگر باغ دو دن وہ اس مین رہینگی سرحد باغ سیب سے اُسکا نکلنا مناسب نہین ہے مگر جسطرح سے ہو سکے جاکے مخمور کو گرفتار کرلا مجھے قسم ہے سامری وجمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہے نشہ اُتر گیا شراب کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا اے صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہے یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل

تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اُسکو
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپر داری دل

دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
ضعف ماتم نہ کبھی بہر عزا داری دل

اے قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے
اسد اللہ رسد گر بہ مددگاری دل

لائے خدا ہی اُس ستمگر کو راہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین ہوتا ہے یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

دیکھا جو بھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر

دکھلاے سیہ چشم فسونگر وہ طفل اشک
چھائی ہوئی ہے بے اثری دل کی آہ پر

ہے زاہدونکو مزد عبادت کی چشم داشت
نازان نہو جوان زن دنیا کی چاہ پر

بکھر پڑی یہ اُسکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

سمجھا کہ کیچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
طاؤس رنگ آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ

| درہم چڑھے ہوئے ہین یہ کسکی نگاہ پر | یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہے اب دل | گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر |
| --- | --- | --- |

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شہنشاہ رنجیدہ نہون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک پہلے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے ہین بانہاے عیاری بدن پر آراستہ کررہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھی انیسین جلیسین گھیرے ہوئے صرصر بھی اسوقت بصورت مبدل آئی مخمور کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا بولا ایک بات توسنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مارکر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر بکدر اسد غازی کے مقدمہ مین پریشان اور بیاد نور الدہر ہین حیران بے اختیار بول اٹھی

| غم صیاد ونکر باغبان ہے | شعر | دو عملہ مین ہمارا آشیان ہے |
| --- | --- | --- |

یہ شعر پڑھ کر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ذرا غک حسرت سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان سر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا کسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی کسکی تیر نگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل وجان سے مائل ہوئی اب آتش فراق مین دل جل رہا ہے کیساز مانہ ہجر کا کھل رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجیب غمے دارم افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی اہل طلسم دشمن اور اسیر یہ رنج ومحن دیکھیے خالق بے نیاز وکریم کارساز دادرس درماندگان وفریادرس مہجوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اس بچھڑے ہوئے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون تقدیر کب تک اڑیان رگڑواتی ہے آگے کیا نہین دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھاکر سو رہون واے برباد گرفتاری ہا کاش شکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہکو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی بیت چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ٭ بجاے شیر ما از ہر دادے ٭ قسمت کا لکھا سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار ناہنجار بیکار ہے اپنی جان بچنا دشوار ہے کیا کرون کہان جاؤن اس دل ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ٭ الٰہی تو تو رب العالمین ہے ٭ اب تو ضبط وشکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل وجگر مین آگ لگادی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری وگریہ وزاری مین

یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہے مری جانِ زار بن تیرے
کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھا آیا دروکا اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
کا ایکدم بھی نہوگا قرار بن تیرے

ہوئے ہو پہلو سے جبسے تم جدا دلبر
ٹپک ٹپک کے ہوا ہے فگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہے کبھی

واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہیں دفعتہ کیا باد مخالف میرے چمن عیش و کامرانی میں چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر کے نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

چشم کو شوق اشکباری ہے
خاک یہ زندگی ہماری ہے
نہ بچیں گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہے
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو نالوں سے خلق عاری ہے

چشمہ فیض ہے کہ جاری ہے
کس کا سونا کسے ہے آتی نیند
آج کی رات ہمپہ بھاری ہے
جو نہیں تھا کسی شمار میں آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہے

ہم نہیں اور تم نہیں صاحب
شب ہجران ہے اور زاری ہے
کر نہ برباد اُسکے کوچہ سے
اُسی عاشق کی دم شماری ہے
سن تو اے اشک کب تلک رونا

صرصر جو بصورت یسمن رخ حاضر ہے اسنے بڑھکر بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں کہا کیوں واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہیں ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہوں دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہے دل بہت گھبراتا ہے ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی میں باقی ہے کوئی صورت رہائی کی نہیں معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہو گیا ایک ہی دن میں افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے شاہزادہ نورالدہر کے فراق میں دل بہت بیقرار ہے یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل دوست صادق الوداد جناب محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے میں بسر کرتے ہیں
وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہیں
پردے میں وصل کی درخواست اگر کرتے ہیں
اُنکے کوچہ میں کبھی ہم جو گذر کرتے ہیں
ہم ہیں جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمیں بس ہوگی
آپ ہی آپ چلے جاتے ہیں محفل میں رقیب

نالہ و آہ میں ہم شب کو سحر کرتے ہیں
شام ہوتے ہی فغاں مرغ سحر کرتے ہیں
سر جھکا لیتے ہیں وہ نیچی نظر کرتے ہیں
نالے پہلے سے انہیں جا کے خبر کرتے ہیں
آج سر دے کے ہم عشق کی سر کرتے ہیں
کیوں نہیں آپ ادھر نیم نظر کرتے ہیں
مسکرا کر وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہیں

| بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا جو جو آہ | تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین |
|---|---|

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کجرفتار یہ مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضا کار
جانسوز بن قمران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ میعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی
گذر گیا ہی دل غم والم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چلکر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر
دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے
اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلالو صاحب واے برحال ضرغام والامقام و دیگر عیاران
خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بھیجا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے یہی
فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیر زن جو بصورت سمن رخ باتین سُن رہی ہی آمد ضرغام
شیر دل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولا کے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی
بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا
سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے مہتر والا اگر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا
چشمہ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جسطرح مادر مہربان غم مین اپنے فرزند نوجوان کے
گریان ہو مخمور رنجور خود دردرسیدہ غم فراق شاہزادہ نور الدہر مین کبیدہ بیقراری داغ سک باری ضرغام
پر قلب ناصبور ملکہ مخمور تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا اے ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے
بھرا اسقدر پریشان نہو تمہارے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم و الم رہوگے بدعت
افراسیاب سہوگے آٹھ پہر وہان بھی یعنی بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہے جسطرح ہوسکے اول عیاران لشکر اسلام
کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ دل تردد منزل
کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص
عیار طلسم کشا ہی لیکن بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا ہے کیسا
رفیق قدیم مشیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہوسکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا اے ملکہ جسدن سے یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ
میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت
مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتلاؤ کہ تا بہ گنبد نور پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین
عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہم پر نظر لطف و عنایت نہین معلوم
ہوتی رسم و راہ طلسم سے آگاہ کردو ہم تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہوسکے تو زیر قدم آقاے نامدار

اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت کونین حاصل ہوئی
یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا اے ضرغام شیر دل ہمنے آج تک کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین
یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نور الدہر سے اول مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان
ہمہ گیر سحر و ساحری ہین ہنبظیر محبت مین اُنکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اُٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال
سے نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے اے ضرغام والا مقام میری جان تک نام
اسد نامدار پر نثار ہو مین لوح کی راز دار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو
و ملکہ ماران زہین کن راز دار گنبد نور ہین اگر وہ مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش
کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت انکا دریافت ہو اسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی
فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سُنو جسطرح
بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو زینت پہلو ہے کیا تعجب ہے
کہ ملکہ اسرار و ماران زہین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ
مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان وہان سے حاضر
ہون کل سردارون کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور مرینگے گرد اُس
شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان دفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر
مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین جہان تک ہو سکے گا سلطنت
افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہے جو کچھ کہ ہمنے کہا ہے دریافت کر کے
آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ
ماران زہین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تابہ
افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُسی سے بہیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی
دقیقہ اُٹھا نرکھون گا یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
پر فن بیت الخلا سے یہ سب باتین سُن رہی ہے خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین کہتی ہے اے صرصر
یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہے کہ ہمپہ
کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جاز جاے ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین
جواب نہ دون تو بھی خرابی ہے ہر طرح دل کو بیتابی ہے مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہے کہ

اے مہتر عالی وقار جلد جاؤ جسطرح ہمنے کہا ہے جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے
ضرغام ایک ایک لمحہ برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہے اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے کہا کہ اے مہتر ضرغام
کیسی شراب کیسے کباب **شعر** پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی ؛ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب
کی ؛ اور دل مین ملکہ مخمور کے ہے کہ جلد مہتر ضرغام جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر
نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے سامنے ہے کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھولین اس عرصہ مین ضرغام
شیر دل بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا لو ملکہ تلاش مین ماران زمین و ملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہو کر گیا صرصر
شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدۂ شکریہ سامری و جمشید کیا نام نجس لات و منات ورد ہوا
کرامت پر انکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کر کے پائنچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے
آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پر نم سے
جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر پٹکا
غش آگیا کنیزین دوڑین صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے
کہا ملکۂ عالم خیر تو ہے مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے اگر آپ نے
غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے مین مردہ ہوگا ملکہ نے ٹھنڈی سانسین
بھر کر جواب دیا **شعر** دل مین ایک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آے ؛ بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانے
کیا یاد آیا ؛ **دیگر** شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہے ؛ صورتِ یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے ؛ بی بی سچ کہتی ہو
کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا
ہمارے وارث زندہ رہینگے اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا لاشہ
خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہے نیند عاشق کی اُچٹ جاتی ہے
**مصرع** غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے ؛ سچ تو یہ ہے کہ جدائی مین جان ہی پر بنتی ہے شب فرقت
کیسی کھلتی ہے بقول شاعر **بیت** دل لگانا عذاب ہوتا ہے ؛ آدمی کیا خراب ہوتا ہے ؛ مگر حضور ایسا بھی نچاہیے
انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس نہ کھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی تو ایسا
سبب کریگا کہ آپکا غنچہ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھسیانی ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو نصیحت منہ آئے سمجھا رہی تھی
جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیرا سا جگر کہان سے لاؤن **شعر** تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو ؛ رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

اے سمن رخ تو کیا جانے جبیر گذرتی ہے اُسی کا دل کچھ خوب مزے اُٹھاتا ہے خواب بخواب مین بھی نہین آتا ہے غزل

دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہاے جا جاکے رقیب انکو خبر کرتے ہین

ہر صنم مین نظر آتی ہے خدا کی قدرت
ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین

فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
ہمسری کب ترے دندان سے گہر کرتے ہین

قصر سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین

رات کو بھی نہین منزل پہ ہین دم لیتے جواد
صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہے جلدی گرفتار کرون یہ بھی تاک ہے ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مین نے سُنی ہے حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمایئے غم کو دل سے بھلایئے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر پھنک گیا کہا حضور شراب نوشیدہ تھی ذرا ٹھہر کر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی اسے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ نور واروی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہے خیال ہے کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہے یہان کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہے نہ ملکہ مخمور ہے پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو با نہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑین ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرالے گیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہے عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اُسی کی شکل بنکر کوئی عیار بھی لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے بستر کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین ملکہ شبنم کو بنر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جاچکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہے تلاش ملکہ مخمور کرنا ضرور ہے یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا گر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہے عیارون کا جو خوف ہے

کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہر اگر بتا کھڑا کتا ہر نیمچہ کھینچکر ٹھہر جاتی ہر دل سے کہتی ہو نگوڑے کا لیے
کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا البغدا تانے پھرتا ہر سامری و جمشید آفتِ سے بچائیں فکر یہ ہے اگر کوئی ملازم شہنشاہ
کا ملجائے اُس سے کہوں مجھے تخت پر سوار کرکے باغ سیب میں پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آ جائیگا مخمور کا شہنشاہ
تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہے کہ ساحر بھی تعاقب میں آئیں اس خیال میں تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی
ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی در بر موتیوں کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں
پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر بعبد گرد فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ادھر سے تو صرصر ٹھٹھکی
اس خیال میں کہ اس تاجدار سے کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کرکے لائی ہوں باغیوں
کا ڈر ہر جان کا ضرر ہر قلب میں کانٹا کھٹکتا ہر آپ اپنی فوج ساتھ کرکے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہر ناظرین پر واضح ہو کہ ساحر
تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہر افراسیاب کا خراج گزار ہر برائے شکار صحرا میں آیا ہر اس نے
جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والوں سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین کون ہر جو ملازم پہچانتے
تھے انھوں نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار زن افراسیاب کی نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام
صرصر شمشیر زن ہر کسی کو گرفتار کیے ہوئے لائی ہر سبز بخت نے جو جمال بے مثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا
کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر
سبز بخت اور زیادہ بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارے میں کس کو
باندھا ہر جسم نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہر پیشۂ عیاری میں نام ہر مگر اسوقت
ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہر میں تنہا ہوں دشمن شاہنشاہ کو گرفتار کیا ہر اس کے دوست نہ آجائیں
اسکا اس عرپیش ہر سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا ملکہ کسی کی مجال ہر اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے
دیکھے آنکھ نکال لوں ہم تمھارے ساتھ چلیں گے تا بباغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہیں گھڑی بھر
چلکے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر بالمینان خدمت شاہ میں چلو مگر
دل میں یہ ہر کہ اسکو اپنی بارگاہ میں لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب
دل حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے جھٹ پٹ
بارگاہ استادہ کرائی چھپر کھٹ چھپر گیر عطر دان پاندان گلابپاش شراب کی کشتیاں کباب کی سب سامانِ عیش
درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ بندھا ہوا ہر یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا
صرصر کو لیکر بارگاہ میں آیا چند مصاحبان خاص بندگان بااختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا

ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سنبر نجحت
بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہی
یا عورت ہی اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور ہی اپنے حسن وجمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کی رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب کا حکم ہوا مین نے لشکر مین
جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ میری جستجو مین آئین اسکو چھڑا لیجا مین اسواسطے مین
حضور سے طالب مدد ہون آپکے ذریعہ سے تا بباغ سیب پہونچون سنبر نجحت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو
ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ کرین لطف سے لیجلیں صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام
ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ
مین خود چلونگا پشتارہ تو کھولو صرصر نے چادر چہرے سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سنبر نجحت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب تھرا گیا آنکھین
ملکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

| | |
|---|---|
| خورشید ہو جسطرح گہن مین | رخسار ہر اک چمک رہا تھا |
| یون تھا اسکے لباس تن مین | خورشید جبین دمک رہا تھا |

اس جمال حور مثال پر جو سنبر نجحت کی نگاہ پڑی کل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا ساحری کا نام لیا مخمور
کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن پایا اب سمجھی کہ مین اہل بار
کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر پکڑ لائی شرم سے سر جھکا لیا سنبر نجحت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر
کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا
مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا
ای صرصر واسطہ سامری وجمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجھکو بھی نہال کر دونگا دامن کو تمہارا
گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ
قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوقہ ہی وہ مدت سے اسیر مرتے ہین یہ انکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین انکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمہارا عشق جتانا بیکار ہی
صاحبقران کے پوتے پر یہ مرتی ہی اسی کی محبت کا دم بھرتی اب ایسی بات منہ سے نہ نکالنا شاہنشاہ
سن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سنبر نجحت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی انکا کیا نقصان
ہی وہ عاشق ہوے اسنے انکو نہ قبول کیا مجبر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر
میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل وجان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کیسے

راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہو کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال وجواب کیجیے آپ کو اختیار ہے مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ میری ناک چوٹی کاٹی جائیگی یہ سُنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا بی صرصر سنو مین تمہارے شاہنشاہ کا غلام زرخرید نہین ہون خراج گزار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھالین گے شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کردو اُسکے عوض مین موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میری قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جاکر پیغام سلام کیجیے سبز بخت راہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہو معشوقہ قبضہ مین ہو مین تمھین حوالے کردون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا مہرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچ جائیگی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش کرکے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا وشفتلا اُدھر کہان جاتی ہو یہ کہکے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران دیکھ رہی ہو دل سے کہتی ہو خداوندا یہ کیا معرکہ ہو کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اُس تاجدار سے چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین باتون مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے ہر چند صرصر چیخی پیٹی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سُنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر سبز بخت روسیاہ آگر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو تین رفیق قریب ملکہ کے آے کہا اے ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے صرصر کی چھوڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہو بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہو بادشاہ جلیل ہین مصاحب زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کا چہرہ سُرخ ہو گیا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھ سے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتین نہ آئین اپنا منھ بنوائین دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھا دو کہ او بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی و عیاران گرامی مع فوج بیشمار میرے واسطے مرنے پر تیار ہونگے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا معاوضہ لیگا اُن رفیقون نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ

اس نام پر جان دیتی ہو ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین مانتی جب تو اس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے
نکلنا دشوار ہے یہ غلام آپ کا عاشق زار ہو جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک ومال جاہ وجلال اور بیوجہ کا انکار کبھی ہو گا
ساحر زبردست ہون ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر اس نے خدمتگارون سے کہا
کچھ پھل پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش کو سونگھا دونگا مجھے زیادہ بیقرار ہو جائیگی ہماری
منت سے نہین مانتی جسطرح ہو بہار سیر اکیا کریگی وہ سار بان زادہ ہمین روپیہ کا پیادہ کیا ہو مین اسکو کیا سمجھتا ہون مخمور
کے تو ہوش پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکور اس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا یہ بیحیا سحر پڑھ
پڑھکر گلدستہ بنارہا ہو خود بھی سحر کی واقفکار ہو اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہو دل سے کہتی ہے ای مخمور غضب ہو آج عصمت
مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے
اشک حسرت آنکھون مین بھرے ہوے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہو مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے
سبز بخت کے نکلی سوچتی ہوئی جاتی ہو چونکہ خود بھی عورت ہو اور مقدمہ عصمت ہو صرصر کے دل پر چھری چل رہی ہے
بھاگی ہوئی جاتی ہو اِدھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ
روتی ہوئی آتی ہو عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہو بہ تعجیل صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چہرے پر ملی
جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے آتی ہو اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو آتے دیکھا آواز دی
اے صبا رفتار آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چرایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اُس نے
پشتارہ ملکہ کا مجھ سے چھین لیا مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہو مجکو گردن مین ہاتھ دیکر
نکلوا دیا مین شاہنشاہ سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سُنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جاکے شہنشاہ
سے کہو مین جاکر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار ہو کر
کہا جلد جاکر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آکے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید دے عمرو وہین سو گھبرایا
یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی صرصر کو بھی پریشانی مین خیال نہوا
طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب تیار
کیا ہاتھ مین لے کر اُسی صورت سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہو کلیجہ کٹ گیا
مگر ضبط کیا سبز بخت کو ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا تاج کو کج کیا
وزیرون نے پوچھا کیا ماجرا ہو ہنسکر کہا افراسیاب بادشاہ ہی ہم اُس کے غلام قدیم ہین بی صرصر نے

جاکر فرہادگی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شفقل کو قید کیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشیا
وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزاز واکرام بادشاہ کرتے ہین وہ عیار بھی ناحق حضور سے کج بحثی کرتی تھی
سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار بیٹھو عمرو نے مسکرا کر کہا دولھا میان ہمین بھی خلعت دلوائیے ایسی خوشی کا
نامہ لیکر آئے ہین آج تو ہماری جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کردونگا
مگر ای صبا رفتار مخمور مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلدستہ ساحری مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت
ہو جائیگی کہ مثل کنیزون کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت
کیسی کو ظاہر و کو باطن ہر آپ ایسا طرحدار وضع دار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند شریف ابھی تو سن سے
زیادہ نہو گا شفق مین تارے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب غالب ہے ہمنے تو صاحب
جابجا یہ سنا کہ ہزار ہا زنین آپ کی طالب ہے ایک شاہزادی کے پاس آپ کی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایک دن
جو ہم برائے ملاقات گئے تو اُس شاہزادی نے تصویر محبت تاثیر مجکو دکھائی اور رو رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار
ایک سوداگر آکر یہ سودا ہمارے ہاتھ بیچ گیا پتا نہین لگتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپکے جمال بیمثال کو دیکھا
وہ جملہ یاد آگیا سبز بخت نے سحر کرنا تو موقوف کردیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھا لیا کہا صبا رفتار میرے سر کی
قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپ کی جوانی کی قسم اب مین اس بیچاری کے پاس جاؤنگی مژدۂ وصل
دے کر ہزارون روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُس کا کیا نام ہے صبا رفتار نقلی یعنے
خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع ہے تمھاری لگا ہون کو دیکھکر خود ہول کھاتی ہون ایسے
مرد سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھائے جاتا ہے سبز بخت سمجھا یہ بھی مجھپر عاشق ہوئی کہا صبا رفتار
کیا ہم تمسے باہر ہین مخمور کو راضی کردو پھر تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھا کر پٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ
اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ
کہکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا
کرائیگی آخر خاک چھنوائے گی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک خیمے مین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن عورت کی بات
عورت خوب سمجھتی ہے مرد وا مرد کھ کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپکتا ہے نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت
نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین آوے سمجھاؤ باتون پر صبا رفتار کی بھول گیا موچھون پر تاؤ
پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی صبا رفتار بھی ہمپر مائل ہوئین یاروتمنے سُنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہنچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہے صبا رفتار اُسکو بھی لائیگی مال و دولت اُسکا بھی تحلل کرینگے اور صبا رفتار کو بھی
گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب ہوتا ہے رفقا سر جھکائے مسکرا رہے ہین

آپ یہیں کہتے ہیں کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہے کہ کڑ بڑی ڈاڑھی صورت کالی بجا کی پھبتی ہوتی ہے سن شریف
یہ میاں کو باہ بھی ہوتی ہوگی اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہیں مگر خواجہ عمرو مخمور کو نے کے گوشے میں گیا کہا کیوں
ملکہ ایسے حسین و جمیل کا وصل کیوں نہیں قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شفقت کہا لگتی
ہے افراسیاب ایسے جلیل کو تو میں نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بیچا ہے میں گناہگار ہوں وہ مجھکو قتل کرے
میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاء اللہ خواجہ عمرو کے ہاتھ سے
سزا پائیگا صبا رفتار نے کہا لگوڑے عمرو کا کیوں نام لیتی ہے وہ بھڑوا کیا ہے اس سے کیا ہو سکتا ہے مخمور نے
کہا جیسا وہ ہے تمھارا دل ہی خوب جانتا ہے افراسیاب خوب پہچانتا ہے جب تو خواجہ نے بائیں آنکھ کا تل
دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو کے کہا خواجہ خدا آپکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے
کہ ابھی اس ملعون کو سزا دوں سارے لشکر کو تباہ کروں عمرو نے کہا ملکہ جو گڑ دیئے مرے اُسکو زہر کیوں دیجیے چلکے بیٹھ جاؤ
منھ سے نہ بولو میں اپنا سب مطلب کر لونگا دو چار کوڑی کا روزگار کر لوں ملکہ مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت
ناگوار ہے عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتیں بنا لینگے یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے
ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت سے کہا واہ رے الو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہے سلطنت کیونکر کرتا ہے
مخمور کہتی ہے میں نے جب سے دیکھا ہے میری جان جاتی ہے یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے
مجکو بھی نفرت ہوئی او بھڑوے عورتیں اپنے کو یونہیں روکتی ہیں اپنی چاہت نہیں ظاہر کرتی ہیں سبز بخت
نہال ہو گیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی
جواہر نگار پر جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہے شراب و کباب منگاؤ
دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ میں لیجاؤ مزے اُڑانا ہمارے احسان کو نہ بھول جانا سبز بخت نے کہا ساقی بخوبی
طلب کرو جلد حاضر ہوں صبا رفتار نقلی بنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی ہمکو دو ہمیں شراب کا انتظام کرینگے
سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ میں جاکر ساری شراب کو خراب کیا سب
میں بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر الماس نگار کشتی میں لاکر سامنے آراستہ کیے سبز بخت سے کہا آپ خوش
ہیں میرے قلب کو فرحت ہے جسم خاکی میں روح کو راحت ہے دل چاہتا ہے کہ ایک غزل اسوقت ہم گائیں شراب بھی
اپنے ہاتھ سے پلائیں سبز بخت نے کہا صبا رفتار تمہیں اختیار ہے عمرو نے اہالیان دربار کو اشارہ کیا کہا دو تھو
پیو لشکر میں تیلے کے تیلے بھیجدیے گائن سے اشارہ کیا تو ذرا بایاں چھیڑو اُس نے بایاں بجایا خواجہ عمرو نے
گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

| کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخر معشوق | دیکھے انسان حقیقت میں تو ہے زر معشوق |
|---|---|

غیر ممکن ہے وفادار ملے ہر معشوق
قدر داں ہوتا ہے قسمت سے میسر معشوق

اُسپہ ہم مرتے ہیں مرتا ہے زمانہ جسپر
اپنے معشوق سے دیکھا نہیں بہتر معشوق

کچھ نئی بات نہیں کرتا ہے بیداد وہ شوخ
ستم و جور کے سب ہوتے ہیں خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار میں صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی مخمور کو
اُسی ہنگام میں جام بھر کر اشارہ کیا کہ ایک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر
دیا مسکرا کر کہا کہ لو میاں جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی میں آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب
پی چکے ہیں اب عمرو اس خیال میں ہے کہ دو چار شعر اور پڑھوں یہ سب بیہوش ہو کر گریں لوٹ لوں نکل جاؤں
مخمور بھی اشارے کر رہی ہے کہ خواجہ جلدی کرو عمرو منہ پھیر کے کہہ دیتا ہے کہ بھول گیا ہوں مگر قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن
جا کر باغ سیب میں پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط میں مصروف ہے دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی
ہے افراسیاب نے کہا خیر تو ہے صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا میں بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان میں گئی
اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ میں مجکو تردد تھا کہ ایسا نہ ہو عیار آکر شرارہ چھین لیں میاں سبز بخت
جادو شکار کھیل رہے تھے میں نے اُن سے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دیجئے اُنھوں نے بارگاہ استاد گرامی ملکہ مخمور کے
جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوئے پہلے مجھ پر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کر دیں آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی
نگاہ اُسپر پڑتی ہے میں بگڑی کہ شرارہ یہاں نہ چھوڑونگی غصہ میں میری گردن میں ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ
کہا کہ ابھی گلدستہ سحر ہونگا کہ اسکو راضی کر لونگا اے شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہے خدا اُسکی آبرو بچائے
یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابروؤں پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حراموں نے بہت پریشان کیا ہے
اس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت
بپا کرتا ہوں آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے چمک کر آسمان میں ڈوبا یہاں دربار میں
عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لیجا کر خوشی میں آن کر
سبز بخت نشہ میں اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے
اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوئے فوج نے بھر بھر پیشتر سے شراب خوب پی جوتی پیزار چل رہی ہے کوئی اوک رہا ہے کوئی
ڈکار رہا ہے کوئی نشہ کی دھن میں گا رہا ہے کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دئے ننگا بھاگا جاتا ہے یہاں بارگاہ میں
عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤں مخمور کھڑی ہے خواجہ میں تو نکلی جاتی ہوں آپ فرماتے
ہیں ملکہ میرا ساتھ دو یہ کام کر دو سبکے کپڑے تو اُتار دو مخمور ہاتھ باندھتی ہے کہ استاد مجھ سے کچھ نہیں ہو سکیگا فرماتے ہیں
مخمور میں ابھی اسکو بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہے آپکو اختیار ہے سر حاضر ہے مجھسے کسی کے کپڑے نہیں اُتارے جائینگے

یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین جوتی پیزار ہو رہی ہے
یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین وہان سے نعرہ کیا پاش او نمک حرامون وہ بیحیا
سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پکر باندھی میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرۂ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی
مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبراکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر
بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے
ایک حباب دافع دارو بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اُس نے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اُٹھیے افراسیاب
آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی نشے نے سب کام خراب کیا مخمور کو اُس نے سحر سے چھپالیا ہی مجکو بھی قتل
کریگا اب اسوقت کچھ جرأت دکھاؤ مین اس خیمے مین چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو
کہ اُسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھلی سبز بخت غصہ مین سنبھل کر اُٹھا گولہ
ہاتھ مین لیا افراسیاب غصہ مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ
پر آنکھ ڈالی جبسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بیحیا مردان عالم کو کلمات
سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم نہ
ہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی بتا مخمور کہان ہی سبز بخت
نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر لونگا جب سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا
چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت
کا اڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
سبز بخت جادو بود مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا
ران پر ہاتھ مار کر دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر
نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے انپر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ
جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا او زنبیل عمرو مین افراسیاب
کے راہی ہوا ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جاکر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا غصہ کلمات
سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ اے مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر
ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا صنم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اب تو تیرے فراق مین عجب
عالم ہی عاشق کا لبون پر دم ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے
جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے آتش افراسیاب

خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب
چیزین باطل ہوگئین مخمور سحر کر کے سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہے تصویر
بد حواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہے وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے
کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی ذری زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہے اے جانجہان
والے آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہے قسم ہے سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا
اے مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہے
مخمور حرب سحر کے کرتی جاتی ہے کبھی غصہ مین آواز دیتی ہے کہ او بیحیا کیا بکتا ہے اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے
مجھسے محبت والفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہے انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے
چھڑا لینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا اے افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہے براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان
ہوجا اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھوں سے شہنشاہ عیاران
عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا مخمور نے چاہا
پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دو تہڑ زمین
مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر
غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہے کہ اے مخمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین ورنہ دیکھ سمجھا ناہون تو بہ کر وہ مرتبہ اعلیٰ کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوشربا
رشک کرین مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسون بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہے کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہے اشارہ ہے کہ مجھے
اختیار ہے میری جان کا حافظ پروردگار ہے اس حال پُر ملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب سو قدم تک
آیا اب قصد ہوا کہ کمرہ مین نیچے ودن باغ سیب مین سکتہ مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھا ئینگی
ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کریگی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہے کہ ہائے ایسے محبوب جانی یار جادو وانی
ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی
کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اُس کے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا سحر کر کے
اُڑون اسکو کسی مقام پر قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بونڈ لا گرد کا اڑا ملکہ صرصر شمشیر زن یا نہاے عیاری سے
راستہ نیچہ کمر مین لگا ہوا پسینہ پسینہ جھپٹتی ہوئی آتی ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر مین نے اس

بھیجا تھا کہرام کو مارا ساری فوج کو جلادیا مخمور کو گرفتار کیا ہی حیرت جادو سے جاکر کہنا سبز بخت جادو
کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد ہو
مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب
کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے
کسے ملتے ہین علاوہ مالک جاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوشربا سب ہفت اقلیم
والے انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو ناحق
جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر تھوڑا سا بھی
یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر ہاتھ باندھ رہی ہے ای مخمور
میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر کا بہت ناگوار ہی افراسیاب ہاتھ تھامے
کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم و الم چل رہا ہی مگر ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہی خواجہ عمرو بارگاہ
سبز بخت بد سیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی آکر باتین
کرنے لگے قصد ہی کہ اسکو بیہوش کرین ملکہ مخمور کو چھڑا اور ساتھ افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے
ہین افراسیاب کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر اصلی نے
دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہی للکارا کہ ای شہنشاہ منم ملکہ صرصر شمشیر زن
یہ نگوڑا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہی آپ کو دھوکا دیا چاہتا ہی عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب
کا کہا دیکھیے میری شکل بنکر عمرو آتا ہی مخمور یہ جو پکڑی گئی نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا
کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے وہ عمرو ہی وہ کہتی ہوئی آتی ہی یہ عیارون کا افسراب
صرصر اصلی پچاس قدم پر ہی دوڑتی ہوئی چلی آتی ہی غل مچاتی ہی عمرو نے کہا ای شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین
بین عمرو سہی ہاتھ کو ران پر رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہو گا افراسیاب نے منھ
پھیر کر ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجستی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ارے کہکر افراسیاب پلٹا
تڑاق سے حباب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب کیا شہنشاہ کو بیہوش
کر لیا یہ کہکر پتھر گوپھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خوب
بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑلے
نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا

مین اپنا گلا کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو بس کالے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی
فکر ہو سویرے سویرے بہنی نہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمورہ تو چیخ مار کر بلند ہوئی
عمرو نے کمند پھینک کر تاج کو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمورہ چلی گئی اب نعرہ کیے
دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے
ساری فکر ہی اے صرصر غصہ نکرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا نگوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجھکو کئی برس ہو چکے
کہ تمپر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا تو کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے
طرار مکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیارا
کرے صرصر نے کہا نگوڑے اسی ہوس مین مریگا اور تیغہ کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار
کردیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب
نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ
کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین چیختی رہی آپنے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا
لڑ بھڑ کر نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور
آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دنیا عیب چین ہی
سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف
باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پہ لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو
لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہونچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک
وبرق پلٹکر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش
کا بڑا غم ہی مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون آتنی سی سنگنی بلی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی
پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے اول مین یہی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر
ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین گردون
دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو
نے کہا پروردگار مالک ہے نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو تمھی مدعا سے
بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قنطورۂ زر بفتی و پیالۂ سقر لاطی
وغیرہ مین عیاری و حیلہ ہائے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر
ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہزبر بیشہ صاحبقرانی زینت آرائے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ حشمت وحشمت غرۂ ناصیۂ جرأت وہمت صاحب لوائے صفوف آرائے میدان صولت وجلالت گوہر دریائے سخاوت وکان جواہر مروت نظر کردہ بزرگان دین صاحب عزو تمکین پروردۂ مدد جانبازی شہسوار عرصہ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مین دریائے مصفا مین جلالت آئین مین برائے جستجوئے گوہر مراد ملون غوطہ زن ہوناہے عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران ناموری خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ وجشن از در شہر ناپرستان تا کوہ مروارید آبادہ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش و عشرت آمیز
ہو اکوئی ساغر گلابی
کرا تنی ذرا تو مہربانی
ہمجمع رندون کا جابجا ہے
میخانے بن تیرے اک ہے میلہ
سمجھا ہے تو سہل مے فروشی
کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
جم جم یہ ہو مئے معطر
کس شادی وخرمی کی ہے دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
خارون سے چھٹیگا آج وہ گل
مشتاق ونزار ہے اسی کی
فرقت مین ہمیشہ اسکے سنبل

لا جلد پلا زلال گلریز
دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر
دے مجکو شراب ارغوانی
گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
جلوہ کرتا ہے کیون جمیلہ
دو چار پلادے بھر کے ساغر
میلے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرد قمر یہ ہمسر
کیا آج کوئی سعید ہے عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ لا
سو جان سے فدا ہے جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلرخان ہے
گیتی پہ ہے مثل ہار و کا گل

اب دل کو ہے تاک دخت رز کی
میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
میخانے مین تیرے جگمگاتا ہے
ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخوارون سے ساقیا خموشی
احسان ترا رہا ہے سر پر
بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
جھک جاؤن سرور مین وہ پلوا
نرگس بیمار ہے اسی کی
وہ رونق صحن بوستان ہے
ہے داغ بدل الم سے لالہ

لبریز ہے خون دل سے تھالا
سکتے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
گلریز یان وہ بھی اب کریگی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے
وہ شیر اسد وہ فرد یکتا
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہے
جسمین کہ نیا نیا سمان ہے
اس جلسہ کا منتظم تھا ہے
اک سمت ہے سوز ایک جا شاد
دنیا کی دو رنگیان عیان ہین

سربستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھا یا سبز جادہ
سب کو جو سرور لاتعد ہے
جرأت مین ہے کون اسکا ہمتا
شیرون کا ہے زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلادے ساغر مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہے
یان غم ہے اودھر کو شادیان ہین

اب ہوئینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہووینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہے
اب فکر رہائی اسد ہے
اسد رے ہمت و جلالت
عفریت نہ لاے تاب ڈر سے
میلہ اسی جشن کا ہوا ہے
ہر سمت براے سیر گھومون
یون لکھتے ہین راویان جانباز
حیرت عشرت مین دمبدم ہے

غواصان قلزم زخار مضامین و شناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سر دشت بازار سرفرازی شاطران خنجر گزار و جو اسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجو سے حالات حیرت آیات طلسم کشا مین یون قطرہ زن ہین **قطعہ** سہ چیز آید سلم نزد شاہان ؛ ہنر یا مال یا مرد سخندان ؛ من از مال و ہنر چیزے ندارم ؛ یکے فضل سخن دارم بیارم ؛ **شعر** بیایم بار دیگر من بگفتار ؛ درون سینہ دارم قصہ بسیار ؛ اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل و ہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہے اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہے بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہے خلعت تحسین و آفرین پاچکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہے صاحبان خاص و عام سے امید ہے روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہے حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہے اس وقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہے **غزل**

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیری شہدا کے اٹھے
دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اٹھے

آج اس بزم مین طوفان اٹھا کے اٹھے
شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اٹھے

گر نہو دل مین خیالِ نگہِ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اُٹھے
ہو عذابِ شبِ بیدار سے رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزشِ دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین پاس ہو تر ہا کے اُٹھے

در د کیا کیا اثرِ خفتہ جگا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرفِ غلط
الفت مہ سے کہین مہر لقا کے اُٹھے
مین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو کی سینہ مین نہا کے اٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے

شمع کے جور کا محفل مین جو شکوہ تھا
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
اُف رے گرمیٔ محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب دم دعا کو اُٹھے
ہم بھی مانند نشانِ کفِ پا بیٹھ گیا
خوب احوالِ دلِ زار سنا کے اُٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامور برائے تلاش ملکہ شبنم گوہر پوش بعد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو باانہاے عیاری آراستہ قدم اڑاتا ہوا جاتا ہی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا جابجا نہرین سلسبیل آسا اُنمین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو بر سر ولب جو قمری مصروف کو کو طائران زمزمہ سرا بر بان سبز بالی تعریف باغبان قضا و قدر کی کر رہی ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہین ہمہ سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بھر آتا ہے ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان جبین و مہ جبینان مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پر تکلف پر ایک شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبا رفتار کمند انداز کی بنائی ہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کونسا مقام ہو دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہو بڑی بیمروت ہے لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین چلی جاتا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو جاننے والون سے فرصت نہوتی ہوگی دیکھو دن سے ہمارا نام لے رہی تھا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی اے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی دوپٹہ پکڑکے کھینچنے لگی کسی نے اوگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے کہان تھی چالاک بھی ہنسیا ہی جواب دیتا ہے کسی کے منہ پہ ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سے باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین اے اُچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن بہتی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہی بولا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے بی بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کردیا وہ مسلمان ہو گئین حیرت کے نوکر دنکو قتل کیا اُنکی خالہ سمنکال جادو کو خبر ہوئی ہو تم جانو وہ تو اگلے وقت کی ہین انھون نے سلخ شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی سے قفس مین بند کرکے لیگیا ہوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا

سمنکال جادو نے ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانیکی تیاری کر رہی
ہین یہ سنکر چالاک کنیزون کو بھی ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا صبا رفتار کہان سے
آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے
ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپسے بھی کچھ عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اٹھ کھڑی
ہوئی گھبرا کر کہا بوا صبا رفتار خیر تو ہے کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہے
آفتاب لب بام وہ بے نصیب ہے شاہ اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
لڑائینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادۂ علوم سحر و شعبدے کا
سالک ہمہ دان ہمہ گیر غرض تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہی اہ صبا رفتار سچ کہتی ہو بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا
آسان ہی ان لوگون کی سرکشی سنکر دل پریشان ہی ہمین تو بوا بہار سے محبت ہی اب منھ سے نہین نکال سکتی
کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے لگاؤ ہی تو یہ بھی باغی ہی چالاک درست درست کہتا ہوا
ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو
کیا کیا دھوکے دیے آپ کی سکونت صحرا مین ہے مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے ندینا کسی مکار ڈھنگے
بھی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمہاری مہربانی ہی میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا کام مین اپنے قصر سے
نہین نکلتی یہ باتین کہتے کہتے چالاک نے خاصدان سے ایک گلوری نکالی آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کرکے اسکو تو ایک صندوق
مین بند کردیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا کنیزون کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے ہمکو لیچلو سحر کرینگی
نواب نے قسم کھائی بروز قتل اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار
کو قتل کرینگی کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہی ایسی کونسی ضرورت ہی یہ باتین کرتا ہوا
چالاک تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لےلین تخت اڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی اب
مہتر برق فرنگی کا حال سنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا اڑ بیٹا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا
چوبدار وغیرہ در باغ پر استادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرماے برف انداز کے سبب سے ملازم زیر دیوار باغ
ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرماے برف انداز اس باغ مین آیا ہی آج بن پڑے تو انھین
تو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہی ملازمان سرما نے پکاری بی
صرصر کہان سے آتی ہو برق نے منھ بنا کر کہا تمہارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا
کھنکھارنے لگے نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جا کے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑے گھر کی تو خبر لو دو چار
نعقہ مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہی آج کل زبان بہت کھلی ہے

صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ ڈالے تو
آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کمیدان نے آکر صرصر کا ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر
کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا فرقہ ہے تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا
کمیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا وزیر صاحب بھی آئے ہین کمیدان نے چپکے سے کہا اس
باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب کی رہتی ہین کبھی کبھی جورو سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اُڑاتی ہین
صرصر نے کہا میان کمیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق دیر ہوتی مکان پر سے جا کر پلٹنا پڑا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار در قطار گلہائے
رنگا رنگ شگوفہائے بوقلمون سرو مثل قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان جوش بہار دیکھکر لڑ رہی ہین
ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب حباب چشم معشوق کا سمان دکھلاتے ہین
نخل جوش بہار سے پھولے نہین سماتے ہین حوض مین فوارے چھٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا
کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر ہوائے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرما رے
برف انداز مسند پر بیٹھی ہین ملکہ شجر جادو جام شراب چل رہے ہین حوصلے نکل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے
خم ہوا سرما نے پوچھا ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا
بیوجہ تو ہمارا گھر سے نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر جمن
باغ سیب مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہے یہان ٹھہر گیا برق نے
تیوری بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپنے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے مین پیٹ کی ہلکی نہین ہون لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہے مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر ہنسے
آمد سخن مین کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہے صرصر نے کہا حضور آپنے ملکہ شبنم گوہر پوش
اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر برائے رہائی شبنم نکلے ہین محفل سمنکال مین اُوس پڑیگی
ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا
ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی بہت خلیق ہے انتہا کی لئیق ہے برق نے
سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اُس محفل مین شب کو دھما چوکڑی ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی
سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا دھوکا نہ کھائیے گا سرما نے کہا وہان اپنا اعتبار ہے
مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت بین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے
جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھائینگے سرما نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا شجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر

طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوا دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیے جب اُس نے اپنی بھانجی کے مسلمان ہونیکی
خبر پائی بہت گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا یہ قفس مین بند کر کے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہے ہے بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ مجکو اس حال سے دیکھون موئے عمرو نے کیا
سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا مین نے اپنی ساری جوانی تمپر گنوائی پہلو مین تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری
جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا اے بی بی واسطہ سامری کا
توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتارون اپنے کو تمپر سے وارون شبنم کی زبانین
سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا مشکل جواب پایا خالہ امان آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا نہ جادو
کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت
ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کیا وہ کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سُنے تھے مین عذر کرتی تھی کہ
عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر مسلمانان مین رہی تھی وہ مکارہ غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران
اسلام نہ آجاتے ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کر دو چاہو بخشو
مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سُنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہو گئین چائین
چانون کر رہی ہین کوئی کہتی ہے بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک
کہتی ہے یہ تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان موہی
زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان
دیوارین پھاندتی ہین ہم جو کبھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری
بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جاے گی یہ باتین سوچ رہی تھین سمنکال کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون ہلین عشر
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ آہو چشم منہ بولی بہن ملکہ شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت آکر اُترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر
رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم تمھاری بہن وحشی ہو گئی چھوکری بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہے ساتھ والیون سے
شرماتی ہے آہو چشم نے کہا خالہ امان مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہے ہے میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن
کو کس نے بھڑکا دیا ستیاناس گئی مسلمانون مین کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑے نکے
موہنی ہے جو اُنمین جا کر پھنسا سامری جمشید کو بھولگیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض صراحی
سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑین مسلمانون پر
جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہو گئین بی مہ پارہ نکل گئین باغ سیب برباد ہوا خالہ امان انصاف تو کرو

کہ

جس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کہ کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اسکی محبت کا دل مین شہنشاہ کے کھٹکتا ہی اس سرو قد کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا کبھی قید بھی ہوئین ذلت اٹھائی مگر راہ پر نہ آئین دیکھیے ہمشیرہ صاحب کیا کرتی ہین مگر خالہ اماں خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی ہون بات بڑی کہونگی انصاف کی مقام پر خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی جانون جانون آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپکی صحبت سے بیزار ہوکر باغ مین رہین نوجوان مستانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈ کا جھنڈ اسیا سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملتے کوہین موئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ نگوڑیان چھل پائیان ساتھ ہین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہی مین ہمیشہ کڑھتی تھی کہ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اپنے طور پر سمجھا لونگی صبح تک آپکے قدمون پر گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا اے آہو چشم مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزین وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چھوکری جو کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اٹھا کر ایک صحنچی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا دل مین سوچ رہا ہی کہ کسی صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہوائے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا سرمائے برف انداز ایک پہلو مین اسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزون کے گوشۂ تخت پر ملکہ صرصر با نہایت عیاری سے آراستہ سرمائے برف انداز سے گرمیان کر رہی ہی چالاک کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہونچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہو گئی سرما تخت اترا صرصر بھی کودی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر ہر وقت روتا ہی سرما نے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اسسے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون صرصر نے کہا یہ مقدمات راز و نیاز ہین بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی سے نین مٹکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمر و عمر و پکارنے لگین

جس کی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے
ہین دامن بیحیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپ نے بھی غضب کیا میان سلح شور کو بھیجدیا انھون نے بھی جرأت
دکھائی گرفتار کرکے قفس آہنی مین بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ ہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان
مار کر نہین سمجھاتا ہے بی سمنکال خفا ہو نا پانی کا ہےکا منھ پر آتا ہے چالاک بہ شکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتین سُنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی برق
کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی
صرصر میرا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب آپس مین اشارے کنائے ہوے برق
نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو لوٹے لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جما چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ شبنم
کہان ہین چالاک نے اشارہ کیا صحنچی مین قفس رکھوا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن ہو چالاک نے کہا اب کہان
جائینگے سر اقریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو صرصر نے کہا بی
سمنکال انتظام شراب کباب بی صرصر کے سپرد کر دیجئے اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور عیاران اسلام
عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہے کہ آسکین بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرینگی اور
ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان
فکر رہائی مین جسکی چل جاے سمنکال نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ
کی لی اب چالاک و برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم و برہم کرینگے چوکھڑے چنگیر عطر دان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کر رہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہے چالاک کا اشارہ ہے کہ ہان بھائی جھٹ پٹ دارو ے
بیہوشی ملاؤ برق چلا ہے کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سُنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کہے
کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلالو برق و چالاک گھبرا کر دیکھنے لگے اپنی
اشارے ہوے چالاک نے کہا بھائی برق شاید عبدہ کعبہ آ پہونچے ذرا کر بھی تمام ہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم مشروع
کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پانؤن مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چہوڑا مزیدار
سرخ چہرہ سر پر گلوری جو کھائی ہے پیک گر رہی ہے نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہو جھک کر
ملکہ سمنکال کو سلام کیا عرض کی اعلے لعلے مراتب ہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا
میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور مین نے پہچانا
نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپنے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ افراسیاب کی آپ اکثر گائے تھے

اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمھاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگو کے بھچک ہین مانگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامنے جمشید مسلمانون کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جا بجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب بیٹھے حقیقت ہین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم اب پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہے نکل چلو دوسری طرف سے اٹھو چشم نے اکر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلاونت صاحب ہم آپکے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہے کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہے عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا مسخراپن کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان تان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محفوظ ہوجیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہے سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبور کیو ملایا گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کسکے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھسکے
اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے

پانون تربت پہ مری دیکھو سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے

کس پریرو ستمگر سے ملا دل افسوس
کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اس کے

نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ
غیر کے سر پہ لگا ہے وہ صندل گھس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ ملاکر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی

غزل

رفتی بہ پیش دیدہ و من بیخبر ہنوز
دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ ز خونابہ جگر
دارم ہزار وجلہ بچشم تر ہنوز

خاکِ وجودِ من غمِ ہجران بباد داد　　من در ہوائے وصلِ تو ام دربدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی بسر شدم　　دارم ہوائے صحبتِ اہلِ سخن ہنوز

برق نے لاکر گلابیان چن دین مہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بنکے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون میان سرما کے پہلو مین معشوق صدالالاکی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھو نہین ہلا یا پڑا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا سے کہتی ہے اے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ ندے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبور لیے گار ہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہے چالاک گلوریان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤ گی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سرما اٹھا ادھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جو اپنے مقام سے اٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر گر کے بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کر کے اٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اتارنے لگا زیور اتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریائے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیمچہ مار دیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہوگیا صدا ہائے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردہ ظلمات ہے سیاہی شب یلدا کی مات ہے ظلمت آباد کتنا ٹھیک ہے اسوقت وہ قصر بشکل گور تہ دان تاریک ہے یہ ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور مصاحب شہ آجائے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ ابا کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سرما کو ڈھونڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضا کار مظفر جادو مصنا سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹتا ہے یکایک قصر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان

پر جا کر دیکھا کہ تین عیار خنجر ہائے برہنہ ہاتھ میں لیے قتل کرتے پھرتے ہیں سمنکال ایک جانب بیہوش وزیر اعظم کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے میں آپہونچا منم مطیر جادو شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہیں جست کر کے چشم زدن میں قصر سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپ گئے یہ بھی بیرون قلعہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آ کر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے مگر عمرو افسوس کر رہا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہائے پہلے میں نے سمنکال کو گرفتار نکر لیا برق کہتا ہے استاد اسکی موت نہ تھی المبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا تقدیر اطرخانی نے جو پرچہ بھیجا ہے لوح میں اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کر لیا ہے فلک ہمارے ساتھ ہر سر گردش ہی بکار ساری گردش کا اپنا

گویا آج سے ہی فلک مدعی کیا
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے
عجب مخمصے میں ہوں جور فلک سے

جو پہونچی قیامت تو آہ و فغان ہے
ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہے
جو روتا بھی ہو نہیں غبار دلی سی
حوادث کے تیرونکا سینہ نشان ہے

مرے ہاتھ میں دامن آسمان ہے
کدورت بیان کیا کرو نہیں کہے تو
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے

عمرو اسی خیال میں کھڑا رو رہا تھا کہ بلکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال و سرما کو ہوشیار کر دیا کہ سب میرے تعاقب میں آتے ہیں جلدی بھاگو یہ کلمہ تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیاں دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہاں جاتی ہے تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تونے مجھکو شاد کیا اب تو زندہ نکلنے جائیگی شبنم پلٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زر عہائے نخلستان میں چھپے قلعہ کے اندر سے ہزار ہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہائے جوان معشوقہ کو میری مار ڈالا سحر جادو کے نخل حیات کو قلم کیا ایسا مری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر اسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما نے بھی اس گرمی میں شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اڑائے برف پڑنے لگی ایک جانب سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑ لوں یا آتش سحر سے پھونکدون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہیں کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس میں زخمی ہو رہی ہے اسوقت گلیم اتار کر ایک حقہ آتشبازی کا مار دیا سو دو سو جل گئے کبھی جادوگر بنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی حباب بیہوشی مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا انبوہ نہیں کم ہوتا اگر کسی کے سحر میں پھنس جاتے ہیں شبنم اس جادوگر کو قتل کر کے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو تنہا کا

قلق ہے کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھا گئی ہے آنکھوں میں حلقے جسم میں رعشہ
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھسے جادوگرون کے مہلت
نہ پائی زخموں میں چور چور ہوئی سمنکال جادو دہر یا برف انداز نے قیامت برپا کر دی بیقرار ہو کر دل کو
طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق و چالاک نے بھی عاکی نظم

از آہوے چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم بدین روز
سازم رسن و برآیم از چاہ
بار از خودی خود جدا کن
غم نیست اگر چہ رہ تباہ است
ساز دلکہ قضا چو بستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
آہ سحرم دہ از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم بگیر دستم

یارب سگ نفس زشت را ساز
نماے بجانب خودم راہ
کز تدالف کہ ہست در آہ
خواہم نگہے کہ نایدش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
موئے نکنی ز لطف تقصیر

شبنم بھی آنکھوں سے اشک حسرت بہاری ہے کہ ای باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب سحر سے ان بیچیاؤن کے پامال ہوں یہ
کنیز غم والم سراپا اشک ہو رہی ہے نظر دیجیے ان ظالموں کے گر رہی ہے ہوائے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کر دیجے
دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و لعنایت رحیم و کریم ملکہ بران شمشیر زن
طاؤس زرین بال پر سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہیں صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا
جھلملانا طائران خوش الحال کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ
پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک پان چشم نرگس شہلا سے انتظاری عیان ملکہ بران
نے جو یہ سماں دیکھا یاد گل عارض ایرج نوجوان میں اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے ایک
کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے شعر

اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے دلبر دلربائے دلدار
اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نقش و نگار مسکن حسن
تجھپر سے نثار جان خوبی
اے باعث قطع دست موئی
اے مرہم زخم دلفگاران

اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے کافر بیوفائے عیار
اے مہر عروج کج ادائی
اے تازہ بہار گلشن حسن
اے جادوئے پرفن و فسون ساز
اے غیرت دلبر زلیخا
اے موجب آہ و زاری دل

اے جلوۂ برق خانمان سوز
اے موجد قتل بیگناہان
اے محرم و محرم تمنا
اے ماہ برج بیوفائی
اے نورس بوستان خوبی
بازی دہ عاشقان جانباز
اے دارو درد بیقراران
اے باعث بیقراری دل

۲

اے حوصلہ سوزِ چارہ سازان — آتش زن آرزو گدازان
کب تک یہ جفا و جور ظالم — کبتک یہ ستم کے طور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی اے بران یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہی جان دینا عشق مین مآل کار ہی اسی تردد و انتشار مین ٹہل رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی نکتے ابر کے گرجے گھبرا کر طاؤس پر سوار ہوئی کہ اے بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی بجلی بھی چمکتی ہی یہ تعجیل آنرو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوی یہ حال دیکھکر دل بھر آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی دیکھا کہ خواجہ عمر وعیار لڑ رہی ہین حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اتنے مین بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُترتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو پر سے اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم گوہرپوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا منگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان سبھون نے گھیرا ہی نہر بربیشۂ جرات جہان تک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرلو شبنم پرادس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جایے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی نیمچہ نیام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بد گہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہو کر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلے اون کُندہ ہی تب لینے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزار ہا ساحر برائے مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی ہی الاماں کہکر ہٹتے ہین بغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزار ہا تیر و تیغ و درانتی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ اُن روباہون مین مصروف سحر خوانی ہی نظم مصنف

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر — زمین ہلگئی کانپا مہر منیر — اڑی کسقدر گرد باے سمند
بنا اک سیہ آسمان بلند — چھپا مہر تابان بزیر غبار — قیامت ہوئی ہر طرف آشکار
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی — اندھیری بیابانین سب ہوگئی — وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھوم کے
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے — چمکنے لگی برق شمشیر کی — صدا آئی بہیم پرِ تیر کی

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز | زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا | یہ اک جا پہ لاشونکا ستھراؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگ گئے
لگے تیر و کمان پھینک کہ گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پر نہ کھولتے تھے ترکش مین
تیر تھے یا طائران پر بند تھے ملکہ بران لڑتے بھڑتے سامنے سمنکال کے پہونچی للکارا کہ خبردار او سمنکال
جھولی پھینکدے قدمون کو چوم نشہ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے روک کر اختر مروارید
سامنے سمنکال کے کردیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہوکر گری بران نے زبان مین سوزن دیا رسن سحر سے
مشکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے اب میدان کارزار مین تینون عیار ملکہ بران
شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال
کو ہوشیار کرو بران نے سحر اُتارا سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال
دیکھکر رونے لگی اُس زخمدار ہی مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ امان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار دفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر سے
ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا ای سمنکال تو ساحرہ زبردست ہی کتاب
سامری مین ضرور دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو جا چکی اسد شیر دل
افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکمائے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل ہی اُسوقت سمنکال
زخمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اس نے جواب بھی نہ دیا عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی
انکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر تیغ نیمچہ کھینچکر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی ہاتھ سے خواجہ کے
لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ ماں نے میری کمسنی مین انتقال کیا اُسنے مجکو بڑے ناز و نعم سے
پالا اسوقت غصہ مین ہی نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے آخر دو چار دن مین مان جائیگی مین
سمجھا لونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر تیار کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے
باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد
لکھوا رہا ہی اب ہر وقت یہی چرچے ہین کہ زمانہ قتل اسد قریب ہے جو اس جلسہ مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہی
کہ یکایک دیکھا سرما نے برف انداز زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا ای وزیر اعظم
مین نے تمکو واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرما نے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جاکر گھیرا عین وقت پر بران آگئی غلام اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوکر چلا آیا
نہین معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سُنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا ایسا نہو عمرو اسکو گرفتار

کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائیگی تو باعث خرابی ہی اس راز کو منھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر
بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلایاں خواجہ وغیرہ جاتے ہیں کہ سمنکال کو لے کر چلیں
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اور دختر کوکب بادولت آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہی عمرو تو پرچھائیں دیکھکر نیچہ ٹیک کر ایک غار زمین میں جا ندر گیا ابرق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے
گولہ مارا ملکہ بران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب اُنکے سحر کو کب مانتا ہی بران نے بہت سے ماش کے
دانے پھینک مارے افراسیاب سحر دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس بیجا سے جان بچنا دشوار ہی اسسے لڑنا
بھی بیکار ہی یہ کہکر دونوں پانوں زمین میں مارے غرق زمین ہوکر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظروں سے
افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے آیا زبان سے
اُسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑکر قدموں سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیاروں نے میرا گھر لوٹ لیا لونڈی
کو تباہ کر دیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے افراسیاب نے کہا ای سمنکال بعد ایک ہفتہ کے
سرکار روبال سے ہاتھ باندھ باندھ کے خدمت بادولت میں حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا یہ یون ہوکر
آخر کہاں جائیں گے شرف خدمتگزاری پائینگے شبنم کو میں گرفتار کر امنگاؤنگا تمہارے سپرد کر دونگا
مگر تمہارا رہنا اس قلعہ میں مناسب نہیں ہی واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب میں رہو خبردار اس سمت
نہ آنا جہاں تک ہو سکے اپنے کو چھپانا اس میں بھی اسرار ہی اُسکا ظاہر کرنا بیکار ہی سمنکال نے کہا جو مناسب
وقت ہو افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ میں آیا تختہائے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اُس پر
بار کیا کنیزوں کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا باغ سیب
سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ ہیں کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو اُسمیں اُتارا تاکید کی خبردار
خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو ورنہ بادولت کے خلاف ہوگا سمنکال
اس مطلب کو نہ سمجھی مگر غرض کی ایسا ہی ہوگا **شعر** خلاف رائے سلطان رائے جستن ٭ بخون خویش
باشد دست شستن ٭ **القصہ** افراسیاب سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ میں
سکونت پذیر ہوئی مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جا چکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال
میں آئے لوگوں سے سنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزوں مع مال سرحد باغ سیب میں لیگیا عمرو
منتشر و پریشان اپنے لشکر میں آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتہ ملا تھا اُسکو بھی افراسیاب
جادو لیگیا قلعہ میں خبر سُنی کہ لیجاکر سرحد باغ سیب میں بسایا سرحد سے نکلنے کی اُسکو ممانعت ہوا ے
ملکہ عالم لیقراط ثانی کے پرچہ میں نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار میں یہ مرد اجب و لازم ہی

کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زرین گن کو مطیع کرنا ضرور ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی
تدبیر طلسم کشائی رہائی کی ٹھیک نہوگی یارو اب مین کیا کرون کدھر جاؤن باتون سی عمرو کی دربار مین
شور گریہ وزاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان
قدرت و خورشید زرین سحر صاحب صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار
خون کے دریا بہائینگے ملازمان افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹائینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین
نہین ہی عمرو نے کہا اے سرداران نامی اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ تم سبکی
جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند ہون احکام بزرگان دین
کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی و الاتمام من اللہ لو خدا حافظ و ناصر اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب
سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر برق فرنگی یہ سنکر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو
ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا تم سب کو براے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلاے نازل ہوتی
ہی ہر روز ساحران زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم
گوہر پوش جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہا اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشواے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران نامی اشکباری
مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا کیا انقلاب فلک نے دکھایا
اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا
بعد شبنم کے سمجھانیکے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسہ مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت
و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک
امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہوگیا یا قتل ہوا
صبر کرنا دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا حیلا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو تنگ ہوکر جان دینے پر
آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے [illegible] باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوئے
سواے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون
آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر
رو دیا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہی روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے
واسطے نہ فریاد کرو سب کو روتا پیٹتا چھوڑکر عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا [illegible]

اسد غازی ہین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا ہیچ ہے ای عمرو کیا کرون
ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین
چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے
رونا شروع کیا راہگیر نے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانون ہے زمیندار رہتا ہے اسکی دختر ہون کسی نے
اس سے کہدیا یہ خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد مسافر
بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہوگی جواب دیا ان صاحب جھاڑو بہاڑو
دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھینگے گھر کی بی بی بنائینگے بتلا کر جواب دیا
بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی بڑے اس سے
مزے ملینگے شعر اُسے طفلی مین بھی کہتے تھے ہم یون شادمان ہوکر ، کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہوکر
اُس مسافر کو لگا کر کونے مین لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُس نے روٹی نکالی اسی کھانے مین اسکو
بیہوشی دی ہنگے مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح تکے دُتکے کی خیر مناتے ہوے جاتے ہین ایک
گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک مینڈا لگی برات اُتری ہے آمون کے باغ مین ایک بڑی
سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سلگ رہی ہین نائی چلمین بھر کے دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک دیہاتن بسری
تانین اُڑا رہی ہے ٹھاکر لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوے دُوہری مرزئی نیچے
تینون اوپر نین سکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کردھنیان
دُولھا بیچ مین ایک چادری مین پیال بھر کے بجاے مسند لگا دیا ہے دولھا کے گلے مین زرد جامہ بکر لگا پاجامہ
دولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی
ہے بھیرون کا وقت ہے مگر بہاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ نے دیکھا منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا
تو ٹھکانا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن عیاری کا لگا لا نوجوان گویے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت
بھاری ٹوپی سر پر ایک کان مین بجلی ایک مین انگھوٹی مشروع کا گھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستارسی ہاتھ مین
گنگناتے ہوے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے اعلے مرتب
رہین کشتِ امید سرسبز ہو کنبے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو عیش عشرت کی فراوانی ہو دولھا کے باپ
نے پوچھا میان گویے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا بیر خان صاحب آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو
استاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے
یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے نانا جی کا کولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے

ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک گمل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گلہ کٹے کھریان پر بھی آداکرو سیر کھانڑ لیجاؤ اکرو گویے نے جھک کر سلام کیا ستاری ملائی رنڈی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم چھو کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی ٹپہ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا ٹھیا نئی غزل سنو غزل

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہے

فدا تمہارے دل مضطر کہ فکر وصل کرون
شب تعلق نہ سہی خواب ہے خیال تو ہے

کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے

جفاے یار کو سونپا معاملہ اپنا
اب آگئے ہو تو اُمید انفعال تو ہے

وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
ہو آؤن حضرت عیسیٰ تک اتنا حال تو ہے

شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے

اس غزل پر جب زمیندار جھومنے لگے دوانیان چونیان ٹینٹ سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے جادو کا پھلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چرچا کر دن بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اسکو لا کر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہے چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پہ چہچہے کر رہے ہین سمنکال بر سر کوہ ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہین خود بھی اس کمال مین استاد ہے تخت کو اُڑا کر طرف اسی آواز کے چلی جھک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہے ایک گبرو نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اُسکو اُٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنا تا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچکر سحر کرکے گرہی پنجہ کمر مین دے کر خواجہ کو اُٹھایا خواجہ ہیچ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اسی بیہوشی مین لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے بموجب شعر یار در خانہ ومن گرد جہان میگردم

آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ٭ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اُٹھالائی ہے خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہے اب انکا یہان ہے اور میرا ہاتھ ہے دل مین یہ باتین کرکے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہے آپکا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گھبراؤ نہین ہم تمکو لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام و اکرام لو دانت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا وہان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گوئیے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور استاد بجری نام ہے جہان بھینسین بندھتی ہین تار کا پیڑ ہے وہی رہنے کا مقام ہے سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان استاد بجری تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین مارنا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چُنے ہین وہ بلبل ہون
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
غم نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری کور
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صدائے جرس کی سُنی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شبکو وہ روانہ ہوا
اگر آنسو منکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر مین پہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

چند اشعار عمرو نے گاکر تمام اہالیان محفل کو ہنسایا رلایا مارا جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہے کہ مین سرحد باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چکی کہہ رہی ہے استاد ہم تمکو جانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپکو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا استاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے لٹ پانی کا وقت ہے بھٹی پہ جائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا استاد شراب یہان حاضر ہے کہا حضور اگر آپنے ایک ادھا دیا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا بہتیرے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہے جب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر جلد لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اُٹھائی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کر ولیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلو اس خیال سے بہ تعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھین ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے اے ملکہ عالم اشعار

ہوگئے دیا سر ورنہ مجھ بادہ خوار کو

آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کردیا دور شراب کا

مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستون کی آجکل

سپلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام می
ایکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی ہوش نے اے قمر

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

پتلہ وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
اے بحر حسن آج تو چلتی ہوتی جھیل پر
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہے جام شراب ہاتھ مین تمام اہلیان محفل کا یہ حال ہے کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمر نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھوں مین میکشون کی نشا آگیا عمر و سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہے ملکۂ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹھون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہے اپنے قصر مین عیارون کے دھوکے اٹھا چکی ہے بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہے وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اُسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمر و عیار ہے بس سمنکال نے ایک دو ہتڑ مارا عمر و کے پانؤن زمین سے تھام لیے سمنکال نیمچہ پکڑ کر اُٹھی کہا کیون او سار بان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بسی یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہے تیری مجال کیا ہے کہ مجبر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جعلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمر و اُدسی گوئے کی صورت پر ہے جب سمنکال نے نیمچہ کھینچکر چاہا عمر و کو قتل کرے عمر و رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم و جاہل نہ بنیے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرینگا مین جس جنگل مین زمیندارو نکی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہے گا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا ٹکا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپکے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے کے گھر نہین آیا قصر مین بھی آپکو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپکی بھانجی شریک ہو چکی ہے ہمکو آٹھو پہر یہی فکر رہتی ہے کہ آپکی غمگساری کرین شہنشہ کے مطیع ہونے کا رنج شائین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجائین اے سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر ضرور کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہے دیکھ لو اتنے بڑے طلسم پر کیسا انقلاب ہے مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھتا جاتا ہے اور طلسم گھٹ رہا ہے نہ ہٹ کیے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات اکیلا ہے زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہے ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی زبان

اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب رفع کر دین بالکل بے خطا ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ روک لیا کہا اے عمرو تو نے اسوقت مجکو تہلکہ مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود تجکو اٹھالائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہے نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہے عمرو نے کہا ملکۂ عالم میرے پانون پر سے سحر اُتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھادونگا جادۂ حق دکھادونگا راہ بہشت عنبر سرشت بتادونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو ہوا کا تپلہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤ گے پھر ہاتھ نہ آؤ گے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا یہ کلمہ حق ہے سمیع وعلیم رب برحق کارساز مطلق ہے شک کرنیوالے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم حنذلت نہ دے سکے یعنے دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند اسکے معنے صاف آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو بادشاہ سلطنت نہین کر سکتے پس پونے دوسو خدا کیونکر ہوسکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین نظم

وہی خالق ہے اور وہی معبود
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
سب حجابات اور لوح وقلم
رفعت وشان جسکی لاثانی
سلسبیل اور کوثر وطوبے
کیسے خوش فن الفہ سب انکے ثمر
روشون پر وہ سبزۂ نوخیز
حور وغلمان تمام اور رضوان
ہفت طبقات ارض ودشت وجبال
جس سے ساری بنا ہے دنیا کی

صفتین اسکی ہین بیان سے فزون
جس جگہ دیکھیے وہ ہے موجود
آسمان ونجوم وشمس وقمر
نور کے بحر اور باغ وارم
خلد کی وہ تمام آرایش
ارم وخلد جنت الماوے
غنچہ وگل جدا جدا رنگین
ہے زمرد سے رنگ جنکا تیز
ملک وقدسیان وجن وبشر
بحر وبر غار وبرو کان ونہال
لفظ کن مین یہ سب کیے پیدا

اسکی قدرت کا کیا مین وصف لکھون
اس نے کیا کیا نہین کیا پیدا
عرش وکرسی وجنت وکوثر
قصر اک اک جہان مین نورانی
جس مین دنیا سے بڑھکے آسایش
خوشنما جابجا تمام شجر
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
بلبلین اور مرغ خوش الحان
وحشیان وطیور ودشت ودر
خاک وآب وہوا وآتش بھی
کارخانے عجب کیے پیدا

اے ملکہ سمنکال اگر دلائل نبوت اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون پس دلیل کامل ہے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اسکو ایک دن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقے وجہ ربک ذوالجلال والاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی درب تحقیقی صفت قہاری وجباری دکھائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد وکلان حدت سے

بیقرار ہو و اشکبار ہوگا ایک سمت دفتر ہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالت مین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو یارا کہ نیوانے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا ہمسر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات و ہبل کہاں ہین اسوقت تمھاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے دقیقہ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اُسکی یاد کر وا نے نفس امارہ بخبر بیدار کرد عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال کے رونگٹے کھڑے ہوگئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کردیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہیے اب اسمین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہوون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منہ نہ موڑیگا عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہے افراسیاب کیا نابکار ہے مسبب الاسباب وہ پروردگار ہے ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہے ہر مشکل مین وہی کام آتا ہے دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہوکر قہر و غضب تمام جاتا ہے وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہے سمنکال نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہے آپ تو جائیے مین تدبیر کرکے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کرکے آپکے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد کامل ہوا پروردگار کو حاضر و ناظر سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کر مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہے اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہے جواب سمنکال ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہے کہ اب جلسہ مین کوئی کار نمایان کرکے آؤنگی اگر نتیجہ مابعد ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہے فکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہے یکایک خیال آیا کہ دیکھوں ساربان زادہ کہاں ہے اُس مکار کے نام سے ہفت فلک لرزان ہے فوراً کتاب اُٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا باتین کر رہا ہے سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی بس افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہے مجکو نادان بنایا ہے سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین لائی ہے نکل جانے کا ارادہ ہے مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہے یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر ہے ارے جا کر عمرو و سمنکال کا سر لاے سرکشی کا مزا چکھاے پلنگ جادو موجود ہے اُسنے کہا ابھی غلام جاتا ہے چشم زدن مین دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہے افراسیاب جادو نے کہا سمنکال زبردست ہے بادۂ سحر و ساحری سے مست ہے لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئے گی مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دیدۂ سحر ہے پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ للکارنا اسواسطے چند ساعت کے سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آب لیکر خود ادھر بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال ارے

نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا
معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس بیمیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ
ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچائے مگر پلنگ جادو نے جوش غضب میں شیشہ آب ناب پھینک
چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا سنبھل نہ سکی پناہ پانی شکل ہوئی لہر اکر گری
گرداب پائے بلا میں پھنسی پلنگ کو ڈک کر گرا ایک پنجہ میں عمرو و سمنکال کو اٹھا لیا طرف افراسیاب جادو
کے چلا برورے ہوا بجوش و خروش اُڑا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہے راہ میں باغ ہے ملکہ گلگون نازک چشم
کا چونکہ آجکل حکم افراسیاب کل ناظموں کو پہونچا ہے کہ بروز قتل طلسم کشا سامان لشکر کشی واجب و لازم ہے
ملکہ گلگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہے چار سو کنیزیں ایک ایک شعلہ جوالہ آتش کا ہر کا لہ سحر میں طاق
شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھنواں دھار کھینچ آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے
اُچھال کر اسکا زور دیکھ رہی ہے کوئی عقاب بنکر اُڑتی ہے کوئی ستارہ بنکر چمکی کوئی شکل برق کڑکی باغ میں آتش کا
ہنگامہ سحر گرم ہے اُسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر سمنکال
کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہے سحر کر کے ایک جانب بھاگی دل سے
کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منھ دکھلا سکتے
ہیں نہ لشکر اسلام میں جا سکتے ہیں دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ میں چھپی ہوئی
حیران و پریشان مضطر و بدحواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہے یقین واثق ہو گیا مگر
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گلگون نازک چشم کے گرے اُٹھتے
اُٹھتے آواز دی بموجب مصرعہ ہندی ع ہمیشہ دلبر سمیعان مبارک باشد: ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گول بلا پڑا تڑپ رہا ہے ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہے گھبرا کر ملکہ نے پوچھا ای شخص
تو کون ہے عمرو رونے لگا کہا بلیاں تون آپ لوگوں کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا کہا
حضور یہ پھر آیا مجرے کی جمع آئی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر چلے تھے کہ اب رات بھر نہ چھوڑونگا حضور میرا منھ
چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا میں ڈرنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکے آسمان
پر بلند ہو گئے کنیزیں ہنسنے لگیں کہا ای ملکہ عالم کوئی حسن پرست ہو گا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے
ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو مگوڑا کوئی ظالم ہو گا میاں گوتے صاحب کچھ ہمارے
سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور میں اب تو بکر چکا ہم لوگ سمجھتے ہیں اس جلسے میں چار پیسے کما کر کھائیں اب

ثابت ہوا کہ کمال باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صد ہا روپے دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا تو گا ؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا سازندون کو حکم ہو جائے بگر میرے گھر مجکو ہو بچو دیگا اگا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جورات کو واسطے پیشاب کے اُٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے رات بھر کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویتے تھے میا تان توڑ خان کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلانا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب ہمکو گھر سے بلالائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ بجاؤ کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی موٹی سی کڑیل جوان پھوے پھوے گال اُسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کہنا نا گوارا ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری جورو کی صورت انسے بہت ملتی ہی کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جوروامان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہو جاؤ گے نہین عمر بھر دبلے رہوگے جفائین سہوگے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو گانیکا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی آتے مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلا دو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان استاد خورد برد اب گاؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے لے اٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی

## غزل

| | |
|---|---|
| گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا | یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا |
| گر بعد فقر بھر سگ دنیا ہوا فقیر | کمبخت پاک ہوکے پلیدون مین مل گیا |

دکھلا کے کہکشاں سی فلک چاک سینہ رات ۔ اُس ماہوش کے سینہ دریدوں مین مل گیا
اِس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدیار ۔ صاف آئنہ کا دیدہ ندیدوں مین مل گیا
حُبِ حسین ذوق وہ شی ہی کہ جس سی حر ۔ تھا اگرچہ اشقیا مین شہیدوں مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر در دزگردون دلِ من است ۔ در بزم غم پیالۂ پر خون دلِ من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم ۔ وصالت مراست لیلی و مجنون دلِ من است
خونِ دلم گذشت زجیحون و کم نشد ۔ از صد محیط قطرۂ افزون دلِ من است
نرگس شنید نالۂ زارم زہوش رفت ۔ فریاد رفت بادۂ گلگون دلِ من است
مخفی دلم زنغمۂ شوق آشنا نشد ۔ ہنگامۂ شکایت دفسون دلِ من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھوں سے آنسو جاری عاشق تنوں کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہی کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق ہیہ قوف سمجھ کر وہ بھی ہنستی ہین بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد بُرد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم نے کہا میاں اُستاد خورد بُرد ہماری نوکری کر لو اسی بلغ مین شل ہو کے بسو تمھاری شادی کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آ گیا بھٹی پر جائینگے وہان دو چار چیزین گائینگے ٹکے کا بھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بد نصیب ہے کہا ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نچانا پڑیگا جنس غلہ بھر دادینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جے چیزین گائی ہین واہ پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور ادھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹر الماس نگار لا کر رکھے گئے ساقی بچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خرد بُرد جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہمین بنایے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمہین اختیار ہے اتنو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کر پی گئی سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہو گا نا اِس ظالم کا ئنین عمرو ایک ایک کو شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑہتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیر زادی سے کہہ رہی ہے کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اس کے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کی رہے گا ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین

بلائینگے اس کا گانا سنوائینگے کنیزون نے کہا حضور وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً آیجائینگے محفل مین ہنسی دلگی ہورہی ہے عمرو سبکو شراب پلا رہا ہے رنگ اپنا جما رہا ہے کبھی گاتا ہے کبھی بھاؤ بتاتا ہے اب یکایک بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بھاؤ بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر کھول دیے آپسمین دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی چمن مین جاکر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے حوض مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین غلہ سی نکلی ہوئین کوئی اُچھلتی ہے کوئی کودتی ہے ایکنے کہا بوا میری چار آنکھین مین اُسنے جواب دیا بوا نوج کنیا چہار چشم ہوئی ہو بتا تو خیلا چار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین دو آنکھین کیا میرے کلیجے مین نہان ہین اُس نے جھنجھلا کر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھ دونون وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر دو انگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیٹر دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پھٹم ہون کوئی کہتی ہے ای بوا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے ایک کہتی ہے میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہے اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت مین ہنگامہ ہلڑ دفساد کہین داد بیداد گلگون نازک چشم غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیمچہ پکڑ کر اُٹھا کپڑے سب کے اُتار نے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہے لاشے پھڑک رہے ہین جو گرفتار ہو دار بلند ہے شیر غل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برنبار ہی ہو رہی ہے دس بیس کنیزون کو قتل کر گئے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے پلنگ جادو کو براے گرفتاری ہمنکال و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا کہ زندگی پر حرف آیا منھ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یار و غضب ہوا پلنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہے اب اسکو قتل کیا چاہتا ہے مین خود جاتا ہون ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ بہت کم ہے سواے بادولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا اگر کتاب مین دیکھا کہ عمرو نیمچہ کھینچکر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہے مین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او ساربان زادے گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آچکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا لینا

عمرو اُچک کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب ذیکا را عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا افراسیاب
دوڑا قصر وہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کر لی کوٹھری مین ایک
جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر اپنے اوپر ڈال لیا آپ مین مخفی ہوا اب
افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نہ پایا پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون
نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد و برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے
مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہو تیرا اقبال اوج پر ہے افراسیاب نے ایک دوہتڑ
مار کہا کیسا اُستاد خورد و برد آنکھو تو کھول قتل ہو گئی ہوتی اور نام خورد و برد پر افراسیاب بہت ہنسا
کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہے جیسے صورت بدلتا ہے اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر اُٹھی دیکھا صدہا
لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی بیٹھتی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہے ہے میری بوا کیا ہوئی
کوئی کہتی ہے کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے افراسیاب نے
کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو
عیار کے پلنگ جادو کو روانہ کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی
مگر ایک جادوگر گوتے کو پنجہ مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اسپر پڑ گیا وہ مر کر
گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُس نے ایسی بھولی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا افراسیاب نے کہا
وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال پنجہ سے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین
عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہے مطیع عمرو ہو چکی تھی کہ پلنگ نے جا کر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے
وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا عمرو نے گویا نگر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً
آکر تمکو بچایا لیکن اب اے گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہے مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکواؤ کل مکان اچھی طرح تلاش کرو شاید نکل گیا ہو مین جا کر
اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہے کہ عمرو سرحد باغ سیب مین آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے
بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات سُنکر گھبرا گئی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو سرحد باغ سیب
مین کیونکر آیا افراسیاب جادو نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم
دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُس کے ہوش پراگندہ ہین
شاید عمرو نے اُسکو تسخیر کر لیا باتین اسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچائین ای گلگون

بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحرہ بھی برائے تلاش عمرو
دسمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت
تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سرو ہاے باغ غم سے آزاد تھے اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ
معلوم ہونے لگے گل بشکل شعلہ ہاے آتش غنچون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بار غم و الم شکل کمان
نخل یا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہی ہر گوشہ چمن سے رونیکی آواز آتی ہی کل قصر محل رنج و مصیبت سلے
باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم للشے سب کے اٹھوا کر اپنے مقام سے اٹھی کنیزون کو ساتھ لے کر
مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملتا تھا ساتھ والیون سے کہتی تھی صاحبو
شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہی اس فکر نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑے کا دیدہ
دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین بیٹھا بھی رہا ہے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا تھا
ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو مرتبہ انپر عیاریان کر چکا اور جسپر طرح طرح
کی صورتین بنا کر آتا ہی عیاریان کر جاتا ہی اور ہمدن پر طعن کرتے ہین انسے زیادہ بیوقوف کون ہی مگر مکانات
جو گلگون نے کھولے تھون کے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اس اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا
کوئی اس مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کو زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شی چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہی عمرو نے فرش کو چاک کیا دیکھا زمین مین
ایک دروازہ نصب ہے اسمین بڑا سا قفل لگا ہی خواجہ عمرو سوچے اسمین خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹین خزانہ مین
چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپکی پاس
رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آ گئی اس سے قفل کھولا اور دروازہ وا کرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت تنگ و تاریک
اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا سیڑھیان پختہ انکو طے کرتا ہوا اتر تا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیونکے پہونچا دیکھا
ایک دروازہ لگا ہی اسمین بھی قفل آراستہ ہی اسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے سبزہ زار ہے
جابجا چشمے جھیلین مقام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو
گلیم اوڑھے ہوے اس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران
و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھے یہان سے
کیونکر نکاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھین اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح
رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب غرائب کے گلیم سر پہ دل مضطر صورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان دل مین
شمار کہ زمانہ تنگ و مدار تر بہ ہے ہم اس بلا مین مبتلا اسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دین

آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق اسد غازی ہین استخوان
جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسے اسکا ملال کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے
خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار ان سب کو پنجۂ ظلم افراسیاب سے بچا نا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو تو روتا ہوا
گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ مین جانیکا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون
نازک چشم کو ہوشیار کرکے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت و وزیران اسنے پوچھا ای شہنشاہ
کیا معرکہ گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار طرح کے
بد دولت کو پیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل اسد غازی
آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے موقوف ہون جبسے ان سے اسد غازی
نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہے
طرف سے شہر ناپرسان کے آیا وہان بھی اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے
تصویر اسی جوان کی نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحراے حیرت مین قید کیا وہان
ملکہ مہ جبین الماس پوش اُسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا اہالیان طلسم کو دہر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہی سامری نے
اپنے ہاتھ سے لکھا ہی مگر یا لوہ سامری جمشید بد دولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے کلمات مہملات
کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہی کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے میرا کیا کر سکتے ہین سب
لوگ بیہودہ بکتے ہین سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی ہی ارے ارژنگ جادو
بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درۂ کوہ مین مخفی ہی مجکو یقین کامل ہی کہ عمرو سے ملگئی ہی
ایسا نہو کہ اس حد سے عمرو نکال لیجاے اب ساربان زادے کو بھی تلاش کرکے قتل کرونگا سرحد باغ سیب
سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش رُبا دریاے خونخوار دیل پریزادان تھا اُسکو دختر
کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہے بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجا مگر جو ساحر کہ واقفکار
ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہی ایسا نہو عمرو کو نکال
لیجاے سمنکال سے شریک ہونے مین بڑا فتور ہی اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہی ای ارژنگ جادو
جلد جا فلان درۂ کوہ مین یقین ہی کہ مخفی ہی جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر بہ ارادۂ
تلاش سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار مضطر و بیقرار

بسم اللہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار پھولون پر نئی طرح کی بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان ہین مصروف سبزہ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نو کے بان خوابیدہ نہین بیدار ہو ہر لوک سبزہ سے ثابت ہو کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہو غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہو عندلیبان خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پہ قمری طوق اطاعت بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب گملون کی قطار صاف ثابت ہو کہ خوبان سبز پوش قباے اخضری در بر سر سبزی و شادابی چمن پر جھوم رہی ہین

**نظم**

سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمر دار ہر ایک
قوتِ نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
واسطے خلعتِ نوروز کے ہر باغ کے بیچ
بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی
عکس گلبن پہ زمین پر ہو کہ جسکے آگے
تار بارش مین پروتے ہین گہرہاے تگرگ
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
شاخ مین گل کے نزاکت پہ بہم پہونچی ہے
جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین
عدا یام کے پیش از مدد نامیہ سے
دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار بہم
چشم نرگس کی بصارت کی نرسی ہو درنہ پر
اسقدر محو تماشا ہو کہ نرگس کی طرح
آبجو گرد چمن لمعہ خورشید سے ہے
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہو خیابان مین نسیم

دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل
ڈال سے پات تلک پھول ہو لیکر تا پھل
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل
پوشش جھینٹ قلمکار ہو بر دشت و جبل
کار نقاشی ثانی ہو دوم وہ اول
ہار پہنائے کو اشجار کے ہر سو بادل
بوٹے ہر سبزے پہ از بسکہ ہوا ہو ہیکل
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہو پگھل
شاخ مین گاؤ زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل
بچہ مرغ چمن تخم سے آتا ہو نکل
بجہان نشو و نماکرنے مین ہو ضرب مثل
غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہو مکحل
چشم بیمار گلستان ہین جھپکتی نہین پل
خطِ گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول
پانؤن رکھتی ہو صبا صحن ہین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہو وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہو کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اسکی صورت بنکر جاؤن

چونکہ صبح کا وقت ہر ایک مہ پارہ آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہے
کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب ہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہے
بُوا نرگس اُٹھو آنکھین کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائین سونے نہین دیتی
تڑکے سے اُدھم مچایا ہی شبنم کا جا کر منھ دُھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اُسکو بلا کنیزون مین یہ ہنگامے ہین
خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا پھولے پھولے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے
سوتے اُٹھی لُٹیا ہاتھ مین لیکر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل کے نیچے پایجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھل چھل
موتنے لگی عمرو نے منھ پھیر لیا جب وہ پیشاب کرکے اُٹھی پایجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش
کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہے
گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اس نے دیکھا ایک
سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہاے کہکے گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اتار لیا
اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آئی
رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی قد و قامت وہی
کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اسکی مان بھی دیکھے تو نہ پہچانے لیٹا ہاتھ مین لیکر خرامان چلے دو چار
پھول توڑ کر انگیا مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہی کوئی خالی ہی کسی پر نازنین
مہ جبین لوٹ رہی ہی کوئی اُٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہی لٹیا اُٹھا کے کلی کی گلوری کلے مین رکھ لی بعضی گھبرا کے اُٹھی
لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو
جلدی فراغت کر لے چل ملکہ عالم زمین کس بہار سے بیدار ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست
نہین ہوے تو نے کانون کانون کرکے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت
پر ہون پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے کی نشانی یہ جگہ ہی
جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل پڑی ہی اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہی ایک نے کہا بوا
بی گلرو توشے خانہ کی مالک ہین ساری مندرس نعمین کو ملتی ہی انکی نانی ڈھنڈھو قمرن روز صبح کو ڈوپٹے
پایجامہ لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہی پرانے کپڑے بیچ لاتی ہی دھگڑون کو جاندانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہی اپنی
آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہی بی گلرو پھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوے
کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال پھینکدیا ہاے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کو مارنے کو
پلنگ سے جوتی اتاری کسی پر پیک تھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گھڑیان

اٹھا اٹھا کر زنبیل مین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین
قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ملکہ ماران زمین کن بیدار
ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ عالم اٹھین آکر منھ ہاتھ دھلواؤ چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ
ہنستا ہوا مسخرا پن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا دیکھا پردہ ہاے زربفتی کنیزون نے باندھے
بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھڑے چنگیر دان عطردان پاندان گلدستے باسی
اٹھا کر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجہ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین
مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انکھڑیان
ستارہ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز برائے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم
خوشنخو نہایت موزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خنجر بران ہین اس اشارے سے بھی ماہر ہین قد
سرو باغ دلجوئی سراپا مین خوبروئی نظم

ہر چو نارنج تو بشاخ درخت
دہنش تنگ باشکر و لتنگ
ہر طرف کا بروئے نجم کردہ
بردہ صد رہرو ندہ پا از راہ
نرگسش دور باش و غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دزدی عجبش
لعل او کردہ بر شکر سیری
علملے را بکنجدے نہ خرید
تنے از نازکی درونہ فریب
ہمچو رشتہ درون ڈر عدن

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سر در آوردہ ابروانش بکار
آرزو بیش و ہوش گم کردہ
طرہ را سر زدہ بجنگ خواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پائے تا سر ہمہ لطافت و زیب
خواش در پوست در تنگ صلبی

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ داد گل با رنگ
چون مقابر بہ کعبتین قمار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے ورم ز بیماری
نیم دزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی ز حیات
خال او گو ہزار پردہ درید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ بردن ز لطف بدن
ہمچو مے در زجاجۂ حلبی

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا
کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے
تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے لکھا ہے خدا فضل کرے
تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آکر ہمسے چھوٹی دیکھیے اس سے کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ
رہا ہی اودر جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن

ہنس دیتی ہے گوہر آبدار درج دہن سے ظاہر ہوتے ہیں دیکھنے والے رشتۂ نگاہ میں موتی پروتے ہیں سینہ
نارپستان کا اُبھار عاشقون کے سنانین دل کے پار ہوتی ہین شعر ناربستان کی کیا لکھون تعریف ۔ یہ تو میوہ
ہے باغ رضوان کا ۔ مگر عمرو نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہے اُسکے اندر سے
ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہے عمرو نے ایک کنیز سے چپکے سے پوچھا بوا اس پردے مین
کیا پردہ ہے اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستانی پھر تونے نشہ کی باتین کین اتنا دن آیا مگر تیرا
نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن
امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل مین تو یہ ہے کہ ابھی ان دونون کو مطیع
کرون مگر بیان سے کیونکر نکلونگا اے پروردگار مین کس مقام پر ہون نہ مین زمین کی پہونچا ہون
عمرو یہ دلسے باتین کر رہا ہے کہ اندر سے آواز آئی ماران زمین کن سو کے اٹھی یا نہین یہ سنتے ہی
ماران زمین کن حاضر حاضر کہکر اُٹھی طرفہ پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک
ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسکی عارضہ
مگر طشت سونے کا سامنے رکھا ہے کھر کھر کھانس رہی ہے طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا
واقفکاری سحر کی ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہے پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہے ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلا کر گلے سے لگا یا چٹر چٹر بلائین لین منہ جوکھولا دُھنوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو آٹھ پہر
کھیل کود سے کام ہے کچھ خیال ہے کہ کونسا زمانہ ہے زمانۂ قتل طلسم کتنا قریب ہے جو اس ہنگامہ مین بچ جائے
وہ بڑا خوش نصیب ہے سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہے دیکھین فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہے
اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف کرو جب سے اُٹھی ہون دل کا عجب عالم ہے
قلب پر ہجوم غم ہے صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار باغی تمھارے باغ مین آیا ہے اسی جلسہ مین ہے میرے
پیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف پیری کا ہے تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ
گنبد نور کی سالک ہو بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب
ولازم ہے اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بار مصیبت اُٹھائین مگر سامری
جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہے جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہے اب جاکر باغ مین
تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار رہنا عمرو عید بلائے
روزگار ہے تمنے بی بی نہین سُنا ساحر مشمش خداوند ساحران تھا دریائے قلزم مین عمرو نے اُسکو

جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو مٹا دی حقیقت مین یہ ساربان زادہ نہنگ بحر عیاری ہی ہزبرہ
دست طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاون وارث تحفہ جات سامری ہی
سحر مین یکتاے عالم بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منھ نہ موڑو رات کو گھڑی بھر میرے پاس بٹھا کرو
پوتھیان بزرگون کی پڑھایا کرو ماران زبین کمن سر جھکاے کھڑی تمام باتین سنتی ہی منھ پھیر کے ہنستی
جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہوگیا ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلکے پردے کے
باہر آئی عمرو بشکل گلمرو ساتھ ہی ماران زبین کمن خراماں خراماں مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی
ملکہ ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پا تک
بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا اے
گلمرو آج تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اُسکا سرور
باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ غصہ تھا بیٹا
نہا ڈالو کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو
دونون وقت ستے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یا نہ کہین
عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہی منھ زور ہی مین اپنا زیور اُتار کے رکھ آؤن آگ لگے
گہنے مین جو جان جاے ایسا نہو گلا گھونٹ جاے میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین
مین ہول کھاتی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سواے آپکے کوئی نہین ہی مان مر چکی بڑھیا نانی کو
دمہ کا عارضہ ہی رات کو بھی کھانسی اُٹھتی تھی جب اُٹھ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کر کے پلائی تب جان
ٹھہری صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے سب کے پہلے
مین گولہ اُٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین
لگیگا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا اسراب واری اُٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے
چور کو سزا دینا بہتر ہے اور واری آج صبح کو ایک معاملہ مین نے دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون جب
مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس پتونکا انبار ہی وہ خود بخود ہل رہے تھے مین آنکھ بند کر کے بھاگی
بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین جو مین نے کبھی کسی کی چیز اُٹھائی یا جھوٹی قسم
کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس
کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سنکھیا جاننا حضور مجکو بہت بہت نانی امان نے تانس دیا ہی کہتی تھین بیٹا چور کا کوئی

شریک نہین ہوتا ان بھولی باتون پر ماران زبین گن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چور
اُچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحرہ کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے
ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل بسعید پری و رعد جادو برق
خوش نحو صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب
ناز و ادا ملکہ سرخ موے کاکلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنا
شریک کر لیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہے طلسم کے برباد ہونیکا شہنشاہ کو
بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین ہین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو یہی ڈھکوسلے
بگھارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کر دین لو بی بی رعد و برق عمرو کی
شریک ہو گئین باغبان قدرت بھی جا کر مل گیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جلنے جھوٹ ہے یا سچ ہے بیٹھے
بیٹھے ایک یہ بھی اینچ ہے کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم
ہین سو وہ بھی جب شریک ہو جائین خود راستہ ہمارے باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہے وہ
خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کسی کا گذر ممکن نہین
ہے اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر یہین رہجاے بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو دیکھو اپنے
کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہے گانا سنینگے یہ باتین سُنکر
خواجہ عمرو کو تو اطمینان ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہے رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی
شکل بنکر اُس ڈھمڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم نہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے پکارا بیٹا
ماران زبین گن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہون ہمارے باغ مین
کہین نہین ہے سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجا لائی اسرار جادو نے پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف
سمجھتی ہو وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہے تمکو
بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زبین گن نے ہنسکر
الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہے تامل بیکار ہے
پہلے چل کے اسی کو لو یہ سوچکر کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی
عمرو حاضر حاضر کہکے پردے کے قریب آیا پردہ اُٹھایا اسرار جادو نے سر اُٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہے کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہے سراپا کو بھی بھالے
بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہے اب اسکو مار دے یہ سوچکر حلقے کمند کے ڈالے گردن اور کمر مین اسرار جادو کے

اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا
کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہے ہوش اُڑ گئے ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے
برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی
قصد ہوا کہ بھاگون جان بچاکر نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہے کوشش بیکار ہے یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ
پہلوے دیوار شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے مجکو تو نے حیرت اورافسیاب
بنایا مصور وصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آگئی ہے قصد کیا پلٹ کے خنجر
ماردون اسرار جادو نے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑکا عمرو بر گرا رنگ روغن اُڑ گیا زمین نے
پانون تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا ماش کے آٹے کا پتلہ تھا اسرار جادو نے
آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہان آؤ ہماری باتون کو بادہوائی سمجھا ہمکو سودائی جانا آکے دیکھو عمرو
کو پکڑ لیا مالن زمین کن مع سب انیسون اور جلیسونکے دوڑی ہوئی آئی اب جو مالن زمین کن کی نگاہ پڑی
ایک شخص عجیب الخلقت دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہے تھر تھر کانپ رہا ہے سراپا اسکا یہ ہے
ناریل سا سر کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ تیلے کا
اوپر کا منہ لاتین گز کا کنیزین آہ اوہ کرکے بھاگین کہتی ہوئی ہے ہے واری یہ کیا بلا ہے یہ جل مانس ہے یا بن مانس
یا مرچیا جن مٹھاد بو کی پھبتی ٹھیک ہے بعضی ہے ہے میری جان گئی کہکے گر پڑی کوئی بولی بوا شمشاد
مجھے سنبھال نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی مالن
زمین کن تھر تھر کانپی ہوش وحواس اُڑ گئے اسرار جادو نے کہا جی بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا
ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بنانا گلگون نازک جشم کو
بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا
جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اُسمین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ملکہ اسرار جادو
تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہزارہا ساحران
غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے ان عبد ذلیل سے
معرکہ پڑے حرامزادونکو کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے نہین کیا جسوقت
مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر سوگئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب
سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہے چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل
کرون مین عیاری مین کامل تم سحر وساحری مین عاقل ہو جب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جا کر لشکر حمزہ مین آگ
لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا و طلسم نور افشان دبیا بان گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑ لے
اگر سب کو مار کر آپکی عملداری نہ کرادون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے چھپایا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار جادو
یہ باتین سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تو تمہارے افراسیاب جادو
قبول کریگا یا مرشد زادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا ہوش مین آئیے
قضا تمہاری قریب ہے اسلئے بد نصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوشربا برباد ہونے سے
بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہے اسمین صاف یہی لکھا ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے عمرو
قاتل ساحران ہے مکر و غدر اسکا عالم پر عیان ہے مگر قضا تمہاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم اب
تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمہارے مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو
کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہے، پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات
مذہب ہے کہ صاف صاف مطلب ہے اے اسرار جادو تو ہر بات کو میری مکر جانتی ہے حقیقت مین مین کبھی تم لوگون کے
شریک نہونگا گھس گھس کے جادوگرون کو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ انکے فیض سے
کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر
صاحب عقل و شعور ہے تو قدمون کو ماہ دولت کے بوسہ دے اسلام اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل
تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمرد شاہ باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو
بر ریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے آقائے نامدار کے ملک بہ ملک و بہ بدہ قریہ بقریہ مقام
بہ مقام بھاگا بھاگا پھرتا ہے مثل ہمارے تمہارے ہگتا موتتا ہے اہل و عیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات
و سکنات مین شریک ہے اب اسکی خدائی کیونکر ٹھیک ہے سو مرتبہ صاحبقران نے اسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہے کہ پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ تجکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھون لاکھ جاتی ہونگے اُس جگہ تیرے خون سے ہاتھ بھر لینگے مگر ایسا بیحیا ہے کہ پھر
منھ دکھاتا ہے انھین سے لڑنے کو آتا ہے لیکن عنایت پروردگار سے شکست پر شکست کھاتا ہے ملکہ عالم یہ
تمہارا مذہب ہے مسلمان ہو تو بڑا غضب ہے اسرار جادو کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت مین آگئی صفت
پروردگار مطلق کارساز برحق سنکر جھومنے لگی بات منھ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی
مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس چپ رہو زبانی موقوف کرو آمادہ مرگ مہیائے قضا رہو اگر بلائے ناگہانی سے
بچ جاؤگے تو دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکے پہونچی ملکہ ماران زمین کن گلے سے

لیٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنیوالے کا خوف مسلط ہوا
دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ابا میرا دل میرے ہاتھ مین نہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت پہلو مین نہین ہے تمہارے باغ مین یہ عمرو کیونکر
پہونچا اسباب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ
گویا اسنے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہے کہ دل بیقرار ہوجاتا ہے اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہے
اسکے واسطے تو یہ جلاد ہے مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے
ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہین معلوم کسنے وہ
مقام بتادیا کہ یہان آپہونچا ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو
عیار تمہارے باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہوا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب
منگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جا کر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے تو مار لیا ہوتا
مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہے کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی ہین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی
مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہے
انتہا کا مکار و غدار ہے تقریر مین طرار فرار ہے اتنا تو ضرور اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہے ہر ساحر
کا بد انجام ہے نانی امان مصاحب سامری کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب دے نسکین دنگ ہوگئین
زبان ہے کہ قینچی چلتی ہے اس ظالم کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری جمشید
خیر کرین دیکھیے اس زمانہ مین کیا ہوتا ہے چہار طرف طلسم مین غدر ہے یہ تو میرا بھی قول ہے کہ طلسم کا بچنا دشوار
ہے فتح اسکا بیشک اسد نامدار ہے اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکری کیا چپکے چپکے باتین کرتی ہو مین سمجھ
رہی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری و جمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری راے پر رہو جو ہم کرین وہ
کرنا بٹیا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لیلو قفس عمرو باغ سیب مین پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا جس
صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی طلب فرمائیے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی
مکرر عرض کرنا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانہ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا
خیر و عافیت ہے ورنہ سراسر مصیبت ہے اس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہے وہ سب پیش
آتا جاتا ہے ہم خیر خواہان دولت مین نمکخوار سلطنت ہین براہ خیر خواہی عرض کیا قبول و عدم قبول کا اختیار ہے
تقدیر سے ہر شخص ناچار ہے یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم نے قفس عمرو کا اٹھالیا اسی راہ
کو طے کرکے حسبطرح سابق مین تحریر ہوا ہے اپنے باغ مین آئی کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واری یہ کس جزیرہ کا جانور ہے
لیکن بے بال و پر ہے کیسی بولی بولتا ہے نر ہے یا مادہ ہے ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہے

ایک نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے چالاک بھی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا دھوکھا ہے اور حرامزادیو یہ عمرو عیار ہے وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بناکر بیہوش کر گیا تھا اُسکی صورت اصلی یہ ہے جاکر باغ مین ملکہ باران زرین کمن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا اُسکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا تازہ تو مصاحب ساحر ہی ہین فن سحر ساحری مین مصروف جب عقل و شعور انکے کو غائب کر کے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین پہونچا دینگے چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستہ مین چھوڑو

## دو کلمہ داستان زرنگ جادوگر افراسیاب نے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنئے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹ کر بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درہ کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی اے خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا مجکو تا بہ لشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھڑا کیا کہکے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نا بلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہے دن عمر کے تمام ہوئے گرفتار دام رنج و آلام ہوے اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچہ آرزو کھلتا سمنکال درہ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت کر رہی ہے بعد عرصہ دراز درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش سمنکال جادو پتہ نشان بتاکر روانہ کیا ہے وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہے ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرون کو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو ہلاک کیا خون ناحق اپنی گردنون پر لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درہ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھ لے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہے بلکہ افراسیاب کی ندیم ہے اس بلوے کو کب مانتی ہے جب گولہ مارا اوس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلاے برق چمکائی ان بیچارون پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہو گئی سو بیچارون کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ

کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریائے آتش پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا **نظم**

سمنکال جادو لڑی اسطرح
قیامت کا میدان مین عالم ہوا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف
وہ تھی بحر جرأت کی گویا نہنگ
لیا ایک گولہ بصد شد و مد
کنیز سیہ رو گنہگار رہے

تڑپتی ہو برقِ قضا جس طرح
زرنگ سیہ رو تبنگ آگیا
ہوا خون کا دریا روان ہر طرف
کیا وار جب اُسنے تلوار کا
کہا رو کے خالق مری کر مدد
ترے لطف کی ہو نہین امیدوار

گیا سحر جب پیروہ بیدم ہوا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
سمنکال جادو نے رد کردیا
تو ستار ہو اور غفار ہے
گراب مجکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کرکے اسم پڑھا جھپٹ کے زرنگ نابکار پر بارا اُسنے لاکھ کلوا بھیر دن ہارسنگھ کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا الشت کو توڑکر پار گذرا جنگل مین اندھیر ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا پنجہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر لڑ بھڑ کر کہان جاؤن کدھر جاکر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضا کار اسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی لیکا یک کان مین آواز ہا و ہو کی پہونچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اسی صدا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہو کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہورہی پے در پے جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہو خیال کرکے دیکھو زمین تھراتی ہو کنیزون نے عرض کی واری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کا ہر بوٹا پتا آسیب ہے مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپسمین ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرانا ضرور ہے یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہے عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک فوج زرنگ کو قتل کررہی ہو تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چمکی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کررہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہو یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے جاہل ہین

انھون نے تیر اکیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزا ے معقول دونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہو ہم مطیع الاسلام ہو چکی
افراسیاب دشمن ہو وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہو مگر کیا کر سکتا ہو ہمارا مالک پروردگار ہو یہ کہکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہو ہم تو ہین یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع
کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھا دل بیقرار
ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہو آپ کو رہا کرتی ہو آپ کیونکر گرفتار
ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی اے سمنکال فلک بر سر گردش ہو افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی
کاوش ہو مگر اے سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین
جس طرح بنے گا تجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو کھڑے
کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہو کہ خواجہ کو چھڑا دون لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچی گلگون
نازک حشم کے ساتھ چارسو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین گویے تیغ و ناوک چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہے
مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہو بادہ اطاعت عمرو سے مست ہو زخم کھاتی جاتی ہو مگر گھسی جاتی ہو گلگون
تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہو مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہو اہالیان فوج زرد رنگ تو بیدل
ہو چکے ہین گلگون کے للکارنے سے پھڑکتے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہو کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر
پر ساحر گرتا ہو بیچارون کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک حشم سے اور سمنکال سے
مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او سمنکال یہ
طائر سحر سامری ہو اسمین افسونگری بھری ہو ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہونچیگا
بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا اگر دسر سمنکال چرخ مارنے لگا ہیہات ہیہات کہکر للکارنے لگا سمنکال
پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ
اور ماریگا تو پاگل ہو گی پھر بڑی مشکل ہو گی سمنکال نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لیے کر آواز دی
اے طائر سامری تیرا بھوگ ہو خون پینے کا تجکو روگ ہے طائر کندے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون
پینے لگا خون پیکر مثل کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اٹھا کر چہرۂ زیبا ے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا اے دلائر سامری خوراک پائی شکم سیر ہے اب کام کرنے مین کیا دیر ہے
طائر کندے تو لکر اڑا اسر پر گلگون نازک حشم کے آیا چکارا مارا تھرا کر سر پر گلگون کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ
ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی زبان بند ہوئی سمنکال نے گولہ اٹھا کر مارا

سینہ کو توڑ کر نکلگیا گلگون نازک چشم تھراکر گری جہنم واصل ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من گلگون
نازک چشم بود اب کنیزین گھبرائین قفس عمرو ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہوکر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب
کیا منظور ہیکہ قفس عمرو چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہے اپنی جان
مشتاق ہیکہ جس طرح بنے قفس عمرو چھین لون بگردو کلمہ اسرار جادو و ماران زبین کن ملاحظۂ ناظرین ہون کہ
یہ نانی نواسی دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپسمین باتین کررہی ہین ذکر قتل اسد غازی درپیش ہے
اسرار جادو نے کہا اے صاحب افسون من اے ماران زبین کن قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر راز سحر
خبر دیتا ہے کہ کچھ افتاد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن ہے اپنے کمال پر مطمئن ہے اے نور نظر کسی کنیز کو روانہ
کرو تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جاکر دیکھو کیا معرکہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے بیر میر اکچھ ادر ہی
تدبیر بتاتا ہے ماران زبین کن نے کہا نانی اماں آج تمھین صبح سے انھین جھگڑون کا خیال ہے اب عمرو موا
مونڈی کاٹا لنگوڑا گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہے دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر
معقول سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشاے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا اے نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہے ساحران طلسم کی جان پر بنی ہے حقیقت مین عمر طلسم
تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمھارے بزرگو نکے بڑے مرتبے تھے بادشاہ
ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین
پشیمان ہو مین شب قتل اسد پہلوے افراسیاب مین ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت
ہو ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہوجاے طلسم کے انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہے
فلک کیا گردش دکھاتا ہے عمرو نے مقدمۂ مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک تحیرت ہے صاف تو یہ ہے کہ
مثل آئینہ روشن ہے کبھی انجام کا خیال ہے کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہے ماران زبین کن چونکہ ابھی
نوجوان ہے ان باتون پر ہنستی ہے اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہے یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے
آسمان پر نمایان ہوے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خودبخود جلکر خاک ہوا
اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اُسکا گل حیات تھا
دیکھا خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اُسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا عین بہار مین صرصر رنج
والم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زبین کن کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون
کالے کر رونے لگی اسرار جادو تو بعید سے بخوبی واقف ہے اسباب سحر لیکر مثل شعلۂ جوالہ کے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی
آواز دی بیٹا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زبین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین گئی ہو دو گرنیان

ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون
نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لون یا جان دون عمرو قفس مین سے
کہہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجھکو اسرار
جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ
چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا ہرخ و بہار کو کیا منہ دکھاؤنگی آپکے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی
انجام کے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال
جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا بھی خوف نہ آیا تم ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین
ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہے ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزارون ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی
ہوئی ہی لہو سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہی اب اسرار جادو کو دیکھ کر رنگ متغیر ہوا طائر ہوش و حواس اڑا حواس خمسہ مین خلل
آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے رد کا شانہ نشانہ
ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی زخم شانے کا باندھون اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو ہتڑ زمین پر مارا
موے سر کھولے ہوئے اف اف کرتی ہوئی بڑھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی بانی
دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کرلیا قفس عمرو و کنیزون سے طلب کیا آسمان
پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس تک دریاے خون بہا ہی
صحرا اتھرا رہا ہی لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحرہ کسکے ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو
نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان
آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو
نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمہ مین بڑی فکر ہی ہر وقت دل
کو دمنزل سے یہی ذکر ہی چلو اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہی
تدبیر معقول تو یہ ہے کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف
کریگا روز سیاہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی
انکا بڑا مرتبہ ہی میرا اسی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعرا کے جلسے مین شریک ہوئی جناب شیخ
امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظ زبان اردو کا باندھ گیا اسکے ہمچشم خواجہ حیدر علی آتش نے
کیا زبان روزمرہ پاکی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل
انکی قافیہ ہاے بجلی مین باد انے معنی کھٹکا سٹھکا مگر کس لطف سے اسکو نظم فرمایا ہی بی تم نوجوان ہو

اس غزل کو یاد کرلو غزل آتش

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہماری بھی یار پہلو میں
جیسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین جو کھلائے
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے

یہی وہ راہ ہے جسمیں ہے جانکا کھٹکا
کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا
حجاب دور رہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے ماران زمین گون کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمرو لیے ہوئے طرف باغ سیب کے چلی نکلی یہاں افراسیاب خاں دو باغ سیب میں بیٹھا ہوا تھا انتظام میں مصروف ہے اپنے وزیر سرما برف انداز و ابرق کوہ شگاف سے کہا ہے کہ کل ممالک میں نامے روانہ کردو روز قتل اسد غازی عین وقت پر آجائیں قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہمارے خراجگزاروں کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ و مہ حاضر ہو سرما سے یہ باتیں کرتا جاتا ہے عیش و عشرت کا سامان مہیا ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہیں ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیاں خوش گلو سرما نے عرض کی کہ چند ساعت راگ رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کریں مہریں سب پر ہو جائیں طائران تیز پر طلب ہوں نامے جلد جلد پہونچائیں افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائیں سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہے ایک غزل سن لیں پھر امورات ملکی میں مصروف ہوں سوسن کو اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی

ہمیشہ بدر ہیں عارض کبھی ہلال نہیں
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہیں
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر کا گہوارہ ہے یہ ہلال نہیں
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اے بحر

بہار حسن خداداد کو زوال نہیں
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہیں
فلک کے پاس سے ہم دل گرفتہ رہتے ہیں
کہیں ہیں چاند ہے تارے کہ حال نہیں
ریاض حسن کے میوہ دہن یہ لطافت ہے
لگے تمہارے عناصر میں اعتدال نہیں

سدا گلاب کے دو پھول ہیں یہ گال نہیں
جواب دیکے نہ دل توڑا اور سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہیں
مہینہ زیست کا گھٹتا ہے ہر مہینے میں
عیاں ہے سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہیں

یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہیں
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہیں
اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں
ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہیں
خدائی کا احوال ظاہر ہے ویسے
دن آنکھوں سے لگے قدم دیکھتے ہیں

غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص
جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں
عدم میں ہستی انھیں کو ہوا ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہیں

افراسیاب نغمہ میں مست غزلیں ٹھمریاں سن رہا ہے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و ماران زمین گون قفس خواجہ عمرو و ملکہ

سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین
دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ مقام افسوس ہی زمانہ قتل
طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو نارچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت عیش و راحت کا نہین ہے بلکہ سمنکال جادو
مسلمان ہوئین زرنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہونچتی عمرو کو چھڑا
لیجاتی افراسیاب نے گھبراکر کہا اے ملکہ اسرار تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر گلگون
کو بچایا تھا وہان سے بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپکے اقبال سے مین نے اُسی وقت بی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا دیا یہ سارہ بان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا قصد کیا آپکے اقبال سے
میرا کیا کر سکتا ہے مین نے اسکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانکی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اس کے
مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار
حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہے کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل سے ا مین کی دن
باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو
قتل کیجیے اب یہ ظالم کو مہلت نہ دیجیے اے شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو سعد فازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک فرمایئے امورات
مالی و ملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی ہوگا ابھی مشہور کرو سرحد باغ
سیب مین مشہور ہو جاوے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار جادو نے دہل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا
سرما و برف انداز و ابر تیو نے چند شہنار کھیے سرحد باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا اے ملکہ
اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا اے اسرار
جادو تیرا سمجھانا درست ہی مگر لونڈیان غلام مابدولت کا کیا کر سکتی ہین اُنکی بھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت کے مقابلہ
مین آئین حسدان قصد کرو انکا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا اے شہنشاہ شعر خلاف رائے سلطان
رائے جستن ٭ بخون خویش باشد دست شستن ٭ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے مقام پر سعدی
صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ آپنے کیون
انکو حقیر جانا چشمہ بڑھکر دریا ہو گیا اب شناوری دشوار ہی بحر مواج و زخار ہی موجہاے بلا کی طغیانی ہی کشتی حیات
طوفانی ہی تو کیا عجب ہے اب تک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک
عمرو عیار گیا یہان سے تاکوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے
زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی تارون کی پیشانی پر افشان چُنی بدر کامل کی چاندنی لگائی

لباس نور آگین جسم پر آراستہ کرکے حجلۂ چرخ برین کا منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی ؛ گشت در زیر خاک زندانی ؛ شعر ظلمت شب کہ مشک فام بود ؛ بہر آسائش تمام بود ؛ افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماران زمین کن کرسیہاے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال و عمرو کو لیجا کر بمقام احتیاط پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اُٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھاکر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کا حکم دیا اول میان روشن علیخان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

| | |
|---|---|
| بیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس | جن سے شرمائے ساغر الماس |
| یا کلس عرش کے اُتارے تھے | فلک انجمن کے تارے تھے |

ایک جانب آئینے قد آدم بے تکلف تمام آراستہ جنہ آئین صورت دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

| | |
|---|---|
| آئنہ تھا کہ باغ جوہر تھا | بے تکلف دل سکندر تھا |
| جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے | روز دیوار گیریون پہ بہار |
| | کہیے بستان شاہد دیوار |
| | جنہ کٹھے سنگ کوہ طور کے تھے |

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پہ گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبیلی جوہی ہمیشہ کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہائے طولانی ہر نخل لاثانی لگھاے خوشبودار سے مملو خرامان جابجا نازنینان خوشتر و سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین بہار اس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پاجامے آنچل پلو کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشہ مین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منھ سے نکلا اے شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ پر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

| | |
|---|---|
| دلکشا ایسا دیر باغ کہ سبحان اللہ | جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب |
| باغ ایجاد کے چارون چمن اس پر صدقے | آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب |
| ہر طرف بو قلمونی کے عجائب نیرنگ | سرو شمشاد برائے گل و ریحان نایاب |
| غنچون کے دل مین انگبین ہین جوانی کیسی | پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب |
| جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا | جب شمیم آتی ہے ملجاتی ہے وہ عطر گلاب |
| روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا | روح کو چال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب |

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین بہار
بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب

نکہتِ سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب

صحبتِ بادہ پرستان کا ہی نقشہ گل ہین
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب

بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش
ہار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہی خطاب

باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کشتِ امید رہی فیض سے جسکے شاداب

چارسو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب

جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشاے درخشانیِ برق
جسکے فوارون مین کیفیت بارانِ سحاب

جنپہ لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی
جنکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب

وہ صفاخیز وہ تابان وہ درخشان پانی
پانی پانی ہو جسے دیکھکے موتی کی بھی آب

وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان ہین
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب

برج اک نہر یہ خورشید درخشان کا شرف
بارہ برجون مین نہین چرخ کے اک اسکا جواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا
ایک اک حور ارم جنکی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سر پر جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی مسکراکر زبان کھولی گل کلام دربرد کے افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپکا پُر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلہ ہو افراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہان آراے ماران زمین کن پر پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل خلد منزل کا اور ہی عالم ہی غنچۂ خاطر بادولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کمر سے گذر چکی ہی مگر تو گرفتار قفس محن مقیدِ سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی ہنر والاگہر خواجہ عمرو کمرے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خنجر پہ گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین

مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو سمنکال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی
بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی
اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی
بیقرار و مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانیکا
خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی بڑے بڑے
بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوش ربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین
اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید ملنا دشوار ہوا
ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان بنگالہ و کانر دیس نے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکر کشی کر کے آئے
یہان سے وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و
دخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر بہار وغیرہ اُنسے جا کر لڑے آخر ساحران کانر دیس مقابلہ نہ کر سکے نوک دم
بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین و مال خزانہ لوٹ لیا اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جا کر خاص
کانر دیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادو گرنیان
کریہ منظر بدصورت بد سیر یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کسنے تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے اے عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت کرے اتنے بڑے بادشاہ کے
منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو
نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ تڑپ کر رو دیا کہا اے ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا
اس جوش مین چلا آیا کہ ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مار ڈالونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کر لونگا بدیع الزمان کو چھڑا
لیجاؤنگا طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہو گئین مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھا کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا وہ لوگ تو پرانے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا بخشوا لین گے مجھ بیچارے غریب کی مفت
مین جان گئی اے ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات
دو پہر گذر چکی جون جون رات کٹتی ہی کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہی یہ گھڑیال منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی ٭ میرے بیٹے ننھے ننھے نیم کٹی جوروان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی انکی
سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوگی تنخواہ ملنے کی امید نہین ملکہ
اسوقت زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی مین نے دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین
اہل و عیال دوہ کو سب طرح کی فکر ضرور ہی صاف کہون اُنہی چار پیسے کا غذر ہی کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین

آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی خواجہ ہمسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین چھڑا دینگے ہین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت کی ہیر کسامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن وجمال پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین ہین تجکو گھر مین ڈال لون گا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کر دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھ ہی کمبخت کو نوچ لینا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سی بیسر جانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہے اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسّی کی لگا لیا کرو ابٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھل جائے نکھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپنے فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہے ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہے ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آگ دیکھا تمنے تو سارا نہ لے سکوگی گھبرا جاؤگی گلرنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولہے کے نیچے بڑی ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط وضبط ہی تو ضرور دونگا اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھول دیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کے حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا بے ایمانی نہ کرنا ایک تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہے پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہو گے وہی کرینگے جو چیز لینگے تمھاری خوشی سے لینگے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے سحر اُتارا خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ یہ غزل تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے غور اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی

## غزل

ہمدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی
آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی

مرضِ عشق مین پھٹکا نہ مرے پاس کوئی
کسی نے دی مجکو غذا میری دوا کسی نے کی

کب نکلسکتا ہے ظلمات مین پھنس کر کوئی
میری گردن تری زلفون سے رہا کسی نے کی

غنچۂ دل کو ہو کیون پاس نسیم وصلت
سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کسی نے کی

جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ایک نور
خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کسی نے کی

کھینچ لایا تھا دل اس کوچہ مین اور پانؤن تھکے
ہو ستم کس نے سزا پائی خطا کسی نے کی

عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر
تمھین منصف ہو وفا کسی نے جفا کسی نے کی

حیرت آئینہ کو ہو سو ہوے فتنے بیدار
ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کسی نے کی

گل نے بھی بدلا ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو
باغ مین زیب بدن سرخ قبا کسی نے کی

ابر برسا ہی ذرا مجھ سہ نہ سیکھے طوفان
مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کسی نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواہر سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانؤن دبایا کرینگے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظۂ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہے جلوہ نما اک کوٹھی
زیب اور رنگ زمین تاج فلک عرش قباب

وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی
سجدہ کرنے لگین دیکھین جو در دن کی محراب

یہ تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی
ایسے سامان نظر آے نہ ایسے اسباب

غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے
فرش اسکا شرف چادر عکس مہتاب

دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین
خوشنما ایسی چھتین جنسے ہو پردون کو حجاب

جھاڑ مسب نور کے شاخ شجر طور کنول
آئینہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب

نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین
دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہر ایک حوروش کی زبان پر بصد ناز وادا یہ جاری ہی خداوند ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست انکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریاے قند و زر خار سمن بہہ رہا ہے کشتیان بڑے بڑے جہاز دھنوئین کش بادی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اسپر لدے ہین جابجا اشیاے نادر

کا انبار روشنی بیشمار کہین قلعہ لٹ رہا ہی صدائے فریاد والغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزار ہا مزدور ٹوکریان سرون پر اینٹ سونٹا ہاتھ مین کام لے رہا ہی ذرا مزدور کا چوتڑون پر دھڑاک سے سونٹا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہی صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گز و سکہ ہی ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بد عہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی تمھاری اُٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر کہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا گرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی ہٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک غرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ پڑی گلرنگ کو سحر بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا حقیر نے لکھا ہی کسی مقام معقول پہ مفصل تحریر ہوگا زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیاء ہین بموجب روایت ملا طہیر فاریابی یہ زنبیل عطیہ حضرت آدم ہے زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہی جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون اُسیطرح رسی سے باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی افراسیاب مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو مین ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرۂ بے نظیر کو دیکھ رہا ہی مگر ملکہ اسرار جادو مبہوم یہی کہہ رہی ہی اے شہنشاہ اب رات کم باقی ہی یہ صبح قتل عمرو کی ہی سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جائے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا حوصلہ پست ہوا ہے شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپکی اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر گران لیکر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جائے افراسیاب کہتا ہی اے اسرار جادو تجکو سودا ہی خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے لشکر کشی کا تجکو اختیار ہے اتنا تردد بیکار ہے یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ارشاد مبارک پر ہاتھ پھیرا کنیزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت اسرار جادو ماران زمین کن کا مہیا ہے ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین میخانہ کا انتظام کر دون چونکہ اسرار جادو نے

ڈرا ہے فکر ہے کہ لسکے سامنے بھی نجاؤن الگ الگ پنا کام کردن یہ کہکر درمیخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہے گلابیان بھیج رہا ہے عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہین بادشاہون کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تصرفی علیحدہ ہو مگر آپسے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش وخروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمھارے کیا جدائی ہے بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مرد ہرجائی ہے آج بی ماران زمین کن پر زہر اگل رہی ہین انکی بانبی کی فکر ہے یہ افراسیاب ہے ضرور ڈنک ماریگا پیچ وتاب دکھائیگا آخر ہودی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آپنے آپ ہی سب دیا جیون کے تصدق سے یہ عہدہ ہے یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بجون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہے ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجائے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آئے اب عمرو نے بتیلے شراب کے بیرون باغ سیب اہالیان افراسیاب کو بھیجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار وزار رہین صرصر حوادث کی حفاظت مین عمرو کہتا جاتا ہے کمیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہے دل بھر کے پیجیے جو پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے باہر لشکر مین بھی میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قصد ہے اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب محو ہے سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابد کش زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہے مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہے نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہے بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین یہ اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہائے زلف — شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجرای زلف
ای خوش خرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا — موئے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھائے زلف
سودا ہے ہمکو سنبل باغ مراد کا — چلتی ہے اپنے گلشن دل مین ہوای زلف
شانے کی جا انھین دل صد چاک دیجیے — وہ پیچ دیجیے کہ بہت پیچ کھائے زلف
کھل جائے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو — غش مین جو وہ پری ہین اگر سونگھائے زلف

دیگر

موسیٰ سے چل کے کیجیے طولِ کلام زلف / ہو جائے آج وادی ایمن بن شام زلف
کیوں آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر میں / کاٹا نہ تیغ ناز سے تم نے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولیں گے / قرطاس صبح حشر پہ لکھیں گے نام زلف
ہوں محو زلف پیچ کی باتیں نہ کیجیے / ٹوٹے بہت نہ رشتہ طولِ کلام زلف
زلفوں کو منھ پہ رکھکے وہ دلبستہ سنبل ہی / آب گہر میں گھولتے ہیں مشک فام زلف

یاران زمین گن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہا شہنشاہ مجھے یہ تینیں اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگایہ شراب جو پہونچی جشنے بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جابجا جادوگر د جادوگرنیان نشہ کے جوش میں بدحواس پھرنے لگیں کوئی کنج باغ میں جاکر گری کوئی جوش میں آکر چشمہ میں پھاند پڑی کوئی آنکھوں کی اندھی کنوین میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پراگندہ سازندہ بدحواس خواجہ عمرو در میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ امراء جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہیں کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کر کے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے کہ سر حد باغ سیب ہے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قید خانہ میں آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب میرے گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیوں ے سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہیں قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو میں تمھاری سفارش کروں شہنشاہ ہوشربا سے گزارش کروں سمنکال نے جواب دیا کہ اے گلرنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے میں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بہکا نہ مجکو بھٹکا۔ جھوکری جا نہ مجکو سمجھا میں عمرو کے ساتھ اپنی جان دوںگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت میں پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گلرنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز کو خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے لیکر نکلوں جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر میں انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہے میری یہ حقیقت نہیں ہے اے خواجہ حقیقت میں تمنے بڑا کار نمایاں کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہوا

نکلنا دشوار ہی کد وکاوش بیکار ہے عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہے اگر نہ نکل سکونگا تو آج بلغ سیب مین خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب واثق ہو مطیع الاسلام ہے ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح مسلسل کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زرین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے باہر تک سناٹا ہوگیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسکی لباس نہ اُتارا مال و اسباب بھی نہ اُٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو ماردن یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہانتک ہوسکے آج اسکے امیرون وزیرون کو قتل کرو جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے کوئی سامان نکلسی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پر ہاتھ نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی دلسے کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
مہر کشور بلائے جان کفار
بباغ دین ز یکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
گزان استاد عیاران عالم
جہان سرسنگ در خنجر گذاری

چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی عمرو گرا گھبرا کر کہا خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گرد مین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد متفکر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری واے گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اس بھید سے آپ بیخبر ہین حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین نسبت اسرار جادو و ماران زرین کن تحریر ہے کہ حضور مطیع کرینگے یہی تدبیر ہے قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سی کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہوسکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو ملکہ اسرار جادو و ماران زرین کن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہو کر آیا اپنے کو آپ تک پہونچایا ہر کس وناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کر چکی ہی فقط نمائش کی دیر ہی اور اسطرح خیر ہے عمرو نے سر جھکا لیا کہا اے نور افشان بڑا کام کیا بخدا اگر

بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نور افشان ایک سر ہزار سودے نور افشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین
یہ کہکر نور افشان جادو نے اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو ملکہ و مار ان پین کن کو گود مین اٹھا کر بارہ دری سے
باہر نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا عمرو
کو رہا پایا ہوش اڑ گئے کہا ای نور افشان یہ کیا بھید ہے نور افشان نے کہا ای ملکہ اسرار جادو
اقوال کا بتان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو دیکھا مذہب سامری جمشید
باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہے عمر دو روزہ پر بیجا غرور ہے بڑے بڑے شاہان اولو العزم
تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا اشعار

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی
صاحب جاہ و حشم قبر کے محتاج رہے

نہ ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ بہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت سوچو سمجھو ہم تم
کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین زیادہ کلام کا محل نہین ہے تم خوب سمجھتی ہو نہ ہب خدائے نادیدہ کا برحق ہے
وہ خالق مطلق ہے ای ملکہ اسرار جادو ہمنے مصاحبت سامری و جمشید کی ان شیطانون کی صحبت
دیکھی سوا مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوشربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتاب سامری
کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہے کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہے کفر و کافری کو ترک کرو
مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے
خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے وقت تباہی
طلسم آچکا ہے ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق اصرار ہے جب وقت بربادی
آتا ہے دوست دشمن بنجاتا ہے جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو
تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار برسر آزار ہو کیسا ہی
زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہر دم زہر اگلتا ہے عقرب نیش زن ہے ہر صاحب
لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

مستعد آشنا یہ افعی ہے گزند خلق پر
خوان پر اُس دسیسہ کے مت سمجھ تاروں کی نقل
ختم اُس پر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی
تنگیِ اوقات کرتا ہے نصیب حسن لطف

پیچ اسکی چال کا دیکھو یہی شکل اژدہان
چکے ہین تو وہ بین خاک کے جنکار یان
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
غنچہ و گل اس سبب رنگ و بو کا ہی مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اسکی مدد — خار ہو جاوین وہین زنجیر پاے رہروان
دیکھ شک حوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ — نام پیدا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان
پا برہنہ در بدر سر دم پھرلے دھوپ مین — خار کے سر پہ کرے داماں گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسانے دشت یابس پر — خشک کے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہما کا دیکے مشت استخوان
رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر — پھر سود نا کسان اس سے کسان کا ہے زیان

اے ملکہ اسرار جادو اب یادہ دماغ خالی نہ کرا اسی طرح جا کر اپنے بستر پر آرام کر د مسلمانون کا ساتھ دو سر کشان مغرور کو قتل کروا اپنا نام کر و باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سرو حدیقۂ جرأت اسد غازی اکو رہا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جا کر شریک ہوش سوسن زبان درازی بیکار سنبل ہیجان پریشانی آشکار سرو شمشاد نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوے ناحق اکڑ کر مغرور ہوے ان کلمات عبرت آمیز نورافشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر جان برابر قسم ہے پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام سے غبار کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینہ اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی ہین بدل و جان حاضر ہون اے شہنشاہ نورافشان شب قتل اسد کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہے جان کا ناحق خوف و خطر ملال اب سمجھکر شریک ہونے ہین ایمان کا ضرر ہے تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے مصفائے ایمان سے مست ہون تا حیات یہ نشہ نہ اتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر یاران رہین گن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا اے رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم بقدم جان کا ضرر ہے جانا سکونگی شب بھر پاس افراسیاب کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی حماقت اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ بوجھ کے قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سرخرو کرے اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح غریب کے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جاے ساری مشقت ضائع جائے میرے ہم شبیہ و ہمصورت ملکہ سمنکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پاے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین قتل کرانا اے ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بیم سے مبہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہے کہ سمجھنے نہ پاے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہے اسرار جادو نے کہا

اے شہنشاہ اوج عیاری وائے نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئے مگلے بعد انتظام کے افراسیاب جادو مجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا اے یاور غریبان وائے دادرس بیکسان آپ ملکہ باران زرین کمن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجائے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ رکھیے گا اسطرح کے آپسمین عہد و پیمان ہوے ملکہ اسرار جادو و ملکہ باران زرین کمن کے راز و نیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے ملکہ عالم خدا معین و مددگار ہے ملکہ اسرار جادو و ملکہ باران زرین کمن اسی طرح جاکر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار بھینی بھینی کرتیان جسم مین پھرتیان ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہے کئی شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل جمال بے مثال پر اُن دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لا سکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اُٹھا سکے فقیر بنکے سامنے قصر نور افشانی کے آے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل فرہاد پتھر سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مار کر بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحرا سے اُنس کرون فراق قد محبوب کے بونڈلون سے گرد کے ہمصحبت ہون دامن خار صحرا سے الجھین آبلہ پاہمارے جان پر پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہائے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دلجوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوے محبوب مین آے نظم

روز و شب ہنگامہ ہے باہم میان کوے دوست
ہڈیون پر سیری لڑتے ہین سگان کوے دوست

کسنے مجھ وحشی کے پھینکے اُٹھکے آگے استخوان
الکسے سے ہوگئے مجنون سگان کوے دوست

کسب ہے کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم
پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز دروں کی اے دل اُسکو خبر نہین ہے
آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے

روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن
مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے

شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین الٰہی کسکو
اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہے

مرتے ہین پر نہین پاس نقد طاعت حق
کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہے

زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہے وار پر وار
ہین مرگیا ہون کب کا اسکو خبر نہین ہے

اسکی گلی مین کیونکر پہونچے گی روح اپنی
روح الامین کا بھی اسجا گذر نہین ہے

ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہے

اے شاہدان مضمون کیونکر پلاؤن تمکو
اب نذر کو تمھارے خونِ جگر نہین ہے

جس درجہ چاہے چمکے مہتاب آسمان پر
جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہے

کوچہ سے اپنے بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہے

اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
پر بیخبر وسے مجکو منظور شر نہین ہے

وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
بیقدر شاخ ہے وہ جسمین ثمر نہین ہے

تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہین ہے اب دردِ سر نہین ہے

اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہے

اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

چند عرصہ تک اِس ہاے واے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شائد دل معشوق کو شرم لیسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا ہوئی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہ گئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نور فشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے چاندنی دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین ان ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہے اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہے عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دھنوان پیچ و تاب کھا کر اُٹھتا ہے پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنیکے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی تھین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہے کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور لباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اسطرف دیکھ لیتی ہین کہ عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب و غریب آتی ہین کسی نے تڑپکر صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ؛ صبح قیامت است چراغ مزار ما ؛ اگر گجرا پھولون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگِ گل بفشان بر مزار ما ؛ بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما ؛

کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پڑے قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا نور افشاں جادو سے پوچھا کہ یہ قبریں کن سوختہ بختوں کی ہیں جن سے حسرت و یاس برس رہی ہے بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہیں اے برق ؛ بیکسی گور پر برستی ہے ؛ نور افشاں جادو نے بیان کیا اے شہنشاہ عیاران یہ دونوں کنیزیں آپ کی آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتائے روزگار حسن میں اپنا مثل نہیں رکھتیں جابجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سودائے زلف عنبریں میں انکے تباہ ہوئے آخر انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانیں دیں چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبریں انکی اسی مقام پہ بنوائیں مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہے ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہیں انکے ورثا آکر انکی نوجوانیاں یاد کرکے روتے ہیں ان دونوں کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب میں طالب انکی شادی کا ہوا انھوں نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال میں مصروف ہیں اگر ہماری شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والوں کو ان سے محبت ہے انکو میری صحبت سے رغبت ہے مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہے ملکوں ملکوں بسبب حسن کے انکا نام ہے جس روز سے میں نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خوبصورت ہیں اسی طرح نیک سیرت ہیں پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال میں یکتا صاحب مہر و وفا ہر چند یہ صاحبزادیاں میرے صلب سے نہیں ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہیں اب مجکو روح سے بہتر ہیں خواجہ عمرو نے یہ سنکر دونوں شاہزادیوں کو گلے سے لگایا پیشانیوں پر بوسے دیے دونوں گلعذاروں نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہیں کہ ہمکو مقابلہ حیرت میں جانیکی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر حیرت سے لڑیں ایسے معرکے پڑیں کہ بی حیرت گھبرا جائیں ہوش و حواس درست نہ رہیں جواب نہ مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہیں قبول کرتے فرماتے ہیں کہ اے نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب غم و الم چھا جائیگا اسوقت مدد کرنا لگے عنایت سے پروردگار کی بلائے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمیں اپنے ساتھ لیجیے کوشش رہائی طلسم کشا میں شریک کیجیے چند مشگذاری بوجہ حسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب ناں جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھیں اطلاع دیگے بلوا بھیجیں گے تمھارے استاد بے مثل و بے نظیر ہیں ہمہ دان و ہمہ گیر ہیں انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہے افراسیاب آمادہ حرب و پیکار ہے شہنشاہ نور افشاں نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے دو کلمہ داستان افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلائے خواب خرگوش صبح کوشش فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین ڈھکین کل سردار اپنے اپنے

مقام سے اُٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو بہ تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے برائے قتل عمرو اشتہار دیا تھا لکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہی مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویساہی کچھ ہوگا اسرار جادو نے کہا سچ کہتے ہین اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو تسکین دو کہو کہ بھائیو آج ثواب انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سُنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا قیدی ہو آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلّادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یارو یہ وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سُنا عمرو قتل ہوتا ہے یہان جب آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویساہی کچھ آج بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اولان اول سرہا برف انداز و ابریق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جو اکثر خدمت مین افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے ہوے افراسیاب بکبر و نخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سردار و تاجدار ایک سمت طاؤس زرین بال پر ملکہ ماران زرین کمر و ملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک راہب پر عمرو عیار و ملکہ سمنگال جادو مسلسل و مطوق بیہوش و مدہوش پڑے ہین جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہو صدائین نقارون کی بلند ہوئین تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غریو بلند ہوا یارو افراسیاب کا نیر اقبال اوج پر ہی مالک فتح و ظفر ہی لو واسطے دو دن کے سلطنت و وزارت حکومت ہوچکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ و بہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون اُنکا دستگیر ہے نوجوانون نے قتل پر آمادہ جبرخ پیر ہے جابجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہی عمرو قتل ہوتا ہی بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی

ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بھائیون وہ بڑا
فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی
بیقرار ہے بذات خود انتظام مین مصروف ہے داراستاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارے
چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون
پر ایک مرتبہ چوب پڑے یہ رومزا یہ ہو کہ زمین ہل جائے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلین گے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر و انعام لوگے بہت راضی
ہو گے ہماری مشقت و خیر خواہی دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے باغ مین پہونچا العنایت سامری ہمنے گرفتار کیا
راہ مین بی سمنگال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً ہو پہنچے اس نگھرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری
سامری کرکے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے جس کا تمام عالم مین شہرہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی کو
اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا
اے اہالیان طلسم ہوش ربا مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے
زمانہ سرکشی کا تمام ہوا لبریز عمرو کی زندگی کا جام ہے۔ انعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
دارکے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون نگوڑے موے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی جعلساز
غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جائے مان بیٹون مین فساد ہو جس گھر پر سایہ
تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو سرو اپنی راستی بھولے
ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آئے
ہو اتا ثیر آگ کی دکھائے ہر گل شگفتہ مرجھائے ہر شجر نخل ماتم ہو جائے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر
نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر
کھینچی دس گز زمین سے اونچے ہو گئے مثل چورون کے اُلٹے ٹنگے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب
شہنشاہ افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمال کیانی اُٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا اسا ٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے مہرۂ پشت
کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہو گئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے لاشین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین
سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صدائے مبارک باد بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پاؤن
مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوئے پھرو تمام ملکو نمین مشتہر کردو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب
پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونیلگین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران ہین کن

کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہوسکے خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ ہونچے جب طلسم کشا بھی قتل ہو جاویگا بیدست و پا ہوکر آپ سے عذر کرینگی اگر سے خبر قتل عمرو پائینگی لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو چاک کر ڈالو ساماں تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے یہ کہکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم نانی نواسی باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

## نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

اے نوگلِ باغ شادمانی
اے نزہت باغ زندگانی
اے تازہ شمیم گلشن عشق
اے سوزش و مستی دل عشق
اے شعلۂ ناز و فتنہ بازی
اے گوہر بحر درج حشمت
اے نور جمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیر مٹ گیا شر
کھینچا دشمن کو برسر دار
قتل اسکو کیا نظلم و بدعت

نوبادۂ گلشن جوانی
اے تازگی دماغ عاشق
اے نور چراغ روشن عشق
اے تاب و شکیب بیقراران
تاثیر فنون سحر سازی
خورشید سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
آتا ہے یہ نامہ فرحت آثار
سرسبز ہوئی ہے کشت امید
گلشن مین نہین ہے اب اخار

شاہنشہ ملک کامرانی
پرساز مئے ایاغ عاشق
اے موجہ نکہت گل عشق
کافور قلوب دلفگاران
اے نیر آسمان نکہت
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سرحلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
احسان ہے سامری کا ہم پر
اقبال کا اوج پر ہے خورشید
یعنے کہ مٹی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھکر

چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا طیخ قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر ناپرسان مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہے افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا ادہر لشکر ملکہ مہرخ کے سنیے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبلِ جنگ نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیردل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کی کشتہ تازہ بین

پر متمکن ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو نہین معلوم کہان ہین آثار رنج وملال عیان ہین براے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ ہمارے سرپرست
پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہو گئے انکو ہماری جدائی مین کیونکر آرام آیا یا کہین جا کر کسی معشوق سے
دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب تھرا رہا ہی وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کرین انکے
حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی مثل کنیزان حیرت کے صورت بنائی خرامان خرامان
داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت تخت یاقوت نگار
پر بکبر ونخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ وتاب آنکھون سے عتاب ظاہر نازنین خدمت
مین دست بستہ حاضر دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق
شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل مین لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باد بگلن کرنے
کہنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے رکھکے جھک جاتا ہی یکایک
آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور
اسکو بلاحظہ فرمائین اس کے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر ساحر تو چلا گیا
ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار خوشی سے چہرہ گلنار چالاک
جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا انگلی رکھی کرتا جاتا ہے حرف حرف پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے
اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھرتا ہوا باہر نکلا آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند
ضبط کرتا ہی دریاے غم والم جوش مین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی سے محروم آنکھین کہتی ہین
دریا بہائین دل کہتا ہے ہاے قبلہ وکعبہ کہکر اورون کو بھی رلائین اس حال مین مبہوت دہن پر سکوت
ہر چند دل مین جوش اگر مثل تصویر خاموش بمشکل تمام افتان وخیزان بارگاہ مہرخ مین پہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روے چالاک متغیر متردد ومتحیر آنکھین بھرائی ہوئی جسم مین رعشہ ہاتھ بر سینہ مہرخ نے گھبرا کر کہا ای مہتر
ولاگہر خیر تو ہی غم والم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایکدفعہ کانپ کر گرا مثل برق دوڑ کر رسٹ گیا کہا شہزادی خیر نہی کیا ایسا
صدمہ جانکاہ پہونچا براے خدا اظہار کرد جسقدر ضبط کرنے مین روح نکلی جاے چالاک نے اے قبلہ وکعبہ کہکر ایک نعرہ مارا مثل مرغ بسمل زمین پر
گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین چالاک کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اٹھا لیا کہا اے فرزند براے خدا حال
تو ظاہر کرو چالاک نے سر پیٹکر قران کے گلے مین ہاتھ ڈال دئے کہا اے نظر کرد ہ بزرگان جنکے
تم جان بخش کہلاتے تھے وہ سیار گلشن جنان ہوے یکہ وتنہا پاکر قبلہ وکعبہ کو بیکسی اور بے بسی مین

افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم
لاش پر کیا گذری سنتا ہون سراطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بیحیا نے نظر کردہ پیغمبران کا جنگل مین
پھنکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کس نے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا از مین
افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر ہو مین کنیز بنا
ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ
پر مارا کوئی ہاے معین و مددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہوگیا جب چالاک و ضرغام ہاے قبلہ و کعبہ کہکر
نعرے مارتے ہین سنتے دہلون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا
ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو دل ہمکو یقین نہین آتا اور اگر
خدانخواستہ ایسا بھی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا
منظور ہوا خزان کی آمد ہو گیا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی بلکہ اُسکا معاوضہ یہ ہے کہ ہوش و حواس درست کرو دل ٹھہرا
اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر
نور اسپ کو رد کا کسیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب
صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہوگیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین
مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ماہر ہین شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر
پر یہ کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجکو بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر
نظر رحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو
جہاد کرکے راہ خدا مین لڑو مرد خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی مین مندرج فرماتے تھے
جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے
یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ کو آفتاب بنایا مہر پدری و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ
جہاد کرتا رہا ای ملکہ عالم اس تمہید سے یہ مراد ہی کہ وہ مجکو فرزند جانتے تھے مین قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر پہنچایا
سب سے بیشک مجکو بردو انتشار ہی روح بیقرار ہی مگر اُنکے انتقال کا یقین نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول
ہی ہماری مراد دل حصول ہی سب سے زیادہ یہ بڑی دلیل ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہی کہ وہ سراندیپ پر بموجب روایت
دفتر رب اکبر نے اُنسے وعدہ کیا کہ جبتک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگوگے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم نہوگا پھر مین کیونکر کہون معاذاللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اُس صادق الوعد کے فرق آئیگا فلک
ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت ہو اپنا اپنے دلون پر ہاتھ رکھو

دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران ہین اس رمز مین حصول مطالب لی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہے کہ اپنے اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام مہتر قران سے سبکو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ او کالے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مارا گیا جسم سے اُسکا سر اُتار اگیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا اے ملکہ مہرخ و بہار و اے عیاران نامدار ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی کرو جاؤ مین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائینگے یا اسد و مہ جبین کو لیکر آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے جبکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہے کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرند و پرند ہر کارے دوڑے ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے صفت و ثناے شاہنشاہی بجا لائے

**قطعہ**

| | |
|---|---|
| کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ | گل سرخ تابد چو روشن چراغ |
| ہمہ کار عالم بہ کام تو باد | نگین سعادت بنام تو باد |

غرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو ہر تاجدار آپکے فیض سے سرفراز ہے بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہے چوب ہاتھ مین تخت اُڑاتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہے کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہے جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمائیے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و برق لامع و باغبان قدرت و معمار قدرت و خورشید زرین سحر وغیرہ جملہ سردار و پانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ آئے سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب شکل عجیب و غریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر پر سفید و سیاہ ترچھی نگاہ ہیبتناک بیباک ظاہر اچست و چالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و جمشید کی ہے حکم محکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت سحر بصد کر و فر اسد نامور و ملکہ مہ جبین خود سر یعنے شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوشربا تھرائی اسی طرح اس بیحیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحب افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہے کل صاحبان طلسم ہوشربا کے کان مین یہ آواز پہنچ گئی ہوگی

اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیاں اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجاینگی اپنا
اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یاروافسوس ہے دل کی دل ہی مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی ای عیاران نامی خواجہ عمرو
نے حجاب سے منھ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچائین جو جو سردار جس طور سے
آئے بقید نام و ملک و تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر پہونچائے خیر تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی
کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امریست مشکل و کاریست دشوار مگر جسوقت اسد
و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھانے لائیگا ہم سب مرنیوالے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیردار لڑ مرینگے
اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت
ہے ہماری کیا لیاقت ہے تا بعدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت
مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی
ہے دلکو بیتابی ہے دہ جارے تاجبدار ہین آجتک انھین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا پنجہ بدعت
افراسیاب سے بچایا ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین نہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہے یہ کاغذ
بھی بزور سحر بیان بھجوادیا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نکرتے مشورہ خیر و شر ندیتے ملکہ مہرخ
نے کہا ای بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہے پروردگار کو اختیار ہے دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے
پانچون عیار قنطورہ ہائے زرنقتی و پتیاوہ ہائے سقرلاتی و گوپھن ہائے عیاری ذات پر آراستہ کرکے طرف
شہر ناپرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت
جادو و مانی و نقاش و بہزاد و شکل کش و گیسو کشائے بن شباب غیرہ لشکر ہائے جنگی آراستہ کرکے
بصد کر و فر جاہ و حشم سے ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوئے عقب مین تمام ہیر و بنگاہ
گاڑیان چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ منتظم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے بند ہوگئے ہین
راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون و کمیدانون کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سنا
نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے دہ کوس رحیل تھا نوبت جان دینے کی آگئی جھانجھ بھی دیکھو کف افسوس
ملکہ ہین ہمارے غم مین علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا اوپر کی سانس لے رہی ہے قرنا کا دم بند ہے ہر جاندار
و غیر جاندار دردمند ہے اب سب صاحب کمرین باندھے موجود رہین جسوقت موقع ہو آمادہ دین جاکر لشکر
افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی لائینگے کل شاہان طلسم اس ہنگامہ مین
آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار مدد کریگا تماشا دکھائینگے دریائے لشکر کفار مین ڈوب ڈوب جائینگے تم
سب صاحب بجرأت کے نہنگ ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا بہین سب آبرو اسمین ڈوبین پروردگار

ناخدائے بحر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین
غمخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین انکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ
کورین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہو غازی ہی دنیا و عقبے دونون جگہ سرخرو ہے
ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپکے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سُنکر جا پڑینگے سینے سپر کر دینگے شہر یار کی
لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا اسمین نام ہے مردان عالم کا لڑ بھڑ کر مر جانا
کام ہے آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی
چھپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ و حوالہ کی باتین بھاگنے کی گھاتین کرنے لگے کسی نے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہے بیٹی کے عقد کا زمانہ
قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجاؤنگا تو برادری والے طعن کرینگے کہ نکھٹو باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کر گیا مین
حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجردم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب
گھوڑے کے پیٹ مین کڑکڑی ہو گئی ہے دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا منظور ہے
میان سلوتری کا مکان بہت دور ہے بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اٹھائی
سلام علیک کر کے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر
چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعض نے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے حقے بیچ مین رکھ لیا دو گھڑی ہونے
کو آئی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا ایک نے کہا میان
ہمکو کیا کام ہے ہم تم تو بھائی بڑھئی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہے صبح ہوتے ہوتے اپنے
گانوون مین پہنچ جائینگے ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم بھائی جلدی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین ادھر ادھر سے لوٹ مار کی کھاتے ہین
تنخواہ اپنی بچا لی ہے گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کر لینگے محنتی ہین ایک جوتی بیل کی خرید لینگے مالک کرایہ ہم
چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پر اسامیون کو دینگے فصل پر من کا سوا من لینگے یہ آپسمین باتین کر رہے تھے دو دو چار
کہنے لگے سوداگر جا بجا دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا اب ستارہ گردش مین ہے
یہان مال رکھنا بہتر نہین ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک مہینہ کا ال یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو جان
عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ و جلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑنے بھڑنے
انکے الگ مجمع ہین اسباب جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیر دار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی
خاک و خون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی یا الزمان افراسیاب ہو دے ہین ہمارے

منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی
بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے
اپنے افسر اسد غازی کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے بس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین چلکر
بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہو سپاہی کا نیک انجام ہو لشکر مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین
شور گریہ و زاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان لڑانے کا ذکر یہ بھی خبرین ہرکارون نے
ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ بجا ہزار ہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اُٹھ رہے ہین
پرے کے پرے خالی ہو چکے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ
لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال شکست سن پائیے گا اپنے اپنے
گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج
و ملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہے آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہے وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی
ان کلمات پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا سرداران مہرخ کے گریبان چاک چہرون پہ خاک حال ابتر
و بیقرار مضطر حیران و ششدر رنگ نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہے
جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران
افراسیاب بالتفریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین داستان
شوکت بیان کو ملاحظہ فرمائینگے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اُٹھائینگے نظم دلفریب

چاہیے نام اسی کا ای خامہ
یک قلمدان ہزار صنعت کا
دیا قمری کو مصرعۂ نالا
کیا عاشق کو تختہ مشق جفا
طاق سے تو اُتارے شیشہ
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
تاکہ مانند خوشۂ انگور
شب ہجران بسر نہین ہوتی
رات کیا آئی اک بلا آئی

زینت نام زیب سرنامہ
رخ قرطاس کو صفائی دی
مصرعۂ قد سرو پر بالا
ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
مین ہون مانند ساغر لبریز
پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
دل کے سارے پھپھولے توڑ دو نہین
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
شام سی حال ہی یہ صبح ملک

فلک اسکی نمونہ قدرت کا
اور سیاہی کو روشنائی دی
کی عطا نو خطون کو کلک ادا
عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
کرے یا تنگ مجھے نشہ مین چور
نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
بستر رنج و کنج تنہائی
نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیوں نہیں ہوتے سحر کے ظہور
وہ بھی گرم فنارۂ کل برق

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر
ہر حلات طلسم ہونگے طے
ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
میکدے کی بھی تیرے خیر رہے
میکشوں سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان میں آج جلسا ہے

کیا شفق نے کھلا دیا سیندور
بنفشیں چھوٹی ہوئی غشی طاری

دیگر ساقی نامہ مصنفہ قمر

لا پلا دے شراب فکر نہ کر
اب وہ دے جام بادۂ پرجوش
ذکر عیاری عمرو ہے ضرور
وقت عیش و سرور ہے ساقی
جام دے مجکو آج پے در پے
اے قمر لے عنان رخش قلم
دیکھیں میلہ میں کیا تماشا ہے

جہاں بیتاب جیسے بیکل برق
ایک فرقت ہزار بیماری

نشۂ مے میں سیر کرنا ہے
رہیں مستی میں بھی بجا مے ہوش
فکر ہے جا کے دیکھ لوں میلا
اتنو نا حق غرور ہے ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہوں پیہم

دیگر اشعار حسب مقام مضمون

عشق کی چوٹ کا کچھ دل میں اثر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہیں کیا دل کی تمنائیں قصاص
یا ہمیں کھینچ بلائیں گے انہیں یا وہ ہمیں
دل کو کیا دخل اڑے یار جو مجھسے شب وصل
زلف کی جھونک اُٹھائے گی یہ ہنگام خرام
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے
دل کی خواہش ہے کہ مہماں بلاؤ انکو
صبح ہوتی نہیں کیونکر شب فرقت دیکھیں

درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
جوشش گریہ سے کھلا خون جگر ہو تو سہی
کشش عشق ادھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
غیر سمجھونگا کوئی نامہ بر ہو تو سہی
قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
عرصۂ حشر میں چھا وہ نڈر ہو تو سہی
کہتی ہے خانہ بدوشی کہیں گھر ہو تو سہی
دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ عجب مضمون ہاتھ آیا ہے کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوئے مہتر قران نے کہا بھائیو اُستاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہیں ہیں کسی بات میں کمی نہو مزاج میں ملکہ مہرخ کو خبر ہیں بھی پہنچیں اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہے آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہے مطلب اسمیں ہے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام میں چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک میں نے سُنا ہے کہ خراجگزار آئینگے جنگی فوجیں ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمیں صلاحیں کر کے یا تو پانچوں مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچوں

عیاری مین طاق ہین مثل گل خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہے جانے والون کے کپڑے لتے ہوتے ہین عیار پچیون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین انکا استاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہے آئینہ رخسار پر حیرانی زلفون کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہے ای برق ملکہ صرصر کو اشکلال ہے رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہے خدا نخواستہ یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے گرفتار کرائے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈنڈا مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انھین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر سٹو کہکر دھکا دیا ملکہ صرصر منھ کے بھل گری مہتر قران و برق جست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہے برق نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹائین کستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کڑ بڑی ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا پتلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون کا گرو ہی اکتارا بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک جانسوز و ضرغام شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپس مین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب وہان قطار باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفت کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست درگز سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہے برق فرنگی پہلے تو رکا پھر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز

دسر ہاے برف انداز وابر برق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریاے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہو ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اُٹھا ہی جاکر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اُسکا سامان کرو دیکھیے شہر نارسان مین کیونکر تاجداران الوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرالیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین با پیکر تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ انور بڑی بڑی انکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختہ سیم پیشانی ابرو نیمچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن ملاحت خوبصورت نیک سیرت

## ابیات

عجب شکل اسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اسکے بلا خیز تھی

قد ناز کا سرو طوبیٰ غلام
نسیم چمن پائمالِ خرام

جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
پھر چشم تھی آہوے ہر دم غزال

نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر

دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر

صدف گوش تھے اور ناگوش در
گلا سی گلو ازسے حسن پر

وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال

نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
وہ پستان اُسی بحر کے دو حباب

وہ آئینہ پشت کی آبرو
دکھاے رخ شاہد آرزو

نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تارِ نظر

وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرصِ خورشید تھی

اب آگے تو اے خامہ گرداب ہے
بیان سے تو مُنہ پھیرنا ہی آداب ہے

وہ پاے نگارین تھے جو موج گل
کفِ پاے رنگین تھے جون برگ گل

وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

## مسدس

لب الخضیب ہے کفک نور کا لقب
تلوو نکو روے مہر نہ پہونچے تعجب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کے سبب
تار نظر ہو خار نزاکت ہی یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور یہان ہوا
تلوؤن مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو

قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے

انسان کیا ملک کے جگر ہیں قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلنے میں ایسی چال کہ ہلچل جہان میں ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان میں ہو

فیروزی جوڑا زیب جسم پشت پر دو لاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری میں یکتا طائران پرند پہ سوار وہ تخت آکر اترا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے میں کیوں عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا میں شکارگاہ میں تھی جلدی میں جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکارگاہ میں ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نکر سکی یہ باتیں کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو میں بیٹھنے کو کرسی ملی سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام اُتروا دو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پاے سرما و ابریق دونوں بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا دھوئیں کا آسمان تیار ہوگیا اُسمیں شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شب تاریک میں جگنو پھر رہے ہیں شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہیں دُھنوئیں کا زمین و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختوں کی قسمت کا بگاڑ ہے وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا کندہ اُڑتا ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت ہو ملکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت کرکے بارگاہ ملکہ حیرت میں پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب دنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کارگزاروں کو حکم ہوا ہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے دیکھا ان ساحروں کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح برپا ہوا ایک دریاے قہار پر شور ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان سمن اندام گھڑیال مگر خوشحال اُس دریاے قہار میں اُچھلتے موج میں کلیل کرتے ہوے ظاہر ہوکر غوطے مارتے ہیں کبھی ڈوبتے ہیں کبھی اُبھرتے ہیں صاف ظاہر ہوتا ہو کہ تمام دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریاے آشکار گرداب سپر بدور ہر موج شمشیر پر جوہر سطح آب مقام کارزار ہر حباب چشم پرعتاب مچھلیاں تیر دلدوز پر لرزان جگر سوز باشندگان شہر نا پرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے اس دریاے

قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی قریب شہر ناپرسان
اگر دریا معدوم ہوا اگر گدن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل وزارت سر پر قطرہ ہاے آب انگلیون سے ٹپکتے ہوے
تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار اژدرہاے
آتشین پر اٹالہ بارگاہ زربفتی کا لدا ہوا سر پر بیچیا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی اے دوست
صادق اے محب واثق اے آبروے ساحران نامی اے دُر صدف بحر خوش کلامی اے مواج بن گرداب آدم خوار یہ
تمھارے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ نیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی مواج مسکرایا تخت سے
کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت وہوش لطمہ صد گوش دریانوش زوجہ اسکی حسین وخوبرو
مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ بط غوطہ زن مصاحب اسکے حباب خونریز ومرغاب فتنہ انگیز
ومرخاب کلنگ سوار ونہنگ آتشبار مواج بن گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن
گرداب نے جواب دیا اے صاحب ناز ونیاز امی ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا
کہ شہنشاہ نیلم کا ارادہ شکار کا تھا فوراً آبدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادہ کراؤن شہنشاہ کو بر وقت
تشریف آوری تکلیف ہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا
شہنشاہ نیلم بصد جاہ وحشم تخت جواہر نگار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بد کردار میمون وار
مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یا سامری وجمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاؤ زمین تھراتی تھی
ایک جانب نازنینان خوشرو وسمن عذار قمر پیکر نازک اندام زہرہ جبین طاؤس سان زرین بال سحر اُترین
شہنشاہ نیلم تخت سے اُتر اتفاقاً نیچے دمامے گڑگڑاے صنعت مع کل فوج کے بجاے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بہ شفقت ومحبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا مزاج
اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون شہنشاہ نیلم نے
کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا آبدولت کی محبت سے منھ موڑا صنعت نے کہا اے شہنشاہ
آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی ہر وقت فساد برپا ہی لاکھون آدمی ملازمان
شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے مسلمانون نے ایسے ایسے ایسے سردار قتل
ہوے جنکا عدیل ونظیر ممکن نہین ہی یہین نے اکثر اپنے سحر مین سب کو پھنسایا کوکب وشتضمیر نے مدد
بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین چن چن کے سردارون کو مارا میان باغبان قدرت
بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے سامان ہین کس کس خیر خواہ شہنشاہ کا نام لون

شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے سرزمین ہوشربا مقام جنگ و جدل ہے علمداری
مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر جواب دیا شہنشاہ ان سبکو قتل کیون نہین کرڈالتے مابدولت سے فرمائین ای
صنعت مجکو تو یہ دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلامون سے لڑوان مگر
اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا
اُسکے سحر کے حباب چھرے گولیان ہین موجہ دریاے سحر شمشیر آبدار ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے
شکر کر کے سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان ایسے نہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان
ہین اراکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے شریک ہین سلطنت وزارت فوج و لشکر ملک و مال جاہ و جلال سب کچھ اُنکے پاس
موجود ہے شہنشاہ نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکہ رعب مسلمانان جمگیا ہے نام سے مسلمان کے رنگ اُڑتا ہے اس
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھر دینگے ای صنعت
ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ پلاتین صاحب شوکت کو گرفتار کرا دیا سلطنت کو اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا
یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا مع چارسو سرداران زبردست اندر
بارگاہ حیرت کے آیا برائے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت
کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بیٹھو ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایہ چہارم تخت کے دنگل جوہر نگار
بچھوایا اُدھر شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے بارگاہ
ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہے شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت
کو سمجھاتا ہے نام مہرخ و بہار سنکر بہت جھلاتا ہے کہتا ہے بی بی حیرت جادو نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت
کو بہت ناگوار ہوتا ہے اب ہم شہنشاہ کا کنانہ مانینگے اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان
فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہے خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا
باہر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ دوڑے ہوئے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہے
اُنھون نے جواب دیا ہے بھائی صفدر و صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہے اس کر و فر سے آیا ہے ابلق چرخ اُسکا
جاہ و جلال دیکھکر تھرایا ہے برق نے کہا وہ بیجیا کیا ہے توسن نام ہے فقط تھان کا ٹرا ہے اُسپر بھی سواری
کا ٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحرہ بنا ہوا ہے ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا باہر نکلا خبر آمد
شہنشاہ توسن کی سُنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانہ
ظلمات سے بھی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہے کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہ رہا ہے ہمارے بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین ملکہ سالم ہم دونون بھائیون نے ملکر تیرے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹا دیا

تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے تباہے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھو ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہو ما بدولت کا بیان کرنا بیکار ہو اس عدالت و لیاقت سے شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوے اب انکو عیش و سرور سے کام ہو اور وزیر باتدبیر اسکا بدانجام ہے تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی کا اعتبار بقول شاعر نظم

نہ رنگ جم ہو اور نہ سکندر کا آئینہ
توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہو

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہو
جمشید کس جگہ ہو کہان اُسکا جام ہو

ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہو
عمر رواں ہو توسن چالاک غافلو

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپنے کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہو آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہو اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپکے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے حیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہو کبر و نخوت سے تاج کو سر پر کج کرتا ہو کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان شاہی و مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ توسن آئے یہ کہکر مع وزرا امرا مع شہنشاہ نیلم دمواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھینچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوا بر پیدل پہنے ہوے رسالے کے آگے رسالہ دار پشت پر سوار مرکب ؛ ور کابے اونچی بنے ہوے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان نبات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست کمیدان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تانین اڑاتے ہوے ٹھمریان غزلین گاتے ہوے غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

تبون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہو محبت جو بیٹھے چپ بھی
یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھپر اے زاہد
مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہے مجھکو بنا کے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامنِ شبِ ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

پکارے قبر کو پامال کر کے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سر فراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل لے عشق بے اثر جیسے
بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اُٹھاتا ہے غنچۂ قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرداگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم تخت جوہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب رفیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہونچی شہنشاہ نیلم بھائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اتارا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک بدبچارتے ہوے ہر ایک چوراہی پر پوریان تل اُبلے ہوی چنے دوڑ دوڑ کر رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائین دین وزیر امیر پشت پر حیرت و نیلم برابر برابر اس کروفر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو تاجدارون کا مجمع ہے سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہے بارگاہ حیرت معمور ہے برق یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپس مین آنکھین ملین اشارے ہوے مجمع سے الگ آے برق نے کہا کیون مرشدزادی تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہے اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین چالاک نے کہا اے برق فرزند گی نفس جسم مین روح گھبراتی ہے عجب طرح کی حیرت ہے فلک آمادۂ بدعت ہے اس مجمع مین ساحرون کے مریخ و بہار زربردار اسلنا مدار پہونچ سکینگی بارہ کوس پر روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہے تا قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور ہونگے یہان تو فردا فردا

تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ ہواب چلکر بیرون شہر نابرسان انبوہ خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دوکاندار بھی طلب ہوئے ہین در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی برای انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکہ عالم نے حکم دیا ہو اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان نہونے پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین حفا مین سین ایک خبر یہ بھی سُنی ہی زیر کوہ مرجان براے انتظام آمد مسلمانان فوجین جا کے اتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہوچکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمر بندی ہو فوراً خبر ہو جاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان کے آگے بڑھکر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپسمین صلاحین کرتے ہوئے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے کنائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو یہان سے بازار مین چلو مین نے اسوقت دوسری بازار جوہری فروشان مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اس مقام پر زیادہ ساحرون کا مجمع تھا ایک طرف سے استانی آتی تھین گھبرا کر ہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا لیکن ہم شکل استاد والا نژاد تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبلہ و کعبہ تھے قتل کا شعبدہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے اُنسے ملاقات ہو جاے چالاک نے کہا بھائیو الگ ہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچانی پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آے خدا اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوئے کوئی اشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا گیا مہتر قران نے رنگ روغن عیار بدل کر نکالا یا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی بتی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کہنہ پشت تلوار پُرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گر گئی ہی پھیلا نکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے دیکھا زیر گنبد لور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد آمد مسلمانان کی خبر سُنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہے دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس ہیچیا کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی اور

پھر فوج آرہی ہو دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہی اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا
اول بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین وخوبصورت سرخ سبز وزرد کپاسی
پگڑیان سرون پر لباس پر تکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک یک
چشمہ آفتاب کو آنکھ پہ رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہو کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران جلیل غوطہ خور انکے ہمراہ
ہین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین
دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہے ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہے ضیاے
الماس جگر مین جگہ کرتی ہی اگر دیکھ پائین رشک سے ہیرا کھالین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر
اشک خونی سے بہتر و برتر نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب
زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہی
شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ؛ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ؛ سبز سبز نگینے سبز بختانِ چمن پر طعن
کرتے ہین سبزہ و درختون کا اُنکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہی یہ نگینہ جسکے
ہاتھ مین ہوتا تاثیر دکھاتا ہی بلاے ارضی وسماوی سے بچاتا ہی ایک جانب صرافہ جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال
ہنڈیان سکرتی ہین حساب اصل وسود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین
ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے گورے لڑکے پاس
بیٹھے ہین شوخ وشنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے
ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھکیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی
خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب کو دکانین بزاز کی دکان کرشمہ وناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا
بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو سنگ خاندان ہین انکا عیب ڈھانکا
ہر دکان پر گھوڑے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دوکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے
بیشمار پھولدار اطلس باغ پُر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ
پڑ جاے ایک جانب گلفروش بسے ہوے ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل
بس جاے البیلے کا طرہ یہ ہے بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب دوکانین بھٹیارون کی تخت بلند پالین
دل پسند صورتین بھولی بھولی چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ
نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گڑگڑیان سنہری سرخ نیچے شان وشوکت سے

اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے چڑھ رہی ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوی
اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ؛ پیلے دم ہی کا تو فرق
ہے مردون وزندون مین ؛ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہی کسی کامل کا
ایک شعر یاد ہے شعر نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھکن کا پکا ہے ؛ بہشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دھڑکا
ہے ؛ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپسمین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب شیخ بدلیاقت وو دو کے
معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست وچالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ کوزہ سر جھکانا غل مچانا
انکو مبارک مطلع حضرت مصنف

| | | |
|---|---|---|
| تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ دکھراے تبہ | قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پر | اللہ کا کرم رہے رندونکے حال پر |
| | عاشق ہوے ہین ہمتو سہی جان کی محال پر | بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین |

نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقونکے
سر کا تاج جور وزر کے پینے والے ہین وہ تخت پر آبیٹھے ساقی سے ساقی ملگئے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال
ہوگئے غنچہ آرزو کھلگئے گنڈا انکا لکر پھینکا کہا جانی آج تو جو رکر دو بیر کی بلواؤ ایک دم لگواؤ نشہ کا اُتار ہی فصل
بارش کی بہار ہو سینے پر کیا اُبھار ہو دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونیلگین ہماری بھنگیڑن
حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی
یار جادو انی گھر بار جان ومال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم پڑا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا
گنڈا الواور چلم بھرو اُسنے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجۂ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر
نہ پلانا سالبھانکا ٹرا جما نازیر تخت ڈھاک کے بکل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اکلا چاہتے والا نشہ مین چور
ہاتھ بڑھا کر چلم لی بکل کی آگ چھوٹی چھوٹی جائی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر
لو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا ہے بھائی پیستے تو بھی دم لگانے نشہ جلا ہے اس نے حقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر
کہا بھائیو چرس کتنی ہو کھانسی کرون کھرہ کرون اُسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اُس بازار مین بڑے
ہنگامے ہین اِن معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن وخوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو
مگر عجب جلسے ہے ڈھولک بج رہی ہے شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلکر
کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ
ہوگا اُستاد مظہر دیدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار پڑی ہی بڑی یاد کر گئے آیا ہی بارہ بارہ پہر
پڑھا ہی ہمین چار دن کی یاد ہے شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہے اب اسوقت تمام میلہ جوش وخروش پر ہی
اٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہے راہ سے نکلنا دشوار ہو ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

اس جلسہ کا نتظم قمر ہے
ہو آئینہ وار لوگ حیران
میلہ ہے یہ اک نئے فشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
بانبوہا تھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کانٹے ہین نگہ سکے تو لتا ہے
مغلی کہین چاے بن رہی ہو
دم دیکھے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مارا کسی نے دیکھے غنڈا
بانکی ترچھی حسین وخوشرو
ہنس ہنس کے اُگال اک پہ پھینکا
ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہے
صورت ہین حسین اور جمیلہ
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے جنکے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہو حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہے لڈو سونٹھ کے ہین
کہنے ہین یہ شور غل مچاکر
ہو ڈولو نکی باجھونکے کھٹ پٹ

جو صورت مہرہ جلوہ گر ہے
مضمون کے گہر دہن سے اگلون
جسمین کہ سمان ہے سب چمن کا
پہنے ہوے سب لباس پرزر
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہے بیٹھا
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہو
چلمون پہ چرس کی بڑتے ہین دم
گاڑا نشہ کا اپنے جھنڈا
عیاش کمال کھیلی کھائی
دکھلایا کسی کو مرکے ٹھینگا:
کہتی ہین کسی سے کہکے یہ چال
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہو
جھبڑون مین دھرے ہین اُنکے کیلے
لہنگا پھڑکاکے پانون دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہو جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہے سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی لو آکے جھٹ پٹ

میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوشرو و گلبدن ہین
ترچھی رکھے کلاہ سر پر
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزود
اک سمت کو چانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہے
ہے کوئی مزہ گڑک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقنون کی ہائین
مشعل سے نہین ہے جسکی لو کم
دوکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوے زیور طلائی
چونا کسی یار کے لگایا:
بیڑا اب کھاے میرے لکھو لال
اک سمت ہین کبڑنین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین لیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین:
سقے بھی کٹورون کو بجاکر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کرلو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر

گہنا پھولون کا ہے معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے
یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن
عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوئے

صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہے اپنے اُستاد کو ڈھونڈھین یہ منظور ہے ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہے ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہے ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے بڑھا دیکھا

**نظم مصنف**

ہے لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہے
جی چاہتا ہے کہ گھر بنائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بابان کسی جا گمک رہا ہے
طنبورے کی ہے کہین پہ نوبت
گاتی ہے کوئی غزل قمر کی
تھیٹر کا کوئی جما ہے رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہے واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گندہین
اک سمت ہین رنڈیونکی ڈیرے
سارنگی کا سُر چمک رہا ہے
خالی کوئی گنگنا رہی ہے
اور کوئی ہے منتظر سحر کی
بجتا ہے کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہے
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہے قمر کے دم کا جلوا
عیاشش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہے کہین ستار کی گت
ہر ساز سے اک ملا رہی ہے

**غزل مصنف قمر**

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
قصے گل و بلبل کے کل ہین نئے کہے اُنسے
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
اے دام کشود کچھ صیاد اسے کہتے ہین
ہاتون ہین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
قول اہل سخن کا ہے اُستاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے ناز نینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتیون مین ڈوبی ہوئین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہے بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گا کے نمکینی دکھائے ہم تو بدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اُٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانیکی سرتاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا جناب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین بتانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے دہن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تمنا ہے آپکے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پر آئے جلسہ مین شہنشاہ افراسیاب بڑے مزے اُٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہے میلہ کا ہے کو جھمیلہ ہے میان داروغہ ارباب نشاط نے کل سے

صرف ایک مرتبہ دو خوان کھانے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بہلیان اپنا صرف ہو رہا ہے یہ سنکر رسالدار صاحب بھول گئے ساری شہسواری بھول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہمپر احسان ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون نے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ نہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کر کے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہوگیا مسکرا کر گنگنائین یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ وزاری ہوگئی
کچھ ہماری دہوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھونسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر وہی فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کل جو غش کھاکر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو انکی شرمساری ہوگئی

ناز دل کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان ہم
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہو دشمن جب تڑپتا ہو جلال
اُسکی بیتابی ہو کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
ادھر آنے مین وہ بیجائین طبیعت میری

جان دے کر یہی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ تجھ سے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری

بار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آ لگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہے
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے — وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری
منہ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجکو — کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری
یار کو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جلال — کچھ بتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا بتاتے ہین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشۂ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاے نگار ہین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارہ آفت کا مارا اس جلسہ مین آپھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُس نے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین پچاس اُٹھاتے ہین آج جلسے کے خرچ کے واسطے سو دو سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیچکے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا داب بین سے نکالکر تلوار دیدین نائکہ نے چھکی لی مٹھی روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر جوتر جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کہ کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے ہنسی دلگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے ساز کر کرکے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا تر چھا ملا مسکرا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکھن سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو چیزین سنیے اس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا چکے ہین ساتھ کے یارون سے کہ رہے ہین بھائی یاران ہم ہمیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین گھر پر روز خانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین سازہ کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہر مقام سے ہے جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہے اُس مین نوجوان نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین

بجتا ہے رباب اور مرچنگ — دارے کا جما ہوا ہے اک رنگ — کچھ بیٹھے ہین اُس مین کلغی والے
گرتے وارے ہین کچھ نرالے — کچھ وارا بجاکے گا رہے ہین — کچھ جھوم کے تان اڑا رہے ہین

گاتے ہین خیال یہ سحر کا — جلوہ جسمین ہے سب قمر کا

خیال تلازمۂ بسنت شاعر بینظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب المتخلص بہ سحر جوگ پہلا

بسنت آیا ہے شور ہر سو ہے بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہے آتش چنار سب جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہے رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہے تماشا کہ زردی آئی ہے یاسمن مین
ہے بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہے بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہے چٹک ہے غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہے خبر بہار کی لاکر نسیم نے
صیاد کو ڈرایا ہے امید و بیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہے پانی ہر ایک تھالی کے بیچ لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

مثال یرقان ہے چشم نرگس ابھی ہے البیلی بانکے پن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہے گلون پہ حسرت ہے انجمن مین
اشارے چنپا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہے جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہے جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا نہ من مین
بہار گیندے کی آج کل ہے بسنت آیا ہے ہر چمن مین

قطعہ

اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد ہے اکڑ رہا ہے وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہے حلب مین تاتارین ختن مین
ہر ایک دشت و جبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہے یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین

یہ زعفرانی ہے فرش مخمل گلون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین پہ ہے شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہے ہرسخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہو دہن مین

قطعہ

دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہے
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہے
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہے
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہے

نہین ہے کھوٹا کھرا ہے ہر گل ہر اک ثابت قدم چمن مین

## چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسا لگر کا بھی زعفرانی لباس نو عمدہ ہے بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہے ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہے بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر بہار ہوگی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہے لکھنؤ کا ہمین مین چین ہے طلب جستن مین

قطعہ

چھڑ جا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب لپیٹیگے پہلوئے گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کسی کا ل نے یہ رنگ جمایا ہو کیا کیا خیال ہین غزل کا بھی لطف ہو ٹھمری کا مزہ ہو مصنف نے کیا کام کیا ہے بڑا خون جگر کھایا ہو کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہے صبح تک یہان سحر کے خیال نہین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے خواجہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی لب نے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک جانب تو بڑے جگمگھٹے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہو ہا ہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہو کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہو ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہوا اول صاحبان آبرو پیردان حضرت خضر والیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بکوش و خروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اجلے

جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست وشو خوشنحو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑگئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جونہین سمجھتے ہین وہ اُسکو پاکھنڈ بتاتے ہین اگر ٹھہر کرسُنین صاحب فراست سردھنین شنوایان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہے یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی اینٹین بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب ستے کھاردے کی لنگیان دُہری مرزائی پگڑیان سرون پر نری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف شفاف پاجامے نین سکھ کے بگر میلے ایک پائنچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گلکھیان کھائے ہوئے ستنھٹے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین کھنڈ

| | | |
|---|---|---|
| دھوبی سقونکے ہین مقابل<br>سر سے وہ منڈاسے ہین اُتارے | سب کھنڈ کے گانے پر ہین اٹل<br>گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا | اُجلے جلیے ہین دھوبی سارے<br>دیتے ہین جواب دھوبی چھیلا |

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب متخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا ؎

ایک کامل انہین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارے
صبا نے کیے جو چمن مین اشارے

بند

اب عاشق کے دل مین بہت بیقرارے
تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیونکا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نارا مارا — نعرہ

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہین گل جو پھولے سماتے
اکڑ کر ہین شمشاد جوبن دکھاتے

تو مرغان گلشن ہین اترا تے آتے
خبر لاکے پیک چمن ہین سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارو

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے
گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
مئے لالہ گون با دل پر صفا ہے
بھرے جام ساقی یہی کہ رہا ہے

کہ پہلے شراب تو کچھ ہو خمارے
اے او میرے میان

تو میرا ہے دلدار
مین تیرا جبین کا یار
پیارے جلدی آ کر
عاشق کے گلے لگ جاؤ

## جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا
کہ وہ ماہر و میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا
کہ آتے ہی مجھکو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہے
او میرے میان

تو میرا ہے پیارا
مین نے تجھپر جی اپنا وارا
دل تیرے نذر کیا
حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہے ستے دھوبیون کی جان کو کلپ ہو رہے ہین پڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب کندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب نوبیح مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اُدھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم بہشتیون کو سوندن مین ڈالینگے ڈول مشک چھوڑکر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پر بنیگی ہمارے انکے خوب جھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے آنکے تکرار لب ساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر پھر کر تلاش عمرو کی ابتک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہے مرچڑھے جانون ہاتھو مین سر پر چڑے لگے ہوئے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گرز مار دو ضربین لگا کر پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھنجھنے ہاتھو مین سلگتین لگا رہے ہین جہان اڑے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستے شاہی فقیر بے پرواہی ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور
جگ جگ جئے جیسے لالڑی بڑھتی ہر دم جائیے
آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی بلکہ ہر برس نو
شاد ہو روح سامعی کہتے ستر ہو شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہے گل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیا نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہائے چینی دکانون کے اُنکے جام سے بہتر جا بجا جلسون مین نازنینان حور پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے

اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہائے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہی غنچۂ آرزوی عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہی دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آپ کھینچے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر ہو

## خاموشی حیرت کا جوش

## تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ ہین یہ نظم بھرتی نہین ہے نہایت پاک و صاف ہے بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند
دُکانین نظر آتی ہین کانِ حسن
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے
سب اشیا و اجناس نایاب ہین
ہراک شے جواہر کی تولون بکی
کسی جنس کا نقد سامان ہو مول
کسی سمت بزازہ آراستہ
دوکانین ہین اُنکی جواہر کی کان
ندیکھے تھے یہ شیشۂ پُر بہار
کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان
صفا خیز سب آئینے نور کے
فلک عکس سے جسکے ہو جلے سبز
کہین ہین وہ ہمشکل حلوا فروش
دکھاتی ہے شیرین ادائی کا لطف
بھرے خرے کتنے نزاکت سرشت
وہ شیرین لبون مین نہ پایا مزہ
چنی ہین وہان نعمتین بیشمار
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب
کہین پھول والون کا بازار ہے

دُکانین ہین ایسی کہان دلپسند
سجاوٹ دکانون کی ایسی پری
کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے
کبھی تھین نہ ایسی خریداریان
ہراک چیز یوسف کے مولون بکی
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہو دل
کسی سمت صرافہ پیراستہ
دکانین کہین شیشہ آلات کی
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
ضیا بار ایسے مصفا کنول
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
سمجھیے جنھین من و سلوا فروش
جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
لگائے ہوئے ہین کہین مطبخی
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
وہان کی ہوا تک بھی گلبار ہے

جو بازار ہین یوسفان حسن
کہ سو جان سے ہونگہ مشتری
گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
نہ ہر جنس کی گرم بازاریان
کسی مال کا مایۂ جان ہے مول
سمجھتا ہو مفلس غنیمت ہو دل
کہین جوہری ہین لگائے دُکان
جہان رنگ شوخی خیالات کی
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
کہین جلوہ آرائے مینائے سبز
نہائے جو میلے کا گل پیرہن
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
جو قند مکرر مین آیا مزہ
دکانین طبقہائے نعمات کی
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
کہ بے چین کر دیتی ہے جنکی بو
نرالی ہے شبو نیا موتیا

عجائب ہے جو ہے عجب موگرا
دکانیں کہیں دور تک عطر کی
کسی عطر میں سنبل تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
چلے ہوئے مثل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیوں کا اسی جا ہجوم
وہ شوخ و پری رو وہیں جلوہ گر
دھوئیں اس جوان کی اڑاتی ہے وہ

چنبیلی کی کثرت ہے میلے کا جوش
بساتی ہے کپڑے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہے
وہ خود قفل کر اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت میں واں ہے سماں نور کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

وہیں پر زیادہ ہے میلے کا جوش
کسی عطر میں ہے گل تر کی بو
کسی بو پہ عاشق نسیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہے اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف میں لال ہے
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
کھنچا ہے وہاں سائبان نور کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہے وہ

عیاران جانباز سر جلسہ میں جاتے ہیں جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش ہے قیامت مصیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش میں چھان ڈالا ابھی تک کہیں پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارے چرخ نیلی فام پر جھلملائے فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم میں جماؤں شان و شوکت و جلالت دکھاؤں لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش طلسم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعہ مغرب میں جاکر محصور رہا داخلہ فوج ضیا کے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ عالم پرنور ہوا

نظم مصنف

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز
برآمد ہوا مہر با عز و شان
چمکنے لگے ذرہ ہائے زمین
ہوا خندہ کامل ہوا روے روز
منور ہوا صاف چرخ برین
طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ میں آئے دیکھا لشکر میں خوب کمر بندی ہے اپنے افسروں کے ساتھ خیموں میں بارگاہوں میں جمع ہیں اشاروں کے مشتاق ہیں جرأت و شوکت میں طاق ہیں عیار بارگاہ مہرخ میں آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیوں پر شاہ و شہریار زادیاں بصد کر و فر دریاے سلاح جنگ میں غوطہ مارے ہوئے آمادہ جانبازی مصروف ذکر حالات اسد غازی عیار دعا و ثناے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن و اے تہور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آج شہر ناپرسان میں رہے جو کچھ کہ آنکھوں سے دیکھا کیا عرض کریں از شہر ناپرسان تا کوہ نیعد فوجوں کے جمگھٹے ہیں سرداران افراسیاب مع فوجہاے جنگی آگئے ہیں پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہے ہر ایک بجیا آمادہ حرب و پیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا ہمیں مرنا جان دینا ہے مردانوں کے نزدیک ایک در کمر و در برابر ہیں اے عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہیں ملے یا نہیں

چالاک نے کہا ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ فکر سے غافل نہونگے خدا
اُنکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ
پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہو زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیردار سدنا مدار پڑے ہونگے ملکہ مہرخ نے کہا
آج کی شب شب قیامت ہی چند سردار وسط سما پر جا کر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے جب افراسیاب ہمارے آقاے
نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے کچھ نہین کہتے جو منظور خدا ے کارساز کو مگر یار افسوس صد ہزار
افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہی کوئی تدبیر معقول نہوئی ہاے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا
بڑا ستم ہوا اگر وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہی جان دینا ہمپر فرض ہی یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پروردۂ مہد ناز ونعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی
دھڑکون مین اُسکی جان جاویگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین افراسیاب بچیگا اُسکا ملکہ
مہرخ نے کہا صاحبو وہ بچیا عیش پسند نشہ سلطنت مین چور اپنے سحر وساحری پر مغرور اُس ہو کو نہ کسی کے جینے کی
خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہی دل کے خال سے پروردگار رہا ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھا ئین
زمین شق ہو سما جائین ہان نے اسکی کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا اُنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت
نے کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ سال شروع ہوا
ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر ٭ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر ٭ صاحبو
ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُنپر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے
نہ اترنے پایا جبسے دن سے صحراے حیرت کی سلطنت ملی دل مین مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی
لکاتہ فاحشہ صندل جادوگو بچی کا نگہبان کیا مجھے دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر
لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے ہر طرف جھک سکتی ہی مین جب جا کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے
کلبہ احزان کو نور جمال سے منور کر دھیل کو ذہن پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات
سے آراستہ کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر پھر جاتی تھی
بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی کا کیا ذکر ون نانی اماں کہکر
لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے تھے چھپا کر رکھتی تھی مین کہتی تھی
بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی اماں تم بغیر ہمارے حلق سے نہ اُترا ہم تم ساتھ کھائین
جب مین گئی بے کھانا کھلاے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان پاؤن چیتھڑے پاؤن مین باندھکر
جنگل وصحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال رمیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ

فلک اشتباہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی باغبان قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ مہرخ
موے کاکل کشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا اے مادر مہربان آپ کا رونا
ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جاکر جان دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت
و توانائی قلب و جگر اے نور نظر اب تمھارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر دینا پھر تمکو اختیار ہے
ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سمجھین کہ یہان خاتمہ ہو چکا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے
مر جائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر ممکن ہوا جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم کشتگان حسرت و یاس کا حال بہ تفصیل سُنانا بقیہ عمر
خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوش ربا
مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورہ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے روحون کو شاد کیجیے
شکیل قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپنے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت کی خدا اُس روز
غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روے سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی جاؤن اس گلشن بیخزان کے
بربادی کی خبر سُناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے
پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر تمھارے دیدار سے روح کو راحت آنکھون کو بصارت حاصل ہوتی ہے
تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاءاللہ چلکر قیامتین
برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُس کے
خراج گزار و نمک حرام ساتھ دینگے سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے
یہ دو بیحیا نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کر کے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاءاللہ بہ حول و قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد کرینگے جبتک ہم
مجبور ہین کہ جبتک طلسم کشا اندرون گنبد نور رہے ہر جانباز مجبور ہے گنبد نور سے باہر تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا
زنجیر دار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہوگا نشان
نمکخوار کا یہی کام ہے ایکدن مرنا ضرور ہے اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہے اِن کلمات جرات آیات
ملکہ مہرخ سے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے ہمراہ ہے
ہمکو کیا پرواہ ہے دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط مسدود ایک ایک متنفس
جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل کر کے الگ الگ شہر پرسان مین آئے میلہ
جلسہ دمبدم ترقی پر ہے چالاک برق نے اپنے کو بشکل ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا

دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی علامت آمد شہنشاہ ظاہر ہے اٹھا سو تاجدار اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر پری جاے برق اور چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے ظاہر ہوے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یاقوت احمر کا پہاڑ ہے یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہے کہ بہرام فلک سُرخ پوش ہے قہر و غضب کا جوش ہے ایک سمت لکۂ ابر زعفرانی پر بہار ہے یا شگفتہ چمن زعفران زار ہے ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ و شنگ کہین لکۂ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکۂ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے اُنکو آراستہ کیا ہے مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سُرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہے کہ دونون بادشاہ برلے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر والکا ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہے کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سرداروں سے مملو گرداگرد شاہان خوشر و چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر خود سر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر چوبدار لیسادل ناظر ساتھ ابرون مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیبا بر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبا ے فلمکار زیب جسم خود سر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے اگے دنو رتن لماس کے دریاے جواہر مین غوطہ زن ابرون پر بل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقہ سحر و فسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام یہ بد انجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جماؤ لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا خل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہے کچکلاہی کھاتا ہے اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہے کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ ہوسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے بشفقت پشت پر اُنکی ہاتھ رکھا ایک ایک کلمۂ محبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہے اُسپر متمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ پکڑے ہوے چوبدار کی شکل بر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی

جادو

حسین و جمیل جمع ہین پرے ان سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ بلغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہے اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم کم دو آویزے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین اشعار

| | |
|---|---|
| چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین | سیکڑون انکھ مڑلو نہین ہین یہی پیاری آنکھین |
| چمن انجمن و تخلیہ و خلوت مین | ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین |
| باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون | چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین |
| مارا اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے | دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین |

مسدس

| | |
|---|---|
| قامت وہ ہے کہ جسپے قیامت ہو پائمال | سرو بہشت لکھون تو ہے راستی کمال |
| تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال | شاخین سخن مین نکلین جو طوبی سے دون مثال |

فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

| | |
|---|---|
| رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے | انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے |
| آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے | محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے |

چلتے ہین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

| | |
|---|---|
| رفتار سے ہو لغزش مستانہ آشکار | آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار |
| تلوون سے پستے دل عاشق ہین بار بار | ٹھوکر لگا کے مردون کو کرتے ہین ہوشیار |

چشکی مین پانچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندون کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھکر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہین لیتی کسی کے چٹکی لی کسی کا منھ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے اُس جمال بیمثال کو دیکھکر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر مین کہ کسی طرح اُس مہ جبین کو قبضہ مین کرون یا تنہا ملجائے تو گود مین اُٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و نوسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ

ہو کر پوچھا ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات زبانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش
اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا
بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمائیے کہ یہ
کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا ای برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام
نمکحرام بدانجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ ما بدولت رحمدلی کو کام فرماتے ہین
وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین مٹا دونگا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ حیرت
صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ
حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین شامل ہوا ما بدولت کا کیا نقصان ہو کل سب کو
قتل کر کے اُن سب کو گرفتار کر لاؤنگا اول یقین کامل ہے کہ بعد قتل طلسم کشا رو مال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے
خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے نیر اقبال کا زوال ہوا ما بدولت سے
بچکر کہان جائینگے یہ سُنکر نیلم نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیر خواہ ہین طلسم ہوش ربا کے
پشت پناہ ہین لطف بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون اُنکا دشمن ہے جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی
حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیر خواہ کو حکم محکم ملے کہ جا کر ایک
پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم مولاج گرداب آدم خوار کو اشارہ
کر دون اس جوش و خروش مین جلے کہ چشم زدن مین سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین
ڈوبین کہ قیامت تک نہ اُبھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو کوکب
روشنضمیر پر ہے وہ کیا خود سر ہے ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کہئیے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہی کہ آدھی سُنکر
مصالحہ کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک گئین قران
نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک
ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے اُترین براے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین
ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی افراسیاب نے مسکرا کر اُس حور طلعت سے
کہا ملکہ ماران آؤ ہم تمہارے مشتاق تھے تمہاری سرحد مین کہو خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال
ہے اُس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا اسرار جادو آج ایک لطیفہ کو سُن لو دو گھنٹہ ٹھہر و پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے

شب وہین بسر کرین گے صبح کو آکر طلسم کشا کے خون ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زرین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زرین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو و ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی ہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اُسکو گرفتار کرکے نامہ پاجاے اب نابدولت حیران ہین کہ کسنے اُنکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے ہمین نے عمرو کو قتل کیا جس کو دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے کہ اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کئی مسلمان قتل ہو چکے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ اِن سب کا پشت پناہ تھا مکارونکا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین سار بان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک بیجا آمادۂ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بیچ جامہاے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہی ہین نادر کرشمے دکھا رہی ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب با جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان با رنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانۂ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوے زہرہ بلبل رنگ بیان بھی شرم سے خاک مین پنہان ہوے ماہ تابان شال عزا بردوش ثابت و سیارگان فلک کو غم و ہم کا جوش

نظم مصنف

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش
کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
مصیبت مین تھے سب وہ راحت پسند
کہین سرخ مو بال کھولے ہوے
مشوش نہایت بہ درد و الم
تلاطم مین سردار لشکر تمام

یکایک عیان شام غربت ہوئی
گریبان مہتاب تھا چاک چاک
اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار
کوئی مثل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے مگر نام کر جائینگے
شکیب دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن مین ہے افسردہ دل
شکر اسلام مین عجب ہنگامہ ہے برپا

دینے پر آمادہ جس لشکر مین شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریان ہوتی تھین آج شام سے دکانین بند دکاندار دردمند بازار مین متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدارون کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہین کسی کا کوئی خریدار نہین مع اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تا جران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج مین دوکاندار رونقکے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازارونکے نشان رنج و مصیبت آشکار با آہ دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا سے اڑتے ہین یا سر پیٹنے کو بال کھولے ہین جابجا اندھیرا ہی فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ مین ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ سرنگون بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے کہا یارو یہین بیٹھے بیٹھے شب بسر کروگے رو روکے سحر کردوگے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اُس مجمع سے ہمارا یہان تک آنا دشوار ہی جو کچھ ہو سکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت مین وہ بیچارے واے بر حال کیا کیا کام کرین خبر ہو بھائین کہ عیاری مین مصروف ہون اب یارو تم لوگ بھی اپنی فکر کرو کہ بروقت اُترنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے مین کرکے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت و حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا ملکہ سرخ مو کاکلکشا صاحب جرأت وصف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بیعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سرفروش بادہ جرأت سے مدہوش اس مرحلے پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھین ہم بارہ سردار مثل ستارون کے آسمان مین ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادہ مرگ ہوکر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے قبضہ مین کر لینگے اگر انکو پا گئے اور وہ ہمارے قبضہ قدرت مین آ گئے نکل آنیکی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش بر آواز رہین جب ہم مرنیوالون کے نعرون کی آواز سنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازہ شہر ناپرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار ہی جا مع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہی ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پرپرواز پیدا کرکے بشکل عقاب بنا پر مارتا ہوا بر سر شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کر پھینکا اندھیرا چھا گیا اُس تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اُداس عالم یاس اُڑ کر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ سرخ مو کاکلکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اُڑ کر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح روان لشکر بر سر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر مہتر قران نامدار دربار افراسیاب مین جس نازنین کا ادل ذکر کیا ہے اُسکے جمال پر فریفتہ ہوکر نظارہ بازی کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہی مگر اُس مہ جبین کی محبت مین حالت

تباہ ہوئیگا یک افراسیاب طرف ملکہ ماران زرین کمن کے متوجہ ہوا کہا ای ماہ آسمان حسن وجمال ای بدر درخشان فلک جاہ
وجلال اب تمکو ہم سامری جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے کہ آجکی شب آرام
کرنیکی نہین ہو اپنی سرحد کی گردآوری وجب لازم ہو ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی خدمتین نہ آنے دینا بوقت سحر مع
اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا ماہ دولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لے کر باغ سیب مین جاتے ہین
حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک دو غزلین سنکے جائینگی ابھی تو سر شام ہو سرحد پر ابھی کیا کام ہو
افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہو مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل
تاجداران جلیل بہی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو ماہ دولت کے گوش
ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہونمین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین ای ملکہ حیرت
تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا وزراء امراسب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہو یہ سمجھا کر افراسیاب جادو
تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زرین کمن
انتہا کی جمیل و حسین ہو حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ
ماران زرین کمن کو بہی رخصت کرین ہم جا کر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہو مگر
صاحبو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہو ماران سے اپنے حالات کہے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہو کہتی ہے
اے ماران زرین کمن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہے دیکھیے اژدر شب کو ڈنگتا ہو ہر چند کہ عمر قتل ہوا مگر اسکے
شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر انکے ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بسم اللہ طائفہ سے ایک
غزل سن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

## غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہے — اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنے کو ہے
بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہے — ہوش ہو جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہے
مانگ لیتا بوسۂ لب یار سے مین وصل مین — ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہے
دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین — یہ بھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہے

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اٹھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے
چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکلی کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی قران نے حسب نازنین کو تاکا تھا اسی نے ماران کو
سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہو کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے آداب کیا کہ ماران نے ہاتھ اس
نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اُس نے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین
کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہ گیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا

لو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کر لو قران نے کہا اے فرزند
یہ ساحرہ جو اران نام آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہے اُسکی چتون پر اُستاد کا دھوکا ہوتا تھا
مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا یہی تین پہر درمیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان
امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبار رفتار پھرتی ہوئی سامنے
سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام ہین
قران و چالاک انکے نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو بغدا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا
اندھیرا ہوا قران نے اُسی تاریکی مین صرصر اور صبار کو گود مین اُٹھالیا ویرانے کی جانب بھاگا کہا اُستانی
اگر غل مچاؤگی گردن دبا دونگا پھر ٹک کر رہجاؤگی دونون کو سکتہ ہوگیا شیر کے قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج
کالیا جو غیظ و خروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات ہے خاموش ہو کر رہ گئین قران دونون کو لیکر
ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ
دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جسکے بن پڑے جا کر کرو مین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک
رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر و برق بصورت صبار رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک
سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکۂ عالم کیا کرتی ہین
سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار کر کے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف
پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہے ایک گلدستہ
سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو مین رکھ لیا ہے چالاک نے بشکل صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال
کی دعائین دین پوچھا واری یہ گلدستہ کیسا ہے حیرت نے کہا اے صرصر صبح کو بروقت قتال صد مسلمان آکر اپنی جان
دینگے اسوقت مونھ بلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار موجود یا سامری کہکر پھینک دینے کی دیر ہے دس بیس ہزار کو
یہ سحر جلا دیگا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپکے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کہکر پھینکدے اور آپکے لشکر کا نام لے
حیرت نے کہا اے صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے کے لائق نہین ہے یہ گلدستہ قیامت آئین ہے مگر تجھسے
کیا پردہ ہے حقیقت مین اگر تو اُٹھا کر پھینکدے عرصۂ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون
کو جلا دین منظور یہ ہے کہ جسوقت لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہو جاے
گلشن مراد دشمنون کا خزان ہو بہار کا بھی برا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر بھول جائین ہواے گرم کے
جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا واری شام سے جو اوس مین لونڈی بھری نشہ
اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے لونڈی کو شب بھر کاہش ہے چاہتی ہون یہ نگوڑے عیار آنے نہ پائین رات کو

سبب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل نمک حرامون کا خاتمہ ہو گا مین نے خبر سنی ہے ملکہ بہار رومال سے
ہاتھ باندھکر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی
بوا حیرت کی کائین کائین کی خفا نہ ہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس
پیغام آیا تھا انکو مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا نہو کہ سزا دے جسمین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑی مارین
مین لاکر انکو آپکے قدمون پر گرادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار کے ملنے کا سنکر مثل گل
شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار مین کرنے کو کہتی ہے چالاک نے کہا حضور عمرو جکا
صبح کو طلسم کشا قتل ہو گا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور ہاتھ جوڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہے سب کو
عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا لو صرصر پیو
تم رات ہی کو جا کر بہار کو بلا لاؤ عرض کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام
بھر کہا حضور بھی نوش کرین حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے
حیرت پر مرتا ہے تنہائی مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اُڑھایا اب
باطمینان تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سب زیور رکھا اُسکا
اتار کر اپنے زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ یاقوت جادو
وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب نہین ہے گلدستہ سحر ہمنے تیار
کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اشب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانون کا سامنا ہو تو آگ برسادون مین تخت پر
سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑکر قریب گنبد نور چلو وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو
سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی
کو بٹھا لیا اُسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر
گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب افراسیاب اسد غازی کو نکالنے اسی تخت پر بٹھا لونگا جو بن پڑے گا
کرونگا چالاک تو بشکل حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کر سکیگا برق فرنگی
بصورت صبا رفتار بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشدزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا
جامے خانہ مین جلوہ فرما ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو
نے ایک ٹھٹا تصویرون کا کھینچا ہے اُسپر کچھ بہند سے نبار ہے مصور نے سر اٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت
کہان آئین عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک
پتھر مارا پاؤن اُسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور طلایہ پر چلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے

کہا وقت بیوقت کے واسطے بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے اُنکے سر قلم کرونگا اتنے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑینگے سر موفرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے کہا یہی نقشہ ہے بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈال دیا اسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب جلو اب بیٹھنے کا وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تمہین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیر زادیان گرد اگرد اس شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوش خوش تخت اُڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر مہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہے ابریق نے خبر سنکر فوراً بلوا لیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا اے وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہے ایک راز بھی کہدیا ہے تنہائی مین یہ دریافت کر لینا اس راز پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر مشقت ہے ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے راز مین کیا ارشاد کیا ہے تو نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہے قران نے کہا برق بار جادو میرا نام ہے کل ممالک کی خبر گیری ہمارا کام ہے سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پہ پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا مین برد بار جادو صاف تو یہ ہے کہ بوقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا صبح کو بہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگی اسوقت بیٹھکر سنگدلی دکھائینگی یہ سحر سخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت نجائینگے پہر کامل پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک ماریگا لینا لینا کہکے للکاریگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کرون دامن آرزو آپ کا گل مراد سے بھردون ابریق نے منقل آتش لا کر رکھی قران نے گرہ کر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت ملاحظہ فرمائیے ابریق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابریق بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے ملازمون کو حکم دیا اُڑا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرما برف انداز کو جا کر بعد بکر دہن نمر غام شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو شکل خدمتگار اپنے پاس بٹھا لیا ملازمون سے تخت بلند کرا کے چلے اب

مخفی خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق شکل مصور بدستور قران بطور ابریق کوہ شگاف
ضرغام مطلع پر سوار رفیق جانسوز شل خدمتگار تختون پر سحر کے سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ
گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہین کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کیجاتے ہین
کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ پرفن ملکہ یاران زرین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین یاران نے کہا
اے ماہ آسمان عیاری واے نیر برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان ہمارے
باغ مین نقب ہے اُسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جا بجا ساحران غدار رہین انتہا کے مکار ہین
فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے ملکہ اسرار جادو نامی امان شب کو
ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی تو انکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم
زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتین کرتی ہوئی اپنے ہی ہمراہ حسن باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے
یاران خواجہ کو لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اُسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر
نقب ہے اسی سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختۂ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا باشارۂ یاران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے یاران زرین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے یاران نقب مین گری قلابۂ آتشین جلالت آئین منھ سے چھوڑتی ہوئی
چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندر اندر تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول لا روشن ایک ساحر بعبد کفر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہے آواز دی کون آتا ہے خواجہ نے آواز دی منم ملکہ اسرار جادو اے ہوشیار خوشخو آج
شب قتل طلسم کشا ہے قیامت کا سامنا ہے خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم
زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو باادب سلام کیا یاران زرین کن بھی بشکل اصلی بنی
ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین
عمرو نے بہ تعجیل تمام جام شراب اٹھایا گھاتی سے پڑیا دارو بیہوشی کی ملا کر پہلے آپ منھ سے لگایا کہا لو ہوشیار
تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہے یہ شب شب قیامت ہے اوراد سامری
مین صاف تحریر ہے کہ اس راستہ سے ساربان زادہ ضرور آئیگا ایسا نہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا اے فرزند یہ وہ
مقام ہے کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس مقام پر کیا آسکتا ہے بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب
کو اس نقب کے ڈر سے سکتا ہے تحریر سامری کا کیا اعتبار اُس نے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوشربا
فتح ہو جائیگا سراسر عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہو گی طلسم کاہے سے فتح ہو گا

لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سر کنگرہ باغ سیب پر مگر ہان یہ مثل ٹھیک۔ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت۔ جب تم نہ ہوگے ہمین کیا ضرورت ہی شراب کباب ہشاد ہمین تا بہ گنبد نور جاتا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین رہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکۂ عالم آپکے فرمانے کی بات ہی کہ ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ اے ہوشیار خبردار رہنا عمرو اگر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر تھر تھر کانپ رہی ہی کہ خداوند دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ گلرخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہے کہ اپنی کہے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی ہورہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اور مرے یہ کہکے ہوشیار کا کان پکڑ لیا کہا نگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپے ہونگی دیکھین پھر دے سامری جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے نہ جاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤن گی ہوشیار گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر اٹھی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش او ظالم مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پہ تھا نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اوزہر جسکا نخل بدعت نام ہے عمرو وہان کا تمام اسباب ٹھاٹھ اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنے ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہے عین بارہ دری کے سامنے ایک درخت نصب ہے اسکا نخل بدعت لقب ہے یعنے یہان سے آگے بڑھ کر ایک جادوگر بدانجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوشربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا یا ایسے ملعون نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائیگا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کر ڈالیگا جانتا ہی کہ اسرار نام صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہم کو تمکو بھی آگے

زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے
حالات پر نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا اے رشک چمن ای ماران زرین کن وہ مسبب الاسباب ہے جان دیکر یہان
آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار ہمسے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارہ جگر نور نظر اسد دلاور قتل ہوتا ہی اُسکی مصیبت پر
دل روتا ہی بسم اللہ تفسیر پر نہ کرو اب مجکو لیچلو آئندہ کیا ہوگا یہ سوچو بموجب مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ؎ ماران زرین کن
مجبور ناچار مضطر بحیر بشکل اژدر بنکر تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زرین کن کے سوار ہوا اسی طرح نقب مین چلی
دو کلمہ افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشنو ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب شرح
وبسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب
جانبین کا بڑا خیال رہتا ہی یہی امر بہت دشوار ہی ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہی افراسیاب بادشاہ ہوتین باصفا شوکت و
شان عمرو عیار مسلمان نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا رہا ہو جائے ابتدائے
تحریر حقیر سے تا انجام ہر کسی کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال
رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا
نہال ہو جائیگا و حاکم مطبع اودھ اخبار قدر دان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی عنایت بیجا
نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہی مگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہے چند اشعار ساقی نامہ
دماغ قمر عرش اعلیٰ پہ ہو
شراب مضامین سے سرمست ہون
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج
چلا اے توسن کلک جادو نگار

کہان ہے تو اے ساقی خوبرو
شور معطر پلا جام مے
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

پلادے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا اُلٹتا ہون آج
گہرہائے مضمون اُگلتا ہون مین

چہرۂ عبارت آرای باغبانان
حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن فسونگری گلہائے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین زیب دیکر غنچۂ انجمن ناظرین
مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمرو شب کو اژدر پر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر
افراسیاب خانہ خراب بعد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لیکر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی
مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو ہی لیکن اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہے کہ
افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہی اگر یہ مضمون ماران زرین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر
نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہی فوراً آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملادے گا

خوب جانتی ہی کہ اُس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اُس ملعون پر افتاد پڑے
اور یہان شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردہ بارہ دری کے اُٹھا دیے ہین اُس نخل
سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین کیا جملہ چھیڑون کہ یہ کتاب
دیکھنے نہ پاوے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے دل مین خیال کیا ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو
مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ باران زرین کس باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہی اسرار جادو نے
کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان ای عادل باذل شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت
سے آپ سلطنت کر رہے ہین نوشیروان آپکے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک جاگر کمترین تھا سخاوت مین
حاتم کی کیا لیاقت ہی جسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوشربا مین کی کہ کسی جا گدا کی آواز کان مین نہین آتی ایک ایک
فقیر غنی ہی محتاج کا آپکے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی فلک سرکش آپکا ممنون احسان ہی
ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کین کہ افراسیاب بھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان
بڑا بادشاہ عادل تھا یا بد دولت نے تو سنا ہی کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات
مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہین بیشہ طلسم ہوشربا کے شیر ہین اگر آپ بان ہلائین آسمان
کی طنابین زمین پر کھینچین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان
نے خواب مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بناکر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حسام بن علقمہ خیبری نے مین شکار مین
شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُنکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ
کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حسام کو جاکر بتجربہ بانی سمجھایا کہ ای حسام شاہ کو تمھارے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ
جانتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین چلو شاہ کو رہا کر دو شاہ
نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوی سلطنت کرتا ہی تم آتنی تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ
جاؤ اس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حسام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس
شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا مین معرکۂ کارزار مین حمزہ عرب نے بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج
ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے قبضہ مین کیا بر اسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار
نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا تاج و تخت کو با ختیار رکھا ہی زہی فخر و شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین
تاج و تخت شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا
نیاز مند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آئندہ آنچہ
رائے مولی از ہمہ اولی ای شہنشاہ طلسم ہوشربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر بھول گیا غیر مذہب کو فرزند جانکر

اپنے ملک میں طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب شوکت و شان گیتی حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن میں ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار ملکہ مہرنگار جمال حمزۂ عرب پر مائل ہوئیں خنجر ابرو سے گھائل ہوئیں حضور یہ باعث زوال دولت سلطنت کیانیاں ہوا کنیز نے تاریخ معتبر میں دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت تھا آخر میں باغ مراد میں اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون سینہ میں مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس رابطہ و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور میں اپنے زور کے باغی ہوا تھا بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر اے فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر زیر کرو ہماری خدمت میں حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کریں شرف دامادی سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو یہ شہسوار میدان یکہ تازی و سرفروش رزمگاہ جانبازی جفا ئین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان میں پہونچا بعد معرکہ ہائے عظیم لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ میں تحریر ہے یہ تو مجمل تقریر ہے اے شہنشاہ حمزہ نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بدکار بد سرشت متعصب اُس نے شاہ کو صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے جب یا وہ روز بڑھ جائیگی آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے حمزہ کو زہر دلوایا وہ بہ الطاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہاں یہ بات بنائی اے شاہ حمزہ ہندوستان میں مر گیا جوان دختر کا گھر میں بٹھانا بہتر نہیں ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کر دی ملکہ مہرنگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ میں آنا اولاد بن مرزبان کوچ کر کے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ میں حمزۂ عرب نے خبر پائی بجرأت جا کر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام خدمت میں شاہ کی روانہ کر دیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کرینگے یہ شرف حاصل ہوگا ایسی بے اعتدالیاں شاہ نے حمزہ کے ساتھ کیں آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہرنگار کو قبضہ میں کر لیا بختک نے پھر تو فساد کا ڈول شروع کرا دیا دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہ کشتشد ملک کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے میں آئے آخر میں شاہ بھاگ کر ملک ترکستان تک پہونچے خاقان اعظم سلسال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے شریک ہو کر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی میں خاقان اعظم نے فرار برقرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے جھلا کر مار ڈالا حریسہ پکا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک مدائن میں آیا حمزہ کو بجا جری

لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ کرونگا صرف ملک مدائن کو چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند لکھکر بھیجدی اُسپر بھی کیفا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ نے انسے بھی مقابلے کیئے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے ملک بملک پھرا یہانتک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے روز و شور تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُس نے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے نکالے کہ قدرت نے شکست کھائی ملک موروثی چھوٹا مثل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر آپکے خدا جگر دار سلیمان عنبرین موے کو ہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہے آپکے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپکے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچوں عیار ساتھ آئے آپکے سردار مہرخ و بہار وغیرہ شریک ہوے یہان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانونکو ترقی ہے شاید خداوند لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کر دی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدہ دل افراسیاب کا منور ہو گیا بگوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا جنگ ملک باختر مفصل بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملکہ و مال کے کاروبار ترک کر دون اسرار جادو کبھی حال باختر مین اڑ جاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قاسم نبیرۂ حمزہ نور چکیدہ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشمش و مامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ و ساحر مشمش و عیار ہمارے عمرو و معرض بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جملہ روز پڑھا کرون جسکے مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر اذل کو نین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمۂ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب کو

یون ظاہر

باتون مین محو کرون کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعاے دل حاصل نہوگا یاران عمرو صف شکن کو لیکر تا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکیگی اسواسطے یہ طول کلام ہوا اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہو مگر سعیدہ ساز فلک گرفتار سے سرار جادو بھی غافل ہو یہ فلک ہر وقت برسر گردش ہی نیرنگ کہانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہے
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی
اگر شب کو شادی کا ساماں ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
کیا توڑ کر پائمال جفا
چمن مین جہان گل کے انبار تھے

عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
تو وقت سحر غلغل افغان ہوا
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خارہ تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
مہینون کیا بیٹھکر شور و شین
فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
جما رنگ غم اور حال جفا
وہین اسپہ بدعت کا آرہ چلا

یہان تو باغ سیب مین اسرار جادو نے دام قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر مہر سپہر عیاری لعبد گرفتار کرنے ہوشیار جادو بشکل سرار جادو پشت یاران پر سوار یاران بشکل اژدر لعبد کرد فرش باد تند نقب پختہ کو طی کرتی ہوئی جاتی ہو گھبراتی ہو کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیزروی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہو پھر گنبد نور کی دیوار مین نقب پہونچی ہو صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہو بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہو یہ راستہ برابر ہو وہ راہ بلندی پر اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہو ہر چند مجکو اپنی رہروی پہ ناز ہو دیکھیے مقام نخل بدعت سے کیونکر گزرون یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منھ دکھاے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب مین بنا ہوا انتہا کی روشنی ہو ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر میمون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہو جیسے ہی اُسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہو یاران نے آواز دی ای نخل بدعت جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر خونخوار ہین برلے حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین نخل نے کہا ملکہ جادو تمہین کون روک سکتا ہو نانی امان تمھاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہو یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہو آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے نقب پر مامور ہین نشیب شب قیامت ہو قول شامری جمشید ہے ستارہ شناسون کی تحریر کا بھید یہی ہی خیر سے آتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ یاران جواب دیتی جاتی ہو اور آگے بڑھتی آتی ہو لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت کو دیکھا ہو باتون مین شاخ نکال رہا ہو جبر کی بات کہتا ہو کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہو کہ اسوقت

آنا ماران داسرار کا اسکو بار ہی بھولتا جاتا ہی چونکہ ذلیل و خوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو
ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے ہین چست و چالاک و ہوشیار
ہمہ تن چشم تیور پر قہر و خشم جال حضرت الیاس کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے باصفا
بازوون پر ہتوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر تیور گو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر ہوئی
قصد کیا دبکر نکلجاؤن نخل بدعت نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا
نخل بدعت نے ڈانٹا اوماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلد آیا کہ جیسے
برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولہ مارا ماران کے گرد شعلۂ آتش
آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کردن مگر نخل بدعت بلاے
روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا کر للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہم جانتے
تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ عمرو اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہم نے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا
کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہو جائے لڑتا جاتا ہی اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ
کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدر سے اُترتے اُترتے غائب ہو گیا ماران نے
دو چار سحر ایسے کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو ہتڑ زمین پر مارا ماران الٹکر
زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اُداس مُردنی منھ پر چھا گئی یہ بیحیا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر
عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان بچا لے
مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کرم رحمت
تو ہی خالق تجھے ہی یہ سمات
رحم کر خاک مذلت سے اُٹھا
سر پہ یہ اعمال لائے ہین غضب

دیگر

ہے کرم سے تیرے چشم مکرمت
کیا سیہ کاری نے منھ کالا کیا
میری عقد جرم کی تخفیص کیا
رکھتے ہین چشم عنایت تجھ سے سب

دیگر

مجرم عاجز ہون کر تقویت
بات کرنے کا نہین کچھ منھ ورہا
ہو رہے ہم جو دور نگی خطب
تجھ سوا کس سے کہین احوال ب

نخل نے چاہا کہ سر ماران کا کاٹ لون خواجہ عمرو پہلو مین گلیم اوڑھے کھڑے ہین دل کو تاب
نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اُتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

مے گمرے کا پتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نپائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
درندہ جہان گرد طرار ہون

جہان گیر عالم کا عیار ہون | اور بہیا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہو مردان عالم سے آنکھ چار کر

ادہر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ نخل غصہ مین پلٹا عمرو برابر تو پہونچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد
کا سر پہ مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صداے گیر و دار بلند ہوئی
روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نخل بدعت بود فسوس جان دادیم دردیم و مطلب
خود نہ رسیدیم ہاے نخل بدعت کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے
صورت دکھائی اس ہنگامے مین یاران اُٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا
اسکو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ تجکو قتل کرتا تھا اور مین کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی
کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب مین افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہو وہ اب جلجائے گا
افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہاے اب نانی کو میری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا
عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو یاران و عمرو دوڑتے ہوے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا
اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہو اب عمرو آگے یاران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا
یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہو گنبد نور مین بارہ جلاد
اسد اور مہ جبین کے نگہبان ہین ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہین حکم ہو افراسیاب کا
اول تو یہان کوئی آہی نہین سکتا اگر سواے میرے کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو
تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا چاہتا ہو سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہو مگر وہان رات قلیل ہے
بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے
ایک شعلہ بھڑک کر اس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجکو کباب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہو کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہاے نگہبان نقب مارا گیا سواے تیری نواسی کے
عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجکو دھوکا دیا وہ کوئی اور تھا جسکو تو نے
قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اُٹھا کہ مین جا کر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدعت مرا ہو جب تو شعلہ اس
نخل پر گرا ہو اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا کئی تلوارین کئی چھریان
کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہو چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی میلا نہوا اُلٹ کے دو ٹکڑے ہوا
وہ سحر سب باطل ہو گئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بند ہو گیا افراسیاب تو ادھر گیا طرف گنبد نور کے
چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہو مثل ماہی بے آب پھڑک رہی ہو مگر رہا نہین ہو سکتی وہان عمرو
روزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوشربا کہکر نکلا جلادون نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا

عمرو نے بہ تعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر و نکا بادشاہ
کرونگا یہ لو آپسمین تقسیم کر لو رات بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قہر سامری کی ہو اپنی جیب مین سے گلابی نکالی
ایک ایک پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوے آنکھین مثل نرگس بیمار
نحیف و نزار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھو مین ہتھکڑیان بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ
عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بہ تعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون
مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مروڑ کے چھین لین عمرو یہ فعل کر کے طرف یاران کے پلٹا کہا اے مجکو لیجا ور
افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور کڑکا اسرار جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہو چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو
گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہو ایک طرف سے برق بصورت مصور
گٹھا تصویرون کا لیے ہوے قران بصورت ابریق سحر کے تہہ ہاتھ مین ضرغام بشکل سرملے بر انداز روئی
کے گالون پر قطرے پانی کے پڑے ہوے سرملہ اصلی کے بنائے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب
ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے ہین جیسے ہی افراسیاب مثل برق
کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہو گنبد نور مین
پہونچا اسرار نکہرام نے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لے
چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے
اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن آتنا بھٹکیا تخت پر چالاک کے گری یہ سب عیار تو تخت اڑا کر
قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھ چکا نقب مین پہونچکر سفید مہرہ
بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

باغ دین زکمرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

گرزان استاد عیاران عالم
پہلوان سرہنگ در خنجر گزاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

ای ساحران بیحیا مین نے اسد و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران
مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرہ حمزہ شہسوار
میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہی ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا روح بخش
فیض انتما پہونچی ہاتھون مین شعلے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے ابھی ساقی فوج کفار پر پھینک ماریگی چالاک بصورت حیرت
تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے پاس بیٹھنے کا کہلے حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہو زمین کیون تھراتی ہو چالاک
نے بجاہ کی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس حباب دس انگلیون سے

منہ پر افراسیاب کے مارڈے پہلو سے برق بصورت مصور و قران بصورت ابریق و ضرغام بصورت مرماد
ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا غلطلقین کھاتا ہوا اچلا مگر بیہوش ہوتے
ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے بینے چالاک نے
گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز دیکر اے سامری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلادو اور اپنے نام کا
نعرہ بھی کیا منم مہتر بن چالاک بن عمرو نعرہ چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک
قران نے نعرہ کیا نعرہ قران
بمیدان اژدر آتش فشانم

نہ آید باد گرد تیز گامم
سریع السیر چون ابر بہاری
منم مہتر قران شیر یا نام

بعیاری من آنم ہست چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزارہ + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + بہار و خجان
وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جراٗت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے
اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی
الٹتی پلٹتی جاتی ہے گڑک گڑک کے گرے عیارون کی کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی
ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے سحر افراسیاب مین مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبا یا یہان قیامت
برپا ہے ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین
گلدستہ مین اس کے شعلہ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا
یہ نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہوکر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھرنے لگے سحر سر بار
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بیحیاؤن پر سر منڈانے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین پہونچے سردار
تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا ماران نے سحر کر کے
طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی ہے یہان
شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و لطمہ صد گوش
دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بد سرشت و بدخود خان سیہ رود و ملکہ عقاب
آسمان سیر و ملکہ شب رنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران و سیلان گوشہ گیر
و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و منقال جادو و ابابیل جادو
و ہابیل جادو و شریہ جادو و ضریہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ شور انگیز جلالت
آئین و قلماق اژدر پوش و سالار بینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب نغمہ پرداز وغیرہ

رات بھر اپنی بارگاہوں مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلادان خر سرشت و میمون خصلت خرسہا بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین و اورین استاد برسر سرکشی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب جاہ و حشم شہنشاہ نیلم و ساحر پر فن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ برائے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانون اور عیارونکے نعرے ہوے برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بیمیا واصل جہنم ہوے صداہاے گیر دار تا بہ فلک پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہو لکہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہو رعد کی گرج برق کی چشمک نی تیر ون کی بوچھار ساحران زبردست نے تعجب تمام بجنیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان آفتاب آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہو غل ہو کہ اب جان بچانا دشوار ہو کوئی کہتا ہو خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر بر عکس کی مفت مین ہم غریبونکے جان پر بنی کسی طرف شور ہو یا آلات الٰہے منات معلی توبہ کرتے ہین آپکے بندے مرتے ہین وقت دستگیری ہو کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہو بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آجکے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان صاحبون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہو گیا اسوقت نہ داد ہو نہ فریاد ہو مطلب حاصل کرو سبکا مال ملجاے لوٹ لو اپنا بیگانہ کیسا کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد لینے کے کاٹنے لگے مگر افراسیاب مین تاب پہونچا تھا کہ تیغہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھینٹا پانی کا مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب نے اٹھتے اٹھتے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہو نہ سرمانہ ابریق نہ مصور گر سحر انکے پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر و صبا رفتار رجو درختون سے بندھی تھین کاہ کشون نے آکر آنکو کھولا یہ دونون بدحواس افتان و خیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریاے خونریز دان بہ رہا ہو افراسیاب منہم کہ رہا ہے بھاگ کر درباگاہ حیرت پر آئین دیکھا و بارگاہ پر سناٹا ہو خوف سے نگہبان بھاگ گئے

یہ دونون پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین خیال کرکے دیکھا دماغ پر پٹی بیہوشی کی
چڑھی ہی دونون بیٹنے گیین پٹی اُتاری منھ دھلاکر کہا بی جلد اُٹھیے سارا شہر قتل ہورہا ہی صاف ثابت ہے کہ
مسلمان آپڑے سحر ہورہے ہین آپکی فوج والے رورہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مرچکے شہنشاہ کو سنا زمین پر
گرتے تھے پتلے نے روکا شاہان اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی
ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی
نگوڑے مسلمانونکو نہ دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجھکو کون بیہوش کرکے ڈال گیا ہین کیا جانون صبح ہوتے ہی
کیا اندھیر ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپکے سحر نے آگ لگادی
ہزارون جلگئے لاکھون جان بچاکر ٹلگئے یہ سنکر حیرت گھبراکر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار
خیمہ مصور مین پہونچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا گستاخی معاف دیکھیے
یہ کیا سامان ہی صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہی ہمیشہ جامے سے باہر رہتا ہی عیارون کی جفا سہتا ہے
صرصر نے منھ پھیر کر چادر اُڑھا یا منھ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے نے گھبراکر آنکھ کھولی صرصر وصبا رفتار
کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا دوڑکر دو تھپڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے خود میں
ہین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہی ہم صرصر وصبا رفتار ہین مصور
گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس پہنا گھبراکر پوچھا کہ اسد قتل ہوگیا عیار چھیون نے کہا باہر تو چلیے زبان
نہ چلیے مصور جلدی لباس پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہی اس عرصے مین صرصر و
صبا رفتار نے جاکر سرما و ابریق کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے
بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے
قیامت برپا کردی یہان افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو پکارتا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی
برف پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون او حیرت ناک تیری
کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے بہانے مسلمانان
بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے افسون سے مہلت نہو سرما وابریق ومصور بھی پہونچے
افراسیاب نے کہا واہ مرشدزادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ
منھ سے نہ نکالیے نانا دادا سے کہکر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمھارے نانا دادا بیچارے کیا تھے
اُلٹی پلٹی نالایق تقدیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہے یہ ایسے نامرد ہین ایک سے پوتے دو سو ڈرتے ہین آپکو
کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر کا حال افراسیاب ومصور وحیرت وسرما وابریق نے ملکر دوجہ

سحر سے آفتین برپا تھین اُنکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن ہوا افراسیاب کو پرچہ اخبار گذرا کہ بارہ لاکھ جادوگر مرگیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی سوزش سے جہنم مین گئے شور گریہ و زاری بلند ہے کوئی کہتا ہے باپ مارا گیا کوئی کہتا ہے جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہے بھائی تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے لچے نوچیون کو لے گئے افراسیاب نے سرما و ابریق سے کہا ان سبکو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اُٹھوائے بدولت جاکر گنبد نور مین تو دیکھین اگر حرامزادی ماران خواجہ عمرو کو لیکر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سواے میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھون اُکن سجاؤن نے کیا کیا سرما و ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اُٹھوانے مین مصروف ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہوگیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد و مہ جبین ندارد جلادون کے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاندا دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہے لاشۂ نخل بدعت پڑا ہے نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و غضب مین کانپتا ہوا بیرون نقب آیا تمام حاکمان دربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ دود خان سیہ رو آپس مین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم کہتا ہے شہنشاہ کی غفلت حد کو پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی آور ارا کین طلسم راز دار جاکر شریک مسلمانان ہوے قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین دون کون صاحبین بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اُڑادین شہنشاہ ہوش ربا کی زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہر متنفس کو رنج و ملال پہونچے بھلا چھوڑنا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت کرے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اُسکے قید کرنے سے کیا کام ہے نہ محافظ ہے نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہوکر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین اپنی آنکھ سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک اُلو کے پٹھے ہین کہاں تو بادشاہ عالیجاہ وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گردہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر کہا مرشد زادے اعزاز و اکرام ہو قیدی کا آپنے سنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے راز دار ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل امورات ہماری راے سے ہوتے ہین ایک قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور آتے ہین مردود کی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب

پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہو کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو عمرو چھڑا
لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ کو بھاگے کیا غضب کر گئے
لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جمع ہوگئے یہ بھی اعتبار لات ومنات ہے صبح کو یہ سمجھ مین آتا تھا کہ دن ہے یا
رات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین تیوری پر بل منھ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن لایا تہہ موجزن جیسے
قریب آکر پہونچا نیلم توسن نے برائے مضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا اس نے سراغ لگایا
اس راہ کو کون جانتا ہے عمرو کی کسنے رہبری کی کس سرکش نے خودسری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے دیکھا فرط قہر و غضب
مین تاج کو کج کرکے مونچھون پہ تاؤ پھیرا کہا اے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا و اے ناظمان ممالک عجائب بنا ما بدولت کسی صاحب کے
بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر اگراف کرون تمام کوہ و دشت کو جلا دون اگر دعوی خدائی کرون مُردے کو زندہ زندہ کو
مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤن سب صاحب بخوبی واقف ہین چند کس
نا واقف ہین اپنے بزرگون سے سنا ہوگا جبسے روز ما بدولت دریائے نیل پہ پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے اے
شہنشاہ دریائے نیل پر نہ جائیے لوح لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب و غرائب ہے دریا تھا ور پر معما ہے ہر ساحر نے دہان
کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریائے نیل مکار و محیل
مچھلیون کی ماہیت سے کماہی کون آگاہ ہے اُس منزل جوش و خروش مین کسکو رسم دراہ ہے کہ حباب بھی آنکھین نکالتا ہے صاف ظاہر ہے
کہ قہر و غضب مین گھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پرہول کنارے سے کنارا بہتر خوف تباہی جہاز
عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اُسکا تلوار کا گھاٹ ہے پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزار ہا
اسمین جانور آدم خوار رہین وہان کی ناہموار مگر ما بدولت نے کچھ خیال نہ کیا بجوش و خروش پہونچا صاحب لوح قہقہہ
فیل سر قد و قامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارنا کیا ہنسی تھا سب صاحب ڈر گئے مین اسکو کیونکر نکال کر لایا شل کرباس کہنہ کے
چیر پھاڑ کر پھینکدیا اسوقت سب صاحب ضحکہ کرتے ہین ما بدولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
و عیاران نامور بسازش نمکحرامان بڑا کام کر گئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا اسر جادو نے شب بھر جاگ
قصص و حکایات مین مصروف رکھا کتاب دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین
لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین اسوقت آپ سب صاحبون کے موج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا
اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو
سامری زمان اور جمشید عہد جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے لگے دیکھا
حقیقت مین افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابروون پر بل آستین تا بہ مرفق چڑھالئے آنکھین جوش قہر و غضب
سے ابلی آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندہ معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف دستک دیکے نظرون سے سب کی غائب ہو

سب کے طائر ہوش اُڑ گئے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین صرف سترہ سو سردار ہین چھٹون عیار مکار دغاباز ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین آپ لوگونکا مضحکہ کرنا بہت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوے مین نہ ٹھہرونگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی برے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہوا ارکین طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی میرا وارث تنہا ہی نکلا امون نے ایکا کیا ہی یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین ملتے زمین کے تھراتے ہین عیار بچھون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ اے بجھتو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا دوڑین بدلکر شکل ادھر ادھر کے بھاگین دو کلمہ لشکر عمرو کے سنیے ساقی نامہ

| | | |
|---|---|---|
| دن فصل بہار کے پھر آئے | اے روز الست کے شرابی | ساقی ہے کدھر شراب لائیے |
| سودا ہے یہ ہنسی خوشی کا | دے جام ابھی سلامتی کا | لانا اک پھول کی گلابی |
| پھولا نخل مراد یارے | اے میری دعا کے لینے والے | مرمر کے خزان کے دن گذارے |
| دل ہو مرا الوان ڈول کب سے | ملوادے دختر عنب سے | کر لال پری مرے حوالے |
| اس دلو مین آفتاب آجاے | نظر دن ہی مین دیکھکر جو جالون | دلمین مرے وہ شباب آجاے |
| اترے جبدم وہ رنگ محفل | بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل | مرنے سے ملے نجات جی جاؤن |
| پھر جائین نشے مین کالے گورے | | آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے |

یہان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر صاحب قہر و خشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح بکمال آمادۂ مرگ مہیاے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران و پریشان متردد و متوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم والم بڑھتا ہی اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پر چول و مکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریاے آتش ہو پھاند پڑین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبراکر بیرون بارگاہ آئین کہا کہ یارو سحر ہوگئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہزادہ بدیع الزمان نہ سنایا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یارو بڑھکر دیکھو شہزادہ بدیع الزمان کا کیا رنگ ہے خدانخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اُتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو اپنی جا کر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گرد اہالیان قافلہ دیکھنے والے دیکھین ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین باغبانقدرت

بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا د غیرہ بارہ سردار عیارون کے ہمراہ پہنچ
گودی مین تھامے ہوے ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اُترے
ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر آواز دی یارو بولے خدا کچھ خبر اچھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو اول باغبان قدرت
نے اتنا جواب دیا ای ملکہ عالم خیریت بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اُسکو افراسیاب باغ سیب سے
گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے یہ کہنے عیارون کو روتے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً
سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار
بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیہوشی کیا تھا تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے
آنکھوں سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ نور اسلام
مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین
جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان
اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی اُٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ
اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن بلیغ شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھا کر
صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور احتشام — شاہان سرفراز سب اسکے ہین پاے تام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر — میدان کارزار مین ادنےٰ ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک — اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون — افراسیاب کون ہے رستم ہے یا نریمان کدام
شمشیر اُسکی خرمن اعدا کو ہے جو برق — آدے گر اُسکے ہاتھ مین یک لحظہ بے نیام
ہلجاے اور ٹک صف اعدا کی اور کو — بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کس منھ سے زبان ہے جو بیان کر سکے عدالت حضور کی یہ چند اشعار آبدار

عرض کرنا واجب لازم ہے اشعار — اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بجا ہے علام — نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اتہام
دیتا ہے تیرے عدل مین ای عادل زمان — زخم جگر کو سودۂ الماس التیام — کیا کیا ہے خوبیون سے کیا حق نے تجکو خلق
ابناے روزگار کے ای فخر و احترام — مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق — پایا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام
تیرا ہی بار حلم ہے ای صاحب وقار — کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہے قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے
بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار براے پروردگار جلد کچھ حال خیریت آل طلسم کشا خواجہ عمرو بیان کر

کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہوا اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے
روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکھائے خواجہ صحیح و سالم ہیں کنیز حضور صف شکن ملکہ یاران زہین کن راہ نقب سے انکو ہمراہ
لیکر برسر گنبد نور گئی ہے وہین بڑے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی رات بھر اُس تیرہ بخت کو کتاب سامری
نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا یاران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب
آگاہ ہوگیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو اندر نقب کے دو ساحر نگہبان
ہین انکو زندہ گرفتار کرنا اُنکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے
دریافت ہوتا ہے کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر
کیا گزری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب لازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک
تشریف نہین لائے خیر خواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے
تھے بہ تعجیل باہمہ عیاری سے آراستہ ہوکر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ
آئے باغبان و بہار نے کہا اے عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہے اسوقت مین تامل و تساہل سراسر
عقل کا قصور ہے سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا ہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب
گھیر لین از شہر ناپرسان تا کوہ بلور فوجین فرو کش ہین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی
کہا صاحبو مین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج و مصیبت مین جلا کی
سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مگر پیچان و خروشان غبار الم سب کے
دلون پر تھے اُسی جانب سب دیکھنے لگے بسان ابر رحمت یا آیہ فرحت وہ گرد شق ہوئی سب نے دیکھا آفتاب درخشان
آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری مثل دم صر اُڑے ہوئے آتے ہین ایک جانب ملکہ یاران زہین کن
مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل
بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ دیگر از کجا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم ؛ باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم ؛ خواجہ
برائے خدا از بان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائین
خواجہ عمرو نے آواز دی اے سرداران نامی و جان نثاران گرامی رب اکبر صانع بحر و بر نے فضل اپنا شریک حال کیا
دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لا یا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید
دکھایا باغبان قدرت یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوش ہوئے نہین سماتی تھی دوڑ کر
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو گود مین اُٹھا لیا یاران سے ایک ایک خوشی بغلگیر ہوا تھا اس عنلم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان کرسیون پر

متمکن پانچون عیار سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب دیکھ رہے ہین مصرع چون
گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ۔ اب نغمہ اجکسی پر جلوہ فرما ہین مگر خاموش حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ کچھ تو
کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھین مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے
دیدہ دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے منھ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہوا کہ بندہ نور سے انکو تار لایا مگر وہ دونون میرے
پاس نہین ہین ہین دو چار دن مین تدبیر کرکے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ مین
افراسیاب ملگیا اُسنے چھین لیا جلد فرمایئے اُسکا نام بتایئے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی کیا حقیقت
ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام پر فرشتون کے پر جلتے ہین
ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زبردست ہے عمرو نے کہا سنو ساکھ بڑی چیز ہے لین دین مین زر نہین
چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ دائر تھا اسد غازی ہین اُنسے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ مین چھپا کھڑا رہا جب مین
نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھ سے چھین لیے مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا
کرنے کو حاضر ہین عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہے روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے مجھے کسی سے
انکار نہین ہے موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ مہاجن بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا آفت بپا
کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا بیچ بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب کہین یہ تو مجکو
یقین ہے کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا
سود بھی پہونچنا دشوار ہے اسکا بانی حمزہ نامدار ہے انکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر میرا فرزند کرب والاتبار وہ شادی
جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین ادا
بعد چوتھی کے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے
بھروسے پر بیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جو جس سے ہو سکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس چادر پر اشرفیان پھینکنے
توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ مخفی نہ رہے ناظرین کہ ابھی خواجہ
عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہوتا ہے
یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض و سخا ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض خدا پہنچائیگا
علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منھ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ مین
ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو
عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش و خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو
کا بھی دماغ رسا ہے تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر پیکر مشتاق دیدار فرحت آثار سلطانین مگر خواجہ یہی فرماتے ہین

کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین

اشعار

بوسہ لون چشمِ مست کا وقت خمار ہے
پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہے
دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہے
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہے
جلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر
نیرنگ عشق دل مین کھلاتا ہے گل نئے

ساغر چڑھاؤن نشۂ مے کا اُتار ہے
گویا نہالِ قد شجرِ میوہ دار ہے
یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے
ہے طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے
ہم خاک مین ملے اُنھین اب تک غبار ہے
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت و انبساط ہے جلسۂ عیش و نشاط ہے مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہے ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہے ہنستے کو رُولاتا ہے شب کو چمن مین گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر و نخوت بیجا ہے انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہے جہان فانی کیا لائق سکونت ہے حقیقت مین مقام عبرت ہے جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا اسکندر کا بھی حال پر ملال آئینہ ہے مقام حیرت کہان صاحب آئینہ ہے دو دن کیواسطے تاج و تخت ہے شاہ و گدا کو درپیش منزل سخت ہے ہر دم دم کا شمار ہے رنج و راحت بالکل بیکار ہے صاحبان جاہ و حشم کہان ہین ملول و غمگین پردۂ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آٹھ پہر گردش مین ہے جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج زدون ہی کی کوشش ہے گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہے گل ہنستے ہین شبنم اُنکے حال پر روتی ہے لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو معشوق گلرخسار ہے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج و الم شادی و غم توام رہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہے جو ذیحیات ہے ضرور فنا ہوگا

اشعار

شخص کو ایک دن ہے مرنا
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
کیا زور امانتِ خدا مین
ہشیار ہو خواب ہے یہ دنیا
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہے سبکا آنا
کیا دخل مشیتِ خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی

مٹی مین ملین گی صورتین سب
گذرا یونہین اسقدر زمانا
اک نقش برآب ہے یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
بندہ بندہ خدا خدا ہے

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
تا بود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین انکی جا ہے
سبکے لیے اک یہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی جانتی ہے
چھٹکارا پھر نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہے اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
ڈھارس کو نہین یہ ذکر چھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورتِ نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ مین بسترا ہے سب کا
جیتا ہے جو مرے گا اکدن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیئے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا نبی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہے صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جوان کی کنار مین رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر و بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہے درپیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
سر دارون مین گھر بنا ہے سب کا
آگے پیچھے یونہین لگا تار
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
اس موت سے کونسا بچا گھر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جسکے لیے یہ جہان بنا ہے
کیسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اُسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہے صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوون سے منھ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد صاحبقرانی عمرو کی تحویل مین کہ یکایک اک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا کہ عین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بقصد قہر و غضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا سب کو عیش و راحت مین مصروف دیکھا للکارا او تھم امو اور ابے ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ ابدولت کو

دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و معمار قدرت
وغیرہ نے چاہا اُٹھکر بھاگین یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمند ہارین یا گرکر نقش زمین بنین
عمرو نے بھی نیمچہ ٹیکا کہ جست کرکے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر کیا کہ کوئی سردار ہاتھ
مین حربہ سحر کا نہ اُٹھا سکا پہلے تو ایک دستک ہی سب سردارون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا شانے ڈھل گئے معلوم ہوتا
تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی
لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کرکے بارگاہ
سے بقہر و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پر ہوائیان اپنے اپنے مقام پر خاموش
دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کرکے باہر نکلا ہے کہ طرف سے شہر ناپرسان
کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے جو تعاقب مین چلی تھی روا روی کرکے آپہونچی سب نے
دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارگاہ مسلمانان پر کھڑا ہے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کرکے غرق زمین ہوا
شہنشاہ توسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت
آپہونچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمائیے ٹھہر جائیے دیکھیے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب نے جواب بھی نہ دیا ان
سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف
بارگاہ کے دھنوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہین اُسکے
گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھنوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ
کے نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پائے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اب طبقے کا
طبقہ زمین کا اُبھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون پر کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوئے اُبھرا مگر حال یہ ہے
کہ تاج سر پر کج آنکھین اُبلی ہوئین معلوم ہوتا ہے حدقہ چشم سے نکلجائین گی بند قبا ٹوٹے ہوئے زرہ کی کڑیان شکست
نعلین پارہ پارہ اس حال پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اُٹھائے ہوے منھ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم
و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پر تھراتا ہے نیلم و توسن وغیرہ و کل ناظمان دربند طلسم ہوش ربا
کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے افراسیاب
پانچ قدم بڑھ آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہرا للکارکر آواز دی اے سرداران شعبدہ باز و اے ساحران نیرنگ ساز تم مین سے
کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو ہاتھون پر اُٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ اے شہنشاہ گردون
بارگاہ تو شاہنشاہ طلسم ہوشربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت و طاقت مین سامری و جمشید پر
فائق ہے ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اُٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے افراسیاب بپیچ و تاب

اُس بار کو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ میں آواز دی یا رودس ہلکے سنبھالو تم لوگ مابدولت پر مضحکہ کرتے تھے قوت وطاقت
واختیار مابدولت کا دیکھو چشم زدن میں آیا بارگاہ میں بیک چشم زدن کل کو بیہوش کردیا اسمیں سترہ سو سردار ہیں چھوٹن
عیار ہیں اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک میں ملاؤنگا کوئی سوال کا افراسیاب
کے جواب نہیں دیتا تھا ہر ساحر کے جسم میں تھرتھری تھی مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اس حال میں دیکھا کہ
طبقے کا طبقہ ہاتھوں پر اُٹھائے ہوے کھڑا ہے انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں استخوان لرزنے کی صدا آتی ہے قریب ہے
کنپٹیاں شق ہوجائیں سر پیٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے
خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ میں کیونکر مانون
میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھیں نکل پڑیں یا دشمنوں کے ہاتھ پاؤں بیکار ہوجائیں واسطہ سامری
وجمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دلمیں گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسلیوں کے کڑکنے
کی آواز آتی ہے افراسیاب بڑا صاحب اختیار ہے ان کلمات حیرت آیات کو سُنکر دلمیں سوچا کہ حقیقت میں اس
بارگران کو لیکر تا بہ شہر ناپرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظمان دربند موجود ہیں سب یہ بڑے
مردود ہیں پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی اے غلامان
سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہے علیم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوئن
نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی اے شہنشاہ حاضر غلامانِ ذلیل کل امورات میں سرکار کے کفیل ہیں اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے
قوی تن قوی من زنگی بچے معلوم ہوتے ہیں زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون
پر اُس طبقے کے اپنے سر لٹکا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہیں اُن
جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہوجائیں غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم وحجاب ہے سرکار اتنا بڑا بار
اُٹھائیں چار غلام اُٹھانے میں تامل کریں اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو انپر چھوڑ آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد
طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا اے
شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہے کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر وقوت میں فائق ہے اٹھارہ سو جبار دون نے افراسیاب
جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہے ہجوم عام بحساب از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر ناپرسان تل رکھنے کی جگہ نہیں ہے آدمیوں سے
معمور زمین ہے پشت پردہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہیں اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین میں رکھے ہے

## دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرات وتدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہیں

اس سب کو یہ شہنشاہ خیرخواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرات واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جا۲

اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا ملکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤں جسوقت
خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین چھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ
ہوا کہ خواجہ عمرو نے اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے رکھا
غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مراقبت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور خیر تو ہے کوکب روشن ضمیر
نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کرون ماشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ
یاران زمین کن کے نقب کو طے کیا اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اے خورشید روشن رائے طائران
سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک امورات رفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ
نگارین مین خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کر و فر بحسن تدبیر قید سے
اسد غازی کو رہا کر لیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشن ضمیر
یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوئے خورشید روشن رائے نے دو طائر
بھیجے ایک سمت لشکر ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہے
انکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہے گرد تمام شاہزادیان
صبح کو رنگت فق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہے کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا
مناسب ہے افراسیاب بربادی مسلمانان کا طالب ہے یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا
ملکہ بران نے نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا کو چھڑا لیا
افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صدائے مبارک باد بلند ہوئی ملکہ بران نے کہا اب سب ملکر لشکر مین
خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا
یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن کو جلسۂ عیش مین جانیکی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو برائے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر کر چکا ہون اسکو دیکھکر چشم زدن
مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہے جواہرات کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہے کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا اے
شہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب جادو کل سردارون کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کرکے
لیے جاتا ہے غلام نے آنکھون سے دیکھا ہا لیان لشکر عمرو مین شور گریہ و زاری بلند ہے اُس بارگاہ مین سب سرداران
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے زانون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو
غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون اے خورشید
روشن رائے بران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ و شاب

لیے جاتا ہی ہم سب کو داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی ملکہ
بران نے بھی منھ پیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا تیاری جنگ ہونے لگی
کوکب روشن ضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ
ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چکارا مار کر ایک کاغذ ہاتھ میں کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا
طرف سے برہمن روئین تن کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی غرض ہو خبردار خبردار قصر جمشید
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش سیارگان سے صانع خورشید
و ماہ بچائے فلک نیرنگیاں دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ
غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ اپنے کو ہلاک کروں خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدموں کو بوسہ
دیا گرد پھر اتصدق ہوا عرض کی خیر ہے چشم زدن میں کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا ہوا
کوکب نے کہا کہ مسلمانوں پر تو یہ اُفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردار ونکو بقہر و عتاب وہ خانہ خراب لیے
جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہیں کہاں
کہاں اس نے جان لڑائی جان و آبرو بچائی میں اُسکی مدد کو نجاؤں منھ چھپا کر بیٹھ رہوں مصرع وائے برما وگر فتاری ما
اگر خواجہ عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا میں دنیا میں منھ دکھانے کے قابل رہونگا
صاحبان جرأت کیا کہینگے ہر محفل میں یہی ذکر ہوگا کوکب روشن ضمیر قالب پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا
وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے نے کہا ای شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہیں برہمن روئین تن نے
بتاکید لکھا ہی دشمنوں کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہایت خیر خواہ ہے
حسن تدبیر سے کوکب روشن ضمیر کو روکا اور باتوں میں اُلجھایا فوراً معرفت طائران سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف
اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہے خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر
سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دو تہڑ چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ کیسا غضب ہے مہرخ و بہار وغیرہ
قتل ہوں ہم برائے امداد نجا سکیں بران کہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی نا ممکن ہی مگر یہ بھی واضح رہے کہ
کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیر زن نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مر جاؤنگی
کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہیں صمصام بد انجام باغی ہو کر افراسیاب کا شریک ہوا
قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گزاری نے کس حسن تدبیر سے مجھکو بچایا
صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شرکت نہ کریں دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل میں طعن
و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی پتھر ہے نہ حیا نہ حجاب نہ خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا

ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان ناظمان دربار پریشان و دردمند آنکھین پرآب دلمین حجاب زلفون کو
پیچ وتاب عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہے بران نے کہا یہ بیٹھنا رونا بیکار ہے برائے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہے ان ہمسون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی ہے عقل میری جادۂ عدم کھاتی
ہے آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنائے شہریاری واے بلبل حدیقۂ تاجداری آپکے والد نامدار
کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا
ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہے اسمین بھی کچھ مطلب ہے حضور
جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہے ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہے حضور آبرو و اس بحر جہان مین سب کو عزیز ہے
ہمچشمون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہے تو ناکام مرگیا تو بدنام موت زیست دونون خراب حضور کوکب کیا نادان ہین
عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین
ملکہ بران شمشیر زن ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہے اشک گہر رشک چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہے بات منہ سے نہین نکلتی ہے مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہے مثل تصویر تصور خاموش کھڑی ہے
یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی ہیکل سوہنی صورت صاحب شوکت
وجلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہے
وہ نوجوان تخت سے اُترکر قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگاکر فرمایا اے نور نظر اے چراغ طلسم نورافشان اے نیر تابان کوکب عالیشان
یہ کیا حال ہے مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی
تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہے معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہے برائے
جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب کہان ہین میری جانبازیان اُنپر عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا تو بران نے
اپنا سمجھا بران شمشیر زن عم نامدار کہکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا اے عم نامدار غضب ہوگیا افراسیاب
بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو برائے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا ہے والد نامدار پر ساعت سخت ہے
مجھے اُستاد برہمن کی تاکید ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ لیکن مقام غیرت ہے جائے
عبرت ہے ایسے سرداران جلیل خواجہ ایسا عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت قتل ہو ہاے
افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹا پروردگار چاہتا ہے تو ابھی جاکے سرداران اسلام کو
لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو افراسیاب
خانہ خراب کی مجال ہے کہ جو میری زندگی مین قتل کرسکے اگر موت ہی دامنگیر ہے شعر سر نپیچم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بر سر من

یا نصیب؛ اگر اس ہنگامہ میں مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پر ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانوں پر نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہو وہ زندہ ہے ایک دن مرنا ضرور ہے اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہے اشعار

| | |
|---|---|
| بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند | کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند |
| آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک | خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند |
| زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل | گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند |
| خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر | زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند |

مگر اے بران خبردار تم میرے تعاقب میں نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اٹھا نہیں سکتا ہمارے انکے عاشق ومعشوق کا باہم راز ونیاز ہے افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہے ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہے یہ کہکر ملکہ احول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اُسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران وپریشان دعامین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سر دار ان اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبر گیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنے کو نظر سے مثل مردم کے دیدہ چھپائے ہوے کوہ ودشت وبیابان کو طے کرتا ہوا دم سحرو افسون گری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو وفوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہے ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر ونخوت موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہے کیون ای شہنشاہ نیلم سواہی شاہنشاہ توسن آج اگر سامری وجمشید زندہ ہوتے ابدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوندبھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اُٹھا سکتا ہے مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر وساحری قوت وشجاعت مین بے مثل دیکھا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ وسزاوار ہے شوکت وجلالت آشکار ہے سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہے بجا ہے کسی کی کیا مجال کہ آپکے سامنے سحر وساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج وتخت ہین بے مثل وبے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور وہمت سخاوت وجلالت ریاست وامارت سب آپکے بندہ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم　نکہت گل پر پڑین موج صبا کی چھپیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیب　گلشن عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین　غنچہ سربستہ کہہ سکتا نہین راز نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے　پھینکدے دامن سے الماس کو اگر آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے　صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہے رفو　زخم بھر دیتے ہین شانو نکے یہ گیسوے بتان

ان اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ طلسم اس سے بڑھکے بادولت کی صفت ہے ہمکو تمسے کمال محبت ہے افراسیاب اسی کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طے کر چکا ہے مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑکے مانند کو بتون مین نخل کے چھپایا جس بارگاہ کو سے تلے اُٹھاے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پردے کے آیا پردہ اُٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا ستر سو سردار و جملہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانون مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کرسکا بیقرار ہو کے رو دیا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہے مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہے افراسیاب خانہ خراب ملعون یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طے کر رہے ہین احول اندر بارگاہ کے ان تدبیرون مین مصروف ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب بڑا بیوقوف ہے دل ہے یہ باتین کرکے بہت ساباش کا آتا ہے اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا پتلے ہمشبیہ سردارون کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھا دیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھا دین اور فولادی پنجے بنا کے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درۂ کوہ ہے اُسمین لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال کر لیجاتے ہین اُس درۂ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود اڑکر نکل جاتے جلدی مین احول اُنپر سے سحر بھی نہین اُتار سکا اس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے ستر سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درۂ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا افراسیاب اسی طرح نشۂ غرور مین جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا اگر دبیجنا جاؤ سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھو

صاجیو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہوئینگے ایک زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا
مٹ جائیگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے
سحر و ساحری مین بھی یکتا ہے دیکھو کیا کارنمایان کیا اٹھارہ سو ناظمان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والون کا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزار ہا آدمی کوٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہین بارگاہ پر کسی کی زبان پر
صداے واہ کوئی آہ کرتا ہے اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا
لیتا ہے کوئی گلچین کا پتا دیتا ہے کوئی مثال شبنم گریان کوئی مانند گل خندان تپلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو بیچ
طبقۂ زمین بیچ شہر ناپرسان مین نصب کیا چارون پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب تسلیم بجا لائے افراسیاب نے
چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن کو لکھکر آگاہ کرونگا
اپنے ہمچشمون مین آبرو پاؤگے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے
ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردۂ بارگاہ ملکہ مہرخ اُٹھایا دیکھا سب خاموش سنکے ڈھلے ہوئے آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون
بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو بہار کو اس حال حیرت آل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پڑا ہے اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی نگوڑا چپکا بیٹھا ہے بھڑوا
ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہے گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت و جلالت ہین مالک سریر سلطنت
ہین چارون کو تخت پر بیٹھین چوتڑون کے دلدر جھڑ گئے تمام ہوش ہوا ہین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی
طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑکر دو
چار جوتیان انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرباد ابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے بہار و مخمور
کو الگ کرلو سمجھا کے قصور معاف کردونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم جلسۂ عیش کرنا ہے انچہ گذشت
گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز کرونگا سرباد نے چاہا ملکہ حیرت کو سمجھا کر روکے
حیرت نے کہا اے وزیر اعظم مین اپنا سر پیٹ لونگی کنوین مین گرکے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمے مین کوئی
صاحب دخل نہ دین شہنشاہ اپنا جو نچلا اُٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا پیار ہے انکی اذیت
ناگوار ہے مجھسے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو اختیار ہے خوشی سے چہرہ سرخ کرتی جھکتی اندر
بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہے ہے
شاہنشاہ نے کیسا سحر کیا میری بہن گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ
ہوگئے حیرت غل مچانے لگی اے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہوگیا سرکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا گل گئے
اچار بن گیا اتنے مین کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ کہتی ہوئی مارو نگوڑی باغیون کو

جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے جسنے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرا یا ہنگامہ ہوا کہا اے شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارونکا حال تو ملاحظہ فرمائیے اتنے کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بخوبی دیکھا سب ماش کے آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن دیلم نہایت مقرب ہین قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہو گیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہے بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا داغ دل پر دھر گیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپکا ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہے ایسی باتین کرکے پھر اُسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائی تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا آستینین چڑھائین تھرتھر کانپا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا معرکہ ہے یہ کس نے شعبدہ کیا ہے کسکی موت آئی ہے افراسیاب نے کہا صاحب ہین تمھارے کہنے سے طبقہ کو تیلون کے سپرد کرکے سردارون سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلان درۂ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درۂ کوہ مین رکھا ہے سحر میرا نہین اُتارا ہے اُسوقت تمنے پریشان ہو کر یہ جھگڑا اڈالا اگر با بدولت کے دوش پر ہوتا ایک نگس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا ٹانگین چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود یہ سنکر تمام تاجدارون مین غریو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کرون داراب ظلمانی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پر پرواز پیدا کرکے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین ٹہل رہا ہے میدان خونی درہم و برہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم والم مین اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین تباہ اسباب جا بجا پڑے رہگئے شیرین فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہرطرف سناٹا لوگ آپسین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یار جو ہونا تھا ہوا اب ناحق کد و کاوش ہے افراسیاب کی بیکار کوشش ہے عمرو بڑا عاقل ہے فن عیاری مین کامل ہے کس تکلف سے بالائے گنبد نور پہونچا اسد دمہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہو جائیگی دربند تباہ ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا بھی اب سامان سلطنت درست کریگا اب تک مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہردم اسکا خیال تھا کہ افسر بر پر نہین لوح کیلیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے راز دار ساحران نامدار ہین نشان

لوح کے دریافت کرکے طلسم کشا کو پہچانینگے دیکھنا اُنکو بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے ہیں بھائیو جو
مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہیں کہ شہنشاہ زندہ نہ چھوڑینگے اوروں کو
کیا کیا ہم تم بھائی خوف میں خاموش رہے اب اجب لازم ہے دل اپنا اپنے فعل پر نادم ہے افراسیاب نے سرما سے کہا
میلے کو جاؤ سرداروں کو رکو پھر بھائی میر آگیا ہے سب کو لیکر آتا ہے آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانوں کو
زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہے کوئی نہیں مانتا وہ جو عیاروں نے سرما و ابریق و مصور وغیرہ کے سحر صرف
کیے تھے اُسمیں لاکھوں جہنم واصل ہوے رو گئے پر وزیر اعظم کو واقی مانہ جواب دیتے ہیں اور وزیر اعظم الٹا ساتھ والے قتل ہو میلے میں آکر برا نفع ہوا
اب کیا منظور ہے ٹھہرا کیا ضرور ہے سرما سحر کا لیتا ہے کبھی غصہ میں جواب دیتا ہے یاروابھی تب مسلمان گرفتار ہو کر آئینگے اسی میدان خونی میں
مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہیں اب حضور قبل کریں آپ اور لوگ جلسے میں آئینگے ہم صورت بھی نہ دکھائینگے شہر نا پرسان کا تو یہ حال ہے
ہر کس و ناکس کے دل پہ ہجوم غم و ملال ہے مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا نا ند سے نکلا قصد ہوا
اندر درۂ کوہ کے جاؤں مسلمانوں پر سے سحر اتاروں قریب درۂ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا
منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی اُترا کہ احول درۂ کوہ تک
نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ میں
تھا گولے پر لگایا گولہ اُلٹا پلٹ کر سر پہ داراب کے بیٹھا شعلہ ہاے آتش نے ناری کو گھیر لیا ناگاہ احول جھپٹا کہ جاکر
اسکی مشکیں باندھ لوں یا سر کاٹوں داراب شعلہ ہاے آتشیں میں مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا
اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر بھیانکے پڑ گئے آبلوں سے وہ لنگور بشکل خوشۂ انگور اُن آبلوں میں جلن
سارا بانکپن بھولا جسم پہ تازہ گل پھولا اُس گرمی میں سیاہ رو بتہور و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پہ جا پڑا اُس نے
آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا کئی ہاتھ تیغۂ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہے سب چوٹیں خالی دیں
مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او بھیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛ نظم مصنف

ذرا ضرب مردانِ عالم تو روک
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخار یل پیلتن
من آنیم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او بھیا مفت دے
جہنم میں جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او بھیا یوں نہ ٹوک
منم ناصر مریخ ذی حشم
ہزبر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ میں اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
بہ بین ضربت تیغ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہیں تو ترا سر ہے اور میری تیغ

نعرۂ شیرانہ کرکے تیغۂ خارا شگاف نیام انتقام سے کھینچی اُسکا وار روک کر
داہنا قدم آگے بڑھایا پیتر سے کمر کو تاکر جو پانی خود سر کا ہاتھ اُدھر کو ڈالا رونیہ سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا

تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آواز مہیب آئین بیرون نے لاکھو تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشہ داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفیلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نہر آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین انکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین ملے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا اے وزیر اعظم نہ روکو سب کو جانے دو پھر بھر مین سب اہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج و الم کی دکھاتا ہے وہ طائر بتعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پرون سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نکہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی مضمون پڑھکر کچھ منھ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزائے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیائے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامن گیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جائے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جائے الانسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہے اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جسم معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اسکو مکان تنگ تاریک مین بند کر کے چلے آتے ہین

**نظم**

ناسازی زمانہ کہیے کہان کہان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا

بیزار ہو گئی ہے جسم حزین سے جان تک
خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے پتون نے محبت شجر سے منھ موڑے پہاڑ دہل کے تھرتھرانے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جا پہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگارونکو

نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلاک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر نا اند پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی چوتڑون کے بھل زمین پر دھپ سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمک حرام بد انجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک گرز احول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑ اکے کی آواز آئی افراسیاب کو تیورا آگیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحرہ غدار جبتک لوح طلسم کشا کو نہ لے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل اٹھارہ سو ملک کا سردار گرز کھا کر بقہر و غضب تمام اُٹھا تیغہ برق شال کمر سے کھینچی اژدہا غار سے بل کھا کے نکلا بڑی ذلت اُٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودائے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب

مرا نام ہے شاہ افراسیاب
دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
بلائے جہان سحر مین بعید ہون
مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل
زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ ہین چرخ افسون کا خورشید ہون
نہین کوئی عالم مین میرا نظیر
مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھ کر اشارہ کرون
فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون
بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اُڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہے پتھر آپس مین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیرودار بلند طائران صحرا درد مند اِس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا ملحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اُٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مریخ وغیرہ کی درۂ کوہ مین آیا تھا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درۂ کوہ مین نہ پایا شل عمل صحرائی بڑی سختی اُٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہو کر بیرون درۂ کوہ آیا ران پر

ہاتھ ہر گز کے دیکھا معلوم ہوا بران شمشیر زن دختر گوکب نکالکے لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو اعول سے لڑائی مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردار انکو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر گوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اُتارا قصد ہوا سب کا سحر اُتارون مگر دیکھا سب کے سنکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلامین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا دہ خون اختر برڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا اے نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدانے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کر کے لیچلا تھا عم نامدار اعول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اُٹھکر لنارے ہو جیسے افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اُتار نے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اُتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیو قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اُسکا پڑا پھڑکتا ہی جا کے اُسکے دفن کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران وافراسیاب سحر چلنے لگا بران نے بجراُت تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر غدر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ و زاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ و زاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچش اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر برساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ و زاری آئی ہی عندلیب خوش نوا بصد

رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل

بشکلِ اشک ہون نا قدر و بیقدر
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
وہ مشتاقِ شہادت ہی دمِ ذبح
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
مزا جوشِ محبت نے یہ بخشا
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ

مٹانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
وہ گوہر ہون کہ کھو یا جسنے پایا
سرِ شک چشم کوئی آبلہ تھا
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
ہوا سرمہ بھی شائد حسن اغیار
گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
مگر واعظ بھی کوئی دردِ دل ہی
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
جھا ایسا تیری آنکھون مین سمایا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا

ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملال دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مُہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیرزن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کر رہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب چہار طرف سے گھیرا ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے جھپٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیرزن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے زمین پر گر پڑی زبانین منہ مین جھولیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کر دون ایک کو زندہ نہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے مین آ پہونچا نظم

ہنر بر دمان کوکب نامور
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر
ازین خواب خرگوش بیدار باش

منم قاتلِ کافرانِ جہان
لقب یافتم خاص رو قنطنیہ

منم ماہ افلاک علم دہر
یل صف شکن صاحب عز و شان
خبردار سازم کہ ہشیار باش

افراسیاب نے دیکھا کوکب بہ سطوت و صولت تیغۂ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین انگشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گاتھا شعلہ ہائے آتش دونون کے سحر سے اُڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا اور ان سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی ہی حاضر ہے ہر چند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا پر نظر کیتے ہی کہا افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی

اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سُرخ ہوگیا
چہرے پر جراٴت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار پکڑ کے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر
تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب
نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے
آتا ہی افراسیاب کچھ پڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان
کیا ہی یکایک نخل بلند سے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کہنا تجھپر سایہ سامری و جمشید کا رہے دشمن تیر احبابی شکست
سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری
دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی
مین نے زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را یہ کہتی ہوئی قریب ہو کے
دوپلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ نعرہ کرکے حلقہ ہای کمند مارے آواز دی منم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار جودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر بلٹا عمرو نے
حباب بیہوشی منہ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب تلوار لیے ہوئے
جھپٹا یکایک مین غل ہوئی ماہیان زمردپوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے نکلتے
ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینکا تڑے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر کے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب انکے
دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب کو دبایا دونون پاٴلون مار کر غرق زمین ہوئی
صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اُتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب
دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کار نمایان کیا اسوقت
افراسیاب نے خاتمہ کر دیا تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پریزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہی
عکس تاج سے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپ مین خواجہ سے
شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوئے ہاتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ
انپر سے سحر اُتار یے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ آپنا تو مژدہ سنا دو کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو
نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی یاران کے ساتھ تعب سے راستہ جابجا مسدود منتظم موجود افراسیاب
نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے یہ مجال نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طی کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ
شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑالایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ
سُرخ ہوگیا پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب رسیدہ سحر موجود ہی اُسکو بہت جلد لاؤ

ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوشنود فوراً شیشۂ آب نایاب کو لائے کوکب نے اُسی پانی سے منھ مہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً اُٹھ بیٹھے سب سرداروں کے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دُھلایا یہ ان بھی اُٹھیں ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ مو کا کلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج والم تھا اب قدرت سے باغبان قضا و قدر کی پر بہار ہوا شاخین جھومین درختوں نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیاں نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیاں گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے شعار بہار یہ طور مخمس

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغ مین
کوئی پھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھو الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین
نام عاشق اُس سے ہونا تھا جو حاصل باغ مین
یہ تماشہ یاد رکھنے کے ہے قابل باغ مین
آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہراؤ محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مئے احمر پیے
اے صبا خود رفتگی مین رو کی گل کیا دیکھیے
تازہ اب ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی
نخل عریان منتشر ہے پھول کی ہر پنکھڑی
اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بنگئی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
خود نمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ
جلوہ ہوتے ہی اردش کر شمع کا گل تھا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اُٹھا سب شناور ڈر گئے
حوصلے دریا دلی کے قعر پر پاکر گئے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھیں شاہد گل لطف ساحل باغ میں

لاکھ پھولوں سے زیادہ ہیں ہمارے دل کے داغ
میری باعث منت گلچیں سے ہے اُسکو فراغ

دیکھتا ہے جب کبھی ہوتا ہے وہ گل بلبل باغ
سیر گلشن سے شگفتہ ہو گیا وہ خوش دماغ

بوے گل ہے مثل دود شمع محفل باغ میں

سب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریۂ باغبان قضا و قدر برزبان آپس میں ایک ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ میں جاتے ہیں کوکب نے کہا ہم عقب میں آتے ہیں دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہوں دشمنوں کے دل جلکر کباب ہوں ملکہ مہرخ وبہار وجملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب وبران وملکہ اختر بن سہیلان وملکہ مجلس جادو وملکہ شگوفہ سحرساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی میں آئے بلور چہار دست وخورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیاں جواہرات کی براے نذر طلسم کشا وپیشکش ملکہ مہ جبین عدیل لقا آراستہ کر وبراے لشکر وردیاں عمدہ تقسیم ہوں کہ جنکی آب وتاب سے فلک الافلاک شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن میں نہ سمائے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہے دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہے کارگزاران شہنشاہی تیاری میں معروف ہوے ساقی نامہ در جشن رہائی ملکہ مہ جبین

ہے غیرت باغ ہر برو دشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہے مستی بادہ خوار کے دن
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
شمشاد کھڑا ہے سخت حیران
ہے وجد فزا نواے بلبل
کیا چیڑے ہائے ہائے قمری
کیا کیا ہی مچا رہا ہے دھوم ابر
سیر گل ولالہ زار دیکھیں
شائد اسی طرح چین آئے
مسرور ذرا ہو جان غمگین
پامال کرے نہ یوں غم عشق

کچھ لب سے مرے اسے لگا دے
ہے نام حمل کا مہر آباد
تزئین سمن کے ہیں یہ ایام
عالم گل ولالہ زار پر ہے
اور دیکھ کے جلوہ ہاے شمشاد
قربان ترانہ ہاے بلبل
باندھے ہے ہوا نسیم کتنی
آتا ہے دام جھوم جھوم ابر
بیٹھیں لب آبجو پہ یکدم
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
ہو چارہ پذیر درد الفت
جینے دے عذاب ہمدم عشق

ساقی ہیں یہ روز ہاے گلگشت
ساغر کئی متصل پلا دے
ہیں جلوۂ نور بہار کے دن
گلگشت چمن کے ہیں یہ ایام
آتا ہے نظر جو سرو لبتان
پابند طرب ہے سرو آزاد
دلکش ہے غضب صداے قمری
ہے روح فزا نسیم کتنی
چل سوے چمن بہار دیکھیں
پی جائیں سبو سبو یکدم
پائے دل بیقرار تسکین
اُڑ جائے جہان سے گرد کلفت
اس رنج عذاب سے چھٹیں ہم

| اس حالِ خراب سے چھٹین ہم | | خوناب کہانتلک پیے دل | | تڑپے ہو شراب کے لیے دل |
|---|---|---|---|---|

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و تقریر و ہمصفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان ؛ چنین می نگارند باعز و شان ؛ شہنشاہ خنجر گذاران و سر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ ریش کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ برائے ملکہ مہ جبین تبکلف تمام تخت طاؤسی آراستہ ہو و برائے ہزبر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سر حلقہ پہلوانان اعنی اسد غازی دنگل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگذاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کرّ و فر آمادہ ہوے بارگاہ گردون اشتباہ زرلفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبۂ پرنور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار قناتین بردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردہ دار حجلہ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر صناعان چابکدست سرگرم ہوے نازنینان دریا دل جوانان آبرو دار دو جا حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو اسمین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذی ہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگذاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حور نژاد دونون کے استقبال کو باادب تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش بر آواز ہین اپنے نیر اقبال پر نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہانپتا ہوا بڑھکر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کر چکے ہین سلح قانے ہین تشریف لگئے ہین مسلح ہو کر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ دنگل جواہر نگار بپا ہے چہارم تخت پر بصد کرّ و فر بچھایا گیا یکایک صدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح مرد جمشید درد مند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید درخشان ابروے خمدار کوکس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو دین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نہ تلوار ہین قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہین گل تر کہنا ناقص مثال ہے لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر تو لا فتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب شش جہت افروز جہانداری

دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبوں سے پیدا اعجاز کرامات ہیر شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و نشان
روح روان حمزۂ صاحبقران کے یہ سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوار و نگے
شاہزادہ والاقدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم و ہمراز گرد ملکہ
مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت
باغبان قدرت چوتھے پہلو پر ہمشیل و یکتا ملکہ سرخ موے کا کلکشا چالیس شیر چالیس وزیر حکما و ندیم نمکخواران قدیم
اپنے اپنے مقام پر سر خم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ عمرو مرغ زرین بنے ہوے
خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ سی آنکھین چمکتی ہوئین پشت پر جانباز زکیر بگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام
شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جانسور صاحب بغدہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک ہاتھ نہاے عیاری
سے آراستہ قسطورہ ہاے زربفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاوسی پر جلوہ فرما کر کے اولاً اول خواجہ عمرو
نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا نور نظر مین تو خد متگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے
ہم لیتے جائینگے جمع رکھینگے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین
گذرنے لگین سب سے پیشتر ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کروارہی شکر ہے جس روز سے تمھارے دشمن قید ہوے تمھاری
نیابت مین عہدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سوا ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ انگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے
سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر سعید یل شاہزادہ شکیل نے تیغ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر کے
خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان
کے ماموں جان ہو تصدقات اُتارکے ہمکو دو خانۂ کعبہ کو روانہ کرین تمام سردار شادان و فرحان نذرین دینے مین
مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شہنائی مین بجا رہی ہین
نائین اُڑا رہے ہین اسد شیر دل ڈنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین
تخت طاوسی پر بشوکت و سطوت جلوہ فرما طائفون کی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین داروغہ
ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کارگذاران بیکے ناظر ہین ہزار ہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے
مقام پر بازارین دلچسپ دو رویہ دکانین عمدہ دکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تُلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش
و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دکانین لیکر اشیاے نفیس جا رہی ہین
چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس

قصر مغرب میں داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ یعنی خسرو انجم سپاہ مع شیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرق ہائے بلند زینت آراستہ کر کے برائے ملاحظہ تماشائے دلپذیر بعید تو قیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگذاران شاہی سامان روشنی میں مصروف ہوئے شعار جشن

ہر طرف فوج میں ہے آرائش
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
شب شادی کی دھوم کی کیا بات
سب مہیا ہیں عیش کے اسباب
کر چمن زار و دشت و در کی سیر
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
شادمانی سے ہو نوا پرداز
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
وجد میں لاتو مے پرستون کو
محو آرائش آج ہیں محبوب
لالہ رنگ رخ بھویان کو
رنگ مجلس میں ڈال شیشے سے
چل گلابی کو ہاتھ میں لے لے

رہ گردون کی نہیں ہے گنجائش
نہیں رستون میں روشنی کے دیے
روز روشن تھی روشنی ہر راہ
لاوہ جون آفتاب ساغر زر
ہیں نہال آج آشنا و غیر
ہر طرف رقص میں ہیں ہر دو جوان
ہے یہ منظور سب درست ہوں ساز
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئیں
یاد دے ٹک سرود مستون کو
شیشہ شیشہ شراب ہے درکار
مائہ ناز خوبرویان کو
ہو کے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

شیشہ بازِ فلک ہے آتشباز
انجم ہے چشم روشنی کے لیے
آؤ ساقی کہ جمع ہیں احباب
آب گلرنگ سے لبالب کر
گل نمط دل شگفتہ سب کے کئے
ہائے کو بان ہیں سلسلہ جنبان
گل و لالہ سے چشم باز کرے
باندھ آواز سے ہوا کے تئیں
آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب
صحبت عیش کو چمکا یکبار
اُس پری کو نکال شیشے سے
حکم کش ہے سپہر مینائی
تھا تختہ بندی جابجا ہو رہی ہے

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ میں جھاڑ نایاب انتخاب کنول انکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرو رستون میں نازنگاہ بر رویان یا شعاع آفتاب تابان یا بن سفیدی سحر و چل معشوقان صفا پرور کی چربی انکے فتیلے نازنینان جو بیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے میں ڈھالے الماس کی ہر ایک مرد نگ آبروی گوہر بے بہا جسکو دیکھ کے دنگ ہے فقط

نیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرمائے ساغر الماس
زور دیوار گیریون پہ بہار

نور ماہ ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زربفتی کے اُٹھے ہوئے ہیں کہ آسمان سے لگا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جیجی شہنشاہ کو کس و غنچہ سیر کی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن تخت سے اُتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین و اسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار پہ محفل عرش منزل میں وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا

لگئے یاقوت نگار بڑی دھوم سے اٹھا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہوا دیا خوق رواں جوش مار رہا ہے ملکہ ہمراں گرد پری زادیاں حور پیکر و پری زادیاں
رشک شمس و قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ میں پہونچیں نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز
ہوئیں قریب تخت و تنگل زرین پر بیٹھیں خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری میں کیا دیر ہے ابھی تک سب لوگ
انتظار میں ناچ نہیں شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہیں تشریف لایا چاہتے ہیں یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی
بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تاباں ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ برجیس زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ
کوکب فیل مست پر سوار ہے شعر ہے سواری کے فیل کی وہ دھوم ٭ جیسے ابر بہار آوے جھوم ٭ علم زرنگار کی چھڑ بغل
میں دبائے ہوئے پھریرا زرنشان پرچم گیسوئے حسان اس شوکت و شان سے شہنشاہ برجیس فیل سے اترا پشت پر بارہ ہزار
جوانان خوبرو خوبصورت چھڑ کو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ میں صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ جمشید بن
کوکب مرکب باد رفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم سن سبزہ آغاز جرأت و شوکت میں سرفراز گھوڑے سے اُترکر یہ بھی
مشتاق آمد بدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ایک ابر عظیم اٹھا کئی ہزار طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے روے ہوا پر ٹھہرا ابر شق ہوا
سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر گرد پہلوؤں میں چاردن وزیر بطور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر
شاہ کے ہاتھ رکھے ہوئے اس شدومد سے آکر پہونچا تخت جواہر نگار سے اُترا مع شہنشاہ برجیس زرین علم و جمشید
والا حشم قریب قریب وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوئے اسد نامدار برائے تعظیم کوکب روشن ضمیر تنگل سے اٹھے
کوکب نے چاہا قدموں سے لپٹ جاؤں اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے
جمال بیمثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی چشمہ چشم سے
اشکوں کی طغیانی عمرو نے بڑھ کر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز عیش و فرحت ہے بیقراری
اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ
سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کر کے لایا کوکب نے جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہیں مگر اسوقت یہ
خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی برج گنبد نور میں غروب رہا کیا کیا رنج و الم سہے یہ شاہ جلیل
پروردہ مہد ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم اسدن کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی
سے روشن ہوئے اسی کی حیرت ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر کل سرداروں کے
آنسو بھر آئے ہر ایک نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو ہمت کر کے تاج الماس کی
دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوئے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر تمہاری نذر کی کیا
ضرورت ہے اگر قبول نہ ہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمہارا ملال ہمکو گوارا نہیں ہے لاؤ بسم اللہ خوشی تمہاری گلے سے اتار کر کنٹھا
یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب نے ہنسکر خندہ ان یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر میں

شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا کوکب روشن ضمیر کو ذنگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمر و بعد عرصہ دراز طرف ملک کوکب کے گئے اور شرکت کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی ہو حیران جمال و محو دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کارنمایان ہوے گنبد نور مین زبانی جلادون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آکر آفت برپا کی اور لوح جال کی سُن سُن کے دل گھبراتا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر یہ حقیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر نانا جان کے ہین وہ آکر زیر کرکے لیگئے ای شہنشاہ اس رہائی کو دیدے پر جاتا ہون جس خواہش مین یہان آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گرو رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو بالکل بیکار مجبور و ناچار چھوٹے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین باغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرما برف انداز و ابرق کوہ شگاف و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میلہ تو درہم و برہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ مین اُٹھا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا حیرت رونے لگی بال کھولدے کہا ہی ہی میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت خاموش رہو ایسا نہو میرا بچہ گلا کاٹ کے مرجاے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا مار ان رہین کن وا سرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جاکر مقابلہ مین آترو ابکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے سطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہی لوح میر طلسم کی مفقود ہی بالکل بجا ہی ماہیان زمرد پوش نے برائے تسکین افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور و صورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے شراب پلاکر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افتان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین با بدولت خود کدوکاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا

پانچون عیار پچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو ایستادہ رہتی ہی بموجب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار پچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشدزادہ منصور بدخو سمجھا رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سبکو دیوانہ کرکے نہ مار آلو اپنا نام نبیرہ سامری نہ پایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جا کر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے خل گل کے بھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھیڑ ایسا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میر شہنشاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن برلب خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار ہی غنچون کو خار ہی

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
مجھ مزے سے بھی آشنائی کر

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو
ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھو غزل میر کی جو ہووے یاد
موسم ابر ہو سبو بھی ہو
منہ ہزار اسطرف کبھو بھی ہو
ہر غرض عشق صرف ہے لیکن
ناز کرنے کو ویار و بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہے ہر میر
شادی ایسی بھی اتفاقی ہو
اے مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد
گل ہو گلشن ہوا ور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل گاہے
شرط یہ ہو کہ جستجو بھی ہو
سکو بلبل ہو دم کشی کا داغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوش ہی کہ اس محفل نور آگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک قاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین استاد برائے عاشقان جلاد ساز لیے ہوے کوئی ناساز نہین تانین پڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان سیمین ساق جام وصراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہباے گلگون کا جوش ہی صداے ہوشا ہو قلقل و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم انور جلوہ فرما ہین پانچون عیار منتظم کاروبار اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن وعیش دیکھکر محو حیرت ہوئی الٹے پانون پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو

صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہو کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہے روشنی ایسی کہ دیدہ دل روشن ہوتا ہو بارگاہ مین جلکر جو دیکھا بی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب ذنگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہو ایک ایک نازنین پر جوبن ہو حقیقت مین اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہو اب اسوقت کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہو نے نوازی کی خواہش کی ہو حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نے بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپکے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح اسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھوں کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہو لونڈی تو جاتی ہو آج کی شب وہین رہونگی خواجہ عمرو کی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دلکو اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہو جلسہ عام ہے روک ٹوک کا وہان کیا کام ہے ہزارہا طائفہ آیا ہو اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہو مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل لہرایا بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائین ہم آپ چند کس چلین صورتین بدل لین ہماری اہلخانہ کو نائکہ بناؤ ہمکو انکا آشنا قرار دو ہم اور پانچون عیار بچیان نوچیان بنو بہلی مین سوار ہو کے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت مین جلسہ بھی دیکھو یہ رلے سب کو پسند آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہو اب صرصر نے رنگ روغن عیاری کا نکالا مصور سے کہا داڑھی مونچھین مونڈ ڈالیے مصور لعنی ہوا داڑھی مونچھوں کو رخصت کیا صورت انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پائجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار اُسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جوڑ تک گزر وغن لگایا حسن پھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور مرصع کا پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ ارباب نشاط حاضر ہو جو طائفہ آتا ہو اُسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سُنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی نوجوان جمال بیمثال حیرت کو دیکھکر بیقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بائی صاحبہ آپنے بڑا احسان کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیوریر بل پڑگئے مصور کی جانب دیکھا مصور

بول اٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ
صرصر پہ پڑی کلیجہ تھام لیا قریب آکر پوچھا کیون بی تمھارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگا اُس نے
مسکرا کر کہا نام اپنے گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو
دیکھا ہوگا آپ تو تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سُنکر
بیقرار ہوگیا اب جو بھلی بیچ مین سے پلٹن رسالونکے گذری روشنی تو ہر مقام پر بنے تھا ہر جوانونکی جو نگاہ پڑی آوازے
کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جانے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار کردو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے
سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے کے پار ہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے
بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ
رکھدیا دل مین یہ آیا کہ برق بنکر خرمن ہستی بھر دے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہوجائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل جونٹیونکے سرداران مرخ
دوڑ پڑینگے اتبع جو کیا وہ کیا زانو پہ ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا تو دیکھیگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے
دل سے کہتی ہی مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا بنگئی بھلی کا ٹھہرنا مشکل ہی جوان تماش بین بھلی سے لپٹے جاتے
ہین کوئی اشارون سے پوچھتا ہی کیا خرچی ہی حیرت غصہ مین سرخ ہوجاتی ہی جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے
کوئی میان مصور کے قریب آن کر کہتا ہی میان صاحب آداب عرض ہی یہ جو آپکے قریب ہین گوری بی یہ کیا مہینہ
لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہی بی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہی ہم تو نائکہ سے ملاقات
کرینگے خوب بالائی پر اٹھے کھلائینگی صرصر پر تو ہجوم ہی یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہی مگر اپنی حرکت ناشائستہ
نادم دل سے کہتی ہی اے صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہی آغاز مین خیال انجام نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار
ہوجائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے
الگ ہوجائینگے بمشکل بھلی خیمہ تک پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہوگئے ہر ایک نام پوچھتا ہی مصور جلدی سے خیمہ کے
اندر سب کو لیکے داخل ہوگیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دو تھپڑ مارا کہا مرشد زادے آپنے غضب کیا کسبی بناکے
لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب بیحجاب ہوتی ہی مردوے بھیر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن پائیگا میرا خصم مجھی کو کھا جائیگا
آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے
ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہی جب پنچایت ہوتی ہی چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین
راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو
جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اُٹھائی ہمنے ترانی قوم کی صورت بنائی نبیرہ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی

ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے سر سے مزدوروں کے اُتروائے حیرت کے پاس
بیٹھکر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کیجانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا کہا داروغہ صاحب
چھنگی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہی بڑی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے صرصر نے کہا موے کلمو ہے تیری ہی
شامت دامنگیر ہے جاکے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک یہ گر پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منہ سے مزا لیتا ہو جورو
کی تو جاکے خبر لے وہ کوٹھے فرانی ہونگی نشۂ یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منہ چڑھا دیا پٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا
داروغہ صاحب ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نور بائی
کے نام سے مشہور ہی میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجئے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے داروغہ صاحب
نے کہا ابھی جاکر بلوا آتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے یہ تو بتاتا جا خواجہ عمرو کی ذی نوازی
مین کیا دیر ہی داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی تک طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے
آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ لٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائے گا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین
پائیگا سب طائفے مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا یہان حیرت
نے غصہ مین کھانا نہ کھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ زردے پر خوب ہاتھ مارے یہ تو بنے ہوئے ہین لیکن حیرت
کو نہایت انتشار ہی مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان
شیخ ہینگا صاحب چلیے نوچیون کو اپنے ساتھ لیجیے سرکار سے طلب ہی صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا
ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذی نوازی کے بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانے کا اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین
کسی طرح سے رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کرکے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہی شب کو ہمنے گانے مین کیا ضرور ہی داروغہ
نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرا دینگے بہت کچھ دلوائینگے مگر میان شیخ ہینگا صاحب
ہمارا خیال رہی بی چھنگی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکونکے تیر چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہگئی داروغہ نے شیخ
سینہ پر ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہانتک تیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل
بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران
نامدار عیاران خنجر گذار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار بکرشمہ و شوکت
سے جلوہ فرما ہے زیور مین پھولونکے لدی ہوئی عروس شباب بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چمپکلی موتیے کا سہرا
بصد حسن و ادا و ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگذار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آثار جلالت
چہرۂ زیبا سے عیان ساغر چشم بادۂ حسن سے مملو کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان ایسے ہین
ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کیخدمت مین

مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرأت مین بےنظیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہو گئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیرودار — تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار

عجب بارگاہِ معلّے اساس — زقالین و جازم نہوتے قیاس

تخت طاؤسی پہ سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین

تاج شہریاری زیب انور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا اُنسے رواج — حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج

سمن بر سمن بو حسین گلعذار — مہ آسمانِ حشم ذی وقار

رعب و جلال دیکھکر یہ سب و اسطے تسلیم کے خم ہوے گوشۂ بارگاہ مین بیٹھنے کو جگہ ملی اُس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک غیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لیکر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمرو بنام مہتر قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجالاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل بکیفیت تمام دور جام تھا عین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعد وفی ہا لاشتیاق اشد الموت خواجہ چپ بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہار نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اُٹھی خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا نا جان گا یہ آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہوا ساز آپس مین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین سراپا نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی نئی نکالی تا گنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دہن پر رکھکر دھر بھونکی یہ غزل عاشقانہ شروع کی

## غزل

کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا

دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جیتے جی ہو چکے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

روح قالب سے یہ کہکے نکلی
آج گھر جائیے کل آئیے گا

میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا

سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا

ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا

بات رہ جائے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا

میرے گھر کا ہے کہ آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا

کس طرح ہجر مین جاتی ہے جان
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

چھپ کے غیرونکو بلاتی ہین آپ
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا

روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

بیٹھو موڑ سے تو رہے گی نہ یہ آنکھ

| ایک کروٹ مین بدل جائیگا | اے خلیل افعی پیچان ہے یہ | زلف کو چھو کے خطا پائے گا |
|---|---|---|

سب گانے پر عمر وکے گوش برآواز ہین یا د ہین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہے کہ تصویر بنگیا ہے کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیر زادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہے نصف باقی ہے اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمائے جسمین سوگند و قسم ردیف ہے عجب کلام لطیف ہے عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہے عاشق زار فراق یار ہے مین بیقرار ہے زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی اللہ تعالیٰ حفظہا ناظرین التمکین

بسر عربدۂ دوست قسم — دیگری نیست ہمہ اوست قسم
بہ نمکہاے تکلم سوگند — بہ اداہاے تبسم سوگند
کہ بہ سر داغم بنفشان — بوے گل بر سر داغم بفشان

بہ سر نرگس مخمور قسم
بدل عاشق رنجور قسم

بہ بر و گردن و غبغت سوگند — بہ سر و سنبل اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بیمارم — مدہ اے دوست دگر آزارم

بہ حناے کف پاے تو قسم
باز گفتم بہ اداے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند — بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار تو ام — عاشق قامت رفتار تو ام

بدم تیغ سیہ تاب قسم
بصفاے دل مہتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند — بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو — محو مہر و غضب و کینۂ تو

برخ عارض گلفام قسم
بہ بناگوش دل آرام قسم

| بجفاہاے تو دلبر سوگند<br>تند شو سنگدلے شہبازے | بہ سرِ جعدِ معطر سوگند<br>نیست غیر از تو مرا غمازے |
|---|---|

ان اشعار محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی سراپا گوش عمرو کے کمال کا خیال
آنکھون سے آنسوون کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہواے محبت عمرو مین محو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہو
صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھہ یہ بیشک حید عصر ہی حیرت بھی کہ رہی ہی
ہی صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہی اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہی صرصر نے کہا واری عیاری مین بھی بڑے کا کب
نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپسمین چپکے چپکے یہ باتین ہو رہی ہین کہ قضاے کار مثل مشہور ہی ع دل رابدل رہیست
درین گنبد سپہر، حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہی کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرایا
برق نے پوچھا کیون مرشدزادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہی دل محبت منزل
بیتاب ہی کئی دن کا زمانہ گذرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جلسہ عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ
ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہی راجہ اندر کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا
نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلہ و کعبہ نے ایسی ہی بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کی اشعار
ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہے کہ عیار پچیان اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا امر
قصور ہی برق نے کہا مرشدزادے بہت بات معقول کہی دیکھہ بھال ضرور چاہیے ہی استاد آج رنگ مین ہین فرمادیا ہے
سب باتون کا خیال رکھنا یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی بچی
سب طرف شراب پلا رہی ہین ادھر نہین آتے دور مین ہمین نہین پلاتے حیرت نے کہا ابھی مرشدزادی چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلجاے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نور بانی کے ساتھہ والون کو شراب نہین پہونچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے کہا
ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار پچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منھہ پھیرے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھہ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو پلٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
سہیلوین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکاے شرمائی ہوئی آنکھہ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا جانی
ذرا سر تو اٹھاو یارو دونی نگاہ ملاو شراب تمہارے واسطے لائین اپنے ہاتھہ سے تمھین پلائین حیرت نے سر اٹھایا گھبراکے کہا نہین
مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی
جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا دل سے کہتا ہی یہ ظالم بربادکن صبر و طاقت ہے سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت
ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمرو نامدار ہی گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہی

کہا

پیچھے ہٹتی ہو نہیں نہیں کیے جاتی ہو چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا نارستان کا مزا چکھا چرت نے اُلٹا ہاتھ بالا ٹیلتے ہوئے مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپکے گلدریان یہان نہین ہو بحانین اس طائفہ کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا ہو یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ وناز حیران ہوکر وہین بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے مگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمھارے عارض رنگین سے گل کو کب مثال ہو یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہے نام خدا کیا سراپا ہو صانع ازل نے جسم انور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہو صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بنہایت ہو اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گھل ملکے باتین کررہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین انکے بیٹھتے ہی شمیمہ نقب زن کو پہچانا معشوقۂ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو بلالیے آپکے سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہے ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہو اسکو یہ گمان ہو کہ صورت ہر اک کی تبدیل ہو شناخت کی کیا دلیل ہو خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی لنگوٹے جوان ہین لیٹے جاتے ہین مگر اے صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام اسکا بد ہو یا سامری جمشید وقت مدد ہے یہان چالاک برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جا کر اُستاد سے اطلاع کردو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اُٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپکے لیے شراب کباب لاتا ہون مقصود شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہے کسی کے ہوش درست نہین ہین اس وقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

| | |
|---|---|
| ہو رخصت جان حال مین تبلا نہین سکتا | رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا |
| وہ ضعف ہو ایجان کہ کہین جا نہین سکتا | مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا |
| کچھ خال سے بھی کم ہو کنارِ لحدِ تنگ | آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا |
| قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان | سنتا ہو مگر یار کو سمجھا نہین سکتا |
| ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق | لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا |
| پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ مرے دل کا | ڈھونڈھے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا |
| سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد | دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا |

دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے
تقصیر شب وصل ہر شکوہ بھی تمہارا
لاکھوں گرہیں ہیں دل عاشق کیطرح سے
رُکتے نہیں سیاح عدم اشک کیصورت
رکھتے نہیں گوش شنوا عاشق جانباز
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں

پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہیں سکتا
شرم آتی ہی تا نوک زبان آ نہیں سکتا
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا
کھوئے ہوئے آرام بشر پا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑکے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر
کان میں عرض کیا اُستاد جلد صلاح تبائیے مصور وصورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن
و شرارہ سنگ انداز و شاہین جنگل کشا یہ دو کنیزوں کے صورتیں بدلکر آپکے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب فرماتے
ہیں ہوے سب کے سوار ہیں شیخ سہنگا بھڑوے کا نام ہی اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو گھبراکر سوچنے لگا بعد دم بھر کے
فرمایا ای برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر ای فرزند تدبیر معقول یہ ہی آپ لوگ عشق و عاشقی
کو کام نہ فرمائیے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہیں معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جاکر کیفیت
سے شراب بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کرو میں بھی آتا ہوں برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا
کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار میں آگئیں میں نے برق کو بھیجا ہی سب کو جاکر بیہوش کرو اگر حیرت
آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کریگی یہ سُنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اُڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے
ہٹے خود بھی اسکی فکر میں چلے مگر مہتر برق فرنگی گلابیاں لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک ملا کہا بھائی کیا حکم ہوا
برق نے کہا اُستاد نے ارشاد فرمایا ہی کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی
یہ تو مجکو گوارا نہیں ہے میری معشوقہ کی زبان میں سوزن دیا جاے میرے کلیجے میں سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی
میں جاکر اُسکو آگاہ کردوں وہ بیچاری نکلجاے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ متغیر ہوا کہا
بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا تم میں اُس بیچاری کو نہ ستائیگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو
آ کر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہیں عمرو نے کہا اے برق کیوں دیر کی برق نے سر جھکایا
خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچہ چالاک کو مارے کہا کیوں نالائق عرصہ کرتا ہے
عیار پہچان ساتھ ہیں ذرا سے اشارے کو سمجھ جائیگی خاص یہ سب فکر میں اسد کے آئی ہیں وہ شیر سحر سے آگاہ نہیں
ابھی جیب کر ایک گولہ مارے قیامت ہو جاے اگر ہم سکو مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سُنکر چالاک بھی گھبرایا
کہا حضور میں دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جاکر سب کی گردن لیتا ہوں عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیاں لیکر

آئے میاں مصور واسطے شراب کے اُبلے ہوئے تھے گلابیاں دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا مہتر صاحب آئیے چالاک و برق گلابیان
دیکر ہٹ گئے گوشۂ بارگاہ مین آکر بیٹھے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے کہا مرشدزادے سحر
بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی فتور برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین
کون کسی کو پہچانتا ہے عیارہ رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب
ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا لو صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا
کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے بحر فراموشی مین
گوشے سے عیار نکلے چالاک تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ
سے لپٹا خواجہ سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوزن
دیا عیار نے سبھون کو کمند سے باندھا اتنے مین ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو ہے
کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب ملکہ فکر مین اسد غازی
کی آئے تھے برق وغیرہ نے پہچانا گرفتار کرلیا اسد غازی نے کہا نانا مکر سے گرفتار کرنے کی سند نہین ہے
ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب نے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے یہ جرأت و شوکت کے پابند ہین
کوکب نے کہا اے ہنر پیشۂ صاحبقرانی واے نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمہ سحر ہین سب مکار غدار اگر عیارون کا قدم
درمیان مین نہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کار نمایان کیے آپ تو عرصۂ دراز
کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوئے ہین وقائع نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے کہ خواجہ
عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا میرے پیر و مرشد میری ترقیان لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی راے کا پابند ہے
لواے شوکت انکا آسمان سے بلند ہے مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ
ہمارے مقدمہ مین دخل ندیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہے اتنے مین اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجہ
افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک ایک پوچھتا ہے کیونکر گرفتار کیا انکا یک سب نے
دیکھا کہ مصور کی مشکین بندھی ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار پیچان رسن مین آفتاب
اقبال حیرت گہن مین ہے یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھا
بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہے کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب ساقی ہے لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین
زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی
جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان چاہو جاؤ
رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف

تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اُٹھی کہا
ہوا برائے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبال مندی طلسم کشا کی تم پر ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار
دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہے خزان کے دن گئے ہر دشمن
مثل لالہ دل داغدار ہی تمہاری کیا شامت تھی کسی نکہ آئین یہ صلاح کسنے بتائی مصور تو بیغیرت ہی تمہارے حال پر
حیرت ہے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت
آسمان رنگ بدلتا ہی ای ملکۂ عالم **نظم**

گردے صاحب جوہر کو مقدر عزت / جو ہر فرد ہے بانفرض کو کیا بے قسمت
قاضی چرخ جو تو ہے تو یہ کیا کر تیرے / مثل دہقان فلک کے کھتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف / جر اثقال مین تو جتنی اُٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین / نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہو دی ہے تقدیر / حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صناع اگر بخت ہین بد / نقش باطل ہے تری شکل وہ جیمن صنعت

ملکہ بہار نے اِس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منھ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام مسلسل موتیون کی لڑی
معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہی مگر حیرت جادو نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی
ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا عظم و شان ندکھا مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی ہین تمہاری اطاعت کرون
دشمنون سے محبت کرون اب تو میان مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے پکار اُٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے
فریاد کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ کرادونگا مابدولت
کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتر اسی مین ہے کہ زبان سے سو زن نکال لو ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا
میان شیخ ہینگا شیخی نہ بگھارو آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو لے بیحیا جورو کو نائلہ بنا یا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت
نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار
بیٹھو تم دخل نہ دو ہان جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار
رو رہی ہی عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار اسلامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ کے
جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑکر کھینچین گردن پر کوئلے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صداے مہیب آئی قریب تھا
کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیروزبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند
سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ دیا سب کو سحر کرکے اُٹھالیا نعرہ کیا باشید ای مسلمانان تم

سبھون کی قضا قریب ہے یہ سرکشی بادولت پہ لشکرکشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ مکر زیادہ بلائین نازل کرونگا کہ خود
اپنے اپنے گلے کاٹکر مرجاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا نہ کوئی زبان نہ ہلا سکا
عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرہ کی
صدا آتی ہے کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو دے گیا ع
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اب اور صلاحین کرنا ہین یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب قتل نہین ہوسکتا
بس اس کد و کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو جا ہی چکا تھا یہان کوکب
وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہوگیا مگر افراسیاب حیرت وغیرہ کو لیے ہوئے باغ سیب مین
پہونچا سب کو ہوشیار کیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے افراسیاب نے کہا مرشدزادے واہ کیا آپنے کمال کیا
اگر مین وقت پر نہ پہونچتا سارا بان زادہ سب کو قتل کرتا ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فردکشی ہو مسلمان مطمئن
نہوجائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اڑتی ہوئی چڑیا کو وہ
لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم ہوں سرتابی
کر سکتی تھی فرمانے سے مرشدزادے کے مجبور رہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب
توقیر ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز و اکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر مقابلہ مین اترو
مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب
سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے
فکر لوح واجب و لازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کانمین کہا ہم تو رخصت ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان مخمور سے
رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہار وغیرہ سرداران طلسم نورافشان بصد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے
روانہ ہوئے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جا سکتا ہے کسکی مجال ہے یہ بادو گشت
ہی کا کمال ہے کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم و خیال بھی نہین جا سکتا ایسے ایسے مہملات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا۔
شمع رائے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوئے گلہائے کلام روبرو دے باغبان پیشکش کیے فرمایا اے باغبان
عالیشان خدانے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی
کانمین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس
جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے تو یہ تمھارا حصہ ہے

برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا اُستاد مفصل فرمائیے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز
تمہارے بغیر کھاتے ہیں پہلے نور نظر کھالے تو بڈھا باپ بھی چکھے برق کہتا ہے اے اُستاد خدا کیواسطے صاف بتائیے
عمرو نے زبردستی منھ میں ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا اُستاد مجھے
روکیے میری جان گئی ہائے مجھے بیہوشی کھلادی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا برق کو عمرو نے
اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی کہا دیکھو بیٹا عطر بننے آیا ہے کتنے تولہ
کا ہے اترانا نہیں صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہوکر سر جھکا کے کہا کیوں قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا
بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہے سنکھیا بھی موجود ہے جو حکم ہو کھالوں جان قدم اقدس پہ نثار کروں
عمرو نے زور سے اُنکا کان پکڑ کہا کیوں بے جوانا مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمیں
زکام ہوگیا دماغ بند ہے ہم سوچے کہ یہ نوجوان ہیں قیمت بوجہ حسن بتائینگے تمہارے یہ سنکھیا زہر بنگیا ان نالائقوں کی
حرکتوں سے کلیجہ چھن گیا یہ کہکر روئی بخوبردی دماغ سے ضرغام کے لگادی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے
اُٹھا کر اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہیں آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ وقت پر
ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر اپنے کو پہونچائینگے یہ کہکے باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و رعد و برق
و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت
ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہوکر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر
بسفر رفتنت مبارک باد :: بہ سلامت روی و باز آئی :: اس سفر سے پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا
جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا کل سردار یوں بلک کر روئے جیسے نوجوانوں کے جنازے پر شور
گریہ و زاری بلند ہوتا ہے عمرو نے ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت میں یہ سفر آخرت ہے شریک حال انکی
عنایت ہے میں نہیں واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجکو کہاں لیے جلتے ہیں خدا ان ساحروں کی بدعت سے بچائے پھر
تم سبھوں سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال رکھنا جامع المتفرقین
پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہے مگر
کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کرسکوں جان لڑاؤنگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران نامدار درہ کوہ سے نکل آئے
دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا اُستاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیرخواہ کو تباہ نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے
ساتھ چلنے سے یہاں رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر ہے خدانخواستہ اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے
پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہے مقدم یہی بندوبست ہے قران نے عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہیں خدا اسکا
انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریاں و نالاں چھوڑ کر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہدیا اے نور نظر

بہارا جانا ثابت ہو بہاری صورت بناکر روزد کھانا عیاریچیون سے اپنے کو بچانا اور راہی قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین اُنکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نہ کریا یہ نہ ثابت ہوئے یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورۂ زربفتی وپیناوہ سقرلاتی دگوہین عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو د بالون پہ پرواز پیدا کرکے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمایئے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پایئے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیمچہ ٹیک کر مثل برق جہندہ سایۂ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

## دو کلمۂ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش لوح طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل و ہوشیار کا جرات خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین و ملاحظۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آنشہ ہے تجکو
مست تغافل کب تک رہنا
جب تو سُن آواز کسی کی
صبر شکن ہے بانگ تظلم
مست شراب غم کی خبر لے
جوش خمار نشۂ دل ہے
بادہ سرشک اور چشم ہے پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے
ترٹتے ہے سینہ بات کیے سے
لب جو کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہے چشم بہم ہے
گردش بالین گردش گردون

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہے تجکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبالِ جان ہے جینا
ہاے وہ مستانہ ہے نالہ
یعنے تری اب آن بنی ہے
درد اُٹھے ہے سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہے
یہ بھی مگر اک نقش قدم ہے
جوش طپیدن حوصلہ فرسا

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
اُو ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہے بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہے
دل شکنی بھی جان شکنی ہے
ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہے
باد صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا

حیرت وحسرت نالہ وزاری
منبع قلزم دیدۂ پرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی

مضطر بانہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہے
نقش قدم ہے صحرا گردی

گریۂ خونی غیرت جیحون
عرصۂ دامن صحن بنا ہے

سیاحان منازل رنج ومصیبت دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات وطالبان مطالب لاے وکان مصیبت آیات راہ پرخطر ممالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن ساز یکہ معنے ساز کردہ: سخن را این چنین آغاز کردہ: ماہ آسمان اوج عیاری وآفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اڑی ہوئی جاتی ہے جب جھک کر دیکھتی ہے خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہے جی مین کہتی ہے اے مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحراے خارستان وکوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست وپا ٹونڈلے گرد کے پیچ وتاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا وقدر سے صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کردی تھی اب نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہے تامل کرنا سراسر قصور ہے عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ کھجورون کا گر گیا یہان جنگل مین کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہے لاؤ تمھارا اگر ٹکا بیچ لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کرتے کی اتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جاکر فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرد چرکٹے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین زخم ادھر ادھر سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کپڑا کیا کیا کہا بھڑبھونجے کو دیدیا اسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہے ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑے بنوائی تھی اس موے نے کپڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑبھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہے جب بزرگون کے نام بتائے تب اس نے کپڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوالی کو رشوت دی ہے مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہوگئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ

ہوئے

ہوے اسی طرح قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے دم رہبر کامل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری
ہاتھ خواجہ کا تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ صاحب
اس دیوار کے اس پار باغ غافل و ہوشیار ہے عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہے مین سحر کر کے دیوار مین در بناتی ہون
آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت
باغ حسرت و یاس دکھاؤ ملکہ مخمور نے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر جست باندھکر کھڑے
ہوے اس امید پر کہ جب دیوار مین در بنایگی مین فوراً جست کر کے اپنے کو اس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بعد کر و فر دیوار پر مارا کڑا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ ایک آدمی دیوار آہن کے
اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہے در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا عجب مقام قیامت خیز ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر
گرے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال گلے پر پھیرا باغ کا یہ نقشہ ہے بجاے گل و ریحان
شمشیر و سنان مثل درختون کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہے
ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود نیلے مثل برق چمک رہے
ہین سارا باغ اسی عجائب غرائب سے مملو ہے چند نخل بھی جابجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے
صداے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے
لگے اے ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے
دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ
کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مخمور اشیاے سلاح جنگ سے تا غلین
تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا اے مخمور سرخ چشم آج
مجھکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہے کیونکر ایسے مقام پر
جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے
کی صورت ہے تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہے مکر مین بے مثل و لاجواب ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو
قسم ہے سر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کی باغ سے آگے جانیکا یہی راستہ ہے اور بڑے بڑے مقام خوفناک
ملینگے خدا آپ کی جان بچاے تا بہ مقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہے نثار کردون مگر اس مقام پر بالکل
ناچار ہون اتنا جملہ اور عرض کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہو اب دوسری مرتبہ در بنانے کی
مجاز ہون اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار
مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید رہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سرخ چشم

بھی بلبلک کر رو دی زبان پر یہ اشعار حسرت و یاس کے جاری ہوئے اشعار

ملک الموت ہے ہر ایک بشر | داد خواہون کے شور سے دیکھو | کوئی اس دور مین جیے کیونکر
آئینے نے بھی اس زمانے مین | تیغ کے سے نکالے ہین جوہر | چونک پڑتا ہے فتنۂ محشر
آب نیسان ہی ایک بدگوہر | جسکو دیکھو سو پایۂ بیداد | آتش لعل سینۂ جانسوز
ذکر انسان سے دیو مجنون ہو | آدمی سے پری کو آئے حذر | کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر
شاہ فرہاد بے ستون کشور | نہ امیرون کو پاے بندی عدل | ہو پے اشتیاق ویرانی
جسکو سمجھو رستم زمان کا خطاب | جو کرے قتل خورد سالہ پسر | نہ رعایا مطیع فرمانبر
طرز حرف ملامت مادر | ہین گدا پر غرور شیر دیہ | کمترین خانہ زاد طعنہ زن
چمن آرا کو رسم پیرایش | اک بہانہ ہے بہر قطع شجر | بیگنہ جو کیا ہے خون پدر

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخموران مقلات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہے خیر جو مرضی پروردگار ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی مین آقائے نامدار سے قدمبوس ہون آ کے ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سوائے اس راستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہے بچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رکنا ورنہ سر پٹک پٹک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے ہاتھ اے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہائے کمند آصفائے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا لو یارو پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کر کے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھونا یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے پیٹے صدائے حیرت خیز سے انکے تو ہوش اڑے مگر کلیجے پر پتھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو در سے نکلکر انتہا کا بلند ہوا

جو نخل اصلی تھا اُس تک تو نہ پہونچا بس چمن میں تلوارین بوئی ہوئی ہین دنبالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہو قریب ہے کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز اے بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پر آفت مین کون کام آئے گا دفن وکفن بھی نہ ملے گا اے خالق کونین رب المشرقین والمغربین مین تیری ہی مدد کا خواستگار ہون نظم

جو عاجز رہانندہ دانم ترا
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا
سپردم بتو مایہ خویش را

دعائے کند من کنم مستجاب
عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
تو دانی حساب کم وبیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلبلا کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت وشوکت **باغبان قدرت** پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو **باغبان قدرت** آپہونچا **باغبان قدرت** خواجہ عمرو کو لیے ہوے جست کرکے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے ترنج ونارنج **باغبان قدرت** پر چلنے لگے **باغبان قدرت** نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین خواجہ عمرو کو دکر لڑائی مین مصروف ہوے حقہ آتش بازی نکالکر مارا ہزارہا جادوگر گوشہ ہاے باغ سے نکلتا چلا آتا ہو **باغبان قدرت** پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین **باغبان** کی تنہائی پر روتے ہین **باغبان** پر بلوۂ عظیم ہو جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا ہر طرف سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا **باغبان** بیچارہ کس کس کو جواب دے ہو زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو جھیل رہا ہو جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائ قتل **باغبان** چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین بیترا بدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے حباب بیہوشی منھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم
رنگ از رخ بختک بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ وسپر وسبو وساغر بہ برم

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے کسی کے کاندھے پر پہونچا لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے پھر مخفی ہوے اسطرح ہر ہر غول مین ہر صف مین کبھی بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا تین تین کے پاؤن گرادیے کبھی گنگی ہان داغ دیا صدہا کے منھ جھلس گئے کبھی

ظاہر ہوئے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پاؤں تھام لیے تاک کے اُسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوئے بتعجیل گلیم
اوڑھ لی جادوگر حیران ہیں کہ اس بد ذات پر زور نہیں چلتا برق جہندہ کا حال ہے بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہے
اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحروں کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہیں ناریل اُچھل رہے ہیں مگر باغبان قدرت
مجمع ساحران میں گھسا ہے نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہے یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوئے لباس عمدہ
زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان
قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی
سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام
اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے
وہ بیحیا سحر پڑھتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر
پتھر اُٹھا کر سنگدلوں پر مارتا ہے کسی کا سر پھٹا کسی کا منھ ٹوٹا یوں اپنے کو بچاتا ہے مگر قطران جادو بدخو نے
جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم
ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت
قتل ہوتا ہے گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہے برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بیحیا منھ کے بل
زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو شجر بغض باغبان سے یہ ثمر حاصل
ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت
قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا گلیم اوڑھلوں ہوشیار نے وہیں سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر
گرا زمین نے پاؤں تھام لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس
بیحیا کے پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا القدرت باغبان
قضا و قدر پھولوں کی پتیاں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ میں آڑی ترچھی
بدھیاں گلے میں طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے
کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے
گلدستہ مارا پھول برسے ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد میں طاقت نرگس چشم میں ابصارت
یہ رنگ دیکھتے ہی اُٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی اسی طرح دو تین
گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہوگئے گلچینی گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل
و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن جوہر شمشیر پر خزاں آئی لیتے تلوار کے چمن نیزہ

تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے جلادیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے
گل عارض بہار مرجھایا یعنی بہمہ زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چرخ کھا کے گرے سر پھٹ
گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑادیے رعد گرجنے لگا برق چمکی خون کی ندی بہادی مگر غافل و ہوشیار
رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونوں ملعون ٹھہرے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلادیتے ہین رعد و برق و باغبان
قدرت پر انتہا کا بلوہ ہے ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا جادوان پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر گری اُس بیچارے کے
دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دیوارین باغ کی تھرائین مکان جلنے لگے ہوشیار
جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہوکے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے
گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر برق لامع جمے ذرا بھی تھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہے
برق لامع ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے
ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے
کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری
کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار
سب کو جواب دے رہا ہے بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا انی خون لیکر جسپر خون مارتا ہے
قطرۂ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہے آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہے ساتھ والون کو صدا دے رہا ہے یارو
یہ چند کس ہین بیکس و بے بس ہین بلوہ کرداب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون نام کو ہوشیار
ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار
لگادیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے
جس ساحر کو پاجاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم برق لامع و رعد
و برق دریاے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہے کہ بلوے مین گرفتار ہوجائین بیقرار ہوکر سب نے
دعا کی اے ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا اے

رحیم و کریم دائی سمیع و علیم شعر
خداوندا تو میدانی کہ بد کردم بنادانی
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ

شاہا تو کریمی و رحیمی و غفور
ز دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بقرارم فریاد رس الٰہی

دست ما گیر کہ درماندہ و بی بال و پریم
نہ طاعت را سزا دارم نہ شغلی نیک کردم
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

سلطان بے وزیری خلاق بےنظیری | چون دست من بگیری فریاد رس آہی | دعائے خواجہ قبول ہوئی سعادت

حصول ہوئی آسمان پر لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جیسکے سامنے خورشید
عالمتاب مانند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیحیا نہ ماہر ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بران ماہ رخسار
ہے کڑاکے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے
ناریون کو جلایا سیہ بختون کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بران بہ افسون گری ناموروزی و قار : منم دختر کوکب
نامدار : زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر ہوشیار جادو
پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوے نیمچہ نیام انتقام سے کھینچا وہ دریا دل
ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی ندی خون کی بہی ابر رعد و برق وغیرہ کو بھی
مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے
ہو کر سر پھوڑنے لگے کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلا کے
اُٹھی انکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر
نیمچہ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار
اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہی ہین کوئی پامال کوئی غربال صفون کو درہم و برہم کرکے
قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے
آنکھ چار کر ہمپر وار کر ہوشیار جادو پلٹا ملکہ بران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے
پھینکے رائی کے دانون کا کیا شمار ملکہ بران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بمردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جوڑے سے نکالا خبردار
خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پُر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا
بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا
فرار برقرار کرین باغبان دہبار نے آواز دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو
خبر یہان کی پہونچائینگے رعد و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ
شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے خواجہ عمرو بھی
ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر
بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہے یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل
دیکھا سو ہین سے قفل کاٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھاکر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا

اے باغبان قدرت یہان توخزانے ہین ایک حبہ نہین ہے کیسا یہ بیجا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون ہین ڈھونڈھا نقد ٹکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جنجھی کوڑیون سے بھرے تھے انکو مین نے حوض مین پھینک یا جنجھی کوڑیان کیا ہوتین ہین باغبان نے کہا غافل و ہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب کہین نہ جاؤن گا تمہارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب و غرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا اے شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیجا اُون پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بڑا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی اپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پر خطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدہ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا کہا اے باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندہ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بران شمشیر زن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لااعلم

سپہدار مغرب علم بر کشید
چو بر تخت مینا نشست آفتاب

گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ
سر نازنینان برآمد ز خواب

چو شاہنشہ روم لشکر کشید
ز طاؤس زرین زبون گشت زاغ

بوقت سحر سرداران نامور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پر ہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہے ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پایا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پائے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو و طائران خوش آواز چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طے کیا ہے دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر

سفیدہ کی اسیر کارہ گزاران چابکدست نے نسبت کاری کی ہے گلشن بیخزان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دونا ہو گیا ہے عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا یقین ہے کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معتبر ہوا جوانان چمن خوشی داہر گل کا جوبن نرالا ادایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر باشی ابیات قمر

کر رہا ہے عجیب تگلریزی
جیسے ٹپکے شنجرسے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہے طبع قمر
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا
جس سے ہون شاد قلب ہاے ملول
کھل رہی ہے چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پہ اکڑتا ہے شمشاد
پھرتی ہے ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہے کیا بو ہی
اک انگور ریزہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورتِ نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہے لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہے آج

چمن تازہ مین ہے تازہ خیال
کیا بھلی لگتی ہے سبک خیزی
جا بجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہے آج گذر
دیکھی ایک شان باغبان قضا
ہے کسی جا پہ بیلا البیلا
کہین نسرین و نسترن کی صف
کہین نرگس اشارے کرتی ہے
رنج و اندوہ و غم سے ہے آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہے دوش بدوش
دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہے
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہے دھوم
پا بزنجیر موج ایسی کیون

جھومتا ہے قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہے بہتر
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہے سیلا
ہے کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہے
کر رہی ہے نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب وہ ورد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جوہی
سب پیاز گل چمن کے دامن مین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
شکل مینا ے سبز پر بد ہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہے
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہے لٹاتا چمن مین اشرفیان

دیگر

باغ مین آمد بہار ہے آج
باغ مین سرو جوئبار ہے آج

| | | |
|---|---|---|
| آئے گا کیا کوئی صنوبر قد | قمریون کا مگر شکار ہے آج | چشم نرگس جو وا ہے گلشن مین |
| کسی گلرو کا انتظار ہے آج | اے قمر باغ کی صفت جو کہی | گلشن نظم پر بہار ہے آج |

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل ولالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوائے باغ دماغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان خرامان روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار ڈوپٹہ اُسپر دولائی آب وان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان راہنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی چھریسی نگاہ کی دل محبت منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حُسن کو دیکھکر پسینہ آیا کلیجہ تھرایا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرماکر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جاکر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکراکر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھاکر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ وناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصۂ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑاکر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جاکر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حُسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کون اے شخص کیا صورت ہے کیون دمبدم ترقی حسرت ہے مجھسے کیا چاہتا ہے کون مانع ہے خواجہ عمرو نے گڑگڑاکر کہا اے سرو چمن خوبی واے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر وضبط باقی نہین قریب ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

| | | |
|---|---|---|
| سخت دشوار است گفتن حرف ناگفتہ را | سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را | میکند گر نالہ بلبل در چمن عیش کہن |
| سیر گلشن نشگفاند خاطر آشفتہ را | پنجۂ ہمت نگیرد دامن یاس و امید | چون زلیخا گر بہ چنگ آریم عمر رفتہ را |
| عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر | چند چون طفلان نگہداری حساب ہفتہ را | مخفیا انکہ ز چشم ترک بیحاصل بود |
| گر دہد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را — دیگر | کسی صورت تو دلکو شاد کرنا | ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا |
| دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف | جہانتک ہوسکے آزاد کرنا | کہین وہ آفرین ایسا پڑی ہاتھ |
| نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا | مسیحائی دکھا تا بعد مردن | جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا |

اُڑا دو خاک میری ٹھوکر دیکے
بتا کر تا عدے بیداد کرنا
جنازہ اُٹھ سکے میرا تو تم بھی

اگر منظور ہے برباد کرنا
مزا تھا بیکسی کی گالیونمین
ادا رسم مبارکباد کرنا

ادب سیکھے نہین ہین نوگرفتار
اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
اُس باہوش نے مسکرا کر جواب

دیا اے شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہے نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا اپنا عشق جتاتا ہے ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہے خلاق زمین وزمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہے عقد ومناکحت کی تاکید کی ہے مگر عقل سے بعید ہے غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ ہین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے پس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکہ قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہے قلب ٹھہراتا ہے ایسا نہو کہ گلشن حسن مین خزان آجاے باد مخالف برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہے کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہے غلامی مین فخر سراسر ہے جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن اگر چھری گلے پر پھیرے گردن نہ ہلاؤن اُس نے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ اے شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین تو ہم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت ونجابت کو چھپانا جب چند دن مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہے تیرے عجز وانکسار پر رحم آتا ہے خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر ووفا اے رنگ وبوے چمن حلم وحیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہے خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد وغبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہے اے شخص یہ علم دریا ہے خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل وہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل ولالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقہ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایہ حسن وناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر ہیتاب مضطر ہوا کلیجہ تھام لیا رعب حسن وجمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکار اُٹھا مطلع نکالون کسطرح سینے سے اپنے تیر جانان کو نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو مطلع تھہرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو نہ چکرا دیا غمزے نے

ترے طوف حرم کو ۔ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک ذلت بسکہ آب روے ما
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروے ما
از براے خاطر آزاری فلک تا کے توان
آخرش ای ماہ نو یکبار نظر کن سوے ما
دیکھی تو نکا شوق میں دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
کبھی اٹھاتے ہیں میرا جنازہ کیون جناب
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروے خود بنا بید رنگ تا بروے ما
پنجۂ غم سالہا شد پنجۂ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم بجست و جوے ما
دل ضعیف غم قوی تنہا درین عشرتسرا
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہان تو دل مین ہوئی ہے کسیکی حسرت دید
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہے کہ ملتے ہی آنکھ

گر بفرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود ست این قیمت بازوے ما
بہر بوی پیرہن چشم تمنا شد سفید
واے گر مخفی نبود ہم سر زانوے ما
کبھی جگر کو بھی اے درد عشق ہو توفیق
جدا آنکھوں سے نمکین آشکار ہو جائے
بغل مین میری رہے یا اُسی کے پہلو مین
جلا دو بُت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب آئی غش کھاکے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبراکر اُٹھ بیٹھا حسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیون اے جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھاکے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا دوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون اے مسیحاے زمان مسیحائی فرمائیے اب زندگی دشوار ہے دل تر در منزل بیقرار ہے یہ سُنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا اے تاجدار والا قدر اے افسر افسران اے پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا مین کون غریب باغبان بچی ہون اے شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے لیے لیاقت تری حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجکو کیا کہینگے مین تری برادری مین بدنام تیرا بدانجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذات عزت ہے اسنے مردی مین شوکت ہے دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سُنکر اُس نازنین نے سر جھکالیا کہا اے شخص یہ بڑی مشکل ہے علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہے مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہے باغبان بچی کو کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے بس ہمکو اپنے سمجھاکر گھر کا راستہ لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہے پیشہ

باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہے یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہے اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھوں میں بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود وزرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سامنے کوئین ہاتھ آئی کہا اے جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً خود وزرہ اُتار کے بیخ نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھون مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صحرا کو طے کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کو سلام کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہے اُس نے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پرین کہتے ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہے تم سے بہنا پا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی آپ شہزادی میری مجال ہے کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہون ملکہ بران نے کہا ہماری یہی خوشی ہے ہمکو منھ بولی بہن بنا مین تخت پر اپنے برابر بٹھا مین اُس نے کہا حضور یہ ناممکن ہے ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہے تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونے کی کھرپی ہاتھون مین لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہے یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھون مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین گلچین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک غبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ بران مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بہنا پا کیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اسی رنگ سے پھر رہی ہین یہ حال دیکھکر عرصۂ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بنگاہ حسرت دیکھا ایک ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کر کے خواجہ عمرو کو آواز دی اے شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرتا ہے کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپ کی شادی کر دونگا اے رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کر دونگا یہ سُنکر عمرو ور رعد وغیرہ قریب باغبان آئے مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان حیرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوے سامنے باغبان کے آئین کہا اے شہنشاہ تمہین حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا نام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان

حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام میں پھنسا ہے بہت ہو رہا ہے ان سب کا یہی حال ہے اب قتل کرنا بہت آسان ہے، اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہے باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہے ہر شے کے لیے فنا ہے باغبان قضا و قدر کو ثبات ہے گل گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہے آج بہار کل خزان ہے، خمسہ

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد — فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مے خوابے دارد — آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہے سر عشاق پر آوردہ زلف — ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردہ زلف
روز کس کس کی یہ تعیین آہ سیہ کردہ زلف — ماہ و خورشید نمایش زپس پردہ زلف

آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار — پہ ہمین زندگی تازہ ملی ہے ہر بار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہے مزا دشوار — آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار

روشن است اینکہ خضر بہرہ سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہے روان سیل سرشک — دیکھتی ہے ترے پانون کے نشان سیل سرشک
تو جہان جائے ہے پہونچے ہے وہان سیل سرشک — چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک

تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اسد — شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
ہون تو بے جرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد — غمزہ شوخ تو خونم بہ خطا مے ریزد

فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جھڑتے ہین شرر — اس تپ و تاب مین آتا ہے دل افسردہ نظر
اتناکس خام کو ہے حسرت داغ جگر — چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد دگر

ترک مست است مگر میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال — کیا کہون سینے مین کیسا ہے بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہے محال — جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال

اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہے یہ مومن کو خدا فضل کرے — سخت بدخواہ عزیزان ہے کہین جلد مرے

اُس سے کہتا ہو کہ خاموش ہو یا آہ بھرے | کے کند سوے دل خستہ حافظ نظرے

چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابی دارد

غزل

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے | مہندی تھے اُنکے پانوں کی اب نقش پا ہوے
لوجی گئے جو آکے کہا تم نے مر کہین | اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوئے
شاکی ہے اک زمانہ کہ تھے نہین کہین | تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا | رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیر ان کے ساتھ بھی | جوڑے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل | کم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا | اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی قضا نے جان | تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہو نہین بر ہو کہ شیخ | بُت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال | انداز قافیہ ہو ردیف اُس مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک باہر نخل چمن کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی حسرت سے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کر کے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے شمس پر چراغان جلنے لگی عمرو نیمچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے کیا گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیمچہ زمین پر پڑا ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقان ماہ رخسار کو خاک اری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گر جا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گرکر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے اُن باغبان کے بیوی بچے بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہے باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار بشک طلسم کشا ہین جبال مہندی مین بھی گئے ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہے مقام لوح کا یہی راستہ ہے یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپ کے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کر کے تو یونہین دیوانہ کر کے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپکا تابعدار ملکہ بُران و بہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بُران نے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین

جب تو افراسیاب کو اطمینان ہے جانتا ہے کہ اس راہ پر خطر سے گذرنا نا ممکن ہے مگر اقبال مند کے یہ سب آسان ہے اگر مین شریک نہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپکو مبہوت کیا تھا انھین مین سے ایک مجکو غیر سے بچانی ہین آکر گرفتار کرتا ہے بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون دیترنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیازمند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے آتش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگار ہر نخل شجرۂ آتش باغ پر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا نالہ کرکے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پٹیتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش اشکار ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوگئی ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلہ پر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم بامسمّی ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیادان دام بردوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمایئے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور

شعر

جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ٭ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ

باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش مہیّا کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان کی کھایا سب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے ایسے مقام پر فضا کا برباد ہونا باغبان کا دمبدم رونا تڑپ تڑپ گئے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سراے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحراے پُر فضا ملا غنچۂ آرزو کھلا دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جا بجا گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جا بجا پھولون کے انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی

| | |
|---|---|
| روحۂ سنج طیرہا موزون | آن پُر از لالہ ہاے رنگا رنگ |
| باد در سایۂ درختانش | گسترا نیدہ فرش بوقلمون |
| رودخانہ و نہرہا سلسال | وین پُر از میوہ ہاے گوناگون |

عمرو آگے عقب مین باغبان و ملکہ تحمورس و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحراے پُر فضا ملاحظہ کرتے ہوے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے آکر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر جھکڑون پر اسباب

لداہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہیں کسی جانب سے اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹو پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال پٹکا درست سفر چست پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمریں باندھے ہوے مرزائی اُتار کے کمر میں لپیٹ لی ہے گلے میں مالا ایک دانہ اور راج کا ایک سونے کا اسی واسطے مرزائی اُتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھیں کاندھوں پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ سخت منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہیں ایک جانب ہزارہا پاسی ننگے پیر جوتا پہنے سے بیر تیر کُٹھا ہاتھ میں ایک جانب کانوارتھی ہزار در ہزار کانور کاندھوں پر بم بم کی آوازیں بلند ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی انند ہزارہا برہمن ماتھوں پر تلک لگائے ہوے تمہری وعقوبیان بغل میں دبائے پوتھیاں ساعت بچاروں کہتے ہوے چمر دے ہوتے تیل میں ڈوبے ہوے اُسپر گردجمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھیروں بجتے ہوے کسی جانب ہزارہا چماریان گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریاں گاڑھے کی کرتیاں نیلی رنگی ہوئی توال کی گوٹ پھنسی کرتی سینے پر چھاتیوں کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیاں گاتی ہوئی چلی جاتی ہیں زمینداروں کی عورتیں گنوارنیاں لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا جوڑا جوڑا نینو کی دولائیاں انوٹ بچھوے پانوں میں جابجا درختوں کی چھاؤں میں کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول بر بجی لٹیا گول گول میٹھا ہوا آواز دے رہا ہے بھائی مسافر جل پیو ٹھنڈا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہے بھجن گا رہے ہیں مسافر ونکو لبھا رہے ہیں کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیاں رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے میں دیے ہوے چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے میں ڈھول اس غزل کی تانیں اڑتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہیں

## غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہیں
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم
کر یا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہیں سوز جہیم سے

اڑتے ہی رنگ رخ مری نظروں سے تھا نہاں
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے روز
پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دیکھا بنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہوں اسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا اے رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہاں لیے جاتا ہے یہ سب کہاں جلتے ہیں کیا کہیں میلا ہے اے ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہے میں خوب جانتا ہوں جادوگروں کو اچھی طرح سے پہچانتا ہوں تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو میں اکیلا تمھارے ساتھ ہوں اگلے وقت کا بھولا آدمی سکھیا کھلا کے مار دو سوتے میں گلا گھونٹ دو آخر کہاں لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہوں کہ ملازمان افراسیاب آپس میں ایک ہو جاتے ہیں تدبیر بڑے تپاک سے ہو بلکہ بحران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اس کو سلامت رکھے اگر میری جان لو گے یہ ابھی سبکو ٹوک ٹوک کے مار یگی ایک ایک کو للکاریگی بھاگتے پھرو گے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہے

ورنہ تم سب صاحبون نے مکر بار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد ہم راکس ہون گا تمہارے سب کے سرون پر اگر کھیلون گا
گھر سب کے خاک سیاہ کر دونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے محسن ساحران
شہنشاہ خنجر گزاران لواے شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہے ہم لاچار ہین مجبور
و ناچار ہین نالش لوح مین منع خدا آپکی جان بچاے منزل مقصد پر پہونچاے خدا ہمارے باطن سے ماہر ہے حضور پر
بھی ہماری جانبازی ظاہر ہے ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی راز دار ہین یہ منزلین بڑی دشوار ہین سواے اس راہ
سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طے کراے
افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہے اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین
متعلقہ یونان بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے زور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریاے قہار و زخار ہے بعد سال بھر کے کنارے دریا کے میلہ ہوتا ہے
ہزار ہا دیر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا
بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن بر آمد ہوگا اُس دریاے بیکنار سے ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہوکر
پانی پر قرار پکڑتا ہے اُسوقت لاکھون آدمی اسپار کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہوجا
ہاٹ کا غریو چند ساعت وہ گنبد تاب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہے شمسے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکمانے اپنے علم و حکمت سے شمسے پر قائم کی ہے چند ساعت مین وہ پتلی حالات آیندہ و گذشتہ
بیان کرکے ایک آواز دیتی ہے کہ زمین کو زلزلہ موجہاے دریا کو جوشش و خروش نمونہ طوفان نوح ظاہر ہوتا ہے اُسکے بیان پر
کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کسی کو عبرت کسی کو حیرت کوئی غرق دریاے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد ساعت
وہ گنبد اُسی طرح دریا مین غائب ہوجاتا ہے بس میلہ درہم و برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد نور کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکمانے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہے وہی باغ سیاب کا راستہ ہے حضور کو وہی منزل گنبد عجائب
در پیش ہے غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہے خواجہ عمرو نے سر جھکالیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے باغبان تم بھی ہو
ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک مین ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہے غلام اس مقدمے مین مجبور و ناچار ہے
گویا یہ منزل عدم ہے دوست و عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا یہ بھی عرض
کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہوئے پھر سال بھر کا انتظار مین گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد
کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا یعنی مقام قیام نہین ہر چند کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پر پہونچائیگا یقین ہے
کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کرکے حاضر ہون آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اُس مقام سے
اُٹھے ساتھ اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہے کہ اے عمرو کیا ہوگا ایسے

مقام عبرت خیز ہے کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین بعد
قطع منازل و طی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طی کر کے قریب دریاے تہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے
اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع ہزارہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ
گھنٹ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استادہ رئیس و امیر بارگاہون مین
داخل ہین سامان عیش و نشاط جابجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان
وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدانے فضل کیا اور اس راہ پر خطر کو آپ طی کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در
کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر ہے زبانی افراسیاب کی سنا ہے کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے
ہین اگر سیماب جادو مارا گیا یا گرمی تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب اسوقت
فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے فرش تو میرے پاس نہین ہے مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن
باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہے لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھیے
باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا اب حاضر ہے دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے
مہرین کر دین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو
روپیہ بھی کیا چیز ہے جنگل مین منگل ہے باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑے دور پر آگے دیکھا سامنے مین
نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھاکر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول آراستہ بیچ مین ایک مسند
فرش مفروش گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہے سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار
نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون
نے خوشامد کرکے بنالیا ہے مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بُران شمشیر زن کو مسند پر
جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین تماشبین میلے
والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہے شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجا پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران
نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمھارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار
نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہے کچھ
ہمسے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہے غنیمت ہے اسوقت سب
صاحبون کی یہی خواہش ہے کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلاکر کہا صاحب مین کوئی گویا ہون
ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ بھیجیے مین بلالاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ کے
پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوشی تمھاری اے مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہے چند

اشعار تمھاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرماکر خواجہ گنگنانے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھیں خوف پرسش کا یقین آیا　ہوے بیدار جب ہم وقت خواب الپسین آیا
اُٹھے شعلے درون سینہ بہر تعظیم میری　سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم　نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
وہ تھا محروم راحت مین وہ مقتول جفا تھا مین　کہ اندا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا نہین آیا
بیا پا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین　کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا نہین آیا
وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی حجت سے　تمھین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا
ملا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا نا ہم　فلک پر روح آپہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا　فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا
کہانتک شکر ہو او صید افگن تیرے احسانکا　کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا　بہار اپنی دکھانے کونسا خلوت نشین آیا
نہین ہو جاے آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل　ہوا گم زور راہی اس مکانین جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہے جہان سے جانے والونکو　وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ یان دین آیا
ادب او نالہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا　ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا　ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا
غرض کیا تشنہ دیدار کو ہے اس سواے ساقی　اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے　سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا
پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے　ترقی پر ترا سوداے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے　گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے　کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ پر ان چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے نا امیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت روز دون ہے نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس معاملۂ خاص مین نہ مونس ہمدم نہ یار و غمگسار دل زرد منزل سے ہر وقت تکرار کرتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخداے کشتی

روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا

## اشعار در صفت صبح

سیاہی شب نیرنگ چون شد از نظر غائب
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا

سحر کرد جانب مشرق بر آمد رایت بیضا
فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا

فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا
جہانگیر دار تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اٹھاکے دعا کی اے ستار العیوب اے دافع البلیا کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان سب بندون پر مصروف ہوتی ہین ہاتھ پانون چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہوے کیا کیا شرف حاصل ہوے

## نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
اک بات مین تخت پر بٹھایا
کیون شکر کرین نہ آل داؤد

افسون شہنشہی سکھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہے
کیون مہر نگاہ مین سمایا

نے عقل بسیط اسکا تیرو
نے نور مجرد اسکا سایا
سبحانک یا اله عالم

عالم ترا عجز نے دکھایا
ہر جا پہ ہے تیرا جلوہ لیکن
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا

یان عقل ہے گم کہ بس تجھی کو
پایا ہر شے مین پر نہ پایا
اللہ رہی تیری بے نیازی

یعقوب کو مدتون رلایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
زندان عزیز مین پھنسایا

یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
ابلیس کو خاک مین ملایا
تجکو ہی سزا ہے کبریائی

کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اے رہبر خضر و الیاس ہی قابل شکر و سپاس تجھیر فر عافیت منزل مقصود پر پہونچایا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد نامدار ہی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکۂ حیران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہے مقام انصاف ہے ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کر کے خواجہ اٹھے بانہاے عیاری چست و چالاک ہوے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر سمجھاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین فوراً جایئے گا اب وقت بہت قریب ہے لائق ملاحظہ معاملہ عجیب و غریب ہے کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہے غریب و امیر و فقیر وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہے سوا ہیرون نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہے ہر گرداب چشم خونخوار موجہاے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوے گھڑیال گھڑی گھڑی ابھرنے تھے مردمان آبی فریاد کرنے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تیلی ظاہر ہوئی بعد تیلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے ابھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیاے گنبد زبرجدی پر نگاہ ٹھہرنی تھی ہر خرد و بزرگ آدمی اعلی پیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینکے ہی مین کوئی دو ڑگرم سبز تیے لایا کسی شمعی نیند کے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گیت وان دیا تیلی نے آواز دی

اے بندگان سامری و جمشید اے پرستاران ماہ و خورشید اے مطیعان لات و ہبل اے پیروان ملت و مذہب مہمل آگاہ ہو
خوش ہو سنو یہ سال انقلاب ہے سامری پرستون کو اضطراب ہے اسلام کا ہین اور مذہب شایع ہوگا تمھارا ریاض مدتون کا
ضایع ہوگا آب و ہوائے طلسم ہوشربا خلاف ہے مزاجون مین سامری پرستون کے خلاف ہے خرابی بربادی قریب ہے معاملہ عجیب
و غریب ہے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہے مثل چشم ماہی کھلا ہے تیلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین
اُسی سمت دیکھ رہے ہین تیلی پکار رہی ہے ایہا الحاضرین اے مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا مغرور ہوا پابند
عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ
کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین
جس کے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہے کسی طرح
چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہے حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اُڑاتے ہین کچھ لیون مین ہر لونگ پڑے ہین
نا منصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قالب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن
بھائی کا بھائی دشمن ہے باپ کا بیٹا رہزن ہے رنگ باغ عالم دگرگون ہے بدعت و جور با غبان گلگون کا کلیجہ خون جانور بیچارے چمن
مین چھپتے ہین حیرت زدہ سا جھکی لیے پھرتے ہین اے سامری پرستو آج کا میلا آخر ہے آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس
جلسے مین نہ آئینگے غرق دریائے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہے کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہے
جسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل لے گئے جو کچھ سامری و جمشید
لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر برندۂ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران آگیا نام و مقام سنو
آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہے کون پہچان سکتا ہے ساحرکشی اُسکا کام صاف یہ ہے کہ عمرو عیار
اُسکا نام ہے تمام اہالیان جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا لو خواجہ
اللّٰہم اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی مین پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد لرایا وقت اُسکے
غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہے خطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکائے تو کیا ہوتا ہے اور
تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلا آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ
آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت
مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت
ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہے غرق ہونے کی کوشش ہے بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی
ہٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا اے ساحران غدار و اے کافران نا ہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُر بے بہائے صدف
طلسم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنظلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دا رفع

بدعت دمامہ و حشمش منہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار رحمزۂ ذی وقار
اے ساحران تیرہ دروں دیکھ لو پھوٹی آنکھوں سے کہ گنبد بے نور میں جاتا ہوں اور طلسم کشا ساتھ
ہے یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہوں افراسیاب ناہنجار کو شکست دیتا ہوں اس آواز کو
سنکر تمام ساحروں نے اس جانب دیکھا ایک شخص دبلا پتلا نا تنیا کلاہ نمدے کی سر پر بندھی کا کرتہ
زیب جسم انور ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوئے اسمیں زنگ ٹکے ہوئے ناریل سا سر کلچہ سے گال
زیرہ سی آنکھیں مروارید سے دانت طباق سا پیٹ ناگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانوں چھ گز کا دھڑ
تلے کا تین گز کا اوپر کا منڈلا نو گز کا پیادہ بگہ شطرنج کا پیادہ ہے بادشاہ کو دو ڑ کر مارتا ہے اس صورت زیبا
طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بد سیر گھبرا گئے پیشانیوں پر بھیاؤں کے موت کی پسینے آگئے اپنے
خداوندوں کو پکارنے لگے یا لات اعلی منات معلی پیٹتے پیٹتے دم خبیثہ سر گا ٹیکا جھجھر الو ٹاک لوٹا
جھوٹاک جھوٹا ارمل خرمل خیر اڈ بابائے پونے دو سو خداوند مدد کو دوڑو یہ ساربان زادہ گنبد بے نور
میں جاتا ہے روح کو تمھاری ستاتا ہے اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہے بڑا بدمعاش ہے قتل کی آپکے
بندوں کی فکر ہے ہر گلی کوچے میں یہی ذکر ہے زمانہ انقلاب کا آیا کاہنوں کا قول کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے
رہ گئے مگر یہ ہژبر بر بیشۂ جرأت صاحب سطوت ولیاقت جانباز سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی طرف متوجہ نہوا
نام خدا لیکر نیمچہ ٹیکا جست کی جیسے طائر اڑتا ہوا جاتا ہو تاک کر اسی کھڑکی میں داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور میں
گرا ادھر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر وغیر ساحر ہلہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے
تھے یارو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب روشن ضمیر ملکہ بران
شمشیر زن یہ سب موجود ہیں رہبری کے لئے نہیں معلوم باغ غافل و ہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو
مار لو زندہ نہ جانے پائیں عمر بھر یاد کریں یہ کہتے ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت
سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام لڑنے کا نہیں ہے نکل چلنا مناسب ہے فوراً سب نے سحر کئے زمین کے طبقے پھٹے طلسم زدوں
میں سب کی نگاہوں سے مخفی ہو گئے سب بھیا سر پیٹتے خاک اڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تو دہ دل
تیر غم والم کے نشانہ ہوئے ہر ایک دل میں کہہ کر تا تھا کہ یارو کیا بلا کا عیار ہے بڑا طرار و فرار ہو کر ہجوم سے داخل گنبد بے نور ہو سب کو
رنج و ملال میں دیکھا آپ زندہ دیکھے کیا ہوتا ہے اب یہ طلسم بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ پاتی ہیں ہم سمجھوں کے خلاف غرور
نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح
نہ پائینگے یہ اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہیں

| اب حال خواجہ سنیے نظم | | منشی فغانی کہ آمد بجان | | درین زیر نہ پردۂ آسمان |
|---|---|---|---|---|

درین پردہ آواز نالم چو نی | با حوال جم یا با حوال کے | کوکب درخشان برج جرأت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنے خواجہ عمرو جب
گنبد بے نور مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پانون
زمین پر قائم ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان دریا ہے نہ معلوم ہوتا ہے گنبد بھی معدوم ایک صحرا ے
ہول خیز و وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہین نشان انسان و حیوان نہین درخت بے برگ و شاخ پھل ریگستان
وسیع و فراخ جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی دشت ہولناک بے خس و خاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین
تمام دشت کرۂ آتش نگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز بوم شوم مین صداے بوم نہین
ہر ذرہ مثل شعلہ جوالہ چمکتا رہا ہے اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے
آب مین چار جانب دوڑنے لگے اب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہے اُس سے سیرابی
غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہے نہ مرتا ہی طپش
قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طی کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہے کوئی مقام
سایہ کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

دشت پر ہول ہر طرف سنسان | مسکن خوف و بیم ہو کا مکان | بونڈے گرد باد کے ہر جا
کرۂ نار دھوپ سے صحرا | تابش آفتاب زورون پر | ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش و حرارت سے قلب تھرایا دن
سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ آرام ملیگا
ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ پھُکا جاتا ہی شب کو اور
زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دوڑتے
پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہی اوس
چاٹنے کی فکر کر رہا ہے اُس وادی جہنم مین اوس کہان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گھٹی اوپر بھی اوس پڑی کہین
اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہے اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سحر غم و الم نے
گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبحکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک
پیاس سے عجب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو آٹھ پہر سے بھوک پیاس سے مر رہے ہین برق و ضرغام
مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے
اڑاتے ہونگے اے خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان افراسیاب پردے مین دوستی کے دشمنی

کہہ گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جا کر کہینگے عمرو کو ہم نے مارا آگ گئے گنبد بے نور کو عمر بھر
عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری
نیلی خیر خواہ تھی اس نے نیک و بد سُنا دیا ہمارے قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھیگا ایک دن مکار جہنم
مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر کیا پائینگے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانؤن مین آبلے پڑ گئے ہین
زنبیل سے برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے تھرا گئے ضرغام تو چپکا کھڑا
ہو گیا مگر برق تو بڑا تیز ہے پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہے کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہے عمرو نے کہا میری
پاپوش جانے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آکر نکلا باغبان وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے
دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب یہی لوح ملنے کا راستہ ہے مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا
بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب
نوبت بجان و کارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہے کہ میرے پاس سے جائیے برق نے کہا اُستاد
نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا رہبر کامل منزل مقصد کا چہرہ زیبا دکھائیگا
غلام جستجو کرینگے آپکے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر رہ نہ جائینگے اگر صحیح ہین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا
تو انشاء اللہ اُن سے بدلہ لینگے اُنکو بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپنے بہت خوب
کیا ہمکو نکال لیا صلاح کرکے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر پھر نہال
کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے سے دفان ہو اب اُن
پھنسانے والون کو تم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی
زیادہ نہین پسند آتی ہے بھوک پیاس سے میری جان جاتی ہے تم بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ
پانی پلاؤ برق نے کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را ؛ مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ؛

عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے ب ڈ پھر صبر و جبر کرو
مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون اُسکے دل سے
پوچھے تم تو زنبیل مین بیٹھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑاتے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے
تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہے اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی
حیرت ہے ہائے مین نے اُن ملعونکا کیون کہنا مانا اپنے کو کس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہے مگر
ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہے کہا بہت اچھا والدنا مار ہم جاتے ہین آپ کا ہمکو خفا ہوتے ہین

پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق
مطلق رحم کریگا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت
مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہے اس گرمی مین شعلہ مزاجی دکھاتا ہے پال پوس کر جوان کردیا جاؤ کما کھاؤ کبھی
کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ
آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی ٹکا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہے ہم
کیا کرین کیون آپ مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہے اُنکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق
ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہے اُنسے کیون نہین مانگتے جاؤ جاکے طلب کرو
عملدرامی پر کمر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر
نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است * وکیل نالہ در فکر اپیل است * ہم جانتے ہین تم سب کچھ کروگے ہمارے منھ پر
کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہے عیاری کس جانور کا نام ہے عمر بھر
کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام یہ سُنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے
نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہے
کہین سے لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین عمرو نے
دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی
تڑپ کر بھاگا کہا اُستاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا
استاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اگر کچھ
کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا ابے نالائق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہے برق نے کہا
حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلیجہ آپکے پاس ہے وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے
کہا وہ تو مجھسے چھین لینگے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اُسمین حکم ہے جب آدمی
چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلیجے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے
چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہیگا عمرو نے کہا ہماری بلا پوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی
جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہے تو آدھی آدھی بانٹ لو
برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی
دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحراے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام
نے کہا اے برادر برق قبلۂ کعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب

کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہو ساتھ رہنا مناسب نہین
نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوشربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہو برق کو
یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے
پُر ہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہو طبیعت تسکین نہین پاتی ہے
اب سوچے کہ اے عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے
والے اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہر طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام خراب ہے ترقی پر اضطراب
ہے لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوے دوڑے بیٹا برق و ضرغام کہان گئے آؤ میرے
پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے اگر سُنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوے اپنی
حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی
دور راستہ طے کر کے اُسی صحرائے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہر آتین شبانہ روز عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی
ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہے دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو کاش کے کسی راگیر سے
ملاقات ہوتا تو دریافت کرون کہ یہ کیا مقام ہے اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہے اب تو جیسی پڑے جھیلنا
چاہیے مگر برق و ضرغام کا جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے ان کمبختون سے صلاح کرتے
اب وہ بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجاینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہوا اب فرزند و شاگرد کے
واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ مین خواجہ کھڑے
تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہے مگر بدحواس مثل صید خائف چونکنا
ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہے کہ پانی کی جستجو اُس بے آبرو کو ہے وہ ساحر قریب پہونچا
تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہو ادھر آ ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہے وہ قریب آیا کہا
بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے کسی مرد آدمی کو یونہین پکارتے ہین عمرو نے کہا
ہماری یہی زبان ہے تیرے باوا کا اجارہ ہے ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا
کیا نام ہے کون یہان کا حاکم ہے کون یہیان ناظم ہے اُس نے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے
منھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو سرحد سیماہیہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہے
شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو ساحر خوش رو نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون
صاحب ہین کیا کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین

عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہے قد و قامت کتنا بڑا ہے اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے خاک کیون نہوا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہے رگ رگ مین آگ بھری ہے مگر دیکھ اب تجکو جلاتا ہون او جہنمی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین ثمر خاب جادو گھبرا کر بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا اے او سر خاب ٹھہر جا ایک بات سن تجکو آدھا جلاؤنگا نصف ٹھنڈا رہیگا سر خاب جادو پرواز پیدا کر کے اڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو تجکو کیا ہو گیا ہے عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اس کو گرفتار کرتے اسکی صورت بن کے باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمایئے سر خاب جادو جو عمرو سے خائف ہو کے بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہے وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اسپر سات گلدستے جسمین گلہائے عجائب و غرائب بیپایان سر سبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کر کے رکھے ہین ان گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہے کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجائینگے ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چرخ مار یگا یہ علامت قرار پاچکی ہے سیماب جادو بارہ دری مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ باغیون نے بہت سر اٹھایا ہے طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے رفقا کو جواب دیتا ہے رہا ہونا اسد کا بیکار ہے لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ غافل و ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ سڑی بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی مست ہوجائیگا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل ہے کون ایسا مرد کامل ہے اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیماب ہیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہہ سکیگا بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہے نہایت مکار و غدار ہے شہنشاہ عیاران قاتل ساحران لقب ہے بڑا بدمذہب ہے ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک البغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ بیشک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینون کے قتل واجب و لازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب

بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہے جسدن چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشوں سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہے سیماب نے کہا یار وہم تک نہیں کوئی آسکتا اور مین کسی سے با یہ کمی کا نہین رکھتا باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو عزیز ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین انکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر مست ہو جاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین نرگس شہلائے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام در پیش مصاحبان سیماب کو پس و پیش کا سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہے سرخاب جادو کی زبان بند دل درد مند منھ سے بات نہین نکلتی حضور حضور کہتا ہے کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہے سیماب جادو نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلا تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہے غلام حضور کے واسطے بہت بیتاب ہے شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب سے مین اڑ جائینگے ہم لوگ کیا کہ پتا پائینگے مسلمان آپکا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے یہ قہر سامری بڑا منحوس ہے جنگل مین بوٹیان تیمیان ڈھونڈھتا پھرتا ہے کانٹون مین الجھکر نہین گرتا ہے جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سنکر ترچھا گیا کہا اے سرخاب مین اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ بالتفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری سے ملاقات ہوئی انھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون نہ جل گیا حضور یہ گرا گرمی سنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی پر پرواز پیدا کر کے اڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا اے سرخاب کیسا قہر سامری کسے جلائینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہے تجکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا آشنا سا یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سنکر متردد و متوحش ہوا پارہ ڈر ہی سے بالکل آیا سیماب کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیاہی کے دیکھا ابر مین جنبش ہے کہا لو یار وغضب ہوا عمر و عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا ہے سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کر کے لائیگا نہال ہو جائیگا سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چاہا جانب نخل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمر و نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوئے کہین جاکر چھپے

مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام واکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک طرف جاتا ہے یکایک خیال کو دوڑاتا
ہے ہواے گرم چل رہی ہے بونڈے گرد کے جبار جانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی برہنہ پا تھالی
ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیان البیلی
کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہے سرخاب چال ڈھال دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو چل گیا پکارتا
ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین کہان جاتی ہے خفا گرمی کی اُٹھاتی ہے اُس نے پھر کر دیکھا
ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہے جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہے تجھسے کیا بتائین کہان جاتے
ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین
چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے
کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر ساحری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے
لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا لچھمی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤن
تمھارا بھی علاج کرون مسکرا کر اُس نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا تو کوئی بڑا بید ہے یا حکیم ہے ہم کاہیکو ٹھہرین
کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہے مہاجنون مین بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی بٹیگی
سرخاب نے کہا مین بھی کھاتہ دیکھونگا درگٹی کا سود لگادونگا دو باتین سُن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ مین
بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہے کونسی دوا بتلاتا ہے سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہے اُس نے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانیکی شراب
ہے کہا پرشاد ہمین بھی دو اُس نے بوتل آگے بڑھادی کہا لے یہ پرشاد ہے مگر تیری جان کو جلاد ہے اور بھڑوے جو ڈھنگ اُسمین
زہر ہلاہل سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا سرخاب بیقرار ہے اس دھمکانے ڈرانے کو کب
مانتا ہے بوتل اُٹھاکر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہے
اس شراب مین کیا ملا تھا اُس نے کہا جو مین نے کہا وہی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کف مار سب کچھ اُسمین ملا تھا
نالائق تو کیونکر پی گیا ہمین نہین پہچانتا وہی قہر ساحری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران
ماہ آسمان وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہاے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے بتعجیل
سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا طرف باغ سیماب کے چلے
یہان سیماب جادو نے ورق ساحری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے
بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش
آتا ہے پکار کر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے جواب دیا بھائی ہینچ ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعلیا ہے خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہے بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپکا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے گرفتار کیا لو بھائی

اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب
خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب کو بشکل عمرو عیار بٹھا دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے
ہو میرا خون بہت ہلکا ہے کسی کی فصد کھلتی ہے تو مجکو غش آجاتا ہے عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے
گلے میں گیند ٹھنسا ہوا ہے غین غین کرتا ہے اشاروں سے یہ مطلب ہے کہ میں تیرا بھائی ہوں خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا
دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہے جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی اسکا مددگار آجائے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت
بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار کا مارا سر خاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام میں سرخاب
جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو میں کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا
ستم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اُڑ گیا وہاں سیماب نے اوراق سامری میں دیکھا
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو یارو عقاب نے سرخاب کو مار عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران
غدار چلے یہاں عمرو دونوں کے کپڑے اُتار رہا ہے کہ سامنے آکر ساحروں نے آواز دی کہ اے مکار کہاں ہم آپہنچے
عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہیں سحر کیا چاہتے ہیں عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسیکا منہ پھکا
کئی ناری واصل جہنم ہوے دس پانچ اسمیں کم ہوے اُنکے غول میں سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحروں نے پیچھا کیا
جب وہ قریب آجاتے ہیں عمرو نعرہ کرکے جا پڑتا ہے ساحروں سے بعیاری لڑتا ہے کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر
حباب بیہوشی لگا یا ساحر کے منہ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و
فطرت و تدبیر سے نہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا میں جاتا ہے ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہے کہ
ساحروں کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منہ کھولا چاہا سحر پڑھوں عمرو نے بیر ماش کے دانے ماروں خواجہ نے
بتعجیل تمام تیر کنفیے میں رکھکر مارا حلق میں پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی
ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر سر پیٹتے
خاک اُڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا اے شہنشاہ کون گدھا کہتا ہے کہ عمرو ساحر نہیں ہے علم
افسونگری سے ماہر نہیں ہے بہت بڑا جادوگر ہے صاحب فضل و ہنر ہے دم لینا مشکل کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا
پھر سحر کرکے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھیں کہاں تلاش کریں اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی
جنبش میں ترقی ہے زیر ابر گلدستہ بھی شگفتہ ہیں جیسے آمد بہار میں پھول کھلتے ہیں طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے
ہیں صفت باغبان قضا و قدر میں بولا چاہتے ہیں سبز پتیوں پر زمرد ریحانی کا عالم شاخیں دست تمنا رنگ و بو
میں بھی ترقی ہے قریب گلدستوں کے ہوا سرد چل رہی ہے سیماب جادو نے کہا یارو وہ باغی سرحد باغ سیماب
میں موجود ہے ما بدولت جا کر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہیں ابر پر نگاہ رہے دروازہ باغ کا بند کر و آمد و رفت

سرحد باغ

موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا نہ کھولنا آج باغ میں انقلاب ہے دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہے
نرگس کی آنکھیں پتھرائی ہیں سوسن خاموش دریائے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہیں تیغ تنے غنچہ بریان
نہریں مثل آئینہ حیران جا بجا خاک اُڑ رہی ہے باغ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبریز
دم ہے دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہیں یہ خداوند جاگتی جوت کا جبدن سے حوالی طلسم ہوشربا میں آیا ہر روز
نیا انقلاب ہے ہزاروں دوست دشمن ہوئے راہبر رہزن ہوئے طلسم کشا کارہا ہوتا گنبد نور سے چھوٹنا
مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہاں آنا کیا مشکل ہے نہیں معلوم کون کون ہمراہ
کتنے ساحر ہیں باغبان بکہرام محمور دشمن جان بی بہار راز دار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ
لائی ہونگی انکی سحر و ساحرنی افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی بیباکی سب طرح کی سامان مسلمانوں کو
مہیا ہو گئے ہمارے افراسیاب صاحب عیش و عشرت میں مصروف غم میں وزرا امرا اُنکے سب بیوقوف ہیں آجتک کوئی
تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور میں مست ہے آٹھ پہر شراب کباب
میں مصروف ہے صدہا شاہزادیاں واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر ہیں آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر میں زمان
سلطنت لاچین میں بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی
آپے سے باہر ہوئے اب غفلت کے انجام ظاہر ہوئے سر کو آ پہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہے اب بھی
اگر سنبھل جائے ہوش میں آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہوں یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم کرے خیر اب ہم خود انتظام
کرتے ہیں اس باغ میں وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہے جادو دروازہ بند کرو بند و بست کرو اب جبتک ہم
نہ حکم دیں دروازہ نہ کھلے ملازموں نے دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے
کرسی پر بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار غدار حربہائے سحر لیے ہوئے آمادہ حرب و پیکار اب احوال خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہے
کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے ایک درہ کوہ میں جا کر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین
کر رہا ہے کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سرخاب عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی
باغ سیماب میں ناممکن اسی صحرا میں پھڑک پھڑک کر مر نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہے عمرو اس سوچ میں کھڑا تھا
کہ دیکھا ایک جادوگر اُڑتا ہوا اسی جانب چلا آتا ہے عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے میں آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر
ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوئے آب میں اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا کہ پانی پیے عمرو نے
آواز دی او بدخو بے آبرو نا ہنجار بدکردار پانی سے لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت میں نہ ڈبونا اُس ساحر نے
پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہیں زبان سنبھالیے اپنے ہوش میں آئیے کلمات بیہودہ نہ فرمائیے عمرو
نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ارے تو کون ہے تیرا کیا نام ہے کہاں سے آتا ہے کہاں

جاتا ہو کیا کسی کا نامہ دار ہے یا چور اُچکا مکار ہے ہم خاص طرف سے سامری جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین
بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اکر اژدہا پانی
پیتا ہو یہ پانی نہین کف مارا ہے ہر ایک موجہ اسکا تیغہ آبدار ہے حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آپ محیط بلا
ہام اسکا چشمہ فنا خفا نہو اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلائینگے
ٹھنڈک مین بٹھلائینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی
ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہو کے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال سنو مین قاصد ہون خداوند داود
کا احمر جادو میرا نام ہو خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ سار بان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہے
بس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دینا کہ آگاہ ہوجائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی
تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دوڑے چھاگل مین پانی
چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی
پینا مناسب نہین ہے کلیجے مین پانی شل تیر کے لگتا ہو آدمی دھوکا کھاتا ہے ساحر نے خواجہ کے قدمون بوسہ دیا
برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت آئی اُس نے سنکر پانی بھی پیا کہا آپکے مزاج مین بڑی ظرافت ہے
پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ تمکو
موت لیکر آئی ہے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جبکا نامہ دار ہے اُسکو ظاہر
ہو جائے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے طرف باغ سیماب کے چلے

## پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

اے ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے
ہون تنگ تری رکھائیون سے
منھ شیشۂ مے کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہے
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
تو سین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون

دے پھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہو قل
دم ناک مین ہے جمائیون سے
یو نہین انکل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہے
رنگین خوشبو کہن مزیدار
بخشش روشن صفا مقطر
آئینہ مثال پاک شفاف

ہان زور خمار پست کر دے
اب نشے کا ہے اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کر دے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
نیرین سر خوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف

دیدے کہ یہ روز وقت ہے سعد　مانگی ہے پھر آج سال بھر بعد　سن گر تجھے اعتبار آئے
ے اور بھی بادہ خوار آئے　مدہوش خبر بھی کچھ ہے گھر کی　زنجیر ہلا رہے ہین در کی
لڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین　چپکے چپکے پکارتے ہین　عادت انکی بھلا یہ تھی کب
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب　زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو　واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ　قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ　ہان خوب یہ بات یاد آئی
اگلون سے جو ہے سنی سنائی　ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہے　مے مفت کی ہو اگر روا ہے
مے لیتے ہین قرض دوام لیکے　دینا انکو تو دام دے کے　آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
ہین ظلم کے میگسار تیرے　باتین جو کرین تو دل لبھائین　چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین
گویا خاموش دونون آفت　بیہوشی و ہوش دونون آفت　غصہ انکا ستم بلا ہے
شعلے ہین مزاج آگ کا ہے　آنکھوں مین زبانین سر مین آتش　پتھر کی طرح جگر مین آتش
**دیگر** ساقی دریا دلی عیان کر　کشتی مے ناب کی روان کر　بجلی کی چمک شراب دکھلائے
صافی صفت سحاب دکھلائے　ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق　قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
بادل کی گرج سنائین میخوار　واعظ پہ ہون چھینٹون کی بوچھار　ہو جوش پہ بحر ساغر مل
کشتی شراب کا بندھے پل　کیفیت سحر ایاغ دکھلائے　نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو　مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو　طوطی مرغ کباب بنجائے
طاؤس بط شراب بنجائے　صہبا مین قمر کی روشنی ہو　صافی شراب چاندنی ہو
مہتاب منیر جام بنجائے　پیمانہ مہ تمام بنجائے　ہو دور جو آب آتشین کا
ساغر بنے چاند چودھوین کا　**شعر** جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان　وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

نہنگ بحر عیاری نامور نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامہ دار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوئے قنطورۂ زربفتی پیتابۂ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگت جمائین گے اسد غازی کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی نہین معلوم کہ در باغ بند ہے پہلے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہے انتظام کر رہا ہے حقیقت مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہے جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوتے جاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہے سیماب بیقرار

دمضطر ہے ساحرون کا جاؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا ہے کہتا ہے دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہے کیا سوچا ہے بڑا حوصلہ ہے
مگر قضا دامنگیر ہے بڑا عیار باتدبیر ہے یہ بیان کر رہا ہے سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم وخیال کے پر جلتے ہین اس
صحرائے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکہ اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا
بڑا صاحب اقبال ہے روشن ہے کہ اوج پر اسکا نیر اجلال ہے الیسے شدید سحر رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا خفائے قید شدید
سہنا اسی شیر کا کام ہے بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہے وقائع مین تحریر ہے مورخین کی صاف صاف تقریر ہے کہ آٹھ برس کے
سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولان اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کمسنی مین اٹھارہ امیر زادے
ساتھ تھے ہوشنگ شاہ کو زیر کر لیا اس دربند پر قبضہ ہوا القا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس جوان کے
تھراتے تھے جس مقام پر یہ فرد کش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ
اس کمسنی مین خالوے قدرت خداوند سے لڑا بھڑا بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے
اس سے یہ آنکھ ملاتے تھے دس ہزار انھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے یہ
جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب ان میش رہا مین قدم رکھا ہے دیکھیے
کیا ہوتا ہے باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہے دروازہ بند ابر کو دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نامدار بشکل قاصد خداوند داؤد راہ کو طے کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن
سے جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب سے خبر کرو کہ حم جادو
شہر داؤد سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہے اندر طلب کرین فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے
چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا اے برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ
بند ہے شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہے سیماب خود تڑپ رہا ہے یہان ساربان زادے کی آمد ہے اسواسطے بندوبست
کر رہے ہین اور وقت آنا کیون غل مچاتے ہو سر کھاتے جاتے ہو خود بھی خداوند داؤد آینگے تو دروازہ نہ
کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ یہ بڑا غضب ہے ہماری آمد کا یہ انتظام ہے ہمین اپنی قدر نہین شہر دین
جا بجا نام ہے شعر ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل مین ہے ٭ زتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اس کے دل مین ہے ٭ عمرو بہرچند پکار رہا ہے ایک ایک کو للکار رہا ہے
کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جا کر خداوند داؤد سے کہدو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آجائیگی زمین
باغ سیماب جل جائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر زمین سے
پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سب کو پھینک دینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون
کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ
نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی نین سکھ کی دھوتی زری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے

کھڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہے عمرو نے اسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات
لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھولدو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ کی ممانعت ہے باغ
مین آنے دو کونسی صورت ہے تو اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران
اس سرحد مین آیا ہوا ہے مہر خاں عقاب کو مارا کئی سو ساحرون سے لڑا صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے
دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپاتے پھرتے ہین بھائی مین
بھی تھالی لیکر چمن مین دفن کردی جو کچھ نقد ہے اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت بیوقت بھگدڑ پڑے ٹکا پیسہ ساتھ
رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کر کے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو
نے کہا بھائی دروازہ کھولدو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ
نہین کھولینگے یہ کہکر منہ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین کھولو ایک بات اور سنلو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا ہم
خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دو گے قدرت ہے کہ تمہین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر لوا دینگے مزے سے سلطنت
کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و میر وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر
کا تمہارے سر پر ہوگا تخت زرجدی پر بیٹھو گے میان سیماب بھی تمہین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمہارے
دربار مین بار نہ پائینگے مگر بھائی ہمکو نذر گذارنا روپیہ تحصیل کرکے ہر وقت خزانے مین تمہارے دو چار کروڑ جمع رہینگے
دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز رکھنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمہارے جو حقہ پانی بند کرتے ہین دھرنے کی
علت مین پکڑوا لیجوانا اسکے کہار کی جورو گھر مین بٹھائی ہے سب کا دھرم ناس کرتا ہے کہار گانجہ پینے والون کا پاس
کرتا ہے اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش ہوش سے سنا جواب دیا بھائی تمہاری مہربانی وزیر کیا ہمکو اپنا
اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے کی ناک کٹوا دینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہے ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین
تم کھڑے رہو عمرو نے کہا ارے تو بڑا گدھا ہے ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آتی دمبدم سیماب کا نام لیتا ہے
پارے کی کیا حقیقت ہے وہ چنگاریان رکھدینگے اڑ جائیگا خیر ایک کام کر دو قفل کھولو ہمین اندر نہ آنے دو جو مال
خداوند نے بھیجا ہے وہ لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو سے یہ خوف ہے ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو چھین
لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ قریب آیا کہا مال کیا ہے عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہے اسکا لینا
کیا بڑی بات ہے باغبان بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زر و زر ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن
زعفران زار کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہے مفت مین مال ملتا ہے اس غدر مین
کون پوچھیگا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری کا ہیکو کرینگے گانون مین جاکر
ٹھاکر جا چاکے یہان بیٹھے رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال یا در نامہ ہمکو دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا

اچھا بھائی کھولو ماں لیلو ہمپر سے بوجھ اُتر جائے مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائے گی باغبان نے جیبوں سے کنجی کھولی
قفل کھولکر زمین پر رکھا زنجیر کھولنے کے دروازے مین گھٹنا اڑا دیا درار سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُس نے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا عمرو کے منھ مین
پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا گھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان نے چھنے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہو
بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا
بھاگا جاتا ہے عمرو نے آواز دی لبے ماں تو لیتا جا دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جا کر کسی چمن مین بیہوش ہو کر
گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین
یہ ماس بن طہماس برائے مقابلہ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل
کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ لی تھی
اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بہ تعجیل جسم پر اُس شیر بیشہ جرأت کے آراستہ کیے کہا اے
نور نظر قسمت بھڑتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھوں ساحرون سے مقابلہ ہے اب وقت جرأت ہے ہو لڑ بھڑ کر اپنے کو گلدستہ ہائے لوح تک
پہونچاؤ مالک طلسم عالم مفضل اپنا شریک کرے لوح طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہے دہلائے آہن کا جھیلنا
جان پر کھیلنا مین برائے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھو نکو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا
یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغہ بید ریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صف شکن
بڑھا عمرو پشت پر شل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے
چرخ ہارا ابر سیمابی بڑا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے
آگیا افراسیاب نے علامت تباہی کی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیمابی کو اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب
ہے ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے طائر درختون
سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرۂ اسد

بدرم دل شیر و چرم پلنگ — اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
شہنشاہ نام آور و کامران — اسد شیر دل ابن صاحبقران
باشیر اسے کفاران بیحیا

ہوائے نابکاران پُر دغا شیر بیشہ مین آگیا بدن شکار کب بچتا ہے سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی
برآمد ہوا جیسے دھان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب عرق جلالت و داب پیشکار تہور
و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحرائے ہیبت تیغ برق مثال
دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ گرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نہ پائے ہان یارو مارلو
طلسم کشا کو چہار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر

خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگرونکا جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیردل پر ساحرون نے بلوہ
کیا چہار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسنے جسپر
ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اگر جھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھایا گردسر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح نجس نے جسطرف سے راستہ پایا نکل
گئی جب عمرو دیکھتا ہے کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہے اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہے مگر دل سے
دعا ہے کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بہ گلدستہ ہاے لوح رسائی نہایت دشوار ہے بیحساب فوج کفار
حقیقت مین سیماب نے گردش چبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریا فوج ساحران

کا جوش بگیر و بزن کا خروش
نظم مصنف
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ با شیدائے کافران بیحیا
منم رہبر و جادہ صفدری
نظر کردۂ شاہ عالی جناب
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
یہ کہکر کا دمبدم جوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
بقہر و غضب کافرون سے لڑا
لڑائی مین مصروف بیخوف و بیم

اسد شیردل تھا جو مصروف جنگ
زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حقۂ نفط دن سے چلا
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
قمر مہر خالق سے وہ شیر نر
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

ہر اک کافر دیسہ تھا بہ تنگ
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
من آنیم سرکوب افراسیاب
تزلزل فتد از میان مصاف
کبھی حملہ در گاہ رو پوش تھا
لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی نیمچہ کھینچکر جا پڑا
بہ اوج اقبال و فضل و ہنر
مگر سیماب نے خرابی دیکھا کہ صدہا

ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بیحیا سحر کرتا ہے دم افسونگری کا بھر رہا ہے مگر
اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے سحر جواب دے رہا ہے اور اسد نے تاک تاک کر
افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیردل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر
نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھاکر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر گا تھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ہیبت تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغ برق مثال
تڑپکر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پر گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری کہکر زمین پر گرا دیا
سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اُٹھا
اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہے آبدولت کے سحر نے تاثیر نہ کی اب تیغ سے دل ناامید ہوا اے سیماب

اسمین کچھ بھید ہو سیماب نہایت ساحر زبردست و چست و چالاک سحر و ساحری مین ہیباک تمام باغ اشیای سحر سے مملو قریب ایک نخل کے آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا غنچہ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزار ہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا باغ باغ جھونکے باد خزان سے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ادہر کن شاخ نخل امید مدد کیجیے آپکے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی اے سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا کے ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا ہوگی سحر تاثیر نکریگا جمشید نے برسون خاک چھانی تانا تمہاری کی خوبرو کی سے سوت کاتا لکڑیان بنائین روئی دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹکڑے تھے چادر مین تاثیر بھرگئی کیون کوئی بیر قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہونٹھ ہلاے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم کندہ جہنم تیغ و سپر ہاتھون مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرات اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر جلد جا شعبدہ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان قریب چبوترے کے پہنچ چکا ہی اگر پہونچ گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالیوقار رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن پیلتن سینہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ پہنچ اور اکہ اسد غازی شیر دلیر ٹوکتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر کاٹا ہزارون ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اس زنگی بد گوہر نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھک کر اٹھاون سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے کہکر منہ کے بھل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی گمراہ پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین منہ کی کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے اسد غازی غصے مین بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چہار جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمر و گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے

کرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اُتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقۂ روغن نفط بھی پھینکا گلی سو ساحر وصل جہنم
ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے عمرو جست کر کے برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی
گلیم اوڑھی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا مثل برق جہندہ عرصۂ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ ملکے
عمرو نے گلیم اُتار کر اُسپر ہاتھ نیچے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے لڑا سیاہ جادو
نے آواز دی نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوئے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے یکایک نظم دعائیہ

اے کشایندۂ خزانۂ جود | نقش بند کارگاہ وجود | کوکب آرای آسمان بلند
ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند | بود نی را ہمیشہ بود از تو | بود نابود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدۂ تست | ہر چہ چیزیست آفریدۂ تست | در بنای بہ فہم عالمیان
در نگنجد بود ہم آدمیان | آدمی کیست خاک بے سر و پای | گو بداند خدای را چو خدای
سخن آنجا کہ از خدادانی ست | لاف دانش دلیل نادانی ست | مور کافتد میان دریابار
کی رسد از شناوری بکنار | عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت | از خجالت بپای بس بگریخت
ہر چہ اندر جہان بداند کس | ہمہ دانندگان تو دانی و بس

دیگر

خدایا بجاہ و خداوندیت
کہ بخشی مقام رضامندیت | طمع نیست از کشت بیحاصلم | بخشنودیت کار دارو دلم
ببے شرمسارم ز نفس فضول | ز طاعت مکدر ز عصیان ملول | کہ نیک و بدم ہر دو نبود روا
چو عصیان بود طاعتم نا سزا | ندارم بجز عجز چیزے بکف | شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بنخشید سوے جگر خوارگی | من و دست و دامان بیچارگی | بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش | نگیری چسان دست افتادہ | کہ خود از کرم ہستیش دادہ
بپاک عمر در نعمت زیستم | گداے درت نیستم کیستم | اگر ہست بنا در دیگرم
دگر نہ بجز یان سران زین درم | در افتادگی از کہ خواہم مدد | مدد از کہ افتادگان را رسد
خروشان خراشم جگر در قفس | کسے نیست غیر از تو فریاد رس | ز خاک نفس ارمغان بہار
فرستم صفیر دل سوگوار | بہر حاجتم از تو امید وار | کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت
منم صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنے رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع
منم گل حدیقۂ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ سران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران
گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہنچے پہلے عمرو پرسے

سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوائے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوئے گل حیات شرنگاران مرجھائے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ وتاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے نہوسکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈبوڈون لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لائے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہوگئی ہزار ساحر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا لٹکا کر مارا گئی سو کے سر پھٹے نیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے باغبان نے پھولون کا گیند مارا شررہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑا کے گرے جو مغرور تھے انکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے سر ٹکراتے تھے بران کا اختر مرواریہ چلا جب بدبخت بداختر مرواریہ مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بداختر نے سر ٹیک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین الامان کر رہے ہین خدا وند اسب کو بچانا اگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا سب کو جواب دے رہا ہے سردارون کو تو اپنے نہین بچاسکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا کردی باغ لاکھون سے بھردیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کردیا باغبان قدرت پر سیماب جادو غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹنا مین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہرچند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا دوسے زیبائے باغبان گلگون ہوگیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے جلادیے آتش بہار پر بھی زوال آیا یون سا چہرہ کمھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلادیا صدہا کو خاک مین ملادیا آخر سیماب نے کارد سحر پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا بران نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران نامی رونق لشکر اسلام مین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیماب ملکہ بران سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلائے روزگار ہے بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہے ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہے پہلو نشین سامری رگ ریشہ مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بدسرشت بدخو آخر سر بران کا برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہے ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہے اے

اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ایک جانب نقیب کڑکیت صدائین دے رہے ہین ای بندگان سامری روز جوانمردی ہے باغیون کا ہنگامہ ہے نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤ گے سرفروش کہلاؤ گے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمھاری زر سرخ و سفید سے بھردیگا ان صداؤن کو سنکر بلا زبان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سرکو باندھا دور سے دیکھا پُران ہر بلوہ ہے چہار جانب ساحران ناہنجار نے گھیرا ہے گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ مرگ مہیا ہے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکہ پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نگہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
ہر کر رہی ہے نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے
کرتا ہے چرخ پیر رواے کہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس شک تلگی شہرت نظارگی ہے آج
رہتا ہے اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
بچتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا اور طرح زلف عروس سخن درست

شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو نا تمام
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون سے قید تعلق سے دہی بچا
ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گری مشفقین
زخمون کے مد تو نہین ہوتے ہین دہن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
نکلا تمھارے منھ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
پہونچا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو خیالیان
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ دوئی سے آئینۂ دل ہے پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم

اس سحر مین بھی بہار نے ہزار ہا کو پامال کیا صد ہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ مجھو و غیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لہرا لہرا کے زمین پر گرین زبانین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش ایک سمت سعد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوے سیماب تیغ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کر دون عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رو با خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردار دنکو بچانے بد عت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صاحبقران چتر و نشان سر کوب کافران بر ہم زنندہ فوج ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشن ضمیر عمرو نے دیکھا کہ ابر سے

کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا تاج زرجدی بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرات و شوکت
مین یکتا پہونچتے ہی سحر کیا پران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد تیغہ ٹیک کر سنبھلا
کوکب نے دیکھا یہ سب نہایت زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکلجاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب
پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے کوکب روشن ضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی اے شیر بیشہ صاحبقرانی بسم اللہ بڑھیے
غلام برائے خدمتگذاری حاضر ہے یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر
پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوئے سیماب کو للکارا اے بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہے جستجو ہے لوح مین یہانتک آیا
صاحب جرات و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردشت جرات فریدون فر سکندر حشمت اگر اسکے قدمونکو بوسہ دیکر
طاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عنقریب طلسم تمام ہوئی جاتی ہے جابجا ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی
رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس ماہ اقبال کے شریک ہوجائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا
ہوکر جہنم واصل ہوگا شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب مصرع
تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد ست ۔ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر نکی جواب دیا اے کوکب تمنے غضب کیا
دین جدو آبا چھوڑ دیا اب راہ بیوقوف تھے انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہے شہنشاہ
طلسم ہوشربا سے تونے دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سرگویان کر چکا جہانگیرین
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہے سوراخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ نہ ملتی تھی انکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا
طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگنے کو راستہ نہ ملیگا جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی
بہا دونگا میرے سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہے مین کیا دین جدو آبا سے پھرونگا جس جنکو
دیکھا نہ بھالا اسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سنکر کوکب روشن ضمیر کی ابرو پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر
ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہے افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش
کی مگر کچھ نہ کرسکے جہانگیرین صاحبقران کو لاکر منھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقائے نامور کا نور نظر تھا شیر بیشہ
فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچہ آرزو کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا
اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادہ نخوت
مین چور تو اپنا زور بازو دکھلا اسکو نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا گوے ترنج و نارنج سب اسباب
جادوئی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر رفع کر دیے چمن ہاے طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب
آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر کوکب پر جھپٹ پڑا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بعد شجاعت ہاتھ بڑھایا
کلائی بیحیا کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑکر انگلیان نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا

سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤں نکل جاؤں سحر کروں مگر وہ دست زبردست پنجۂ اجل تھا کسی پیر نے بیجا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اٹھی کوکب نے بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑگیا لاشہ زمین پر گرا سیماب کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہوگیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر بن نہ پڑی تاریکی چھا گئی سارا باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور ہا ہو بلند سنگباری برف باری کر کے پیر بھی ٹھنڈے ہوئے بعد عرصہ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ میں روشنی ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا جادو جمشید میں نے اسد کو اُڑھا کر اٹھوا لیا تھا مگر اس بیحیا نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا بُران وغیرہ سب مجبور رہ چکی تھیں کسی کا سحر اس پر غالب نہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا بُران وغیرہ سب زخمدار ہوگئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کر و حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا ابر سیماب گوں مٹا وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشا کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستوں پر ہاتھ ڈالیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہی شعار محققی

| | | |
|---|---|---|
| نومید نباید شدن از گردش ایام | تا باد صبا را به گلستان گذری ہست | مرغان چمن را به ره گل نظری ہست |
| یا نالۂ زار دل من ہم اثری ہست | ہر شام کہ آید ز پے آن سحری ہست | بنشین نفس بلبل شوریده که امروز |
| چشم بره قافلۂ بوی وصالت | گر شربت وصلت به لب تشنه ندادند | بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست |
| اندیشہ نہ از غیر تو ہم دادگری ہست | در کوی تو از باد صبا باخبری ہست | بیداد من این ہمه بر دل محققی |

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا ہمہ زہی

اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہو گل زخم تحمل جسم پر کھلے ہیں بدھیاں پڑی ہیں مگر یقین ہوگیا کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آگئی بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو کھلا ہے طرف گلدستوں کے جاتے ہیں ظاہر الخت رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستوں سے مفاصلہ ہے رنگا رنگ گلدستوں کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنا ئے طلسم کشائی مشتاق پھولوں کو جدائی دم بھر کی شاق شاخیں ہاتھ بڑھا رہی ہیں پتیاں لہرا رہی ہیں نقش پائے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھروں کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہے اے سوداغ صاحبقران واہ رنگ و بوئے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستوں کے پاس جائیے عمرو بھی

پھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمہ زخمون کا بھول گیا ہی دہن زخم سے صداے مبارکباد بلند ہی اعضا شگفتگی مین کوئی دم مند ہی
مگر قضاے کار اتفاقات روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت پر بیٹھا ہی سامان عیش
و عشرت مہیا ہی سرباز ابرق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب
کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر سر ٹکرائیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار
و غافل کو طے کرے یا گنبد بے نور مین کودے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین
قصہ پاک ہو سیماب جو حاکم باغ سیماب ہے با دولت کا قوت بازو زینت پہلو با دولت کا تعلیم کردہ پرانا بردا اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم کی کہان ہی جب مین نے
قہقہہ فیلسہ کو مارا تھا لوح اُسکے پاس سے لی اُسوقت توڑ کر پھینکدی سب سمجھتے تھے ای شہنشاہ بلکہ بڑا کام کیا آغاز مین انجام
کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش رُبا انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپکے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا
مذہب حق کہاں تک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے اُسکا شیطان
بڑا بے پیر ہے قدرت حق کی تقدیر اُس بیحیا کی تدبیر جب آئے ہوشربا مین غدر ڈالدیا دم بھر چین نہ ملا اب تو اے شہنشاہ سامان
لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا
عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑین گے اب آپکے غلام بڑے زور شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ
و بہار وغیرہ کی مشکین باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین ملکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھ پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خان نے خواب خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا
کہا یارو بارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر
کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیر لیا بخت سخن ناشنو ہی ایسا ہو اُس نے طبل جنگی بجوایا
ہو شاید عیارون کے دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جا کر خبر لاتے ہین اگر لڑائی ہو
رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ ہوے تھے کہ صرصر آ کر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا
کیسا ہے طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کسی بلکے تماشا نہین دیکھنے گئین صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین
لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف چالاک قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام
کا بالکل نشان نہین ثابت ہوا اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و سید
نامدار نہین ہین چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھرتا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر نے
پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا

کتاب لاؤ فوراً کتاب اٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ
سیماب میں کھڑا ہوا لوح لیا چاہتا ہے یہ کہکر مثل برق چمکا و بصورت رعد گرجا پرواز پیدا کر کے آسمان میں ہوا
ساحروں نے چاہا ساتھ دیں افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہیں ہے مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری
ہو رہا ہے کیونکہ غالب ہوا یہاں اسد شیردل قریب گلدستہ ہائے لوح پہنچ چکا ہے مگر گردش فلکی ہمراہ ہے پائے جستجو کو ماہ
فلک سرگردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب
اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش ہے رخصت بہار شکل
آمد باد خزاں آشکار قریب گلدستوں کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا ہشیار طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم نہ بڑھانا افراسیاب پہو
اسد کو قریب گلدستے کے پا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہوا لاکھوں کا کشت و خون کیوں ہوا اسد پر
مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود نہیں ہے کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہیں افراسیاب نے منھ سے
اُف کی مثل تنکے کے اسد چھ ترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا وہیں سے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خبردار کہاں
جاتا ہے ہاے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا انگلی سے انار کلی انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر
افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے مگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم
ہوتا ہے مگر کوکب تعاقب نہیں چھوڑتا یہاں اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب کے کوکب کے مایوس و مجبور
فرش خاک سے اٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہے قریب ہے کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصور
کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھیں عمرو کی پتھرا گئیں رنگ رو سے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو
پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو تشویش و پیچ اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد میں اسد
نامدار عمرو کو فکر و انتشار دہاں آسمان پر کوکب و افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہے کوکب جان توڑ توڑ کے
افراسیاب پر سحر کر رہا ہے افراسیاب پر حیرت طاری ہے چاہتا ہے مقابلہ نہ کروں ایسا نہو کہ کسی بلا میں پھنس جاؤں
لوح میرے ہاتھ سے طلسم کشا سامنے موجود ہے سارہ بان زادہ بھی دیکھ رہا ہے جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب
پہونچا جوش جرأت میں چاہا لپٹ جاؤں لوح چھین لوں افراسیاب بقدر بدحواس ہے سوائے دفع سحر کے
کوکب پر اب تک کوئی سحر نہیں کیا یہی فکر ہے کہ نکل جاؤں جب کوکب نے قریب آ کر ہاتھ تلوار کا مارا لپٹنے کا قصد کیا
افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ میں تھی چمکا دی کوکب کو غش آ گیا آہ کر کے الٹا پلٹتا چلا اگر افراسیاب
قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زرین پوش پیدا ہوا اس نے کوکب کو گود میں لیا طرف

طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اس باغ ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہو
عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا
کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے
عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی اوج نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانون مین جان نہ تھی دو قدم
آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہے خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے
کمی کی اصل مقدمہ پر انکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہو سب کوشش بیجا ہو ہاے تیری محبت
مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان
جی چاہے جاؤن مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اس کے طلسم فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منھ اُٹھا دیا
چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت رمال جمع ہوتے مقدمہ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور
مین قید ہوکر بیٹھ رہے ہین ہے اپنی جان آبرو سٹائی تابہ گنبد نور رہے پہنچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتاو دیوانے مین کیا کرون یہ کہہ زار زار مثل ابر بہار
رویا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے
نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب کی صورت نہ دکھائے ارے ذلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے
کوڑون کے کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اسیطرح طعن و تشنیع دیگر جو عمرو نے کہا اسد عدیل شرم و حجاب مین غرق
ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بد اقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے تباہ ہوے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکرا کے جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا
والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم حضور کو نہ
ملینگے قبلہ و کعبہ دین ستون اسلام گرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس
و بے مونس کبہا تھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمایئے گا اگر ہوسکے تو ساحرین
طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے
افراسیاب ضرور مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے ایرج
نوجوان بہ بلغار آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھہ کی تپلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورہ حمد سے روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار
کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب
چلا اسد نے جو یہ بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمدار تھی مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دل مین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹکے مر جاؤن اس بیکسی مین ناحق کر جاؤن اب کیا کبھی کسی کو روے سیاہ دکھانے
زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بدا قبال و بدنصیب ہون ولے
بہر حال انکے کہ جانبازی کرکے تابہ باغ سیماب پہنچے ہم بدنصیب محروم رہے گو ہر مراد دستیاب ہوا اب سوا ے
جان دینے کے کیا چارہ ہے دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ مہیاے قضا ز خم دار
بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار
نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
دار مان کا ہجوم نشان راہ نا معلوم ایک نخلستان کی آڑ لیکر کے افتان وخیزان حیران و پریشان ایک جانب
چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئنہ حیران شکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہے سوچتا ہے کہ اب
کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین ہے کہ اسد کہین چلا جائیگا
اسقدر متردد و متوحش ہے دل مین خیال ہے کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہے اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا
ہوش اڑگئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہے اے نور نظر اسوقت مین ہوش مین نہ تھا
جو کلمات مین نے کہے انکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہے ہوش وحواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین
کیا کہا ملول ہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سنا
مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہے عمر بھر نانا جان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سننے کے لائق
تھے اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو اک غار مین مخفی کیا
عمرو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے اسد دیکھتا ہے مگر از راہ غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا
عمرو دوڑ دھوپ کر کے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مارکر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن
کر رہا ہے کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئی ہین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا
نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ انپر اتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرادیا اس بیچارہ
اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا
ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے غلامون نے کبھی نہ سنے ہونگے کیونکر اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو
اس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی
غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہوکر ایک طرف چلا اپنی جستجو ہے دل مین یہی از رہے
یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کر مر جائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو منھ نہ دکھلائیے اب یہ
مقام ملحوظ خاطر ناظرین ہو تا یقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے

کوکب زخمدار ہوکر قصر جمشیدی میں گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس میں ایک جانب رونے
پیٹنے جاتے ہیں ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

## داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمان حریم زندہ زہرہ دے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کا طلسم جمشید کو فتح کرکے دونوں شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئے و ذکر لقا و لشکر اسلام

### ساقی نامہ مصنف

تند خوئی باعث آزار ہے
بے نمک ہے سو کہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہوگیا دل گرمیوں سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہے
کیا کروں تھمتا نہیں دل کیا کروں
پھر سرشک لالہ گوں غماز ہے
پھر بھرے دن نالہ شبگیر کے
بادہ جرأت پلا دے ساقیا

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے
اے تنگ ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہوں جام چشم یار سے
جلوہ مے نے پلایا خون سے مجھے
جوں صراحی گریہ مستانہ ہے
ناز بیجا اور یہیں کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے
جنگ کا سامان دکھا دے ساقیا

چین ابرو بے محابا کس لیے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
دل ہوا گھٹا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگوں مجھے
ماجرائے سخت مشکل کیا کہوں
کیا رکے ہیں ولولہ سا ولولہ
پھر ہیں کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہے

چہرہ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری و کاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبدہ انپی سحر طرازی پر یوں ناز کرتا ہے حال جنگ جرأت و سحر آغاز کرتا ہے شعر مسخر کن ملک تحریر سحر بہ رقم کرتے ہیں رنگ تقریر سحر سابق میں تحریر کیا ہے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بصد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوئے تھے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے آتے ہیں مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد نابکار روانہ کیا یہ بیحیا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہے یہاں زلزلہ قاف ثانی سلیمان برائے نورالدہر و ایرج نہایت پریشان ہوئے کہ ان شیر دلوں کا عرصہ دراز سے نشان نہیں معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہ اے جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہوکر نکل گیا تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نورالدہر

بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے واسطے تمکو جانا واجب و لازم ہی اُسی وقت جواہر
بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس عیاران ناجی کے براے تلاش نورالدہر و ایرج باے شاطری
ناپتا ہوا چلا مگر نورالدہر و ایرج قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایکدفعہ ایک صحراے سبزہ زار
نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرورنے بارگاہ زرنفتی استاد کرائی بازار بن آراستہ ہوئین
لشکر اُترا دونون شیر یعنی ایرج و نورالدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارہ گل و ریاحین مین
مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست
پہلوان دورکابے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی تبعدہ افسری اُترکردن مست پر سوار لاکھ
سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اُسی دشت پُرفضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین
اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیزرو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان
سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج و نورالدہر نے شاپور روشبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر
دریافت کر گیے پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور و قوت پر اسکو
بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نورالدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشیدی فتح کرکے
پلٹے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ حال سُنکر نشہ اُترگیا عقد بین
کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے
اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہے کہ
مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین
قدمون پر خداوند کے گرادینگے میری عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئے گا
عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا ابھی
تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور
ایک نامہ تحریر فرمایے کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نمانینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ
کبر و نخوت مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کرائے ملفوف کرکے آواز دی اے پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر بارگاہ مین فتاح
طلسم جمشید کے جائے باآشتی سمجھاکر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت کے لائے سرشار کوہی سپہ سالار
لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران واے گرساشپ جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان

والاقدر کے چلا شاہزادہ نورالدہر کو شبر نگاٹ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے
نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی راز دوانے نیست لشکر میں خبر کر دو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جائے کہ بدمست
کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نہ کریں فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر میں پہونچ گیا اگرچہ سرشار مغرور و متکبر
بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہیں
کئی خیموں کی طنابیں اُس بیحیا نے پکڑ کر کھینچ لیں خیمے گر گئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ الجھا
موچھوں پر تاؤ پھیر کر بھی جواب نہ پایا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان الیسوں سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہیں
مگر سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہیں بجا ہے اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار میں سمجھ لینگے خدا چاہے گا
تو کوہی پتھروں سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانوں کے بت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہے
بدعت کرے۔ مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہو چکا تھا اُس نے
پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سرداروں کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر
ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر وایرج دریائے سلاح میں غوطہ لیے ہوئے پشت پر ہر بیشہ کلمگان
صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو بر ورد مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے
سرشار کو بھی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار
نے ذنگی آہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانوں سے آنکھیں لڑانے لگا پندار رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی نیچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دور جام
پیلے درپے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر پکار اُٹھا منم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اسنے جواب دیا
کہ پہلوان یگانہ زور دوز بر دست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر
کے ہاتھ میں دیا نورالدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہوں نورالدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر
ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے میں کف منھ میں بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہے ان ضعال کی
بیحیا کو سزا دو مگر نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ایسی بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہیں
میدان میں سمجھا جائیگا نورالدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار ہمنے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا
دینا ہمکو منظور نہیں یہ سنکر وہ بیحیا بگڑا کہا اے جوان کیا میں خالی پیغامبر ہوں ابھی مال طلسمی منگوا لیے میں مال طلسمی
بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر تم دونوں کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا اے سرشار
یہاں بدمستی نکرو میدان جنگ میں ہمسے سمجھ لینا مگر یہ بیحیا لب نہ تھا ہے رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضے پر ہاتھ
ڈال کے کہا ملو اُٹھو با بدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو بخوف نورالدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے منھ سے کچھ نہیں

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو اپنے حامی سے جا کر اطلاع
کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی تبی بنائے بدمست
کی آستین چلاوے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج
پر وار کیا ایرج نے ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے تھپکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار
کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اڑ جاتا صرف دو انگلیان پڑین
تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر
مغرور و خودسر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جاے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار
بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب
آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام
کرنے لگا نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اس نے جھک کر پرزے نامے کے اٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر
سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دوا اس نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے
تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔
ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بکٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست
نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہے حال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ مسلمانان مین ہو گیا
کئی سو جوان مجکو پٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوئے تھے نامہ
چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا
کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہو گیا مقتول تو ہیچ ہین برائے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے
بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انہین دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرہ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار
منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کر کے سمجھا جائیگا بدمست نے تمام لشکر مین
قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوئے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست قہر و غضب اڑاے ہوئے گینڈے کو
جاتا ہے یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہے نور الدہر سمجھاتے ہین
اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر پہونچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اٹھاتے ہین
اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات سخت سننے کی
عادت ہے مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے مقتول دونگا سب سردار ایرج کو

سمجھا رہے ہیں شیر کو بہلا رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی کانون آواز آئی صدائے ہا ہو سے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کہ شاپور و شبرنگ دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا اے شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آ پہونچا سنتے ہی ایرج و نورالدہر دو شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر کہا اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں غلام جاکر اُن بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کوہیون نے ہنگامہ بپا کر دیا اہالیان فوج نورالدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ بیحیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نورالدہر بتعجیل پشت اسپ پریوش پر سوار ہوکے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقر اقلیم و آفاق گیر پہلے سے صدا بلند ہوئی ضیغم ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن صفدر طہماس بن عنقوبل دیو پرور اب سرداران ایرج و نورالدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے بھڑ کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کار زار ہو دلالۂ زلف در کار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مر کر گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاوش ہے کہ برائے قبض روح گماشتے قرار دون مگر ایرج نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے للکارا کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ برا کیا ہزارون ملک لپٹ گئے وہ بہ جبر نامہ چھین کے چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ ایک پر دو دست انداز ہون نہ کہ سو دو سو وہ چھوٹا دغاباز ہے بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان اے سرشار اس جوان کی زبان کو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون او بیحیا سوائے ہے اور کون شخص دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسہ پر نعرہ کر کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا وار بچا کر بھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پہاڑ جسم کو دست حق پرست پر بلند کیا اُسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا مارا چورنگ ہو گیا شاپور نے آواز دی اے شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو بھی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کر کے بدمست نے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ تلوار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار بدمست کی جو پڑی گوشۂ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آگئی جب زاری کر کے ایرج نے ہاتھ مارا اُسنے گینڈے کو ہٹا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا تکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لون نورالدہر ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا او کوہی

خبردار دست خودرا نگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود برسر شاہزادہ نورالدہر لگایا نورالدہر نے تیغہ خاراشگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش کن دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ؛ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ؛ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشئہ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اُسکا سپر ہے اگر ایک بھی پڑا ظاہر مین ہوتا تو اُڑجاتا وار نہ رُکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود و بلغہ عرق چین کو کاٹکر سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سے بیجیا کے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزارہا کوہی آپڑے ایکطرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریا خون بہ گیا ایک جانب سے نقد دریجہ روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

دیگر ہزارون زرہ پوش خنجر گذار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
روان خون تھا مانند دریاے آب
قیامت وہان اک نمودار تھی
زد و کشت اُس دم ہوئی اسقدر

خروشے برآمد بگیر ابگیر
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے ؛
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
سر و حلق گردان جنگ آزما
سر پہلوانان تھے مثل حباب
پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے
کرون کیا بیان ماجرائے ستیز
شاردم خنجر و تیغ تھا
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
کہ جسطرح سے پتک آہنگران
اہے مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کیا دلاتے

شیر بیشہ کارزار ہو شعر بیاہ لیجاؤ عروس موت کو ؛ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لشکر کوہیان دردمند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے منھ کے بل گرتے ہین بھاگکر کوہی پڑاو پر آئے ایرج و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہے ہراسان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریاے خون مین غوطے کھاتے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین معروف بحر دریا کے لشکر کوہیان کو حیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل سلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہے ناظرین پر واضح ہے کہ ایرج و نورالدہر مین آپسمین ہمچشمی ہے اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر کمیدان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی صدائین گھوڑے کوتل

پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل گئے گرد بے گرز سرکوبی ہوئے تیر گوشون بین چھپتے ہین کمانون بین شل کمر سرخم تلوارین بیدم
نیزے شل جسم مدقوق نحیف وزار سنانین بنانین بالکل بیکار خنجرون بین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج ہر شل قبر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھاے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے گٹتی ہر کوہیون کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی
ملتی ہو چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہے کہ کوہی فرار پر قرار کرین مگر فضلے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی
آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق وای محب
واثق مسلمانون سے بگڑی الجھنا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا المدا وہان نہ جاؤ بدمست کو
اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین پر واضح ہو ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چارسو
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت مین چلی اُسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج
کا ستھراو مسلمانون نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے منھ کوہیون کے لڑائی سے پھرے ہوے دو جوانان
صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان شل فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہے
دم جبلات کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم حفال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم
بڑھ نہین سکتا یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی زمین سے
نعرہ کیا باشیدائے مسلمانان منم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت برپا کردی کوئی گھوڑے سے
گرا کوئی زمین پر تڑپا چارسو جادوگرنیان اُسکی گوے ترنج و نارنج مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار
حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کمندون سے حباب ہاے بیہوشی سے
غش ہوئین ہرچند شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچاکر ٹل چلو چھپکر عیاری
کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھنا بھی دشوار ہی زمین و آسمان
شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا کہین نہر آب جاری کہین نخل ابھر اگرے گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بل
گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہرچند چاہا کہ جست و خیز کرکے نکلین مگر ترنج نام عیارون کی سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو
و شاگردان عمرو کے انسر ہین دیکھا دبلے پتلے تلتے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو دیکھا
کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان داغا اُن شعلون سے دو چار
جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی
ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری تھے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون
جیسے ہی وہ قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا اشکم چاک قصہ پاک

نعرہ کیا صنم شاپور شیردل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا اپنی مصاحب خاص کو تڑپتے
پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کا مقابلہ کرتا ہے دوسرے نے لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی
مری پھر دونوں نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک کی ایک مدد کرتا ہے یہ شعر زبان پر جاری ہے ہاں
بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ۞ پراگندگی آرد انبوہ را ۞ یہ سب حرکتیں اُن عیاروں کی ترنج
جادو نے دیکھیں دور سے للکارا اے عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤگے
عیاروں نے پلٹ کر دیکھا چاہا جست وخیز کر کے نکل جائیں مگر ملک المعت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ ترنج نے
ایک نارنج پھینک مارا دونوں عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوگئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیوں کو اشارہ کیا کہ پہلے
ان لنگوروں کو گرفتار کرو ان مکاروں نے بڑے داغ دیے نورالدہر وایرج وطہماس وغیرہ سب ایک
مقام پہ پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہیں مگر ہاتھ دستگیری نہیں کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی
ہوش وحواس نے کج ادائی کی گھوڑوں سے گر کے بیہوش ہوئے ہوش وحواس روپوش ہوئے بدمست
رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہاں میں لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا
کیسے کیسے صف شکن مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا اے بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا
تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسم بامسمیٰ ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کر لاؤ طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کو سمجھاؤ سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کریں اختیار رفیق بنالو ورنہ فوراً قتل کرو
بدمست نے بلا کر آہنگروں کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا
سب کو قید خانے میں بھیجا از سر نو بارگاہیں استاد کرائیں ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ میں آیا سب رفیق
وامیر وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ ایرج و نورالدہر کچھ گرفتار ہوئے بعض بھاگ کر درہائے کوہ میں چھپے بدمست
کی زخمدوزی کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست دنگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشید ہی قبضے میں بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اُنپر صندوق ہائے کلاں مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہائے رومی ترنج نے چاہا مال اترواکر ملاحظہ
کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوتا ہے گا نازنین شراب پئیں ہم تم لپٹ کر
سوئیں ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے بیہودہ باتیں کرتا ہے دیکھ میرے ہاتھ پاؤں میں درد ہے رنگ چہرہ کا زرد
ہے اب یہ تبلا کہ ان سرداروں کے مقدمے میں کیا منظور ہے بدمست نے کہا میں ان سے سوال سامری پرستی کروں گا
پسران حمزہ صاحب لات و مناة کبھی قبول کرینگے سنا ہے اکثر قید ہوتے تلواریں گلوں پر رکھی گئیں مگر اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے
کہا سامنے تو بلواؤ دیکھو تو اب کیا کہتے ہیں کچھ جواب سخت دیتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں بدمست نے داروغہ زندان
خانے کو حکم دیا نورالدہر وایرج وطہماس کو سامنے ما بدولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اُتار لیا ہے قیدآہن میں سب

گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین گیا نورالدہر وایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار اتنہا کے زخمی ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ما و ابر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق مطلق ہے بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق بلایا ہمارے ہوتے دوسو خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر تریخ کی نگاہ جو جمال بیمثال نورالدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون ہین خیر کے نیچے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین برہمی ایک جانب طہماس ایسا جوان قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پر مائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پہ ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہے ان لوگون نے نام جرأت قائم ہے اگر یہ برے ہوتے خداوند لقا کلیہ کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہے کتابین اُٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہے دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہے رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہے قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہے ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہین گے بدمست نے کہا اے ملکہ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحبان توقیر سب کو ہی کتے کی موت مارے گئے کوئی منہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہے وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہے مگر قدرت سے برگشتہ ہے فولاد فولاد شکن کو ہی رُکن کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی غول اوس نے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صنا غیرت نے جان دی مین ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تمھارا کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ تریخ عاشق ہو چکی ہے چاہتی ہے انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغزن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نورالدہر و ایرج و طہماس و خسرنگ و شاپور کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نورالدہر پر آیا گردن پر کونے کا خط دیا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقائے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقائے نامدار کا ملال نہ دیکھون جان اپنی انکے قدمون پر نثار کردون
جلاد اُدھر ہٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا پہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ
انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کرکے
زیر کرادیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتے کی موت مارا جاتا او تباہ خصال ان شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست
نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار رہی ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین خلل دیگی تجھے بھی
قتل کرونگا کیا دعلگرون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج ہنسی کہا لنگوڑے
قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بہادر
انھین انکو جگہ دے وہ محبوب مطلوب میسر پڑے قد کا پہلو ان اپنی جان نثار کردونگی تجکو آتش رشک مین جلاونگی بدمست
تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا ارے حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک داؤ ناش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین
پر گرا اُسی مقام پہ پاگل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل مچانے اے ملکہ ترنج ٹھہر جا ارے
مجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا وہ جمشید اتی یاد تو کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منھ نہین موڑا انگلی
باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نور الدہر وایرج و طہماس
شعلہ ور ہی گرمی محبت سے استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر
دوڑی ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے دفتر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست کے
دو ٹکڑے ہوئے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اڑ گیا اُسی غصے مین طرف کہ سیون کی پلٹی کہا تبلاؤ لنگوڑو تم کیا کہتے ہو
یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سبکو ہی گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین
میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا غرور آگیا تھا آپنے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے
ملکہ ترنج نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین ماہدولت کی حاضر رہو کہ سیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست کا
مرگھٹے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بہ تجمل بناؤ کرکے مسی کاجل لگاکے تخت پر بیٹھی نور الدہر وایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہین
ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا اے شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو ملکے
واسطے اپنے پرانے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر وایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے
سر جھکائے ہوئے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت مین
گائینگے بجائینگے آپکو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے
بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان
خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی نیچے حاضر ہوئے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا

کیون جان جہان وآرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو منہ سے بولو ہین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود ذرہ تیار کر دونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کر سکیگا ایرج نے نورالدہر کے چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب بہت مہربان ہے بھلا اب ہم تمسے کاہیکو ہمچشمی کر سکینگے کیا مجال ہے کہ دنگل رستم کا نام لین نورالدہر نے غصے مین جواب دیا اے ملکہ تریخ کیا بیہودہ بکتی ہو ملکہ تریخ مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا اوجوان کو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہے ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین بھی جھجکتی ہون

ابیات

نادان کوئی لیتا ہے تلوار کا بوسہ
آتا ہے مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے تجھے نشہ ہے ایسا
جب زلف تری لیتی ہے رخسار کا بوسہ

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لبون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
ہوتی جو تری نتھ کا بنا تا ہمین اللہ

نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمہارے ہی لائق ہین جوان خوبصورت ہین ایرج نے کہا کاٹو ایسی بات ہے ستر سو من کا سا طور باندھتے ہین بڑے مشتقی جری بہادر ہین ملکہ تریخ نے کہا کیا مین انسے باہر ہون ای جوان شراب پی ہین بہت خوش ہولی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُلٹا ہاتھ مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ تریخ نے کہا ای جوان تو بڑا بد مزاج ہے عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہے مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہے رات ہونے دے ایرج و نورالدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ تریخ نے کہا کیون لے لم قدے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہے ہو جبہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہے میرے مزاج سے تو آگاہ ہے ذراسی بات پر مین نے بدمست کو مارا بیڑا اپنا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے ہین آپ پھوے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر کر اسی مین تیری خیر ہے اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کمبخت یہ دونون جوان دل لگی باز ہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نکمہ جا کر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہے یہ حسین خوب رو پہلوان یکتا یکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ تریخ نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تمہین ہو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ تریخ نے جام شراب کا ایرج کے منھ سے لگا دیا کہا ہے پی نخرا نہ کر بڑا چپت ہے تیری چھپتی دیکھونگی ایرج نے منھ پھیر لیا تریخ نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا آدہن پہ لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی

غزل قبول

سوز درون کی اے دل اُسکو خبر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہین لا اُس کمر کو

آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے
اک وہم سا ہے سب کو اُسکے کمر نہین ہے

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی — روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہے
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو — اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہے
تن پر سے سر جو اترا بس سر کا درد اترا — تن پر جو سر نہین ہے بس درد سر نہین ہے
اہل ہنر کے آگے پڑھا اے قبول اشعار — کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

یہ غزل گا کے نشہ کے جوش مین ایرج کو پٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کر کے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اڑ جاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کو ہیودن نے بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چیند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو تہڑ مارا تینون سردار زمین پر گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا اے جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہے انصاف کرو میرے حق تمھارے واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہے اگر میرا کہنا مانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج و نور الدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہے ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کر لونگی مجھے کیا پڑا ہے اپنے نصیبونکو جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون گھوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نور الدہر کو زندگی کی یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج غصے مین کانپ رہی ہے کوہی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی اے ملکہ عالم جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے ملے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہو ہو کرتے ہوے چلے آتے ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا اے جبرئیل قدرت یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہے اور قدرت نے بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے کہتی ہے صاحبو کیونکر مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا جاگتی جوت کا خداوند ہے رات و نمات سے انکا مرتبہ بلند ہے اسکین ابھی کچھ تھی مشیت ہے قدرت کی حجت ہے کہ ان سبکو نہیں مٹاتے ہین دنیا کے عیش آرام دعز دکھلاتے ہین جیسی بیلی تمھاری خوشی مین آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر الم مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہے قطرہ بھی سرے گا

غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہیں آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لا کر تخت پر متمکن کیا حکم ہو جلد ساقیان پری رخسار جام چی گلنار لیکر حاضر ہوں جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمہارے بڑے مرتبے ہیں خداوند ہمسے فرما چکے ہیں اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو میں تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہے کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہوں شکار سے تھکے ہوے آئے ہیں آرام پائیں نور قدرت تمہارے پیٹ میں اتارین سنکر ملکہ ترنج بھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا اے جبرئیل قدرت حکم خداوندی ہیں کون دخل دے سکتا ہے مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہے چلیے تشریف لے چلیے چھپر کھٹ درست ہے مگر لونڈی کی طبیعت سست ہے یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والوں نے کہا ملکہ ترنج سے تنہائی میں کچھ باتیں کرینگے تم سب صاحب بارگاہ میں باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب میں شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمیں باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہے تجھسے قلبی محبت ہے ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ میں آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہیں ناز معشوقانہ دکھاتی ہیں یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی میں نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا میں لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہے دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے میرا دم نکل جائیگا تمہارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیوں پیاری کیا ہمیں ترساؤگی شربت وصل پلاؤگی تشنہ جام وصال ہیں قلب ناصبور ہے ہجوم غم و ملال ہیں اشعار

زخم تن ابروے خمدار سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی بوسے ہمیں تو دیتا ہے
تو دہن سے نہ دینار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نملا
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے
کور ہم ہو گئے رونے میں کٹی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہمنے
تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج و الم یار سے پایا ہم نے
دل دانا کے لیے ہوتا ہے رہزن رہبر

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن ای یار تھے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ معزور ملا
درد نو مرہم زنگار سے پایا ہمنے
لطف یہ سایہ طوبی میں ہوگا ای یار
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہمنے

کیوں ای جان جہان ہم تو بیقراری میں حکم سے خداوند کے آئے ہمکو ہم سے انکار ہے ملکہ ترنج نے کہا نہیں ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نور چکیدۂ خالص قدرت ہیں مگر میں دل کو کیا کروں گھبراتا ہے کہ تم کیا کر دگے میرے کلیجے پر غنچہ پھرو گے لیکن ناچار سنگ آمد و سخت آمد ملا کے دیکھ تجھسے کرو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے ہاتھ لگاؤ نہیں تو میں چیخونگی سارا خیمہ سر پر اٹھا لونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جاتی

چاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے نوشتہ لیلو ؛ ضامن نیک
عوض چاہے فرشتہ لیلو ؛ خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی بوند لارنڈی نہ کرونگا دس ہزار
کنیزین واسطے خدمتگزاری کے پانچ ہزار روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی
چوری ہی اب تو بی ملکہ ترنج ہنس کر گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیدن اتنی قسمین کہاتا ہے باتین بناتا ہے بکتی
ہی دنیا کو دیکھا ہے اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہے یہ وہی کھیل رہا ہے جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب زیادہ نہ
بگھارو لو جام شراب کا پیو جلد ہی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ ترنج نہین نہین کرکے
پی گئی پیتے ہی گھبرائے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت
نے کہا ارہی شراب تو کشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہے ملکہ ترنج گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے
نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا کام چاک
قصہ پاک ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اٹھی ابو الفتح وغیرہ ساتھ تھے انھون نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان
بنا دیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج و نورالدہر و طہماسپ و شبرنگ شابور قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر
درہ ہائے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آیا نورالدہر نے جواہر کو گلے سے لگالیا پوچھا اے
برادر تمھارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا
جاکر شاہزادون کو تلاش کر راہ مین غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا کے وقت پر پہونچا اب آپ
بتعجیل تمام لشکر مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچائینگے آپ مع لشکر منزل
بمنزل آئینگے نورالدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر
بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج و نورالدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا
بشوکت تمام کیفیت بالا کلام بسمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے ذکر کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بیان
سنیے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہے سلیمان عنبر موئے کو ہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے
کلیجے پر صدہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے
مارے گئے مالک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین بدولت کو نہین لڑنے دیتے جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین
ہلا دونگا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی [illegible]
طلسم ہوش ربا کا وہ مدد نہ عدم مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے
آنے سے بڑی چہل پہل ہو جاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا

پیشدستی کا طاقتہ نہین ہے یہی بڑی خیر ہی نہین تو تھمنا قدم کا تمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمہارے
دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے
پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے
طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا اُسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھا پکار اٹھا اے بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی
قدرت مرا بندہ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران
غدار پشت پر لبصد کر و فر آکے اُترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا اے بندہ سرکش سر خود از سجدہ
بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرضی افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اُسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اُسمین لکھا
تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہی کُل مسلمانون کو قتل کرکے آپکو
بالائے قیطول پہونچائیگا تیمور کو دنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے
کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون سارہان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر رہا کر لیا
بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن ہمارے پیرومرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ
ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جبتک افراسیاب بگڑیگا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے
نام پر طبل جنگی بجوائین دیکھے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہوکے حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا
اگر نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی و ابو طاہر خونریز جاسوسان لشکر اسلام ہر وقت
برائے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر
و دنگل آصفی پر نزلہ بناف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ جاسوسون ہر کارے
حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

| | |
|---|---|
| گُل سرخ تا بد چو روشن چراغ | کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ |
| نگین سعادت بنام تو باد | ہمہ کار عالم بکام تو باد |

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہے اُس نے طبل جنگی بجوایا
دوسرا مژدہ فرح بخش غلامون نے پایا ہے کہ جس سے روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے اُستاد صاحب
نے جانبازی کر کے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا اسد کو بڑے کر و فر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوشربا
مین ہنگامہ ہائے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے
طلسم کی لوح نہین ہے ہمرازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان وغیرہ حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہے کہ انشاء اللہ
طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمر و نے اس معدے مین بڑی کوشش
کی طلسم انتہا کا وسیع ہے آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظران ورق بند کو تحریر کیا ہی شہزادہ مولک کا بادشاہ

تلوار اُسکی بے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان وآبرو بچائے خیر وعافیت سے لاکر حضور سے ملائے صاحبقران نے فرمایا
عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے ہم سبکا حقیقت مین سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون
پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر ومنصور کرے ایسا طلسم
وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم نبرارسب تھا ایکسال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار
تھا اہالیان طلسم ظاہر سلیمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہوجاے دختر بلند اختر حکیم اشراق رشک قمر حسن مین
رشک ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان غرو شان ملکہ رضیہ سلطان مجیبر مائل ہوچکی تھی درویش ذاکر و مذکر
وظفران زاہد ومہر نوش سبز پوش یہ سب کامل واکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے
مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان وکار دبر استخوان پہونچا مین صاحب اسم عظم
تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب وغرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول
ورنجور رہتا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہے دیکھیں عمرو واسد کا خدا ہے
ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی طبل جنگی بجے
قلابہ چینی وکبابہ چینی داروغہ نقار خانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

زناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ تا طبل اسکندر است

جہان را مگر روز آخر رسید
کز آواز او گوش گردون کر است

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سُنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوش ربا سے آیا ہے سردارون نے سپر وشمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا
حسرت ویاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو
چھپکے کا کام ہے سحر وشعبدہ مین بڑا نام ہے کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش آتش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری
سجی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پاؤن بیکار سپاہی سردار مجبور وناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح
ہوجاتی ہے ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہے لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح راے عالی رہے
کہ جو ہر جن عمرو وبرق کو مار کر ایرج ونورالدہر سے رخصت ہوکر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا
ایرج ونورالدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ
دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہے شعبان خنجر گذار روح روان عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر اُٹھا
بیرون بارگاہ آیا مہتر برق خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہے کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ
سب صاحبون نے سُنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے بڑے مددلقا آیا بکبر ونخوت طبل جنگی بجوایا جملہ سرداران تہمتن

وجان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہے سحر و ساحری مین کس کا زور چلتا ہے ارادہ ہے کہ جا کر اُس مردود کو مارون
آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون برزک نے کہا مین بھی ہمراہ چلون شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف
ہین پروردگار معین و مددگار رہے برزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز
جب طبل جنگی بجوا چکا لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور
صاحب ذرا عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہے دل مسلمانونکا دکھایا ہے میرے پیر و مرشد کے
نور نظر شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھ کے لیجائینگے تیمور نے کہا ملک جی
آپکی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف
کیا آگے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام ہے غرور کا یہ انجام ہے تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ مزیدار
مرد تماش بین نستے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوئے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھ
چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش کو جلد بلا لاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا
شعبان بشکل ساحر لشکر مین آیا ہے فکر تیمور مین پھر رہا ہے دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہے
بہ تعجیل کہین جاتا ہے شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہے شعبان نے کہا آپ کہان جاتے ہین چوبدار
نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جابجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی
رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا مرد ہے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ
بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ لائے ہین پرانی آشنا ہے ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے ندرے
بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوئے چلے راہ مین جو اکثر
ساتھ والے ملے پوچھا میان مرد ہے صاحب خیر تو ہے کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے
کٹنا پا کر پڑا ہے رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس زیور سے
آراستہ سازندے موجود انتظار مین بیٹھی ہے شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیسے مرد ہے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپکو یاد فرمایا ہے سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لا کر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا
ہے مین آپکو سمجھاؤن یہ مقام لشکر خداوندی ہے ذرا سی بے احتیاط ہو جائیگی گدھی بنجاؤ گی دھوبی پکڑ لیجائیگا کھونٹے سے
باندھ دیگا گدھے سواریان گانٹھینگے کہین چین نہ لیگا مثل مشہور ہے کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی
تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان مرد ہے صاحب واسطہ ساحری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو یہانکے حالات
بتا دو ہے ہے جو مین گدھی بنگئی تو تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے

نے کہا گھبراؤ نہیں ہم سب ترکیبیں بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے میں لے گھسا اور تنہائی میں پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری
کھالو ہیک نکل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہوگی ہم تمہاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے ہیں گلنوش نے منھ کھولا شعبان نے
گلوری منھ میں دی گلنوش جلدی جلدی چباکر کھاگئی ہیک حلق سے اترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اتار لیا
گلنوش کو ایک گوشے میں چھپا دیا اسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی میں پاؤں پھیلاکے بیٹھے سازندوں کو
ساتھ لیا کہاروں سے کہا مہر ادرا جلدی جلدی چلو یہاں تیمور ٹہل رہا ہے کہ شعبان بشکل گلنوش اترے تیمور دیکھکر
باغ باغ ہوگیا کہا کیوں ملکہ گلنوش ہمتو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہیں تمنے دن بھر ہمارا خیال نہ کیا اور ہماری یاد
نہ آئی شعبان نے ٹیٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے
تمہارا سونٹے والا ہوچکیا یہیں آتی کیا کہا جاتا ہے صبحکو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا کر
بھڑوے جلاد کا سامنا ہے سامری جمشید میری جان بچائیں تیمور نے کہا او جان جہان مسلمان بیچاروں کی کیا حقیقت
ہر کل سکو قتل کرونگا قدرت کو بالائے قیطول ہو بچاؤنگا مشیر قدرت لقب پاؤنگا شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہوگا
مجھے تو دن بھر گذرا ہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزاروں ساحر یہاں آئے عیاروں نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہیں دم بھر میں
تولہ دم بھر میں ماشہ جو چاہا تقدیر کر دی تیمور نے کہا میرے باب میں تقدیر معقول فرما چکے ہیں کہتے ہیں تجکو طرہ پیغمبری دونگا
صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا بھڑوے اب تیری زندگی پہ حرف آیا رشتہ حیات قطع ہوا الاغلط الاغلط تیمور نے
ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزیں گاؤ بیجا باتیں نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے

## غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں
عدم سے شوق میں آئے پلے دنیا سے حسرت میں

گل لالہ ہیں مسکن ہے سر کاکل میں ہم ہیں
نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہیں رہو سازندوں سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتیں کرینگے
سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہو آئے شراب
کے نشے میں مردہ بنکر پڑرہ میں اپنے خیمے میں جاکے آرام کروں تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان
نے لیا منھ لگاکے تھوتھو کرنا شروع کیا کہا کہ کیا ہے اسمیں گوہ ملا ہے تو ہی پی تیمور اٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ
گلنوش میرے کلیجے میں آگ جلتی ہے تمام جسم میں آگ پڑگئی شعبان نے کہا اسمیں سنکھیا ملی تھی گھبراکر تیمور اٹھا بیہوشی
تاثیر کرچکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کروں پھر خیال آیا اگر دو ہزاروں جادوگر ہیں مجکو نکلنا مشکل
کر دینگے یہ سوچکر جلدی سے زبان میں سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور
کو لیے جاتا ہے مگر صابر نقاب پوش عیار فرامرز بن نوشیروان بختیارک نے اس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب ٹھنڈے ہوگئے

کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرماتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان بین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین
جواب دیتے تھے اب ہمسے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑلاؤ توکل ہی اسکے ہاتھ سے سرداران اسلام
کا خاتمہ کرادون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا تخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ
میرے لشکر مین جاتا ہی ضرور تیمور کی فکر کریگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا در بارگاہ حشامی پر آیا
فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُس نے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر مہتران کہان سے آتے ہو صابر بڑا نا عیار ایک پہلو کو بچاند
ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اسوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران نقاب جو ہی صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین ہمار خدمتگار پے حسی
پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے انکو غنیمت ہوا گوشہ بارگاہ مین جاکر
سو رہے صابر برابر چھپکھٹ کے آیا کفچے مین داروے بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر
جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک فرامرز بدحواس ہو آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق
بڑا غضب ہوا کوئی امیر با توقیر کو چرالے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہائے کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو برائے تلاش نورالدہر وارج نکل گیا کوئی بیجا شکل شعبان
آیا ہماری یہ صورت شعبان مین رمضان ہوا برق بیقرار ہو کر دوڑا رات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی
فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی
گھبراکر باہر نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو چرا لیگیا اہل اسلام کو
داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود برہوسا ہیں سے ارشاد ہوا کہ
جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے
بارگاہون سے نکل آئے سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجر گزار
نور نگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر نمدپوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران
بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طی وپے کر رہا ہی نہایت خوش وبشاش دل سے کہتا ہی آج لاکھون روپے
انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد
تعاقب مین چلے ہین اُس نے آواز دی کون آتا ہی شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُس نے آواز صابر کی
پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ
نامور کو گرفتار کرکے لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا تھا کہ ای شعبان سیاہی کے رونے واجب ہوے

پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہو اُسنے دیکھا ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر
پر رکھا ہو بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے بابا
تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسمین ہو کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے
صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑکر نکل جا ورنہ تیرا بھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا نیمچہ چلنے لگا صابر نمد پوش عیار قدیم
نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہے ان دونون مین تو تلوار چل رہی ہی وہان بختیارک
کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے نکلا در بار تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا
جا بجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ
اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کسی کی بوتل شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی ہٹر دہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر
رکھے ہین بعض چرس کی چلم جا رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے برسا لبھان کے دم لگاؤ ہماری
ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون سے پوچھا تمھارے
افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان چپ رہو رات سے بی جی صاحب
آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب
مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون انھون نے کہا صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے
پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھڑوا ناچ رہا ہے بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اسی کسبی کی شکل بنکر
کوئی عیار چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا اے کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نہ قتل کیا ہوگا
اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے بختیارک بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جلیے اے خالوے قدرت
آپنے سُنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کرکے لیگئے آپ جلد بڑھکر خبر لیجیے ضیغم دوڑ کا بے مرکب ہوا
غل بپا دھر دھر چلا عقب مین اسکے ہزارہا لقا پرست جھپٹے یہان شعبان و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہی
شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے
لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد اُڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی
اے خالوے قدرت جلد آئیے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون ضیغم نے یہ سنکر
گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منھ پر تھوک دیا کہ اسی منھ پر دعوی عیاری کرتا ہو مگر گھبرا گیا سوار پیدل
چہار جانب سے نیزے اُٹھا اُٹھا کے شعبان پر چلے شعبان نے نکالکر حقہ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منہ
جلے ناری شل ہیمہ خشک جلنے کے قریب تھا کہ نوک نیزہ برنیزہ دار شعبان خنجر گذار کو اُٹھالین اس عیار طرار کو بیباک کرین

کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم سرزمین مغرب فرامرز حاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوہ مین
کافرون کے دیکھا لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابم
نمد پوش کو تمنچہ مارا شانہ اُس بیحیا کا نشانہ ہوا لشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین
منھ پر حباب دافع دارو بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے شعبان خنجر گزار
دریاے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہے شہریار اُٹھیے اُدھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار نے جلد مین
سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی سحر کر کے لشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے
دریا خون کے جاری اُٹھتے اُٹھتے اُس بیحیا نے گولہ مارا کئی سوار منھ کے بھل زمین پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے اُدھر
نقارے پر چوب پڑی زمرشاہ باختری سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا ادھر مقبل وفا دار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر
مع بارہ ہزار تیراندازون کے پہونچا صاحبقران کو بتعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز حاد مغربی عجب
مصیبت مین مبتلا ہے اہالیان فوج بیقرار شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر: امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار ﴿ یکے تیغ صمصام و قمقام نام ﴿ یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام ﴿ بہ کافران از جہان پاک کردہ
سر سرکشان جملہ در خاک کردہ ﴿ تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر جا پڑے جلدی مین خود ہو زرہ داودی زیب جسم نہین کرنے
پائے ادھر اہالیان فوج نے فرامرز کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین ملازمان لقا سنجانی باختری
مشتری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے اسوقت جو سحر مین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم
پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہین یکایک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام
مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور: جزیرہ ہا
دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ﴿ اگر نامم نمی دانم منم لندھور بن سعدان ﴿ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب
نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر ﴿ منم مالک اژدر خصم گین ﴿ سپہ دار در لشکر اہل دین ﴿ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار
چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے تجتیار کے ساحرون کو آواز دی ای نا القیونا مردد سحر کرد حمزۂ عرب سے اپنی جان بچاؤ وہ
صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہے سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے ہین سردارون کو بچاتے ہین اسکی مرد رفت مین
کئی زخم کھائے بار لھر زخمی ہو کر کفار نے بسبب ساحرون کے دبا و ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھکر گولہ مارا دو دو سو جوان بیہوت ہوگئے
کسی نے آبرو دنے پانی بہایا نام جرأت ڈوبو یا کسی نار سی نے آگ برسائی کمین برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے ایک مقام پر صاحبقران کھڑے
لڑ رہے ہین ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اُس شیر بیشۂ صولت کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا بار امیر باتوقیر جھک سے تلوار کی پلٹے
تیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے گینڈے کا سر کٹ گیا منھ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے
ضیغم کو اُٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی مین مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہے جب

بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا
صفون کو درہم برہم کر رہا ہی بہیا نار ہی نے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہین مگر تیمور سحر طراز
کو جو اسطور سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے اُسنے بڑھ کے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا
گولہ پھٹ کے گرا کل ساحر پامال ہوے دلمین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم افسونگری سے ماہر ہی ہاش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران
پر سے صدقہ ہوکر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران پر کچھ تاثیر نہوئی تیغہ سحر کھینچکر
جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر رد کا شعلہ ہاے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوے امیر نے خنجر دار
کھکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ گر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سر خود دمکہ کر برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا مع مرکب جا دو کڑکے آندھی سیاہ اٹھی صدا ے گیر دار بلند ہوئی مگر صاحبقران
نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے ٹکان سے سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب
مین حمائل کیے بیہوش ہو گئے مرکب جو اپنے راکب کو سُست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا گر بیرزبان ہی تھان پر نہ جائیگا
جدھر منہ اُٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے انکے بدحواس ہوے لاشہ تیمور سحر طراز اُٹھا کے طرف
طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلجانے ساحرون کے اہل اسلام نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لقا شکست کھا کے
بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی **شعر** از دامن دشت کوہ اورنگ: گردے برخاست توتیا رنگ: بختیارک نے
دیکھا آگے آگے دو سو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم آمد فوج کی دھوم ایک
پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس بیکر پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکبون پر
نخوت چہرون سے آشکار بختیارک نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی خناس وسواس
گئے چشم زدن مین پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت آیا ہی بختیارک نے کہا
جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین مصروف ہین مسلمان آمادہ بے ادبی ہین آگر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب
ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر
تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا صدقے خداوند کے تقدیر کر نیلے گیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون یہ لوگ
بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلۂ آتش ہین دیو ہو تو اُسکو بھگا دین شیر کے کلے چیر دین اگر دیا دلی دکھائین نہنگان
خونخوار کا خون بہائین سیر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش دخر کش ہون مرد مان آبی روپوش ہون میدان
رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب اثنا ہون لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل
اژدر بل کھا کے نعرہ کیا باشیداے مسلمانان منم پہلوان جہان رستم زمان پیل دمان ازرنگ کوہی ہلن یمن
خیر ہے کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو سپاہ گری سے ہاتھ اُٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا دامنگیر ہے

تیغہ میرا برق نظیر ہے بلبلاتا ہوا فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا ہے تیمور سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشوں سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و افسون سے مہلت پائی ہے
اب جو یہ بھیا دو لاکھ کوہیوں سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہیں قریب تھا کہ پانوں اٹھ جائیں
شکست فاش کھائیں اہل اسلام مصروف دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل
از پردۂ بیابان گرد برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا تھا شاپور و شیر رنگ
نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غم کم ہوا
اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قد و قامت میں مثل دیو جرأت میں گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہیں آتی
لندھور و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہیں سراسر شکست کے سامان ہیں یہ سنکر دونوں شیروں نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیوں کے درہم و برہم کر دے لقا نام سے ایرج و نور الدہر
کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتیں دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوئے ان دونوں نوجوانوں کے
ہاتھ سے شکستیں کھائیں ذلتیں فاش اٹھائیں مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی میں مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہیں وہیں سے تقدیریں گھما رہے ہیں بندوں کو اپنے للکار رہے ہیں
ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھا لیے ہیں مسلمانوں کو ابھی شکست دیتا ہوں بڑا اوجھیں لیتا ہوں
بختیارک نے آواز دی قدرت نہیں سے تقدیر کر رہے ہیں سب مسلمانوں کا خون تمہاری تلوار کے سپرد کر دیا ہے
لڑے جاؤ مسلمانوں کو سامنے سے ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر
قبضہ کرو گے تو قدرت چلے آئینگے تمکو دنگل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ تک موروثی
ہو جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور نشۂ بادۂ حماقت سے چور ہو جھمک جھمک کے لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان
ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہیں ایک جانب ہزبر بیشۂ کلنگان طہماس
جن عنقو بیل دیو پیکر و مثل شیر نر جھومتا ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا
اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عرصۂ دراز سے دور کھڑے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ پتا کھڑکا اور
بندہ سرکا مبتلک ساحر موجود ہے جنگ کیا کیجے اب سامنا تلوار و تیر کا ہے دور سے لینا لینا
کر رہے ہیں قریب کسی مسلمان کے نہیں آتے مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی میں مصروف
ہیں خوب بھڑ کر تلوار چلی ہے قرولی کی نوبت آگئی ہے دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی
گھٹا ڈھالوں کی چھائی ہے سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں مہر ہائے کفاران مثل حباب دریائے خون میں

پیر رہے ہین شاہزادۂ ایرج و نورالدہر بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور ہین حال کافرون کے بتر ہین
اولاد اول ایرج نوجوان نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موچھون پر
تاؤ پھیر کر ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرماتے ہین ازرنگ کوہی کو لیتا ہون نورالدہر
بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تین روپیہ کے
سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر ٹوکتے ہی جا پڑا آواز دی
او بیرہ حمزہ مین آیا یہ کہ کے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر پوش پر کوڑا کیا دوڑے ایرج
نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت
ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیرزادہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہے ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج
قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہے اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے
ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ سے ایسے ہیلتن کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغہ دودمہ سکندری کو جلوہ دیا
گرہ بن اسقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب اصیل باد رفتاری دکھا دے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا اے
تیغہ برق مثال بلبلے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادہ نورالدہر نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی پر گانٹھا دار اُسکا روکے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا
مارا تیغہ خارا شگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کی دو ٹکڑے ہوئی یا تو قبہ سر پہ چمکی تھی تا بہ جگرگاہ
پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دل سے کہا غضب ہوا کشتی گیرزادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو
مٹایا تختہ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب پہونچے شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک آ کر چکی
تھی ایرج نوجوان نے برابر آ کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے جھوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت
جرأت نہنگ و پیل شوکت نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشتی نہین
جاتی شرم نہین آتی ایرج نے کہا مین نہ آ جاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پھاڑ دیتا
انتین ڈھیر ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہین نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا مردہ کیا
خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کہا آپ کیا کر لینگے جو کچھ حوصلہ ہو آئیے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج افسر لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب
برداشت ہو کہا او کشتی گیرزادے لے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اگر نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرہ کی پناہ نہ کرین دو ٹکڑے
ہون نورالدہر نے سپر اُٹھا دی مگر تیغہ ایرج نوجوان نے گوشہ سپر کو کاٹ زخم سر پہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے

آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او کرپاس فروش بازاری
آج دعوے جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کا مارا
ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب رکتا تھا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو ایرج خوشخو پہونچا
ایرج نوجوان نے تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر چادر خون منہ پر میعاد عاد رشک دراز گردن سردار
ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا ای شاہزادۂ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے
ساطور کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا آواز دی او عادی نیچے شاہزادگان والا قدر کا نام ۔ بے ادبی سے لیتا ہے میعاد
طرف طہماس کے پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے
پہلی شکست یہی ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا ماردیا یہ حربہ تو قیامت کا ہنوز زخم کاری کھایا قریب تھا کہ میعاد
مارا جاے سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نورالدہر زخمی ہورہے ہین کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر جھوم کر
زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نورالدہر و ایرج کو الگ کیا سردارون کو
آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علٰحدہ ہوے غصہ مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو ہیان
پر جا پڑے انزرنگ کو ہی مارا جا چکا تھا سب کو ہی لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوادیا بادشاہ جمجاہ
سرداران تہمتن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا جد عالی تبار
کہان ہین شعبان خنجر گزار نے عرض کی صاحبقران زمان اتنہا کے زخمی ہوے تھے خدانخواستہ گرفتار
نہ ہوگئے ہون عیاران اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے ہین چشم زدن
مین گئے فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو چھان
ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تومیان خیبری و سر سنگ بکی و ابوطاہر خونریز سامنے
حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہے زخمداری مین آقائے نامدار کو گھوڑا نکال لے گیا بادشاہ نہایت
پریشان خاطر ہوے سردارون کی زخمبندی کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جو مال طلسم جمشیدیہ لیکر
آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش صاحبقران جاتا ہے بادشاہ
نے کہا اے برادر اے عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب بجائے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت
تمہارا نہونا شاق ہوتا ہے خبر لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد
پلٹیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال سکون بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو
کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو

نے دعاے جان درازی دی باندھے عیاری ذات پر آراستہ کر کے براے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا یہان لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو میننے بہشت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کر ورنہ تقدیر کو کے تیرے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم برہم کراؤن گا نامہ اسطرف جاتا ہی جواہر بن عمرو براے تلاش صاحبقران روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑو

## داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کے خمداری مین گھوڑا نکال لیگیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر ذہن ہو چلا کند
رکھا ہو کدھر کو ساغر مل
پھر آب آتشین پلادے
جنگل مین اور گل کھلا ہے
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہے
اک دیو سیہ کو مارنا ہے
اُس شیر جری کا اب بیان ہے
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہے
اب ختم پہ جلد آگئی ہے
اس ہیچمدان کو دین دعائین

گلرنگ نکال بادۂ تند
آنکھون مین ہے خمار ساقی
اس دل کی آگ کو بجھادے
بدمست جو بزم پاک مین ہے
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہے
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
جو صاحب تیغ سرفشان ہو
آن قاتل کافران بدخو
حسرت دل مین یہی بھری ہے
اے مہر سخن عروج دکھلا

شیشہ کی سُن رہا ہون قلقل
نشہ کا ہے اُتار ساقی
دشمن مرے دوست سے لڑا ہو
یہ بنت عنب کی تاک مین ہو
اک سر سے بھوت اتارنا ہو
چمکیگی دم مین سیف خامہ
نامی وگرامی وجری ہو
برباد کن یلان بدخو
شائق ناظر ہی حظ اُٹھائین
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی وطی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم وراہ سے داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج ودانای شیرین بیان رقم کرتے ہین اسطرح داستان کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے اشقر دیوزاد مرکب امیر والانزاد کو لے نکلا گر بے زبان تھا ن پر نہ جاسکا جدھر منھ اُٹھا ادھر چلا یا ہوئے دلیران کی صدا کانون بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منھ ڈالا جسم کو جنبش دی صاحبقران زمان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اُٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار ہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہو پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہے مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہو نام اسکا حصار ہوشنگیہ ہے ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم وناظم ہو بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہو جو کاروان اس حوالی مین آتا ہی جا کر لوٹ لیتا ہے

اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے قتل ہوے ہین اسوقت بڑے سیر صحرا مین آیا دس پانچ
جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی نگاہ شقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا
چرنے مین مصروف ہے ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہے ہوشنگ نے
پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب بے نظیر ہے اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین
لیچلو اُسکے ساتھ کے قزاق دوڑے شقر چونکہ چرنے مین مصروف تھا اُسنے ہاتھ ڈالدیا شقر نے سر اُٹھا کے دیکھا منھ کھولکر
سر چبا گیا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے شقر نے کسی کو پشتک ماری کسی کو دولتی
لگائی کہین نعلہاے سُم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر رسیہ کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا
قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازوؤن پر سے کمندین کھولین ہٹو ہٹو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا
دیکھا ایک جوان نوشرو رشک یوسف کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے
حیران جمال محو دیدار ہوکر ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہے
کسی بے مایہ بدولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے مال پنا نہین لینے دیا
نقد جان دیکر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہے نہین معلوم مردہ ہے یا صحیح و سالم ہے چارپائی لاؤ اٹھا کر
لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکارا قریب صاحبقران آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست
زبردست سے نہین چھوٹا وہ جگر رہا ہے یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اُڑ گئے ہین کہتا ہے دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی
پردہ دنیا پر ہین پرزے پرزے اُڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرات دکھائی صاف
تو یہ ہے کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جسکو تاکا بے مال لیے پیچھا نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے
خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے مال لیے نہ ہٹتے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان انتہا کا بھکیت ہے
مرکب ایسا عمدہ زیر ران دوچار ہاتھ سے گئے زخمی کرکے نامرد بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ رستم خصال
انتہا کا زخمی تھا بیہوش ہوکے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی شقر دیوزاد ان سب پر
آنکھین نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھکر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقاے نامدار کو براے علاج لیے جاتے ہین
تیرے آقا کے دشمن نہین ہین شقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہو لیا ہوشنگ صاحبقران
کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا قصر ہاے عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابکدست حاضر تھے
اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت گھبرا رہی ہے
کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب نسب پوچھون رومال ہاتھ مین مگس پرانی کر رہا ہے
بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردت سے

آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جسمان رستم حضمال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے
ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون گھمائے
محسن یہ کیا مقام ہی تمہارا کیا نام ہی تونے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہی
ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہی اس قلعہ کو ہوشنگیہ
کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر اُن سب کا افسر ہی آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان
عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کے نام و نسب سے آگاہ ہونیکا امیدوار ہون یہ بھی فرمائیے کہان لڑائی ہوئی کس سے
تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ
کا نوکر تھا آپسمین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے
سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہی مین بھی مرد سپاہی ہون
مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات ومنات کی عنایت سے صحت پاکر چندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے
منور و روشن فرمائیے بدل وجان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضائے آب ودانہ یہان لایا ہی یقین ہے
عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بد مین تونے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا
ایسے کلمات نہ فرمائیے مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی
مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے میر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش
آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزرہ چار آئینے موزے ورلگے کمان کیانی
دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پہ
مثال اسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے شورہ جلالت آشکارا آنکھین رشک غزال صحرا ہمت
وسخاوت زلیفی فطیلی تا بہ دوش شیرون کے شور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر و سپر ہوشنگ دزد
جمال بے مثال دیکھ مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے
برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون ہوقت جمال ماہ تمثال سے میر اقصر برج اسد سے بہتر ہی ہر در و دیوار روشن و منور ہو الغرض امیر
با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج اگر متمکن ہوئے شیرون سے بیشۂ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغہ برق تاب
سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانہ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھ مثل آئینہ حیران ہی بوے
زلف عنبر بین سے سارا مکان بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ دزد نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے
آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی بجی گلے گٹکنے لگے سازآپسمین ساز کیے ہوئے نازنین خوش آواز گانے مین سوز د
گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ سہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر مرتبہ سامنے صاحبقران

کے آکر بیٹھ جاتی ہے مسکرا مسکرا کر بتاتی ہے پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

رحم قاتل سے اسیر درد و غم یونہین رہے
اسکی زلفون کا آکے پیچ و خم یونہین رہے
ایسی ہمت ہو کہ رکھتا ہون تخیلو کبھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب الم یونہین رہے
محو الفت ہون ثواب و جرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سرگردان قلم یونہین رہے
گو نہ دیکھا زندگی مین دیکھ لونگا بعد مرگ
ہو نالکے ہائے سب قول و قسم یونہین رہے
ہر جگہ ہے دل مین کھینچا عشق کامل نے اُسے
کیون نہ آنکھون سے نہان باغ ارم یونہین رہے
تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
عمر بھر ہم صورت نقش قدم یونہین رہے
دیکھ پھر کر دل جو طلب ہے دوبارا کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان
ہم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
دیکھا نت نئی آفت کوئی عاشق نہ جلال

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم یونہین رہے
شکوہ بے التفاتی ہو عبث اُس شوخ سے
خوش فلک اسمین ہو تو مجکو الم یونہین رہے
مین جو پہونچا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم یونہین رہے
تم کرتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو برے
وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یونہین رہے
عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
حشر تک خالی اب دیر و حرم یونہین رہے
یار نے صحرا نوردان محبت مین گنا
راستی عشق سے جانباز خم یونہین رہے
شعر ناموزون و موزون سے کبھی مین واقف نہین
رشک آتا تمھین ایسا کسے پیارا کرتے
بے نشان ہو گئے ہمین تھے اپنے تمھارے شہر سے
کہ سمجھانا اُسے ہم جو اشارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
آنکھ مٹتے ہی جو وہ مار گیا تارا کرتے

گو نہ اس سجدے سے چھوٹونگا گر وہ حسن
یہ غنیمت ہے جو مجھ سا ہو صنم یونہین رہے
حسن غصہ مین ہے وہ اب جو کرتی ہے دعا
حشر تک لب ساکن بلک نم یونہین رہے
جبتک ہی دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
ہی محال اپنا اگر سینہ مین دم یونہین رہے
وعدۂ اقرار وصلت کرکے مارا ہجر مین
آئینہ سکندری اور جام جم یونہین رہے
کوے جانان کی فضا سے حشر تک ہے شرمسار
گو مرض ہے پانون مین لیکن قدم یونہین رہے
کوچۂ جانان مین چل سکتے نہین وہ ضعف سے
ای قبول اچھا ہو جو میر الجرم یونہین رہے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
تم مٹاتے ہین ہم نام تمھارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بنگلے اب میرے رقیب
جی بھی تو پاس نہین ہے جسے مارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
ہوشناک درد مالا مال محبت پہلو مین

صاحبقران کے بیٹھا ہی دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہی اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہ رہا ہی آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر و دارا سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیبت میرے گھر مین مہمان آیا ہی مجھے سرفراز کیا ہی مگر یار یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی بتائیو جاے غور ہے تیغہ برق تاب سپر رشک گردۂ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر دلدوز سنان نیزہ پر سپر کی کنیان شانہ چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شئے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ بس کیونکر کہون کہ بادشاہ جلیل نہین ہے

بلکہ فخر شاہان عراق وچین ہی مین اسکو رخصت نہین کرونگا خلق مین یکتا جب اُنس بڑھیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤنگا
قزاقی ترک کردون ملک گیری پر قدم ماردن ایسے جوان منچلے میری نگاہ سے نہین گذرے سب رفقا جواب دیتے ہین حضور حقیقت
مین آپکا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا بھی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شرکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لین اگر رستم
ہو تو اُسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہے تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے لڑیگا شیر کے کلے چیر ڈالیگا صورت سے
جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی و نامدار ہی بعد برخاست جلسہ بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین
یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر وملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا
خداوند لقا کے ملازم تھے تامل کر کچھ اور ذکر شروع کر دیا صاف صاف ثابت ہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہے
سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسہ شب تمام ہوا ایکا یک رقاص آفتاب مع ساز و سامان ضیا و شعاع محفل چرخ
زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیرویں اُٹھی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچہ آرزو
کھلا ہی ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فراغ ہوشنگ کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ
ہو کر کہا آپکے نیاز مند کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپنے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہی لفظ یکہ تاز
پر ہمکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کسنے نام رکھا آپ رشک آفتاب و ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ
صاف صاف فرمایئے کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپکا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا بے نظیر جمال آپ کا رشک مہر منیر
صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان و سہراب ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک
ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہو گا اصلیت بھی کھلجائیگی تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مہمان ہین
تمھارے ہمپر بڑے بڑے احسان ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ دزد اٹھ کھڑا ہوا
ہاتھ اُٹھا کر طائفے کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کبھی جاتا ہے پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سردارون سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہے کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک گوشہ مین جا کر
بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی معاف فرمایئے شکر ہے خداوند لات
وہبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپنے صحت کامل پائی نشان اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت
روانہ ہو جایئے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرماینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران
نے فرمایا کیون برادر خیر تو ہے ہمسے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہی کسی آفت مین غیر کو پھنسانا عقل کا قصور ہی

امیر نے فرمایا ای برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہو کسی زبردست سے لڑائی درپیش ہو صاف یہی پس وپیش ہو ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ
ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہو کہ یہان سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہو اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ مین
رہتے ہین بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ وحشم اُسکا خزانہ ملازم لیکر میری سرحد سے گذرے مین جاکر اُنکے ہمراہیان
خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لیا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ قزاق کا یہ کام ہو اُس نے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست
کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہو یہ تو آپ کو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون آذوقہ اتنا قلعہ مین ہے نہین کہ بس
چھ مہینے بیٹھکر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک کھولکر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کے نکلجائین کہیں صحرا مین
جاکر چھپ رہین قلعہ کو وہ لے لین کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ ودشت مقام ہی لوٹ مار کا یہی انجام ہی صاحبقران
نے زبانی سنکر ہوشنگ دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر نہ گھبرا جلد لشکر تیار کر اُس بیچارے سے ہم مقابلہ کرینگے تا بہ آہن حصار لڑتے
بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین تو تمکو اختیار ہو خواہ لڑنا یا جان بچانا
ہوشنگ نے کہا ای جوان مین تیرا شکر گذار و ممنون ہوا دس ہزار سوار ہے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں اب آپ ہمین کو فرمائین
جلد قلعہ سے نکل آئین صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد نہ کرو
راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہرچند ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار
جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والے کہتے ہین اس جوان کو لڑنے نہ دو ہم پہلوانون مین بدنام ہو جاوینگے بہادر ضعیفی کہینگے مہمان کو اپنے
آگے مین بلاکر قتل کرادیا مگر اُسکی صولت وشوکت مین فرق نہین سربازی کرنے کو موجود ہے غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استادہ کرائی
خیمے استادہ ہوئے چند ساعت دن باقی ہو کہ شہر کے گرد اُٹھی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی کہ ہوشنگ نزد
واسطے مقابلہ کے آیا ہے مونچھون پر تاؤ پھیر کہا وہ قدرت خداوند لقا قزاقون کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابل ہو نا بلکہ لشکر لیکر اترا ہے
قضا دامنگیر ہے ایسے کلمات لاف وگزاف کرتا ہوا دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارۂ رزمی بجے
بحسب حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لیکر چلے یہان صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما تھے ہوشنگ دزد
سرنگون نہایت پریشان ہو کر صاحبقران سے کہتا ہے ای جوان تیرے اقبال سے بیچ بچنے کی امید پائی قنطور آہن کلاہ اگر آج رات حملہ کرتا مجکو معلوم
کہ لیکر کے آپڑیگا اب بیچ رات بھر کی مہلت پائی ہین مرد قزاق ہون ہزار بار کوس نکلجاؤنگا کیا مجکو پا سکتا ہو راتون کو آکر وہ شبخون
مارونگا ان بیچارون کی بھی چھٹی چھڑا دونگا ہم سرکشین لڑ سکتے ہم لوگون کا یہی کام ہو قلعہ آہن حصار کو جاکر تہ وبالا کردونگا سلطنت مین خلل
ڈالونگا امیر نے فرمایا ہم ہین ای برادر نہ گھبراؤ اگر طبل جنگی بجوائے گا یا بہ یلغار آئیگا جواب پاجائیگا منھ کی کھائیگا آہن حصار کی بھی
مدبر ہوجائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے سپرد کرو جب ہم قتل ہوجائین پھر تمکو اختیار ہو ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
ہوشنگ کو دعا دے جان ودولت دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہو کل صبح کو میدان کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور

نہایت مغرور ہو جام بادہ نخوت سے جو سر ہوشنگ جاہ تھا کچھ جواب نہ دے کر صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش طبل الحکم و حق تعالیٰ درد فرمایئے تم ہم سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان مین بھی طبل جنگی بجایا جاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد تھا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت اقتضا نہ کریگی ہفت مین ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر ہم اسکا لکنا گوارا نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکال آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہے کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہلڑ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین ادھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا ہوشنگ ورنہ دکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربان اُسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر دولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرأت مین یکتا ہی ہمنے اس حوالی مین اسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہی وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہے یا کوئی شہزادہ ہے کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہین اوج عزت دیتا ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بدولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین مگر قزاق پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضر باش ناظر باش بلند پہر رات رہے سے نقیبون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا

نظم

کہ دنیا بے ثبات و بے قرار ست
جوانان دل قوی دارید امشب
نقیبان سو بسو گشتہ خروشان
کہ فردا روزگار کارزار ست
جوانو جوانمرد ہشیار ہو
سلاحون سے اپنے خبردار ہو
علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ابیات
شہ خاور سپہر گرد ہوا
سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بصد شوکت و جاہ گرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر ہوشنگ نے بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ وزدوے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزد کو مع فوج پشت پر لیا بعد کمر وفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقبائے بلند آواز نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار مین اٹ گئے تنہائی مین

## قبر کی کون کس کا ساتھ دیتا ہے منزل ملک عدم کا سامنا ہے زاد راہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان — پھر تو آہنگِ مرغانِ خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خندان ہوئے آنکھون سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین — ایسے بچھڑے کہ نہین صفحہ ہستی پہ نشان
فلکِ تفرقہ پرداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین — رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کے اب آثار نہین اُنسے عیان
مہ رخسار بکدر ہین تن آغشتہ بخاک — نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز — نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک — بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقتِ نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سُنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آگئے دل مین ہے کہ لڑین بھڑین مرجائین نام کرجائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھراتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ نشین علم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زورین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر او ہوشنگ دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال سے ہاتھ باندھ کے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرادونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ دزد گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطور آہن کلاہ برسر رحم ہے مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کرلونگا کسی طور سے دلا کر دونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کہہ چکے بعد ہمارے تمہین اختیار ہے بسرا جازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ دزد نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب بادرفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا اٹھو جھنی مثل غنچہ گل تلف جو کا کل جالاک وجست اعصاب درست عیوب سے پاک نظم

کشیدہ نیزہ خامہ کا بالنگ ہے — لایا ہے عجب رنگ مشکین ابسے
قمر وصفِ توسنِ رقم کیا کردن — اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

اڑتا ہے میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہے
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

ہر ایک نعل ہے نیمچہ بے مثال
وہ کوہِ گران ہے یہ پاسنگ ہے

قنطور آہن کلاہ حیرانِ جمال محو دیدار ہوکر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہے بارادۂ تگاور بڑھا امیر نے اوجھڑ سپر کی لگائی کہ پانچ قدم گینڈا قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرۂ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فرجنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہوکر سراپا کو دیکھا واضح رائے ناظرین ہو کہ ہوشنگ دزد بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت و لیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کا مشتاق ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا اے جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشتاق ہے یا بدولت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اُسنے کہا اے پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا عیار و سردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہوکر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے جوان تو ہی صاحبقران داماد نوشیروان ہے ان قزاقون سے کیونکر بلا ایسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ دزد کا نوکر ہون بدلے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنیکا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین مدت مدید سے آپکے مقابلہ کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ برسر مسلمان لشکرکشی ہو مگر یہ امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ دزد نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہے یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ و ہمراہیان ہوشنگ دزد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تعریف مین مصروف ہین کبھی کہتے ہین اے افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہے یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران ہے اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ دزد کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دون گا میرے واسطے آمادۂ حرب و پیکار ہے اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے لندھور ایسا بادشاہ اُسکی ملازمت سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کمترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم نبرد ہے

ایسے جوان کی نہیب شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہے یہاں تو یہ صفت دشنا ہو رہی ہے صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر و غضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بار کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گینڈا کب تاب نہ لا سکے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی ہوشنگ فند کھڑا دیکھ رہا ہے دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہے قنطور آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے قنطور آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپنے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان طرف ہوشنگ دزد کے پلٹے فرمایا اے ہوشنگ دزد تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہمارے حسب و نسب سے ماہر ہوے ہوشنگ دزد دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے حضور کے نثار ہے آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمائیے ہوشنگ دزد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا اے برادر یہان ایک ایک دم مجھکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے لقا سے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطفد نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے کو لشکر مین پہونچا دون ایک لمحہ تامل نکرون اور اے برادر یہ بھی سب صاحبون کو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ دزد نہ کہے ہمنے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمہاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بطاہر صاحبقران زمان کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا ناچ شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر بانشادہ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو
مین سُنکے کہون کو سُنے والے کا بھلا ہو

جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اس سے گلا ہو

احسان ہے اُسکا ترے در پر جو گرا دے
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو

سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس
تار ایک ہے بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو

خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ
دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو نمین حیا ہو

آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو

دل مانگتے ہو منھ سے مگر کچھ نہین کہتے
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو

مین ہالہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہو فرق
آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو

کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
اندیشہ ہے کچھ یار کو جاکر نہ بھرا ہو

رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر
دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو

قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد
کرتے ہین ادا یار کا گھر بھول گیا ہو

کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم
کہدے نگلے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو

جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد
آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو

بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا
ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

مین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ دزنے دو حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی بھیجون تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بیچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑ رہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی بھیجئے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہو نگے قدرت کو ہماری خیرخواہی پر ناز ہو نگے ہوشنگ دزد بھی دل سے مطیع ہوا ہے ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ رائے پسند آئی فوراً شراب مین بیہوشی ملائی مین گرمی صحبت مین اُس مست بادہ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر صولت و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مے کبر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر دولت نے پیشکش کیا اُس ساقی میکدہ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ دزد نے بھی پیا صاحبقران زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب تھی دل کو بیچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باشی وہ حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر

چاہتے ہین اُٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا اُس غازہ بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان
گھبرا کے اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ اُٹھے انپر ملازمان قنطورہ
آہن کلاہ جا پڑے ایک کو دنے ملکہ گرفتار کیا فتح بر شبخون مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ
سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد و الم محبس مشرق سے زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر
پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر
چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہے کہ خانۂ زنجیر مین مسکن ہی طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر با توقیر
کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی ای آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار
ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا ای برادر کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ
اُس نامرد نے حماقت کی دعوت مین عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہی
رہا ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ای برادر بقول سودا زمانے کو
ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سواے خاک نہ کھینچونگا منت دستار — کہ سر نوشت لکھی ہے مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم — اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا ہر صبح — زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے — زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش — صداے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت — نت اُٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب — شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے — بجاے اشک مین آنکھون سے پوچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ — کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی ادبار

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی
اس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہے نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہے مردی و جرأت مین فرق نہین
آیا مگر قنطورہ آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطورہ آہن کلاہ
نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ با اقبال صاحب جاہ و جلال آپکا نیر اقبال اوج پر ہے

غلام بر قلعہ ہوشنگ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لیکر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ ذرد کی بھی مشکین باندھلین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لیکر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اُترا ہون جس طرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی اُسنے خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھکر تاج کو کج کیا نخوت سے مونچھون پر تاؤ پھیرا کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاتا ہے جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اُس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام آئینہ بند کیا جاے دوکاندار و اہالیان شہر کو بھی خبر ہوا اشتہار دیا جاے ڈھنڈھورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہی تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کمرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی کہا ہے صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہی جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرہ ناکوک عقرب چشم زحل پیشانی بڑا پہلوان نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے آکر ہم نبرد ہوا اُسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گردبرد ہوا آج قید ہوکر آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی تمام امرا و رؤسا نیسے مہاجن مرد و عورت ادنی اعلی خرد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ ہلڑ ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت و لیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چار سو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا اپشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ دار اُن قیدیون کو گھیر ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہی زمانہ بعید ہے یہ وہ شخص ہے جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹادین چند خداوندون کو قتل کیا نام لات و منات مٹاتا ہے بجاے دیر مسجد بناتا ہے شکر خدا وند لات و منات یہ ذلیل و حقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند لقا اسپر جہنم واجب کریگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اُس نے اُسکے منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے بھائی تو بکر و گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہو دنیا مقام عبرت نہ جاے عشرت نظم سودا

ہین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون ۔ کہ مہر سنگ دلان کیونکر یان گئی ہو سما
گداز عشق ہوا اتنا کہ چند قطرۂ اشک ۔ مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا
گذر ہوا طرف میکدہ مرا ایک دن ۔ تبھون کی چشم مین جون آئے غنچۂ صہبا
دے نگاہ جو کرتا ہون میکدہ کیطرف ۔ گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان و جام چشم پُر آب ۔ ہی آہ و نالہ مین نے گریہ در گلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین ۔ جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ اے نادان ۔ مقام رنج و مصیبت ہی صاف یہ دنیا

اہی برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے
مگر ارابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک
کہتی ہے بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھ دیدہ غزال کو شرمائی ہین پلکین چھُریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر
اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور
پانون ستون قصر جرأت و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا ہے بوا یہ جوان
تو نور کا پتلا ہے کوئی چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرا دون کسی کا قصد ہی کہ جان و مال نثار کرون ایک
کھیلی کھائی کہتی ہے اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا سردار مغرور خرس پیکر
صاحبقران زمان کے ارابے کے قریب ہے امیر نے فرمایا اے پہلوان دوران ذرا حکم دو چند ساعت
کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمھارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہو کر گذر ہوا ہے بت آباد مقام ہے
ملک زر ریز زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہے پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین
آنکھین سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطرب جلے ہے وائے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ہے
مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم ہو چکا ہی ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے بعجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت
یہان ضرور ٹھہر ینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار میر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہو گا کلام سخت کہیگا
تو بے آبرو ہو گا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ ارابے پر جمائے بقوت تمام لنگر مارا ارابہ چلتے چلتے رک گیا بیل دبیل
بگلے رسیون کے سڑاکے پڑ رہے ہین قدم نہین اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور ہو رہا تھا
قیدی بگڑ گیا اسی بنیمین بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنانہاے نیزہ جسم سے صاحبقران کے ملادین
جسم اطہر ہمہ گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد سنان نیزہ سے کیا ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو
اپنی ہی کرین ثابت قدم ملک کو سے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا کر

قریب و زینت شہر کو ملاحظہ فرمارہے ہین عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت و لیاقت
تاجران عالم اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہو تلوارین سپرین
نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اُسنے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے
لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلاکتا ہوا کہ ابھی اِس قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس
سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے مغرور خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت
اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لو گے خوب سمجھ لو اسکے فرزندانِ ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے
قلعۂ آہن حصار مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون
خداوند فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت دربند فرعونیہ کے تمام عالم مین جاہ و جلال
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر مشمش تھا ایک ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا دربند اول سہیلیہ سہیل چرم پوش
نوجوان خوشرو کئی مہینے آپکے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر دربند نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہ ہی
ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہو کہ یہی
شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کرونگا مہر تقابلہ
سیاہ پوش سے لڑائیان اسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی
تھی زبان دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ٹھارہ
من کا گرز کاندھے پر رکھکر میدان مین آتا ہے جسکی نہیب و سطوت سے چرخ چنبری تھراتا ہو اُس ایسے رشک رستم کو بھی
جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن مین جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سرقنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن صبح الزمان
گرد لشکر شکن مالک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خداوند لقا پر عاشق ہوا چار باغ ملک
حرمان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ گنجی سوفسر نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجی کے مالک ہتھمنہ
مین کیے جناب انہفت صف مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین ہاتھ ڈالدیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہے اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی وقار سے نہین ڈرتا ہے
مین جاکر بلطف عرض کرتا ہون وہ لنگر اپنا اُٹھا لینگے مغرور خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرا یا رک گیا مگر خواجہ
خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بخندہ پیشانی فرمایا
ای خواجہ خورشید اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے
جسم حضور کا فگار ہے جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہے وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین
چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہے آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہے

صاحبقران نے فرمایا اے خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفائین
اُٹھائین اس زخمداری کا کیا افسوس ہے یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست اُٹھائے ارا بہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے
کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفار ان
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو قید کرکے قنطور آہن کلاہ لاتا ہے وزرا و امرا و اہالیان شہر
تماشا دیکھین یہ خبر محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہے ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور
آپکے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد نوشیروان قید ہوکر آتا ہے تمام شہر آئینہ بند ہے تمام اہالیان شہر
واسطے تماشے کے جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہے ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہے
کہ نوجوان بڑا زبردست ہے مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہے کہ کونسی دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی
اس جوان کو منسوب ہے ملکہ پروین وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہے داماد ہونیکی یہ دلیل ہے
دختر شہنشاہ ہفت کشور ملکہ مہر نگار سیمین عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرہ حسن و جمال اُنکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان
قید ہوکر جو آیا ہے یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوانمرد قاتل پہلوانان نامی ملکہ دشمن شہنشاہ حسام بن علقمہ خیبری
کہ جسکا نوے ارنج کا قد و قامت تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت نوشیروان
چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے کیا شاہ کا تاج و تخت لاکر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار
کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوئے نوشیروان نے
بڑی بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فخر حسینان جہان ملکہ مہر گوہر تاجدار
تھی اس جوان کے عقد میں آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ملقب بہ ثانی سلیمان حسن و جمال مین یکتا ہے انتہا کی
رستمی یہ ہے کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہے شہرون شہرون بھگاتا پھرتا ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ
اس صاحب حشمت و جاہ کو قید کرکے لایا ہے ملکہ ماہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار
امیر با توقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہے اسمین ملکہ مع پروین وزیرزادی و چند انیسان خلص
ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہے جسوقت یہ ہنگامہ ہوا یعنی صاحبقران زمان نے لنگر بارا بلٹر ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی
بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہے بلٹر ہو رہا ہے ایسا زبردست ہے
ارا بہ نہین بڑھتا ہے ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران
زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ سے فر شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال آسمان لیاقت کا
ماہ کمال پائے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہے دست و بازو قوی تیور پر برہمی

نظم جلال

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ میں
کچھ دل میں ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ میں
دل سے لبوں تک آنے کا بھی حوصلہ نہیں
تارے گنا کیا ہوں میں روز سیاہ میں

کھلتی نہیں ہے آنکھ تری جلوہ گاہ میں
کچھ ٹھنڈی گرم میاں سی جو تھیں میری آہ میں
کہتا ہے نالہ یاس بٹھا دیگی راہ میں
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ میں
وہ بھی تو دیکھتا ہوں انھیں کی نگاہ میں
اللہ رے تیرگی کہ ہے رنگ شب فراق
یوسف کو بھائیوں نے کیا غرق چاہ میں

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے یہ نکلا غزل

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ میں

چمکا ہے صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ میں

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ میں

آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ میں

یوں آہوان دشت کی آنکھوں میں کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ میں

شوخی فریب سحر فسوں لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں

بے یار صبح و شام ہے آنکھوں میں ایک سی
ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں

کیا اُسکے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوئے
آواز تک نہیں ہے غریبوں کی آہ میں

جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں

میں نالے کرتے کرتے قیامت میں رہ گیا
چھینکی وہ لی کسی نے دل دادخواہ میں

اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرد گناہ میں

دیگر

رکتا ہے دم نفاق عجب جسم و جان کے ہیں
کیوں اے فراق دوست یہ جھگڑے کہاں کے ہیں

چھپتے نہیں گواہ یہ سوز نہان کے ہیں
چند اشک گرم ہیں کہ چھالے زبان کے ہیں

اے آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار ہیں
آزار دیتے ہیں جو شریک آسمان کے ہیں

کسطرح نالے کرتے ہیں میں بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہیں

فریاد ہم کریں بھی خدا سے تو کیا کریں
مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہیں

منزل میں لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم تھکائے ہوئے آسمان کے ہیں

اپنا غم فراق نے دونوں کو کر لیا
اب دل جگر ہمارے نہیں میہمان کے ہیں

عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے
نقش زمین ہیں داغ دل آسمان کے ہیں

نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق ہین
حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لیگی ای جلال

مٹ جائے جو صلے جسے نام و نشان کے ہین
انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
رنگ آنسوون کے چال ہین مجھ ناتوان کے ہین
پہلو نئے نئے تمھین یا دامتحان کے ہین
جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز دہشت انگیز زبان پر جاری بدحواس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہے مبہوت عشق ہین دل ہین جوش محبت آنکھون ہین نشہ بادہ عشق کی کیفیت پشیمانی سینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے ارے ارے اٹھائے خون جسم سے بہتا ہوا لگا ہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ ہین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر ہین ناسور پڑ گئے ہائے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیار ہی کہا ہائے ستم غزل

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اس سے پھر گئین یہ بھی
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہے مژگان یار کی الفت
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے بہت آہوے چشم یار سے دل
دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین
جلال شار دن مین کیا کچھ نہین یہ کہ سکتے

کبھی چھری کبھی نیزے کٹار ہین پلکین
یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات دیدیکی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ لیجائے گی کہین پس مرگ
جو دل مین چبھ کے نہ نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ایدل
کہ تیر افگن ضیغم شکار ہین پلکین
رُلا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون نہین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین

سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش ہین
گواہ طول شب انتظار ہین پلکین
بھرا ہی ہر سینون کو لانے ہو مصف مشتاق
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین مضبوط دامن پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی ہوہو دا ہی کہکے دوڑی سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوے آب تم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ ماہ عالم افروز نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ ہم ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا قید صاحبقران کی جا چکی تھی بازار

مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے
کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ
آیا اسیطرح خاموش باغمین اُتری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکے بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا
ستارہ گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے مگر حال
صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی لیے دربار مین شہنشاہ زرین علم
کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوے اندر دربار کے لایا
صاحبقران کی جو نگاہ اُس بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ
قریب شاہنشاہ زرین علم کے ذنگل پر جاکے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعہ
ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصہ سے زخمی ہوکر آئے تھے ہوشنگ دزد نے علاج کیا بروقت میرے
پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین نکلے مین نے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا فوج
ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ ڈالکے قاش زین سے اُکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم
یہ حال سُن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ
دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہے صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی
کو ہماری کسنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہوکر آیا تو کیا خوف ہے تیرے دربار مین کوئی ایسا ہے کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو مردی و مردانگی
سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہے کہ رسّی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا
فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے اقرار
لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بیحیائی نے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی ظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہے تو نے ایسے
مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور گھبرا شرمایا بادشاہ سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے
آپ کے سامنے مکرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدیؒ مصرعہ باطل است آنچہ مدعی گوید ؛ بادشاہ سے یہ کہکر
طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا
آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر نہ سمجھے
تا مر ہے پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیا سلسلہ
جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے

ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت ؛ بہ نعرۂ اولین این قید بشکست ؛ قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر پھٹا چرخ کھا کر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہو گیا تڑپ کر داخل جہنم ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھائی ہوشنگ دزد مع چار سو سرداروں کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران شعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہم شہر آباد اسلام شد

منم آفتاب سپہر کمال
ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

سمندون بہ پیشم فراری شدہ
سلیمان کوہ چک لقب شد بقاف

بارگاہ شاہنشاہ زرین علم مین لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے مثل شیر خشمناک معروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی اے حمزہ مین آ پہونچا دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر فہران فوج کو آواز دے رہا ہے ہان یارو بلوہ کر کے ان جوانون کو گرفتار کر لو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑ لو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہین اپنے کو قریب قنطور پہونچا دین مگر یہ ہیجا ہمراہیان ہوشنگ سے جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم دیا ہے ہزار ہا کفار اندر بارگاہ کے آ گئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پہ قربان تیر سہمے ہوئے ترکشون مین طائر پرند دیدۂ جوہر تیغ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنیے یعنے وہ گرفتار دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنے ملکہ ماہ عالم افروز اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار صاحبقران مضطر و دل ریش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دل مین پیچ و تاب کھاتی ہے زلف مسلسل امیر با توقیر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریائے محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہے حضور کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہمسے تو فرمائیے لونڈی سے نہ شرمائیے ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم دہن بالکل معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے مین وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان نہین کر سکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جا کر بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ ٹٹین دیدے پھوٹین سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون مر گئے

ہوے پڑے ہین بس یہ زبان درازی اُس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بول اُٹھی او حرامزادی بدزبان کسی
شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہے خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین
یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے نرگس آنکھین نکالے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا
شمشانہ بڑھی کہ داری اسکو دار پر چڑھا دون نگوڑی کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منہ پھیر لیا اُسکو تو جواب دیا مگر
پروین سے کہا بوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین
ماشاء اللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انہی بات ہے اُنکا خداے نادیدہ اُنکو بچاے پروین یہ دعا کر کہ اس
غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جاے مگر آبرو مین فرق نہ آے اتنا تو دریافت کر کہ کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی
پروین نے اُس خواص کو بلایا بمحبت پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ
مین ہتکڑیان ہون کس سلسلے سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان
جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سربسر خلاف تھا
بیہوش کرکے لایا بہ مکر پکڑا ہے مغرور خرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا زبردست ہی ہتھکڑیان
کٹین ہاتھ الجھے سے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا الاخانہ بخیر مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اُس پر کوئی دست انداز
نہو سکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہے ہوشنگ وزیر کو بھی چھوڑ لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک
شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین چست و چالاک یقین ہے سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران
عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منہ مین گھی شکر اب ملکہ برسر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا
قیامت برپا ہے ہلکہ صاحبقران بصد شوکت و شان شیرانہ رمہ گوسفندان مین شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

| ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین | نزرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین |
|---|---|

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر مارتا ہے ملکہ گھبرا جاتی ہے الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سپر سر پر لگاتا
ہیکون ہاتھ اُٹھا دیتی ہے کبھی کلیجے پر ہاتھ کبھی منہ پیٹ لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتی ہی اے حمزہ کے خداے نادیدہ اگر تو حق
ہے اپنے بندہ خاص کو بچاے غربت مین مصیبت سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب الوطن
لڑ بھڑ کر نکلجائین اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے للکارا
او قنطور تونے مجھکو دوپہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیر دن سے آنکھ چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا
اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے
مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ
مونس نہ غمگسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز منہ کی کھائیگا اے پروین

اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک خداوند لقا پر لعنت کرونگی
ای بوا پروین تم خفا ہونا میرے اسوقت حواس درست نہین ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے کچھ ہینڈ اپھکا ہو گیا
سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اُسنے یہ مضمون
تحریر کیا عجب تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے اتنے خدا کیونکر ہوے
سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہو کہ خدا وحدہ لاشریک ہو کیون پروین یہ بات عقل سے نزدیک ہے اُسدن سے میرے دل مین
کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہو ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران
زمان غالب آئے انکا دین سچا ہے وحدہ لاشریک یکتا ہے پروین نے کہا واری ہمیں بہ تقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین
آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور تیغہ کھینچے ہوے کف منھ سے جاری قریب
صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اسوقت اُس مقام پر انتہا کا ہنگامہ ہو زور و شور سے تلوار چل رہی ہو ہو فسنگ
نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہو جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا
صاحبقران نے اُسے بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین یہ نگوڑا
مسٹنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مرلوڑے ڈالتا ہو پروین نے کہا حضور دیکھیے تو اُس روبہ خصال کو یہ
شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے لیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے یہ زخمدار ہین مگر با حواس اُسکے چہرے سے
حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے بھڑوا ہانپتا کا نپتا ہے دانت نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری
ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیحیا دغاباز نے سرکشی دکھائی
ٹکر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اُسطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون آنکھین بند کیے جھوم رہا ہے
صاف روشن ہو کہ آنکھو نمین اندھیرا آگیا ہو یہان دربار مین ابر تیغ برس رہا ہے سر مثل اولون کے گر رہے ہین ٹکہ
قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہین تیسرے پیچ پر صاحبقران ریل کے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹا جاتا ہے دونون
مونڈھے پکڑ کے صاحبقران نے ہکہ ارا دونون گھٹنے اُس بیحیا کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران
نے دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر یکے نعرہ زد ببر منزل مصاف ۞ کہ سیمرغ لرزید
درکوہ قاف ۞ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز نے کہا اے وزیر زادی
دیکھ کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھالیا اب تو یقین کامل ہوا خداے نادیدہ برحق ہے پروین نے
کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا اُس ہنگامہ مین کہ
پلک جھپکانا دشوار ہے چہار جانب سے نیزون کی بوچھاڑ ہے مگر بموجب قاعدۂ مذہب گھٹنا اُن کے ادب کے

سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا درشناختن پروردگار چہ میگوئی اس سنگدل نے جواب سخت دیا یہ شیر پھر اسینہ سے
اُٹھا ایک پاؤن قنطورہ کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست سے تھام کر بعد کرو فر جھٹکا مارا قنطورہ کو شل کرپاس کمند
پھیر کر پھینکدیا ملکہ واسطے سجدہ کے جھک پڑی پکار اُٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون بوا پروین
اتبولقا بھڑوے پر لعنت کرو پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطورہ کو مار کر طرف
ہوشنگ نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ زرین علم نکلیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے انجام بہتر ہو
واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہین صاحبقران لڑتے ہوئے
تابہ جلوخانہ پہونچے تھے کہ نیر اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین
جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران
گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہے بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ
آئے دیکھا شہنشاہ زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہے منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے
اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اُسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے ہین
گھوڑا اکڑ کا کڑ کا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار
شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر کہا ای پروین اب شبگوں اس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون
سے بھی غیر حال ہے ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال بیقرار و اشکبار برج قصر سے
نکلی نیچے ہاتھ مین نکلتے ہی سُنا ہر کو د برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہے کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہے
ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی
کوئی فرزند کا نام لیتا ہے صدائے نالہ آتی ہے ہائے کو کھ اُجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا
میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ اُنکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تابہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات سخت سرداران فوج کو کہے
غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا دغا بیمیا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا
امیر بھی یا تنہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر
سنبھلا نہین جاتا رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار رجب کوچے مین صاحبقران آئے

کوئی اِس رسم وراہ سے آگاہ ہنوا کسنے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پُرملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہے غشِ طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اُترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ ہی یہان سرداروں نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پٹیا سمن برنے یہ سب حال پُرملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ رونیلگی کہا لوا پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمسے صدمۂ ہجر نہ اُٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑائینگے ملکہ اُسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال یہ تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست
سخن لطف ہم جفا آمیز

طرز عبرت فزا درست درست
طعنہ حرفِ نصیحت آلودہ

راے سالم بلا بلا انگیز
طرز تفہیم وحشت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہے کہ اشعار

بھسا نادان عشق کیا جانے
مجھ سی نازک پہ شدتین کیسی
خار غم تیر سینہ کاوی مین
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش
زخم نو ہمنشین داغ کہن
جھڑے پھولون کے بدلے منھ سے شرار
حُوت ہم داغ ماہی بے آب
چاک دل کشتِ زعفران دیدہ

شوق زلف سیہ بلا جانے
محشر آباد یاس و حرمان دل
مژہ سرگرم خون ترادی مین
جان مصیبت کش خمارہ مدام
دیدۂ نم دُکان شیشہ فروش
نفس گرم و شعلہ افشانی
رشک گلزار آہ آتش بار
بیخودی مین نہ بات کا سر پانون
رُخِ گلگون گلِ خزان دیدہ

تپشِ دل کی حدتین کیسی
خانہ زادِ جنون پنہان دل
شوق نظارہ سے نگہ جیتاب
خواب و خور صورتِ شراب حرام
دل تنگِ ہجوم درد و محن
سوز تقریر دوزخ ثانی
شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
اُڑ گئے ہوش رکھ کے سر پہ پانون
بیتاب و بیقرار دل کو تڑپین کلیجے مین

پھر دکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوزِ تپشِ عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرۂ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق دیدار دلکو جستجوے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی

وہ فن عشق کے استاد ہین اُنکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

| | |
|---|---|
| جان کو ورد یہ فسانہ ہے | جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہے |
| ہوگئے آہ مبتلاے فراق | پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق |

اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ ہو گئی قصد تھا کہ داخل باغ ہون
بحث نارسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار
باغ ایک گھوڑا کھڑا ہے مگر زین ڈھلکا ہوا ہو شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہے ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا
تھوتھنی خون سے لال ہو خون سے رنگین یال ہو ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار
باغ بیہوش پڑا ہے مگر قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہے مگر کسی نے مار ڈالا ہو کوئی کنیز ڈر کے
قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہو جب ملکہ بڑھتی ہو کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مرنے کے قریب
نہ جائیے ملکہ نے کہا او نا الاقو نفس کی صدا بلند ہے مردہ یا زندہ کیسکو کہا جائیگا پروین نے کہا واری روشنی
منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہے ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل
اُسکا راضی ہو اسی وجہ سے اُس مسافر کی جان بچے زندان رنج و مصیبت سے چھوٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا
جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہے زیر سایہ دیوار باغ پناہ لی ہو رحم کا مقام ہو نہین معلوم کون گمنام ہے
ان باتون کو سُنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابرو خوار سے
خود زخمی ہوئی ہو اُسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جھوٹھ نہ بلوائے یہ تو وہی
داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار ہے کسیقدر زخمدار ہو یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا
کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے
دوپٹے سے پاک کرنے لگی اسکو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اُٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ صاحبقران
کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹا یا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق
ہے ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیے مگر روتی جاتی ہو سب زخمون مین میر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین
تا نگاہ ستم زخمدار ماہ تابان شفاخانہ شفق مغرب مین براے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش
پشت شہب فلک پر سوار ہو کر وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہو اشعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

| | |
|---|---|
| صبح کہ قندیل زر آفتاب | شعلہ زد از گنبد نیلی قباب |
| یافت زانو از فلک انقلاب | مہرۂ نہرا از دل صندوق چرخ |
| جوہری چرخ جواہر فروش | کرد عیان دانہ دُر خوش آب |

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رو مال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہو گلچینی گلشن جمال مین مصروف
ہو کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار

سمن بو خوشبو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہند و شعر بہر خندہ کز لب بر انگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛
دیگر زلف معنبر برمہ رویت تیرہ شب است و داوی موسا ؛ جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا
ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے زنگارنگ سے معمور چمن ہائے طولانی ہر نخل
لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو نہر قمریان
مصروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کو کو صاحبقران نے حیران حیران باغ اور جمال اُس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا
شکر پروردگار عالم شعر للّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ؛ باز آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید ؛ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا
اسکی رحیمی و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بقصور سراپا نور رب غفور برائے خدمتگاری مرحمت
فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو ... م حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہر یار یہ
مزاج کیسا ہے شربت انار بن حاضر ہے نوش فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر بندھی دیکھی متعجب ہوئے
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پروین نے کہا کہ اے شہر یار آپ جنگ مین زخمی ہو کر زیر دیوار
ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا قصد ہے کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے
اسواسطے یہ اہتمام ہو صاحبقران اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جبکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت
فرمائین تو ہم پئین اگر زخمی کو اُٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا لو صاحب پیو صلاح نشد ملا شد
ہم غریب الوطن جانکر اُٹھا لائے زخم دوزی کی اُسپر یہ نخرہ ہے امیر نے ہاتھ تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی و اے رنگ و بوئے
گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمہارے سر خم ہے مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہے تمہارا مذہب کیا ہے پروین قہقہہ
مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا
صاحب جبتک اسکی شرح نہوگی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہے خاص مقدمہ مذہب مین کلام ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا
صاحب کوئی ناز اُٹھاتا ہے کسی سے لڑنا پڑیگا فرمائیے تو کیا کرنا چاہیئے مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہے صاحبقران نے
کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل سے وحدانیت کا اعتقاد کر و دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پروردگار کے
بھیجے ہوئے برحق ہین لقا پرست و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب
حق کا اعتقاد رہے ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہے مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین
تُتلا تُتلا کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ ادا کیے پروین وزیرزادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی
اب صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران کے بیٹھی
دلنواز گائن سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کر دے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی
روتا ہے کہیں درد کی آواز سے کوئی

کہتی ہے شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا — غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے ای موت شب ہجر — معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن تھے — زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمین ہے اُس سے نہولی آنکھ بھی محرم — یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بیخبر عشق — انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو — روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے — ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور — پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کاٹا ہے پرون کو مرے صیاد نے کیونکر — پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہے جو قاتل سے کرے خونکا دعوی — کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر شوق — تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہے دماغ تر خیال خیر وشر دور رقاب عاشق ومعشوق مسرور ساری رات فرحت وانبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی وکافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اُداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق ومعشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی آنکھون مین جاگنے کا خمار متوالی دیک ماہ رخسار

## دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندہ شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل فسر حیران وپریشان کوئی عرض کرتا ہے میرا باز و ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہے آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہے کہ یارو نہ گھبراو یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا اشرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اُسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر چلین گے نام اور سن سب کے لکھو لو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سرداردن کو تسکین ہوئی عرض کی حضور قیدیان بلاکو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوندگی چلین زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشنگ دزد حیلہ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہے شاید مجبور ہوکر خداوند لقا کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خدا دعویدار قدرت کو دل سے اسکی سرکشی پسند ہے داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے دس جوان پشت پر

پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر مدار شاہنشاہ زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے
پکار کر شعار اہل اسلام کیا دس جوانون کے نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین
ہین شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغۂ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ غرب کیا ہوا داروغہ نے عرض کی دس جوان
مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی
نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرأت لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا
اُس درندے پر یہ روباہ خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہوکر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ نکل گیا اُنھون نے
عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا شب بھر در وا نہین کھلا اسوقت تک
وہی بندوبست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے
وزرا سے صلاح کی کیون یارو تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سبنے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین
یہ ہی کہ یا تو اس شہر مین انکا کوئی دوست تھا وہان جاکر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہر کارون کو حکم ہوا تلاش کرین
نگران سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی وزیر نے دست بستہ عرض کی حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب
وقت نہین ہی آج دنکو اشتہار دیجیے کل بوقت سحر بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے
والون کو عبرت دوستون کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا
نمونۂ قدرت خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد؛ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو لیجاؤ
ڈھنڈورا پیٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کردے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہوکر غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین
جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اُسکو گرفتار کر کے لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام
شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ و زد کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
صاحبقران زمان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے جلوہ فرما ہین دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجھکو جانے دو مین دربار مین
تمھارے باپکے جاؤن بیحیا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار
ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین
مبتلا ہین یہ کہکر شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قید ہے یا کہین
نکل گیا لفظاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہے ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیس جلیس سامنے حاضر ہین قریب ہے کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش

عیش

طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھرتھر کانپتی ہوئی بدحواسی میں ہانپتی ہوئی آ کے منہ کے بھل گری ملکہ نے کہا خیر تو ہے عرض کی
دواری کل شبکو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے
دربار میں بلایا حضور کو نپایا ہرکارے کو برزن میں پھر رہے ہیں ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہے ہوشنگ کے واسطے
قتل کا حکم ہوا ہے صبح کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطورہ گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہے دنگل پر بیٹھا جاگ رہا ہے حکم ہے ہر طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھوں سے دیکھکر آئی
سارے شہر میں ہنگامہ ہے اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہیں یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی صاحبقران نے قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہے کہ جو میری زندگی میں میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی
ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی کہا کیوں شہریار کیا قصد ہے امیر نے فرمایا اب جا کر میں دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہے اپنے بھائی قنطورہ سے زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت
آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہے پچاس فسر اُسکے ہمراہ ہیں آپ خمار یکہ و تنہا وہاں نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنوں
پر کوئی افتاد پڑی ہیں بیدست و پا کیا کرونگی کنج باغ میں تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کنیز گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہیں
ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آ جائے یہاں سے نکل جائیے
فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے میں تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان نے کہا ملکہ تم اس مقدمے میں نہ دخل دو ورنہ ہماری تمہاری
محبت نہ نبھے گی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط میں بیٹھے رہیں مردان عالم کیا کہیں گے
صحبت صاحبان سپر و شمشیر میں بیٹھنے کے لائق نہ رہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اُٹھے غصے میں جو امیر نے یہ کلمات فرمائے
ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دو شالے کا جھرمٹ مارا تیغۂ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر
پروین سے کہا کیوں بوا یہ بڑے طوطا چشم ہیں اسوقت تیور ہی اور ہیں جام صہبائے بیوفائی کے دور میں ہائے پروین
آنکھوں کو دیکھکر میں ڈر گئی دونوں ابروے خمدار غصہ میں ہل رہے ہیں گویا دو تلواریں چل رہی ہیں گیسوؤں کو غصہ
میں پیچ و تاب ہے کہ ناگنیاں اچھل رہی ہیں جبین پُر شکن موجۂ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبرین آئینۂ رخسار پر بار سیاہ کی لہر ہے غزل جلال

دیکھیں آئینے میں وہ اپنی ذرا چین جبیں
کبھی اُنپہ پڑے تو آئینہ ہو آئیں جبیں

مانگ ہے آرۂ کش دل نہیں سر پر اُنکے
تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہیں بالائے جبیں

خوف اسکا ہے کہیں صبح نکر دے شبِ وصل
خندہ زن ہو کے تمہاری گُلِ نسرین جبیں

چاند کو دبدبہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہے
رو کش عرش ہے اللہ ری تمکین جبیں

چہرۂ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر
مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبیں

خانہ زادوں میں تری چشم کے ہیں خشم و غضب
ہے اگر چین جبیں بندۂ دیرین جبیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| مشورہ کرتی ہو کیا جانے مرے قتل مین کیا<br>عرش مین جھولتی ہے یار کی تلوار ہلال | | شکنِ ابروے پُر خم سے تری چین جبین<br>اُس ستمگار کے ابرو نہین پا ٔین جبین | |

رعب وہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پرسوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال قلب بہجوم غم وملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف مشکگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا دامن تھا ما عرض کی اے شہریار ہمسے صدمہ فراق نہ اُٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری مشکل آسان کیجیے اگر آپکے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ زخم وقت ہین شاید لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نہ رہیگی باپ کو ضرور پہونچ گی یہی کنیزین جاکر سب حال کہین گی یہ شفقتلین خاموش نہ رہینگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کرینگا نہیں معلوم کیا ذلت ورسوائی ہو ایک اور راز کی بات ہے وہ آپسے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت کی تصویر کسی نا جسنے یاقوت شاہ جبریل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت پسند کی فرمان بنام والدنا مدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کرکے روانہ کرو یہان بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر چکا ہے سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا بیحیا سنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے ملکہ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہے کوئی خدانخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا وقدر مین کسکا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور ونا چار ہے اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہے قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار وفرزندان عالیوقار تمکو باعزاز واکرام بجائے بلکہ پروہائے چشم مین جگہہ دینگے اوریا بحول وقوت الٰہی جو میری نیت مین ہے یعنی جاکر مہجور آہن کلاہ کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرہ بے نظیر کو دیکھا اسقدر روئی کہ دامن وگریبان تر کردیا شدت گریہ مین منھ سے نکل گیا شعر گئے تم اُدھر اور موئے ہم یقین ہے کوئی دم جیسے تو ہم ویسے ہین وہ دن اور وہ وقت اے شہریار خدا نہ دکھلائے کہ بد دن آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپکے محلات معلّات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بھن پیری کہیگا صاحبقران نے آنسوؤن سے ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے دل کو صدمہ ہوتا ہے تمھارے خیال سے جنگ وجدل مین فرق آئیگا عین وقت پر دل گھبرائیگا ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ وتنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل مین رہبری کرتے ہوئے چلے شب تیرہ وتار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے بحسرت

دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے مُردنی چہرے پر ہاتھ
پانون بحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اُٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ کہتی ہوئی کہ ہاے اس ماہ فلک حسن کو
تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا
بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی ہون گے
گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا صاحبو براے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
اُنکے دشمنون پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جادون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اُٹھی واری مین جاتی
ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھرونگی نہال کردونگی غنچہ دہن
مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی موے مشکین پریشان کیے طرف آسمانکے
ہاتھ اُٹھاے پکاری اے آسمان کے خداے نادیدہ میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے
تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے
کہا واری مجھکو ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجاے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی پڑیا بی ٹپک کی سیپارہ پیر پلٹو کو جوتیان یہ سب
ٹوٹکے آزماے ہوے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے
مین اپنے وارث کو اُسی سے لونگی رتجگہ کرونگی یہان باغ مین یہ حال ہے ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے
مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلاے شب
تا بہ کمر پہونچی ہے ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مہجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شرابخواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع دس جوانون کے
قید ہے مہجور مغرور شراب پیتا ہے دُرد قیدیون پر پھینکتا ہے زبان تشنیع کھول رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ
اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے
قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمہ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زغنہ نکلگیا
میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصہ مین اُٹھا یہ
کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پر ملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے
جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغہ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران عالیشان

| امیر عرب ضیغم روزگار<br>یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام | | بحکم خدا بستہ شمشیر چار<br>بن کافران از جہان پاک کرد | | یکے تیغ صمصام و قمقام نام<br>سر سرکشان جملہ درخاک کرد |
|---|---|---|---|---|

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوے قریب آگئے پلٹ پڑا
ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا
آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا اِدھر سے صاحبقران شیرانہ اُدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ
بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو
قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے اُٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشہ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا وے مارا
چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اُٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقونکو
چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا اُو بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اُس نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھا وار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی
سر پر اُس خود سر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اُس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو جھک کی
پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبہ سر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا دس پانچ
جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ خبردار انمین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ
وقت شب ہے ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اتنو سمجھا یہان ہوشنگ نے گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک جانے پایا
رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوے ہوشنگ
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر نکے اس شہر نامردان مین کہان سے پھرے
فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہوجائیگا مین نے تمھاری خبر قتل سنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان
دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہائے ہوے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز
مصروف دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہے کہین صاحبقران
کیا دیکھا ہاے افسوس وہ کیلیے وہان نامردون کے ریلے خدا اُنکو بچاکے لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی
کہا وارثی کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین
ملکہ دوڑی افتان و خیزان در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس جوان میر کی
کُہنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ملکہ نے بنگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی دوپٹے سے خون
زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین میر
نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے پروردگار کی مہجور کا معشوقۂ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی
واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر معقول ہمارے رفیقون کے واسطے خالی کرادو تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری
اے بوا پروین تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کر دو فرش و فروش سے آراستہ

ہو شراب کباب بھی پہونچا وُہ بھی تمہارے مہمان ہین تم سب صاحبون کے ہم احسان مند ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل
شریک حال کیا قصر آراستہ ہین پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہم سب
تمہارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف لائے ملکہ نے اشارہ کیا
صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دستون جوانون کے بٹھایا کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے
دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہجبین وزیرزادی ملکہ پروین
پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ
و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہے
پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین
ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا ہو شہریار
ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین
ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہجبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام مے
ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ
تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رُفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر بادرفتار عیار شاہنشاہ
کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہے پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہے
بادرفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہے جس سے دریافت کرون مر مٹے کیا جواب دینگے آخر اُلٹا سامنے شاہنشا
کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو
قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے
سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا درزندان پر آیا دیکھا حقیقت مین
جو بادرفتار نے کہا وہی صورت ہے سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام
کر گیا بادرفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کُل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا اے بادرفتار
ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے بادرفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہے تمام شہر کو چھان ڈالون گا
حضور بارگاہ مین چلیں بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا بادرفتار بانہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر براے تلاش نکلا استادان سخن نے تحریر کیا ہے کہ تین دن کے عرصہ مین بادرفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک
مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے دن قریب شام تھکا ماندہ سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شاہنشاہ کہین گنہگارون کا
پتا نہین ملتا غلام ناچار ہے بادشاہ غصے مین تھرا گیا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت ہے کل صبح کو تیرے

واسطے سحر قیامت ہی تیرا ہی قول ہے کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہے پھر یہ بے ادبی کسکا کام ہی بادر فتار کے ہوش اُڑ گئے
سمجھا کہ ہوا بگڑی کا پتا ٹھرا تا اُٹھا رہا ہوا باہر آیا شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے بادر فتار نے کہا بھائیو کیا کہون
بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتین گدھے کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چونا لگا گیا غصے مین ہمیں
فرماتے ہین کل صبح تجھکو قتل کرینگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن صرف باغ مین دختر شاہ
ماہ عالم افروز کے نہین جا نیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو بادر فتار نے کہا ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و عفت ہے اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر
مائل ہین اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہ سکتے ہین شاید کوئی کنیز یا
وزیرزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جائیے دیکھ کے چلے آئیے بادر فتار نے کہا ہماری قضا ہی
آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر بادر فتار افتان و خیزان
حیران و پریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا
بند رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی
اندر سے گانے کی آواز آتی ہے سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر
آکر کمند ماری جست کر کے برسر دیوار آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہائے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے
چنے ہوئے مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ایک سمت
ہوشنگ نوجوان اُسکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان دس جوان شیر صولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص
انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے فلک کج رفتار رشک سے جل رہا ہے مہجور آہن کلاہ کا حال
صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین اے ملکہ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہیں معلوم لشکر کا کیا حال ہے
ہر وقت یہی خیال ہے لقا ایسا دشمن موجود ہے ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین فسونگری کے
کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد متمکن ہونگے کل بوقت سحر بعنایات رب اکبر دربار مین تمھارے باپ کے جاؤنگا
اگر مسلمان ہوا تو خیر اور نہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہے کہ اے شہریار
برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجئے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہے طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون
اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چند
کس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لئے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلے ایک ہاتھ
لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر بادر فتار
نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون تیغ کھینچکر جا پڑون پھر خیال آیا کہ یہ جوان قاتل فنطور آہن کلاہ ہو

مہجور کو قید خانے پر جاکر بار بجاس جوانون کو اکیلے نے للکارا ہین کیا کرسکونگا یہ سوچکر دیوار سے اُترآیا دل سے کہتا ہوا کہ
بادشاہ سے جاکر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ نوجوان خود قصد کر رہا ہے کہ دربار شاہنشاہی مین جاؤن اُسکی تدبیر ت
ظاہر ہے جو کہتا ہے وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارہ سحری چمک چکا ہے باغبان نیر اعظم گلچینی کیلئے
ثوابت وسیارگان کے گلدستہ شعاع ہاتھ مین لیے بعد فرحت وانبساط نظارہ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ
زرین علم چہرہ مرجھایا ہوا فکر وتردد مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ بادرفتار عیار خاموش کھڑا ہے بادشاہ نے
کہا کہو مہتر صاحب کچھ باغی کا پتا ملا مہتر بادرفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ہان باغی باغ مین ہے گلچینی جمال گلعذار ان
کی کر رہا ہے بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا ایسا باغ گلچینی کسے کہتے ہین گلعذار کیا چیز ہے بادشاہون کے سامنے بے ادبی
کی باتین کرتا ہے بڑا بدتمیز ہے بڑا شاعر ہے استعارے سے بھی ماہر ہے بادرفتار نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف
صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے
مین ہنگامہ برپا ہونا چاہتا ہے وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منکر ہین ورنہ اب تک
آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین بیٹھی ہین یار سے نخرے کر رہی ہین کہ مجھا اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ
وہ شیر کہتا ہے ہم بیٹھے ہین آئے بدون شکار واپس نہونگے یہ روباہ خصال کیا کرسکین گے اگر وہ جوان دلیر تاب جنگ
کو جرأت نہ تھا تو شاہزادی صاحبہ اُسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ مہملات صاف صاف منہ بنا کر جو بادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا غصہ مین کانپا تلوار کھینچ کر کہا او بادرخطا
مجمع عام مین ہماری بیٹی کا نام لیتا ہے وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار
سامنے سے روبفرار ہوا بادشاہ اُسی قہر وغضب مین پشت مرکب پر سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر
جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پر کھینچونگا یہ کہکر جوش جرأت مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار وسوار وپیدل چلے مگر
ملکہ صحن باغ سے اُٹھکر ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوئے جاتی ہے کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی واری غضب ہوا
در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا مہتر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہے
ملکہ تو گھبرا گئی مگر صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا مگر خیر وہ ہمارا بزرگ ہے ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ
پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو ہتھیار لگاؤ ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہے امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع
فوج آتا ہے ناموس مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرماکر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین امیر نے
قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہوئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہولیا
امیر باتوقیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھ کے مقابلہ کرینگے تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر ہم پر
کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ کنیزین بدحواس جاتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصدیر

خاموش در باغ پر بنگلہ ہے اُسمین آکر ٹھہری دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ مسلح ہو کر مع اپنے سردارون کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو ہینے کہا ہے وہ کرو در باغ پر ٹھہرو ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت ہین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسکی جو میری زندگی ہین باغ کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا ملکہ عالم سے ہمین اچھی طرح اطمینان ہے وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ و حشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ فوراً جان دے دینگی فرماتی تھین کہ بھیا کیا ہین خدانخواستہ گرفتار ہو کر جاؤنگی قید مصیبت کی اُٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زرین علم کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والون نے عرض کی عیار تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کرین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہے اول تو سراسر خلاف معلوم ہوتا ہے اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ کے کوئی دس ہاتھ پانون ہین اُس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے طرح دی تھی وہ باغی آپ سے کیا لڑ سکتا ہے بادشاہ کو یہ راے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار نے آکر دیکھا صاحبقران زمان تنہا سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار مین فوج کے کھڑے ہین دروازے پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہے سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض کی اے شاہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار مین باغ سے باہر کھڑا ہے بھاگنا کیسا یہ حال سنکر سردارون کے ہوش اُڑ گئے بادشاہ نے کہا بدون قتل اُس سرکش کے واپس نہونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا گرد بلند ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف لقائے بیحیا مرقوم ہے صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرلو ہر طرف یہی دھوم ہے بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کرکے دریاے فوج مین نہنگانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے ہوشیار رہے ہے جلالت آشکار غول مین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہے چشم زدن مین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہے کہ اے شہریار ماشاءاللہ کیا جرأت ہے اس جنگ کے نثار لڑائی مین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہے صاحبقران فرماتے ہین اے برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوے قریب شاہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حقیر کے قتل کرنے مین کیون کد ہوئی کیا نان و نفقہ نہین پہونچا اگر داماد کو قتل کیجیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھایئے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون کے نہین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہے بیٹی دیکر داماد کو مارے ٭ کوئی خطا تو ثابت کیجیے اپنے داماد کا خون نہ سر پر لیجیے شاہنشاہ زرین علم غصے مین کانپا کہا حمزہ کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی بیٹی کہاں کا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھو صاحبقران

نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہیں بزرگ پر نہ ہاتھ اُٹھائینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جائینگے اُسوقت سمجھا جائیگا
غصہ میں شاہنشاہ زرین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر خیال ہے کہ
اسکو زندہ گرفتار کروں بڑھ بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر کیا قاش زین سے
اُٹھالیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہو پکارا اُٹھا
اے شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا شاہنشاہ قدموں سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا
شاہنشاہ زرین علم بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے
نوبت ونقارے بجا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا وزیر اعظم سے اشارہ کیا اُسنے ترنج خوشبو
سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے
ہاتھ دھلانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور ہو امیر نے سر جھکالیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونے لگی
شہر کو آئینہ بند کرایا مہمان خانے آراستہ ہوئے منزلوں شہرے ہوئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ
زرین علم کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہے میر دربار میں جلوہ فرما ہیں اسباب عیش ونشاط مہیا
ساقی بیچے حاضر ہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان بن عمرو اپنا نام بتاتا ہے
امیدوار باریابی ہے نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہوگئے لشکر ظفر اثر کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان
خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعائے ترقی عمر ودولت بجالایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان
حال لشکر ظفر اثر وفرزندان نامور وخیریت بادشاہ جمجاہ جلد بیان کر و عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا
جب حضور زخمی ہوکر نکل آئے بادشاہ دجلہ سردار گھبرائے ہیں برائے تلاش سرکار دولتمدار نکلا قلعہ ہوشنگ پر
پتا ملا شکر ہے غلام نے حضور کو بخیر وعافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رائے عالی پر بخوبی روشن ہو مقابلہ میں
لقا ایسا دشمن ہے عدم موجودگی حضور میں نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے
ضرور آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اُسی شبکو ساتھ ملکہ کے عقد کیا
گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ پروین وزیر زادی کے کی بوقت سحر دربار میں شاہنشاہ
کے تشریف لائے فرمایا اب ہمکو رخصت کیجیے حالات لشکر آپنے سُنے دشمن بزرگ سے مقابلہ ہے اب عرصہ ہونا بہت
ناگوار ہے بہت جلد اپنے لشکر میں پہونچ جاؤں دو منزلہ سہ منزلہ کرکے جاؤں عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات
دامن دولت نہ چھوٹے گا ہوشنگ نے بھی یہی عرض کی قلعہ آہن حصار وقلعہ ہوشنگ پر ناظم مقرر کئے گئے دستک
بنام سعد بن قباد جاری ہوا صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری

صاحبقران محل مین تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیئے فرمایا اے ملکہ عالم انشاء اللہ جنگ طلسم ہوشربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بجز صبر کیا صاحبقران آنکھون مین آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع پچاس ہزار فوج جرار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے جاتے ہین دیکھیے کسوقت اپنے لشکر ظفر اثر مین پہونچین بہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص قمر اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوشربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہے کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظۂ ناظرین والا تمکین و شائقین خوش آئین گذرے ان داستانہاے رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عیب کو اس ہیچمدان کے چھپائین اشعار التماس مصنف قمر

| | | |
|---|---|---|
| دل مضطرب اب نہین مطمئن | خطا کار ہون مین سیہ کار ہون | بدام جہالت گرفتار ہون |
| ولیکن ہے روشن کہ ہون بے ہنر | کہ آلودہ ہون سہو مین رات دن | تخلص اس عاصی کا گو ہے قمر |
| چھپائین کوئی عیب دیکھین اگر | نظر غور سے جب کرین نکتہ بین | یقین ہے کہین آفرین آفرین |
| بگیرم ز عشاق صبر و شکیب | قمر پر کرین مہر کی سب نظر | نویسم دگر قصۂ دلفریب |

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین ایک جانب چلا ہے کہ کسی مقام پر جاکر جان دون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ دون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو منفعل ہو کر بتلاش اسد نامدار چلے ہین صحراے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون بیچارے آفت کے مارے الگ روانہ ہوئے زمین طیمور سحر طراز براے مدد لقا گیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامہ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہے ساحر آئیگا اسکا مام وقت پر لکھا جائیگا اور افراسیاب جادو باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف کوہ بلور کے جاتا ہے یہ حال بھی دائرہ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار و اشکبار ہین ملکہ حیرت جادو مصور و صورت نگار عقب مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین ان سبکے حالات انشاء اللہ بجلد تر نوبت آگئی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا مین بہ تصریح و تشریح گذارش خدمت والا ہون گے

## قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ طبع عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پروردگار مصاحب خوان شہسوار دوش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین روشن کن بیاض سحر متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

| | | |
|---|---|---|
| لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز | مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار | کیونکر نہ ہو کھلے غنچہ خاطر شگفتہ ہو |
| بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار | لڑیان ہین موتیون کی عبارت کا سلسلہ | کیا موج زن ہے طبع کا دریاے بیکنار |
| مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے | باغ طلسم ہوشربا کیا ہے لالہ زار | ہو وجد بلبلون کو سنین گر یہ داستان |

ہو طوطیانِ باغ فصاحت کو انتشار
شاخون پہ طائران خوش الحان کرین جو کوک
سن سنکے جھومنے لگین اشجار بار دار

تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہے قمر
لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

## قطعۂ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول ثقلین میر شوکت حسین صاحب فضل و ہنر متخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعۂ آخر

نگاہِ غور سے دیکھا جو یک بیک مین نے
نظر پڑی مجھے ہر اک طرف قمر کی ضیا
کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہے بپا
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین
شگفتہ غنچۂ خاطر ہوئے شایقینون کا
نگہ سے دیکھے باغ طلسم کی جو فضا
مثال بلبل شیدا ہے مدح خوان دنیا
سحر نے لکھکے یہ تاریخ کی جو گل چینی
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی دفعتہ
وہ بندوبست مضامین نو بعد زیبا
ہر خار باغیون کے دل کو رشک سے ہر دم
حروف ہوگئے منقوط شکل گل پیدا

ندا فلک سے یہ ہاتف کی دمبدم آئی
کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوش ربا ۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام
بطرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقیب
وہ بیبدل ہین یہ منشی کہ دھوم ہے انکی
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہے تحریر
یہ رنگ ڈھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہے نصیب
عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہے
وہ کون ہے جو نہین جانتا بعید و قریب
ندا فلک نے یہ دی بہر سال سن اے سحر
طلسم ہوش ربا کی جو داستان ہے عجیب ۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخ جناب فلک اساس میر ذاکر حسین صاحب متخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہے ہوش ربا طلسم جو ایک
شہرا جس کا کہ جا بجا ہے
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد
مضمون ہے یا چمن کھلا ہے
کی صرف قمر نے وہ لیاقت
ہر اک کی زبان پہ مرحبا ہے
شستہ ایسی لکھی عبارت
دریا گویا کہ بہ رہا ہے
منظور ہے یاس سن جو اسکا
لکھ طبع قمر کی کیا ضیا ہے ۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخ ایضاً

ناظم و نثار ہے ایسا قمر
داستان گوئی مین ہے جسکا جواب
ہے ہر اک جملہ بیان کا بے نظیر
اسکے معنے اور بھی ہین انتخاب
پانچوین یہ جلد ہے یا ہے طلسم
ہوش ہے جسکے سننے سے جائین شتاب

داستان گو کتنے ہی بنجاب ٹینگے سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب

پاس نے لکھا یہ اسکا سال طبع واہ یہ بےمثل و نادر ہے کتاب

**قطعۂ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی**

نام اسکا ہے بجا ہوشں رُبا ہوش ہوتے ہین جسے دیکھکے گم

طبع کا سال ہے کیا خوب جلال دفتر ہوش رُبا ہے پنجم ۱۳۰۸ھ

**قطعۂ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب ضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب امید مرحوم و مغفور لکھنوی**

ثنا یہ انکی ہے جو خود بھی دریکتا ہے مثال بحر طبیعت کو میری کیون نہو جوش

انھین کا نام ہے احمد حسین بھی مشہور انھین کی نظم سے آتا ہے غافلونکو بھی ہوش

بنا دیا ہے تحیر نے آئینہ سبکو لکھی وہ نثر کہ ہین اہل نظم بھی خاموش

قمر کلام مین تیرے ہے تازگی کیسی اُڑے ہین رنگ کہ صورت چمن مین پہولونکے گوش

غرض یہ دیکھکے حسن عبارت دلکش متین فکر مین تاریخ کے ہے جو خموش

ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے بے سر حل کہ جلد ہوش ربا ہے رُبائے عقل و ہوش

**قطعاتِ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بےنظیر خوش تقریر سعید کونین جناب میرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش**

منشی احمد حسین صاحب فکر قمر آسمان تحمید و علا

زود تر داستان مرتب کرد کہ صحیح ہست و نادر و زیبا

چو بخدمت نیاز دارد ہوش بہر تاریخ طبع شد ایما

بہ سر آرزو نوشتم سال بحر حیرت فزاست ہوش ربا ۱۳۰۸ھ

**قطعۂ تاریخ ایضاً**

اتبو د کھلا رہا ہے نام خدا طرفہ حالت طلسم ہوش رُبا

سال تاریخ طبع لکھوا ہی ہوش جلد حیرت طلسم ہوش رُبا ۱۳۰۸ھ

**قطعۂ تاریخ ایضاً**

حبذا تحفۂ نثر قمر روشن طبع ارمغانیست برائے عقلائے عالم

ہوش این مصرعۂ تاریخ نوشت از پے تذ طبع این قصہ شد ہوش ربائے عالم ۱۳۰۸ھ

## قطعہ تاریخ ایضاً

قمر نام خدا وہ داستان گو ہین زمانے مین
کہ جنکی طبع مین دریائے جیحونکی روانی ہے
لکھی اے ہوش یہ تاریخ انکی نثر کی مین نے
عجب یہ داستان اُردو تحریر کی نشانی ہے

اصحاب نگین طبع کی رائے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخون کی بوچھار صرف دلچسپی کی نظر سے ہے ورنہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز دہلی دور اور اسیقدر حجم اُس دوسرے حصے کا بھی ہے بلکہ جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ بعجلت نذر ناظرین ہوا ہے چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ قدردین منشی محمد حسین صاحب جاہ نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہے اور تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب الانام بہ تعرف تمام واقف و ماہر ہین بلکہ ہر شہر و دیار مین بفضل معبود نیاز مند کے بہت شاگرد موجود ہین پس بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک بآسانی ہوئی مالک مطبع قدر شناس جناب فیض مآب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور حقیر کیقدر بڑھائی اور اس کتاب داستان امیر حمزہ کی چار جلدون مذکورہ کے بعد باقی ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہے پورا ترجمہ و تکملہ کرنیکی خدمت مجھ خادم کے سپرد فرمائی اس نیازمند نے بعنایت رب اکبر بہت خوب و دلچسپ عبارات مین پوری انشا پردازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اسطرف ٹکٹکی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد پنجم کا پورا ترجمہ ہوا و کبتک چھپکر نصیب ہو لہذا یہ رائے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد پنجم کے دو حصہ کر دیے جاوین کہ جب تک دوسرا حصہ تیار ہو ناظرین پہلے حصے سے دل بہلائین اور اب بفضلہ تعالیٰ کل جلدین باحسن انتظام مرتب ہو کر مدت سے نذر ناظرین ہو رہی ہین اور بکمال قدردانی حضرات شائقین سے یہ جلدین مکرر طبع ہو گئین

## فہرست داستانہاے جلد پنجم حصۂ دوم

**شعر**

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا می آید
ہدہد خوشخبر از شہر سبا می آید

### اشعار مصنف قمر

ہے شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتونکی نہین خاک کو بھی چین

تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
ادنے نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلائے جام مے خوشگوار کا
اس آئینہ مین زنگ ہے میرے غبار کا
دلکی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر

حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوش ربا کا آغاز کیا گیا ہے جسکا خلاصہ مضمون درج ذیل ہے یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسد بن کرب باغ سیماب سے آوارہ ہوئے پہونچنا شہر واودیہ مین دعشق ملکہ لالان خون تعباد دختر خداوند داود سے و عیاری خواجہ عمرو یعنے خداوند مذکور کی صورت بنکر لوح لینا افراسیاب جادو سے عیاری کرنا ملکہ صورت نگار

زوجہ مصور نبیرہ سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرنا خواجہ عمرو کا ان و شوہر کو پھر آنا افراسیاب جادو
کا اور مقابلہ افراسیاب کوکب عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن لینا لوح کا بشکل ملکہ مہ جبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ
اسد وغیرہ کو سحر ملکہ بران و عیاری خواجہ عمرو و چالاک برائے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا
طلسم صندل پر و فتح طلسم مذکور تا بہ در بند مہر و ماہ جادو و حالات حصول لوح از شکم گاؤ آتش ہا جادو
اور دم دیگر شاہزادہ اسد کو لوح لیجانا مکار جادو کا ہنگامہ عظیم ہونا باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے وعیاری
خواجہ عمرو بہ شکل شاہنشاہ جنات اور لوح کا جانا شکم زمہریر جادو مین کہ جو دریائے نیل مین
رہتا ہے و داستانہائے حجرہ ہفت بلا و دیگر داستانہائے متعلق جلد ہذا ثانی و الاکمین ان داستانہائے رنگین سے حظ اٹھا ئیں

## خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق ارض و سما کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک دریائے
ناپید اکنار ہے اور جس کے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کئی کئی جلدون مین ختم ہے اور بعض جلد کے
بھی بوجہ ضخامت بسیار کئی حصہ ہین اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ و طبع کا بار مالک مطبع
ہذا نے اپنے ذمہ لیا اور ہر شخص کم مایہ کو بھی کوڑیون کے مول مین اس گلستان ہمیشہ بہار کی
سیر سے محظوظ کر دیا۔ دفتر اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر
سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین
صاحب داستان گو نے بفرمایش مطبع کیا اور یہ جلدین طبع بھی ہوگئین۔ دفتر پنجم طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے اور جسکی سات جلدین ہین اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ منشی
بیبدل منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ استاد مسلم الثبوت منشی
احمد حسین صاحب قمر نے فرمایا۔ ان ساتون جلد طلسم ہوشربا کا ترجمہ ان دونون عالی شان
مترجمون نے بعبارت رنگین مثل عبارت فسانہ عجائب کیا ہے فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہے
جو علم ادب سے متعلق ہے۔ اسی وجہ سے بار بار طبع ہو کر یہ جلدین فروخت ہو رہی ہین چنانچہ
اب تیسری مرتبہ یہ حصہ ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
طبع ہو کر جلوہ افروز نظر شائقین ہوا اور دوسری جلدین جو اس سے متعلق ہین وہ بھی طبع ہو چکی ہین۔

اعلان۔ اس کتاب کی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء نمبر ۱۹ فروری ۱۸۹۲ء کو ہو گئی ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرماوین۔


لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دلی ۲

